کِتابُ النِّکاح سے کتابُ الوقف تک فتاویٰ کا مجموعہ

فتاویٰ علیمیہ

2

محقق عصر تاج الفقہاء مفتی
محمد اختر حسین قادری

شبیر برادرز

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خوشخبری

علماء اہلسنت کی کتب PDF میں
حاصل کرنے کیلئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن
کریں
https://t.me/tehqiqat
گوگل سے ڈاؤن لوڈ کرنے لئے
https://
archive.org/details/
@zohaibhasanattari



طالب دعا زوہیب حسن عطاری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کتاب النکاح سے کتاب الوقف تک فتاوی کا مجموعہ

العطایا الالٰہیہ فی الفتاوی العلیمیۃ

2

معروف بہ

فتاوی علیمیہ

مصنف

محقق عصر تاج الفقہاء مفتی محمد اختر حسین قادری

استاذ فقہ و معقولات و صدر شعبہ افتاء دار العلوم علیمیہ

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

for more books click on the link

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

هو القادر

جمیع حقوق الطبع محفوظ للناشر
All rights are reserved
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

فتاوی علیمیہ

مصنف ——— محمد اختر حسین قادری
بااہتمام ——— ملک شبیر حسین
سن اشاعت ——— فروری
سرورق ——— اے ایف ایس ایڈورٹائزرز
طباعت ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ہدیہ ——— روپے

شبیر برادرز
زبیدا سنٹر، ۴۰، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

تنبیہ

ہمارا ادارہ شبیر برادرز کا نام بغیر ہماری تحریری اجازت بطور ملنے کا پتہ، ڈسٹری بیوٹر، ناشر یا تقسیم کنندگان وغیرہ میں نہ لکھا جائے۔ بصورت دیگر اس کی تمام تر ذمہ داری کتاب طبع کروانے والے پر ہوگی۔ ادارہ ہذا اس کا جواب دہ نہ ہوگا اور ایسا کرنے والے کے خلاف ادارہ قانونی کارروائی کا حق رکھتا ہے۔

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۷۸۶
۹۲

نذر عقیدت

برکۃ المصطفیٰ فی الہند محقق جلیل الشان
عاشق رسول انام ناشر احادیث نبویہ علامہ اجل

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت ۹۵۸ھ وفات ۱۰۵۲ھ

کی بارگاہ ناز میں نذر حقیر حاضر ہے
گر قبول افتد زہے عز و شرف

نیاز کیش
محمد اختر حسین قادری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۷۸۶
۹۲

خراج عقیدت

عطائے امام اعظم مجتہد وقت موید فقہ حنفی محقق علی الاطلاق علامہ زمان

امام ابن ہمام صاحب فتح القدیر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت ۷۹۰ھ وفات ۸۶۱ھ

اور

خاتم المحققین شیخ الاسلام والمسلمین علامہ

سید محمد امین بن عابدین شامی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت ۱۱۹۸ھ وفات ۱۲۵۲ھ

کے دربار ذی وقار میں پیش ہے

طالب فیضان

محمد اختر حسین قادری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رضویات کے خزانہ میں نادر زمن اضافہ

صاحب تصانیف کثیرہ ماہر رضویات مناظر اہلسنت عزت مآب حضرت علامہ مولانا عبد الستار ہمدانی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی سربراہ اعلی دار العلوم غوث اعظم پور بندر گجرات

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعلیحضرت، عظیم البرکت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا محقق البریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے تلمیذ ومرید اور مجاز وخلیفہ مبلغ اسلام، قاطع شرک وکفر، حامئ سنت، ماحئ بدعت وضلالت حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۵/ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۳/ اپریل ۱۹۰۲ء کو صوبہ یوپی کے تاریخی شہر میرٹھ میں ہوئی۔

آپ نے صرف سولہ سال کی عمر میں جامعہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ سے درس نظامی کی تکمیل کر کے عالم وفاضل کی سند حاصل کی۔ ۱۹۱۷ء میں بی۔اے کی ڈگری حاصل کی بعدہ آپ بریلی شریف گئے اور امام اہلسنت اعلیحضرت امام احمد رضا محقق بریلوی سے قادری سلسلہ میں بیعت کی۔ اور خرقہ خلافت کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے۔ آپ نے دین واسلام کی نشر واشاعت اور خدمات کے لیے اپنی زندگی وقف فرمادی تھی۔ انگریزی زبان میں آپ بہت روانی اور سرعت سے عام فہم اور دلکش انداز میں تقریر کرنے کی صلاحیت تامہ کے حامل تھے۔ چالیس سال تک افریقہ، امریکہ، انگلینڈ، انڈونیشیا، ملایا، سنگاپور اور دیگر ممالک میں اپنے محدود وسائل کے باوجود اسلام کا عالمگیر پیغام پہنچایا۔ آپ کے دست برحق پر پچاس ہزار سے زائد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ اور دولت ایمان سے سرفراز ہوئے۔ مفکر اسلام کی حیثیت سے عالمی پیمانے پر آپ کے نام کا ڈنکا بجتا رہا۔ متعدد کانفرنسیں منعقد کیں۔ تبلیغی واشاعتی سوسائیٹیاں، لائبریریاں، کالج، مدارس اور مساجد قائم کیں۔ ۱۹۵۱ء میں پوری دنیا کا طویل دورہ کیا اور دلائل وبراہین کی روشنی میں اسلام کا پیغام دیا۔ نتیجہ مختلف ممالک کے بااثر اور نامور اشخاص نے حق وصداقت کا اثر قبول کیا۔ آپ نے متعدد معتبر و مستند ومعتمد تصانیف ارقام فرمائی ہیں۔ جن میں (۱) ذکر حبیب (۲) کتاب تصوف (۳) بہار شباب اور دیگر تصانیف شامل ہیں۔ آپ نے ۲۲/ ذی الحجہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۲/ اگست ۱۹۵۴ء کو مدینہ منور میں وفات پائی۔ اور مدینہ شریف کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

آپ نے باقیات الصالحات کی حیثیت سے سینکڑوں مدارس، ہزاروں تلامذہ اور لاکھوں کی تعداد میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مریدین ومتوسلین کا حلقہ اپنی علمی وروحانی وراثت کے طور پر ملت اسلامیہ کے لیے ترکہ میں عطا فرمایا۔ان میں سے ایک یادگار صوبہ یوپی کے جمدا شاہی میں واقع عظیم ادارہ دارالعلوم علیمیہ ہے۔اس ادارہ سے بے شمار تشنگان علم اپنی علمی پیاس بجھا کر اب خود سبیل رواں کی حیثیت سے قوم وملت کی آبیاری کر رہے ہیں۔

دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی کا شمار ملک کے عظیم سنی اداروں میں ہوتا ہے ذی استعداد اور خلوص وبے لوثی کے پیکر جمیل اساتذہ کرام تلامذہ کو اپنا خون جگر پلا کر علوم وعرفان کا حسین نمونہ بناتے ہیں۔انہیں لائق صد احترام اور واجب التعظیم،اساتذہ کے،''جیش رضا'' میں ایک ذات گرامی ایسی ہے جو اہلسنت کی آبرو،مشائخ عظام کا محبوب نظر ،اکابر علما کا مطمح نظر،اصاغر علما کا ہادی ورہبر،مسند تدریس کی شان،فتوی نویسی کی آن بان،دلائل وبراہین کا کوہ ہمالیہ ،علوم وعرفان کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر،فاضل جلیل،عالم نبیل،ذی مرتبت مفتی،مصنف جلیل،مناظر عظیم،مقرر رطب اللسان،واعظ شعلہ بیان،منافقوں کے لیے سیف حیدری،مومنوں کے سپر ومحافظ،علوم ومعارف وفنون میں ہر فن مولی ،مسلک اعلیحضرت کا باوقار علمبردار،رضویات کے جذبہ حق کا سپہ سالار،خلوص وتقوی کا پیکر جمیل،دلیری وجوانمردی کا بطل نامور،میرے مخلص کرم فرماں،میرے پیارے جیجا حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری صاحب قبلہ دامت برکاتھم القدسیہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ۔ دارالعلوم جمدا شاہی کے صدر مفتی کی حیثیت سے فتوی نویسی کی خدمت میں آپ کا قلم شب وروز رواں دواں رہتا ہے اور کلک رضا کا جوہر دکھلاتا رہتا ہے۔حضرت علامہ مفتی محمد اختر حسین قادری کے فتاوی کے بنام''فتاوی علیمیہ'' جلد اول اور جلد دوم زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آنے کی سعادت پا رہے ہیں اور سرور وطرب کے ساز وسامان کے ساتھ ان کی آمد آمد ہو رہی ہے جس کا سہرہ کتب خانہ امجدیہ دہلی اور مکتبہ علیمیہ خلیل آباد کے سر پر مشترکہ طور پر باندھا جائے گا۔

فقیر اس نیک وسعید موقع پر قلب کی گہرائی سے صد مبارک باد کی صدا اور ترنم ریزی کا فریضہ بطور شکر ادا کرنے کی سعی کرتا ہے۔دعا ہے کہ مولی تعالی اپنے محبوب اعظم واکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل ''فتاوی علیمیہ'' کی بیش بہا اشاعت کو عوام وخواص میں مقبول فرمائے اور ملت اسلامیہ کو اس اشاعت سے مستفیض ومستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

فقط خیر اندیش دعا گو

عبدالستار ہمدانی مصروف نوری برکاتی

بمقام پور بندر،گجرات

مورخہ ۲۷/محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۸/اکتوبر ۲۰۱۷ء بروز چہار شنبہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فہرست مسائل فتاویٰ علیمیہ دوم

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

۱	کسی نے کہا جب جب شادی کروں تو طلاق اب نکاح کی کیا صورت ہے؟	۲۶
۲	وکیل کے ساتھ متوکلہ کا نکاح کیسا ہے؟	۲۶
۳	گونگے کا نکاح	۲۷
۴	صلح کلی قاضی سے نکاح پڑھوانا	۲۸
۵	سسر نے بہو کو شہوت سے دانت کاٹا تو	۲۹
۶	کسی کی منکوحہ سے نکاح کرنا کیسا؟	۳۱
۷	زنا سے پیدا شدہ بہن سے نکاح کرنا کیسا؟	۳۲
۸	صرف دو گواہ ہوں تو نکاح ہوگا کہ نہیں؟	۳۳
۹	جانے انجانے میں بدمذہب سے نکاح پڑھایا تو	۳۴
۱۰	چچازاد بھائی بہن سے نکاح	۳۵
۱۱	کیا زبردستی نکاح منعقد ہو جاتا ہے؟	۳۶
۱۲	سگے ماموں کے لڑکے سے نکاح	۳۷
۱۳	مرتد کا نکاح	۳۸
۱۴	اگر لڑکی وہابی شوہر سے قطع تعلق نہ کرے تو	۳۹
۱۵	فرار ہونے والے لڑکے اور لڑکی کا حکم	۴۰
۱۶	نسبندی کرانے والے کا نکاح	۴۱
۱۷	عیسائی سے نکاح کا حکم	۴۱
۱۸	عورت بغیر طلاق دوسرے سے نکاح کرے تو	۴۲
۱۹	تبلیغی عالم و قاضی سے نکاح پڑھوانا	۴۳
۲۰	ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح	۴۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۲۱	آپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرنے پر اعتراض ہو تو	۴۴
۲۲	جس کا چچا وہابی ہو اس سے نکاح	۴۵
۲۳	سنّی کا نکاح اگر دیوبندی پڑھا دے تو	۴۶
۲۴	ایسی عورت سے نکاح جس نے اس کو اپنی بہن بنایا	۴۶
۲۵	کیا نکاح خواں شرعاً قاضی ہوتا ہے	۴۵
۲۶	وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں کر سکتا	۴۸
۲۷	انٹرنیٹ اور ٹیلیفون سے نکاح	۴۹
۲۸	اسلام میں کوٹ میرج	۵۱
۲۹	بیوی کو معلق رکھ کر دوسری شادی کرنا	۵۳
۳۰	گواہوں کے بغیر نکاح	۵۳
۳۱	ٹیلی فون کے ذریعہ انعقاد نکاح کی ایک صورت	۵۵
۳۲	نکاح کے صیغے	۵۷
۳۳	فلموں میں ہونے والا نکاح شرعاً معتبر ہے کہ نہیں؟	۵۸
۳۴	ولد الحرام سے نکاح	۶۰
۳۵	کیا نکاح دولہا یا دولہن کی آبادی میں ضروری ہے؟	۶۱
۳۶	دیوبندی سے نکاح پڑھانا کیسا؟	۶۲
۳۷	دیوبندی سے نکاح و دیگر تعلقات	۶۳
۳۸	نکاح میں گانا بجانا	۶۶
۳۹	نکاح میں باپ کی جگہ پرورش کرنے والے کا نام لیا تو	۶۷
۴۰	بغیر طلاق دوسرا نکاح کرنا	۶۸
۴۱	ٹیلی فون کے ذریعہ نکاح کا حکم	۶۹
	محرمات کا بیان	"
۴۲	بہو اپنے خسر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہے	۷۱
۴۳	کسی کے نکاح میں ہوتے ہوئے عورت کا دوسرا نکاح	۷۲
۴۴	نابالغی میں باپ دادا کا کیا ہوا نکاح	۷۳
۴۵	پہلے شوہر کی طلاق کے بغیر دوسرا نکاح	۷۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۴۶	ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی سگی بہن سے نکاح	۷۵
۴۷	عدت کے اندر نکاح	۷۶
۴۸	لاعلمی میں عدت کے اندر نکاح فاسد ہے	۷۷
۴۹	بغیر طلاق دوسرے مرد سے نکاح ناجائز	۷۸
۵۰	خسر نے بہو کا ہاتھ شہوت سے پکڑا تو	۷۹
۵۱	سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح	۸۰
۵۲	زنا سے پیدا ہونے والے بچے کی کفالت	۸۱
۵۳	حالت حمل میں نکاح	۸۲
۵۴	ناجائز حمل میں نکاح	۸۲
۵۵	لڑکی سے بشہوت بوسہ وکنار کرنے کے سبب لڑکی کی ماں ہمیشہ کے لئے حرام	۸۳
۵۶	باپ کا بہو سے زنا کرنے کا حکم	۸۴
۵۷	ماموں زاد بھائی بہن کا عقد	۸۵
	ولی و کفو کا بیان	
۵۸	غیر کفو میں نکاح بغیر ولی کی اجازت کے صحیح نہیں	۸۶
۵۹	کفاءت کا اعتبار صرف مرد کی طرف سے ہوتا ہے	۸۷
۶۰	اگر بالغ لڑکا لڑکی ولی کی اطلاع کے بغیر نکاح کرلیں تو	۸۸
۶۱	ولی کی اجازت کے بغیر لڑکی کا اپنے کفو میں نکاح کرنا	۸۹
۶۲	دور کے رشتے دار کا کیا ہوا نکاح	۹۰
۶۳	عالم ہر ایک کا کفو ہے یہ مطلقاً نہیں	۹۲
۶۴	باپ کی موجودگی میں ماں نکاح کی ولی نہیں	۹۳
۶۵	عاقلہ بالغہ کا بغیر ولی کی اجازت کے کفو میں نکاح	۹۵
۶۶	شافعیہ لڑکی حنفی سے بلا اجازت ولی نکاح کرے تو	۹۹
	مہر کا بیان	
۶۷	مہر فاطمی کی مقدار اور آج اس کی قیمت	۱۰۰
۶۸	مہر کی اقل مقدار اور جدید وزن سے اس کی مقدار	۱۰۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۶۹	کیا باکرہ اور ثیبہ کے مہر میں شرعاً کچھ فرق ہے؟	۱۰۲

جہیز کا بیان

۷۰	دولہن کو ملے تحفے میں ملکیت کس کی؟	۱۰۳
۷۱	کیا لڑکی والے سامان جہیز کی واپسی کا مطالبہ کر سکتے ہیں؟	۱۰۴

کافر و مرتد کے نکاح کا بیان

۷۲	کلمہ پڑھانے کے بعد فوراً دیوبندی کا نکاح	۱۰۸
۷۳	عیسائی مرد سے شادی کرنے والی عورت کا حکم	۱۰۹
۷۴	کافر و مسلم سے پیدا ہونے والا بچہ	۱۱۰
۷۵	دیوبندی کا نکاح پڑھانے والا	۱۱۱
۷۶	بدمذہب جماعتوں سے نکاح	۱۱۲
۷۷	وہابی کافر و مرتد ہیں ان کا نکاح کسی سے جائز نہیں	۱۱۳
۷۸	وہابی کی سنی لڑکی سے نکاح جائز ہے؟	۱۱۶
۷۹	آج کل رافضی عموماً تبرائی ہوتے ہیں	۱۱۷
۸۰	جو دیوبندی اپنے مولویوں کے کفری عقائد پر مطلع نہیں وہ	۱۱۹
۸۱	مسلم لڑکی کا ہندو لڑکے سے نکاح	۱۲۱
۸۲	اللہ کی نافرمانی میں کسی کی فرمانبرداری نہیں	۱۲۳
۸۳	دیوبندی مرتد ہے تو	۱۲۵
۸۴	وہابی کے ساتھ نکاح کرنے والے گنہگار ہیں	۱۲۷
۸۵	دیوبندی سے بعد توبہ فوراً نکاح نہیں	۱۲۸
۸۶	غیر مقلدین سے نکاح کا حکم	۱۳۰
۸۷	وہابی کے نکاح میں گواہ بننے والوں کا حکم	۱۳۱

رضاعت کا بیان

۸۸	دودھ پلانے والی کا بیان مضطرب ہو تو	۱۳۳
۸۹	رضاعی بھائی بہن کا آپس میں نکاح	۱۳۴
۹۰	بینک میں جمع دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟	۱۳۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان

۹۱	بغیر حلالہ دوبارہ بیوی کو رکھنا کیسا ہے؟	۱۴۰
۹۲	محل شرط کے فوت ہونے سے تعلیق باطل ہو جاتی ہے	۱۴۰
۹۳	آسیبی خلل کی حالت میں طلاق دی تو؟	۱۴۲
۹۴	طلاق معلق کا حکم	۱۴۳
۹۵	فون پر طلاق	۱۴۵
۹۶	نباہ کی صورت نہ ہو تو؟	۱۴۵
۹۷	کیا ایس ایم ایس کرنے سے طلاق ہو جائے گی	۱۴۷
۹۸	بچہ دانی نہ ہونے پر طلاق دینا کیسا ہے؟	۱۴۸
۹۹	طلاق میں شک ہو تو؟	۱۴۹
۱۰۰	طلاق دے کر انکار کرے تو؟	۱۵۰
۱۰۱	دو طلاق کے بعد بیوی کو لوٹانے کا حکم	۱۵۱
۱۰۲	کیا صحیح کلی سے اس کی بیوی خلع لے سکتی ہے؟	۱۵۲
۱۰۳	مرگی کی حالت میں طلاق دی تو؟	۱۵۴
۱۰۴	جو بغیر حلالہ بیوی کو رکھے تو؟	۱۵۵
۱۰۵	لفظ طلاق ایک مرتبہ اور دیتا ہوں چھ مرتبہ کہا تو؟	۱۵۵
۱۰۶	دو مرتبہ طلاق کے بعد بیوی کے ساتھ رہنا چاہے تو؟	۱۵۶
۱۰۷	حالت نشہ کی طلاق کا حکم	۱۵۷
۱۰۸	خط کے ذریعے طلاق کا حکم	۱۵۸
۱۰۹	جو نہ بیوی کو لائے نہ طلاق دے تو؟	۱۵۹
۱۱۰	کہا تجھے سنت کے مطابق طلاق تو کیا حکم ہے؟	۱۶۰
۱۱۱	کہا حالت نشہ میں طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے؟	۱۶۱
۱۱۲	غصہ میں، حالت حیض میں اور فون پر طلاق کا حکم	۱۶۳
۱۱۳	تین طلاق دینے کے بعد بیوی کو رکھنے کی کیا صورت ہے؟	۱۶۴
۱۱۴	کیا طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کا سننا ضروری ہے؟	۱۶۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۱۵	کیا طلاق کے لئے تحریر ضروری ہے؟	۱۶۶
۱۱۶	کیا ڈرانے سے طلاق دینے سے طلاق ہو جائے گی؟	۱۶۶
۱۱۷	کیا ڈرا دھمکا کر طلاق لینے سے طلاق ہو جائے گی؟	۱۶۷
۱۱۸	حرام کار عورت کو طلاق دے یا کیا کرے؟	۱۶۸
۱۱۹	طلاق دینے میں شک ہو تو؟	۱۶۹
۱۲۰	کیا وکیل کے طلاق لکھ دینے سے طلاق ہو جائے گی؟	۱۷۱
۱۲۱	بیوی طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر منکر ہو تو؟	۱۷۲
۱۲۲	شوہر کو اگر مرگی آتی ہو تو کیا طلاق کا مطالبہ درست ہے؟	۱۷۲
۱۲۳	کیا شوہر جس وقت طلاق کا اقرار کرے اس وقت؟	۱۷۳
۱۲۴	کسی شرط پر طلاق معلق کرنے کا حکم؟	۱۷۵
۱۲۵	کیا بغیر اضافت طلاق ہو جائے گی؟	۱۷۶
۱۲۶	کیا حلالہ میں وطی ضروری ہے؟	۱۷۷
۱۲۷	طلاق دینے کا اختیار شوہر کو ہے؟	۱۷۹
۱۲۸	کیا اقرار طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے؟	۱۸۰
۱۲۹	جو دوستوں سے کہتا پھرے کہ میں نے بیوی کو طلاق دے دی	۱۸۱
۱۳۰	کیا حاملہ عورت پر طلاق ہو جاتی ہے؟	۱۸۲
۱۳۱	کیا بذریعہ خط طلاق ہو جاتی ہے؟	۱۸۳
۱۳۲	ایک مجلس میں تین طلاق کا حکم	۱۸۳
۱۳۳	شوہر کے علاوہ کوئی اور طلاق دے تو	۱۸۴
۱۳۴	شوہر نے کہا مجھے طلاق ہے تو	۱۸۴
۱۳۵	تین طلاق دے کر دو کا اقرار کرے تو	۱۸۶
۱۳۶	انتقال سے نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں	۱۸۸
۱۳۷	طلاق ثلاثہ کی تفصیل اور رد غیر مقلدین	۱۸۹
۱۳۸	بغیر وطی طلاق دی تو کیا حکم ہے؟	۲۰۱
۱۳۹	بیوی سے کہا تمہیں آزاد کرتا ہوں تو	۲۰۲
۱۴۰	بیوی سے کہا تمہیں اپنی زندگی سے بے دخل کرتا ہوں	۲۰۳
۱۴۱	بیوی سے کہا تم سے اپنا رشتہ منقطع کرتا ہوں	۲۰۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۴۲	کسی نے کہا میں جب جب شادی کروں تو بیوی کو تین طلاق	۲۰۵
۱۴۳	کیا وقوع شرط سے پہلے طلاق ہوسکتی ہے؟	۲۰۵

نسب ثابت ہونے کا بیان

۱۴۴	حمل کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟	۲۰۷
۱۴۵	شادی کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو؟	۲۰۸
۱۴۶	شادی کے تین سال بعد بچہ پیدا ہوا تو؟	۲۰۹
۱۴۷	مرتد کا بچہ کیسا ہے؟	۲۱۰
۱۴۸	نکاح کے تین ماہ بعد بچہ کی ولادت کا حکم	۲۱۱

نفقہ اور عدت کا بیان

۱۴۹	مطلقہ ایام عدت میں شوہر سے کیا کیا حق طلب کرسکتی ہے؟	۲۱۲
۱۵۰	شوہر شرابی ہو تو چھٹکارہ کی کیا صورت ہے؟	۲۱۴
۱۵۱	جو والدین کو خرچ نہ دے تو؟	۲۱۵

کتاب الحلف والایمان

قسم اور منت کا بیان

۱۵۲	قرآن مقدس کی جھوٹی قسم کھائے تو؟	۲۱۸
۱۵۳	قرآن مقدس اٹھانے والے کا حکم	۲۱۹
۱۵۴	معمولی بات پر قرآن ہاتھ میں لے کر قسم کھانا کیسا؟	۲۲۰
۱۵۵	متعین دنوں میں روزہ کی منت مان کر نہ رکھ سکا تو؟	۲۲۰
۱۵۴	روزہ کی منت مانی مگر اب نہ جسمانی قوت ہے نہ فدیہ دینے کی حیثیت تو؟	۲۲۱
۱۵۵	بزرگوں کی نذر کا سامان علما و سادات لے سکتے ہیں یا نہیں؟	۲۲۱
۱۵۶	بھگوان کی قسم کھانا کیسا ہے؟	۲۲۲

کتاب الحدود والتعزیر

حدود و تعزیر کا بیان

۱۵۷	کسی کی منکوحہ کو بیوی بنا کر رکھے تو؟	۲۲۵
۱۵۸	زید کا لڑکا بدکاری میں ملوث ہے تو زید کا کیا حکم ہے؟	۲۲۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۵۹	غیر مسلم عورت سے ہمبستری بھی زنا ہے	۲۲۷
۱۶۰	سماجی بائیکاٹ ہو تو برادری میں شامل کرنے کی صورت	۲۲۷
۱۶۱	کسی نے اپنی بھتیجی سے زنا کیا تو؟	۲۲۸
۱۶۲	زنا کی تہمت لگانے والے پر شریعت کا حکم	۲۲۹
۱۶۳	جو اپنی بیٹی سے زنا کرے اس کا حکم	۲۳۰
۱۶۴	بیٹے کی بیوی سے زنا کرے تو؟	۲۳۱
۱۶۵	سالی سے زنا کرنے والے کا حکم	۲۳۳
۱۶۶	ایک لڑکی غیر مسلم کے ساتھ فرار ہو گئی تو؟	۲۳۴
۱۶۷	جس کی لڑکی ہندو کے ساتھ فرار ہو گئی اس کا حکم	۲۳۵
۱۶۸	کسی جرم پر منہ میں کالک لگا کر گھمانا کیسا ہے؟	۲۳۶
۱۶۹	مالی جرمانہ لینا شرعاً کیا ہے؟	۲۳۷
۱۷۰	وہابی دیوبندی کو خبیث مردود کہنا کیسا ہے؟	۲۳۸
۱۷۱	اگر کافر حاکم کسی پر حد لگائے تو گناہ ختم ہو گا یا نہیں؟	۲۳۹

کتاب السیر

سیر کا بیان

۱۷۲	ہندوستان دار الحرب یا دار السلام	۲۴۲
۱۷۳	عرب میں کافر ہو سکتے ہیں یا نہیں؟	۲۴۳
۱۷۴	تقلید ائمہ کس دلیل سے ثابت ہے؟	۲۴۷
۱۷۵	کتابی کسے کہتے ہیں؟	۲۴۸
۱۷۶	رافضیوں کی قسمیں	۲۴۹
۱۷۷	سرکار دو عالم کیا اعلان نبوت سے قبل نبی نہیں تھے؟	۲۵۰
۱۷۸	غیر خدا کو حاضر و ناظر ماننا کیسا؟	۲۵۱
۱۷۹	صرف "لا الہ الا اللہ" کہنے والے کا حکم	۲۵۳
۱۸۰	"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلطی کی" یہ کہنا کیسا ہے؟	۲۵۶
۱۸۱	کیا ہندو کافر نہیں ہے؟	۲۵۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۱۸۲	سوکھا کے پاس کچھ پوچھنے کے لئے جانا کیسا؟	۲۶۰
۱۸۳	نماز اور کلمہ جلالت کو مزاحیہ انداز میں کہنا کیسا؟	۲۶۰
۱۸۴	مندر بنانے کے لئے زمین دینے والے کا حکم	۲۶۳
۱۸۵	جو کہے ''عقائد کے جھگڑوں میں نہ جاؤ'' تو؟	۲۶۴
۱۸۶	علمائے دین کی توہین کرنا کیسا ہے؟	۲۶۶
۱۸۷	چھٹ منانا دیوالی میں دیا جلانا کیسا ہے؟	۲۶۷
۱۸۸	کیا کافر کو کافر کہا جا سکتا ہے؟	۲۶۹
۱۸۹	کسی ولی کو نبی سے افضل کہنا کیسا ہے؟	۲۶۹
۱۹۰	ایمان و کفر سے متعلق چند سوالات	۲۷۱
۱۹۱	سنی ہونے کی قسم کھائے تو؟	۲۷۵
۱۹۲	آپریشن والا آدمی حشر میں کیسے اٹھے گا؟	۲۷۶
۱۹۳	دیوبندی کا نکاح و جنازہ	۲۷۶
۱۹۴	دیوبندی کی اقتدا کرنے والے کا حکم	۲۷۰
۱۹۵	دیوبندی فرقہ کو اچھا سمجھنا کیسا؟	۲۷۹
۱۹۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ سمجھنے والے کا حکم	۲۸۰
۱۹۷	قرآن کو نہ ماننے والے کا حکم	۲۸۴
۱۹۸	نظریہ وحدت ادیان کے احکام	۲۸۴
۱۹۹	کیا یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں؟	۲۸۸
۲۰۰	کسی کی صحابیت کا انکار کرنا کیسا؟	۲۸۹
۲۰۱	کسی مسلمان کو کافر کہنا کیسا ہے؟	۲۸۹
۲۰۲	عقائد وہابیہ کی تردید	۲۹۱
۲۰۳	اگر سنی کہے کہ ہم بھی وہابی ہو گئے تو؟	۲۹۶
۲۰۴	اسلام و سنیت کی توہین کرنے والا	۲۹۶
۲۰۵	شنکر اور کرشن کو پیغمبر کہنے والے کا حکم	۲۹۸
۲۰۶	کفار کے مذہبی تہواروں میں شریک ہونا کیسا ہے؟	۲۹۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۲۰۷	حکم شرع کا انکار کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟	۳۰۱
۲۰۸	علما کی توہین کرنا کیسا؟	۳۰۲
۲۰۹	ہولی کھیلنا کیسا ہے؟	۳۰۲
۲۱۰	بتوں کے سامنے سجدہ کرنا کیسا؟	۳۰۳
۲۱۱	جو کافر اسلام لانا چاہے اس کی مخالفت کا حکم	۳۰۴
۲۱۲	فتوی کو نہ ماننے والے پر شرعی حکم	۳۰۵
۲۱۳	غیر مسلموں سے تعلق رکھنا	۳۰۷
۲۱۴	کیا صرف زبانی کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہو جائے گا	۳۰۸
۲۱۵	کسی سے ہیلو اللہ کہنا	۳۰۹
۲۱۶	اب قیامت تک جتنے بھی نبی آئیں گے یہ جملہ کہنا کیسا؟	۳۱۰
۲۱۷	ہندوؤں کے مذہبی جلوس میں شرکت	۳۱۲
۲۱۸	ہندوؤں کے مذہبی تہواروں میں چندہ دینا	۳۱۳
۲۱۹	احکام شرع کی تحقیر کرنا	۳۱۴
۲۲۰	جادو منتر ختم کروانے کے لئے سوکھا کو بلانا	۳۱۸
۲۲۱	جو کہے میں کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا	۳۲۰
۲۲۲	کفر فقہی کے مرتکب کو پیشوا بنانا	۳۲۲
۲۲۳	کفار کے مذہبی رہنماؤں کا استقبال کرنا	۳۲۳
۲۲۴	قرآن مقدس کو گالی دینا	۳۲۵
۲۲۵	جو کہے سنی وہابی فالتو کا جھگڑا ہے تو؟	۳۲۵
۲۲۶	جو کالی رام کی تصویر کو پھول پہنائے اس کا حکم	۳۲۶
۲۲۷	آر ایس ایس کی یاترا میں شریک ہونا	۳۲۷
۲۲۸	جو غیر مقلد ضروریات دین کا منکر نہ ہو	۳۲۸
۲۲۹	بلا ثبوت کسی کو دیوبندی کہنا	۳۳۰
۲۳۰	دیوبندیوں سے رشتہ کرنا	۳۳۲
۲۳۱	کیا ہر دیوبندی کافر نہیں	۳۳۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۲۳۲	جو کہے ہم وہابی سنی سب مانتے ہیں	۳۳۴
۲۳۳	قادیانی کوئی فرقہ ہے	۳۳۶
۲۳۴	کسی سنی صحیح العقیدہ کو دیوبندی کہنے والے کا حکم	۳۳۹
۲۳۵	دیوبندی کے یہاں عقد کرنا کیسا؟	۳۴۲
۲۳۶	جو کہے کہ میں سنیت کو اپنے گاؤں سے مٹادوں گا	۳۴۴
۲۳۷	دیوبندیوں کی عبارتوں پر کفر کا فتوی دے مگر	۳۴۵
۲۳۸	ناواقفیت کی بنا پر تبلیغی جماعت میں جانے والا	۳۴۶
۲۳۹	دیوبندی عبارتوں کے بارے میں یہ کہنا کہ چھاپنے والوں پر اعتبار نہیں	۳۴۷
۲۴۰	دیوبندی وہابی اور صلح کلی کسے کہتے ہیں؟	۳۴۸
۲۴۱	حسام الحرمین کو حق ماننے والے کو دیوبندی کہنا	۳۵۰
۲۴۲	حضرت امیر معاویہ اور حضرت امام اعظم کے گستاخ کا حکم	۳۵۱
۲۴۳	صحابہ اور علما کی شان میں گستاخی کرنے والا جاہل پیر	۳۵۳
۲۴۴	کسی عالم دین کو کبیر داس سے بدتر کہنا کیسا ہے؟	۳۵۶
۲۴۵	دیوبندی کا نکاح پڑھانے والے کا حکم	۳۵۷
۲۴۶	ہولی دیوالی منانا کیسا ہے؟	۳۵۹
۲۴۷	قرآن مجید پر پیر رکھ کر کھڑا ہونا کفر ہے	۳۶۰
۲۴۸	توہین علما کرنے والے کا حکم	۳۶۱
۲۴۹	بلا ثبوت بدعقیدہ کہنا کیسا؟	۳۶۲
۲۵۰	ٹائی کا حکم ڈاکٹر طاہر القادری کا عقیدہ راشٹریہ گیت کا حکم	۳۶۳
۲۵۱	دیوبندی عقائد سے ناواقف رشتہ داروں کا حکم	۳۶۷
۲۵۲	سنی وہابی کو برابر کہنے کا حکم	۳۶۸
۲۵۳	وندے ماترم اور بھارت ماتا کی جے کہنا کیسا ہے؟	۳۷۰
۲۵۴	ڈاکٹر طاہر القادری کے عقائد اور اس کا حکم	۳۷۴
۲۵۵	مذاق کے طور پر مسائل بیان کر کے ہنسنا کھیلنا کیسا ہے؟	۳۷۴
۲۵۶	مردہ جلانے کو دفن کرنے سے بہتر کہنا کیسا ہے؟	۳۷۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۲۵۷	اہل قبلہ کی تعریف اوران کی تکفیر کا بیان	۳۷۶
۲۵۸	یہود ونصاریٰ کفار ہیں یا نہیں؟	۳۸۰
۲۵۹	وہابی دیوبندی کی جانچ اور تحقیق کا کیا طریقہ ہے	۳۸۱
۲۶۰	کیا عام دیوبندی ووہابی بھی کافر ہیں؟	۳۸۲
۲۶۱	کیا کفر فقہی کے مرتکب کو کافر کہا جاسکتا ہے؟	۳۸۴
۲۶۲	رہنے دے راز کھل گیا بندہ بھی تو خدا بھی تو کہنا کیسا ہے؟	۳۸۸
۲۶۳	اہل ہوی وبدعت کا حکم	۳۸۲
۲۶۴	کیا ندائے ''یا محمد'' درست ہے؟	۴۰۰
۲۶۵	کفر وشرک میں کیا فرق ہے؟	۴۰۶
۲۶۶	کیا انبیا واولیا کو وسیلہ بنانا شرک ہے	۴۰۷
۲۶۷	اپنے پیر کو خدا کہنے والے کا حکم	۴۱۱
۲۶۸	وظیفہ ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی'' کا حکم	۴۱۳

کتاب المفقود

مفقود کا بیان

۲۶۹	مفقود الخبر کی بیوی کے بارے میں کیا حکم ہے؟	۴۲۰
۲۷۰	کیا زن مفقود الخبر کا نکاح اس کے والدین کر سکتے ہیں؟	۴۲۱
۲۷۱	اگر شوہر ایک طویل زمانہ سے کو ما میں ہو تو؟	۴۲۲
۲۷۲	زن مفقود کا نکاح ہوا پھر پہلا شوہر آ گیا تو؟	۴۲۴

کتاب الشرکة

شرکت کا بیان

۲۷۳	باپ سے الگ لڑکے نے جو کمایا وہ کس کا ہے؟	۴۲۷
۲۷۴	اگر لڑکا باپ کے مکان میں روپے خرچ کرے تو؟	۴۲۸
۲۷۶	جو لڑکا باپ کی زمین میں اکیلے درخت لگائے تو؟	۴۲۹
۲۷۶	چند بھائیوں نے کما کر کوئی جائداد بنائی تو کیا سب اس میں برابر کے شریک ہیں؟	۴۳۰
۲۷۷	بھائیوں نے جو کچھ کمایا وہ اس کے مستقل مالک ہیں	۴۳۲
۲۷۸	جو جائداد باپ بیٹوں کی مشترکہ کمائی سے بنی اس کا مالک کون؟	۴۳۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کتاب الوقف

وقف کا بیان

۲۷۹	باپ نے زمین وقف کی تو کیا بیٹا لے سکتا ہے؟	۴۳۷
۲۸۰	مدرسہ توڑ کر مسجد بنانا کیسا ہے؟	۴۳۹
۲۸۱	دیہات میں عیدگاہ کے لئے وقف تام ہے یا نہیں؟	۴۴۰
۲۸۲	کیا سامان وقف کو کرایہ پر دینا جائز ہے؟	۴۴۱
۲۸۳	کیا زمین موقوفہ کو واقف اپنے کام لاسکتا ہے؟	۴۴۲
۲۸۴	دینی دارالعلوم کو اسکول بنانا کیسا ہے؟	۴۴۳
۲۸۵	جس کار خیر کے لئے چندہ کیا گیا اس کے علاوہ میں خرچ کرنا	۴۴۴
۲۸۶	وقف نامہ کی شرعی حیثیت	۴۴۵
۲۸۷	مسجد کا چندہ کر کے حساب نہ دے تو؟	۴۴۷
۲۸۸	احاطۂ مدرسہ میں لگے گورنمنٹی نل کا استعمال	۴۴۸
۲۸۹	بنجر زمین کا مالک کون ہے؟	۴۴۹
۲۹۰	مدرسہ کی عمارت کو خانقاہ بنانا کیسا؟	۴۴۹
۲۹۱	وقفی قبرستان کو کرایہ پر دینا کیسا؟	۴۵۱
۲۹۲	جائداد وقف کا بیع نامہ کرانے کا حکم	۴۵۲
۲۹۳	مسجد و مدرسہ کی رقم سے امام کو حج کرانے کا حکم	۴۵۴
۲۹۴	دارالعلوم کو انگلش میڈیم اسکول بنانا کیسا ہے؟	۴۵۵
۲۹۵	افتادہ اراضی اور چند مسائل وقف	۴۵۶

باب المسجد

مسجد کا بیان

۲۹۶	مسجد کی تعمیر میں گورنمنٹ کا پیسہ لگانا کیسا؟	۴۶۵
۲۹۷	مسجد بنانے کے بعد نیچے دوکان نکالنا کیسا؟	۴۶۶
۲۹۸	ایک مسجد کا چندہ دوسری مسجد کے امام کو بطور نذر دینا	۴۶۷
۲۹۹	کیا دیوار مسجد کے متصل دوکان بنا کر کرایہ پر دینا جائز ہے؟	۴۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۳۰۰	بدمذہب کی نماز جنازہ کا اعلان مسجد کے مائک سے کرنے کا حکم	۴۶۹
۳۰۱	مسجد کی بوسیدہ چٹائی قبر میں رکھنا کیسا ہے؟	۴۷۰
۳۰۲	دیوبندی کا چندہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟	۴۷۱
۳۰۳	مسجد کے مائک سے دنیوی امور کا اعلان	۴۷۲
۳۰۴	مسجد کا کام رکوانے والے کا حکم	۴۷۳
۳۰۵	مسجد کی سجاوٹ ایسی چیز سے کرنا جو مخل نماز ہو	۴۷۵
۳۰۶	مسجد کی رقم اپنے ذاتی کام میں لانا کیسا ہے؟	۴۷۶
۳۰۷	وہابیوں سے میل جول رکھنے والے کو مسجد کا ممبر بنانا کیسا؟	۴۷۸
۳۰۸	مسجد کی تعمیر روکنے والے کے بارے میں شریعت کا حکم	۴۷۹
۳۰۹	مسجد کی چھت پر موبائل کا ٹاور لگانا کیسا؟	۴۸۰
۳۱۰	مسجد کا جو سامان قابل استعمال نہ ہو اس کا بیچنا	۴۸۲
۳۱۱	مسجد کی زمین کو دوسری زمین سے بدلنا	۴۸۲
۳۱۲	بنجر زمین پر دوسرے کے قبضہ کے باوجود وضو خانہ بنانا	۴۸۴
۳۱۳	مسجد میں غیر مسلم نے نل لگایا تو؟	۴۸۵
۳۱۴	مسجد کے چندہ سے امام کا حجرہ بنانا	۴۸۶
۳۱۵	مسجد میں موم بتی جلا سکتے ہیں یا نہیں	۴۸۷
۳۱۶	جس عورت نے عیسائی سے نکاح کر لیا	۴۸۷
۳۱۷	مکان مالک کی مرضی سے اس کی زمین پر مسجد بنانا	۴۸۸
۳۱۸	بنجر زمین جو دوسرے کے قبضے میں ہو اس پر مسجد بنانا	۴۸۹
۳۱۹	مسجد کو مدرسہ میں بدلنا	۴۹۰
۳۲۰	نیچے دوکان اور اوپر مسجد بنانا کیسا؟	۴۹۱
۳۲۱	نگر پنچایت کی زمین پر مسجد بنانا	۴۸۲
۳۲۲	جو شخص مسجد کو اپنی ملکیت بتائے اس کا حکم	۴۹۳
۳۲۳	مسجد کی زمین تعمیر مدرسہ کے لئے کرایہ پر دینا	۴۹۴
۳۲۴	شہر میں عیدگاہ کی جگہ پر مسجد بنانا کیسا؟	۴۹۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۳۲۵	کیا پردھان نالی کے فنڈ سے مسجد کا بیت الخلا بنا سکتا ہے؟	۴۹۷
۳۲۶	گورنمنٹ کی جگہ پر مسجد بنانا کیسا؟	۴۹۷
۳۲۷	ایم ایل اے کے فنڈ سے مسجد تعمیر کرنا کیسا؟	۴۹۸
۳۲۸	قبر کو مسجد میں شامل کر سکتے ہیں یا نہیں؟	۴۹۹
۳۲۹	کورٹ کے ذریعے مسجد کی زمین اپنے نام کرانا	۵۰۰
۳۳۰	کیا قبلہ سے دس درجہ انحراف کی صورت میں مسجد تعمیر ہو سکتی ہے؟	۵۰۲
۳۳۱	بینک سے ملی زائد رقم کا مسجد میں استعمال	۵۰۳
۳۳۲	مدرسہ کی زمین توسیع مسجد میں شامل کرنا	۵۰۴
۳۳۳	غیر وقفی جگہ میں کچھ قبریں ہوں تو اس جگہ پر مسجد بنانا کیسا؟	۵۰۵
۳۳۴	بلا اجازت کسی کی زمین مسجد میں لینا کیسا ہے؟	۵۰۶
۳۳۵	گورنمنٹی زمین پر مسجد بنانا کیسا ہے؟	۵۰۷
۳۳۶	جبراً لی گئی زمین پر مسجد بنانا کیسا ہے؟	۵۰۷
۳۳۷	قبرستان کی زمین پر مسجد بنانے کا حکم	۵۰۸
۳۳۸	واقف کا اپنے خاندان کے لئے تولیت کی شرط لگانا	۵۰۹
۳۳۹	کیا کربلا کی زمین پر مسجد بنا سکتے ہیں؟	۵۱۱
۳۴۰	مسجد میں دینی تعلیم دینا	۵۱۲

باب المقبرہ

قبرستان کا بیان

۳۴۱	موقوفہ قبرستان میں پختہ قبر بنانا کیسا؟	۵۱۳
۳۴۲	کیا کسی مزار پر وقف کو بدل کر دوسرے کام میں استعمال کرنا جائز ہے؟	۵۱۴
۳۴۳	قبرستان میں عیدگاہ کی توسیع کرنا کیسا ہے؟	۵۱۵
۳۴۴	وقفی قبرستان میں مدرسہ و مسجد بنانا کیسا ہے؟	۵۱۷
۳۴۵	قبرستان کے درختوں کا حکم	۵۱۸
۳۴۶	قبرستان میں نیا راستہ نکالنا	۵۱۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

۳۴۷	قبرستان میں گائے بھینس چرانا کیسا؟	۵۲۰
۳۴۸	قبرستان کے درختوں کو کاٹ کر اس کی قیمت	۵۲۱
۳۴۹	چک بندی سے بچی زمین کی رقم مسجد و مدرسہ میں لگانا کیسا؟	۵۲۲
۳۵۰	قبرستان میں شادی محل بنانا	۵۲۳
۳۵۱	کیا قبرستان کی گھاس کاٹ کر اس کو بیچ سکتے ہیں؟	۵۲۴
۳۵۲	قبرستان کی زمین کسی کو دینا	۵۲۵
۳۵۳	قبرستان میں اگربتی موم بتی جلانا	۵۲۶
۳۵۴	قبرستان میں مٹی پاٹنے کی صورت	۵۲۷
۳۵۵	قبرستان کی زمین پر نماز عید پڑھنا	۵۲۹
۳۵۶	قبرستان کے لئے غیر مسلم کی وقف کردہ زمین	۵۲۹
۳۵۷	قبرستان میں نیا راستہ نکالنے کا حکم	۵۳۰
۳۵۸	قبرستان میں لگے درختوں کا مالک کون؟	۵۳۰
۳۵۹	غیر مسلموں نے قبرستان کے لئے زمین دی تو؟	۵۳۱
۳۶۰	مراجع و مصادر	۵۳۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فہرست جدید مسائل

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

۱	فون پر طلاق دی	
۲	انٹرنیٹ اور ٹیلی فون سے نکاح	۴۹
۳	اسلام میں کورٹ میرج۔	۵۱
۴	فلموں میں ہونے والا نکاح شرعاً معتبر ہے کہ نہیں۔	۵۸
۵	مہر کی اقل مقدار اور جدید وزن سے اس کی مقدار	۱۰۱
۶	دودھ بینک میں جمع دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟	۱۳۵

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان

۷	فون پر طلاق دینے کا حکم	۱۴۵
۸	ایس، ایم، ایس کرنے سے طلاق ہوگی یا نہیں؟	۱۴۷

کتاب الحدود

حدود کا بیان

۹	لیٹ فیس لینا کیسا؟	

کتاب السیر

سیر کا بیان

۱۰	نظریہ وحدت ادیان کا حکم	۲۸۴
۱۱	کانشی رام کی تصویر کو مالا چڑھانا	۳۲۶
۱۲	راشٹریہ گیت کا حکم	۳۷۰

کتاب المفقود

مفقود کا بیان

۱۳	شوہر کو ما میں ہو تو	۴۲۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کتاب الوقف

وقف کا بیان

۱۴	مسجد کی سجاوٹ جو مخل نماز ہو	۴۶۷
۱۵	مسجد کی چھت پر موبائل کا ٹاور لگانا کیسا؟	۴۷۲
۱۶	ایم ایل اے کے فنڈ سے مسجد تعمیر کرنا کیسا؟	۴۹۰
۱۷	مسجد میں دینی تعلیم دینا کیسا؟	۵۱۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب النکاح

قال اللہ تعالیٰ

﴿فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾

(النساء/۳)

یعنی

نکاح کرو جو تمہیں خوش آئیں عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار اور اگر یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کرسکو گے تو ایک سے۔

از ص: ۲۵	تا	ص: ۱۳۸

کل فتاویٰ: ۱۲۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

کہا میں جب، جب شادی کروں تو میری بیوی کو طلاق اب نکاح کی کیا صورت ہے؟

مسئلہ از: عبدالواحد علی انصاری، مقام منگراسرولی، ضلع سیتامڑھی، بہار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے قسم کھایا کہ:

میں جب، جب شادی کروں تو میری بیوی کو طلاق، آیا اب زید کسی سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو اس کی صورت کیا ہوگی۔ مفصل تحریر فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی فضولی شخص یعنی جس کو زید نے نکاح کا وکیل نہ بنایا ہو بغیر زید کے کہے کسی عورت سے زید کا نکاح کردے اور جب زید کو اس کا علم ہو کہ فلاں نے میرے کہے بغیر میرا نکاح کردیا ہے تو زبان سے نکاح نافذ نہ کرے بلکہ کوئی ایسا کام کردے جس سے اجازت ہوجائے۔ مثلاً اس عورت کو کچھ مہر دے دے یا اس کو بوسہ لے لے یا اسی کے مثل اور کوئی ایسا کام کردے جو زوجین کے مابین ہوتے ہیں تو اس طرح سے نکاح ہوجائے گا اور طلاق نہیں پڑے گی۔ ایسا ہی بہار شریعت، ح:۸، ص:۱۶ پر اور فقہی پہیلیاں میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۳ر محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

وکیل کے ساتھ موکلہ لڑکی کا نکاح جائز ہے

مسئلہ از: عبدالرشید قادری برکاتی نوری، بھوپال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نکاح کے وقت لڑکی کا وکیل نکاحی باپ بنایا جاتا ہے۔ لڑکی نے اپنے شوہر سے طلاق لے لی اور لڑکی اس نکاحی باپ یعنی وکیل سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو کیا شریعت نکاح کی اجازت دیتی ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

محض وکیل بن جانے سے کوئی حرمت نہیں آتی ہے۔لڑکی اگر وکیل کے محرمات میں سے نہیں ہے تو بلاشبہ یہ نکاح جائز ودرست ہے۔بشرطے اور کوئی وجہ مانع نکاح نہ پائی جاتی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبۂ: محمد اختر حسین قادری

گونگے کا نکاح

مسئلہ از: عبدالقادر بن محمد علی، مقام وپوسٹ اموڑھا بازار، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

زید کا ایک لڑکا ہے اور وہ لڑکا کان سے کم سنتا ہے اور زبان سے صحیح طریقے سے بول نہیں پاتا اور اس کی شادی ہونے والی ہے۔تو وہ ایجاب وقبول کیسے کرے گا۔دلائل شرعیہ سے مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں اس کا نکاح اشارہ سے ہوگا مگر یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ گونگا لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو اور اگر لکھنا پڑھنا جانتا ہو تو بذریعہ تحریر عقد ہوگا کہ گونگے کے نکاح سے متعلق فقہاے کرام نے یہی تحریر فرمایا ہے۔

چنانچہ حضور صدر الشریعہ علامہ "امجد علی" صاحب قدس سرہ رقمطراز ہیں:

عاقدین گونگے ہوں تو نکاح اشارہ سے ہوگا۔(۱)

اور خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں:

"ثم قال فی النھر ینبغی ان لا یختلف فی انعقادہ بالأصمّین اذا کان کل من الزوج والزوجۃ اخرس لان نکاحہ کما قالوا ینعقد بالاشارۃ حیث کانت معلومۃ" (۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ رضوی

کتبۂ: محمد اختر حسین قادری

۱۶/۱۱/۱۴۲۱ھ

---

(۱) بہار شریعت، ج:۶، ص:۱۲

(۲) ردالمحتار، کتاب النکاح، ج:۲، ص:۲۷۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صلح کلی قاضی سے نکاح پڑھوانا اور قبروں پر بنے نئے راستہ پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: مولانا عبدالحئ خاں یار علوی، جامعہ صدیقیہ فیضان العلوم سانگولہ ضلع شیولا پور، مہاراشٹر

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) زید قاضی شہر ہے اور وہی سب کا نکاح پڑھاتا ہے یہاں تک کہ وہابی دیوبندی رافضی، بدمذہبوں کی نکاح خوانی کرتا ہے ایسی صورت میں سنی صحیح العقیدہ حضرات ایسے قاضی شہر سے نکاح خوانی کروائیں یا نہیں اور ایسے قاضی شہر کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟

(۲) مسلم قبرستان ہے اس قبرستان کی کچھ پرانی قبروں کو توڑ کر راستہ بنادیا گیا ہے اب اس راستہ پر نماز ادا کرسکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع مفصل تحریر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) وہابی، دیوبندی، رافضی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر بمطابق فتاوی حسام الحرمین کافر ومرتد ہیں۔ فتاوی رضویہ میں ہے: "مرتد منافق وہ کہ اب بھی کلمہ اسلام پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں سے کسی شی کا منکر ہے جیسے آج کل کے وہابی رافضی، قادیانی،،(۱)

اسی میں ہے: "مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے خصوصاً وہابیہ خصوصاً دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہل سنت کہتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں۔"(۲)

اور مرتد کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا ہے فتاوی عالمگیری میں ہے:

"لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ کذالک لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط." (۳)

لہٰذا زید جو وہابی دیوبندی وغیرہ کا نکاح پڑھا کرتا ہے وہ صلح کلی وگمراہ اور بدمذہب ہے اس پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح لازم ہے اگر وہ صدق دل سے توبہ کرکے آئندہ وہابیوں اور دیگر بدمذہبوں کا نکاح پڑھانے سے باز آجائے تو اس سے سنی حضرات نکاح پڑھوا سکتے ہیں ورنہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم.

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۵۵

(۲) الفتاوی الرضویۃ، ج:۶، ص:۵۵

(۳) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج:۱، ص:۲۸۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) قبروں پر راستہ بنانا ناجائز وحرام ہے اس پر چلنا پھرنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لان اطئی علی جمرۃ حتی تخلص الی جلدی احب الی من ان اطأعلی قبر مسلم" (۱)

یعنی مجھے مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے زیادہ پسند چنگاری پر پاؤں رکھنا ہے۔

ردالمحتار میں ہے: "المرور فی سکۃ حادثۃ فی المقابر حرام" (۲)

فتاوی رضویہ میں ہے: "قبور مسلمین پر چلنا جائز نہیں، بیٹھنا جائز نہیں، اُن پر پاؤں رکھنا جائز نہیں یہاں تک کہ ائمہ نے تصریح فرمائی کہ قبرستان میں جو نیا راستہ پیدا ہوا ہو اس پر چلنا حرام ہے" (۳)

لہٰذا اگر مسلمانوں کی قبروں پر راستہ بنایا گیا تو اس پر چلنا پھرنا اور کوئی بھی نماز پڑھنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی
۶ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ

اگر سسر نے بہو کو شہوت سے دانت کاٹا تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: تسنیم ثریا بنت خلیل احمد وارڈ نمبر تین عیدگاہ روڈ تلسی نگر، ضلع کشی نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

میری (ہندہ) شادی زید سے تقریباً دو برس قبل ہوئی اور میں (ہندہ) رخصت ہو کر پہلی بار اپنی سسرال گئی اور ایک ہفتہ تک اپنی سسرال میں رہی اس دوران میں ہندہ شوہر کی ناموجودگی میں اپنے سسر کی غلط وگندی حرکتوں سے عاجز رہی مثلاً سسر بغیر بتائے میرے کمرے میں داخل ہو کر نازیبا مذاق اور فحش گانا سننے پر مجبور کرتا مجھے اپنے ہاتھوں سے جبریہ مٹھائی کھلانے کے لیے کہتا مجبور ہو کر ایک دن جب مٹھائی کھلائی تو سسر نے دانتوں سے میری انگلیوں کو کاٹ لیا لیکن حد اس وقت ہوگئی جب سسر مٹھائی کھلانے کے بہانے مجھے اپنے باہوں میں ایک دن دبوچ لیا اس نازیبا وگندی حرکتوں کی شکایت جب میں نے اپنے شوہر سے کی تو ناراض ہو گیا اور واضح کیا کہ جب تک تمہارے والدین پانچ لاکھ روپیہ یا چار پہیا گاڑی

(۱) سنن ابی داؤد، ج: ۲، ص: ۱۴۰

(۲) ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۲۲۹

(۳) الفتاوی الرضویہ، ج: ۴، ص: ۱۰۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں دیں گے تب تک تمہارے ساتھ یہ ساری حرکتیں ہوتی رہیں گی اتنا کہہ کر میرے شوہر نے گھر والوں کی رضامندی سے میرے سارے سامان اور زیوارات مجھ سے چھین لیا اور پڑرونہ بس اڈے پر چھوڑ کر فرار ہوگیا اس کے بعد میں کسی طرح اپنے میکے پہنچی واضح ہو کہ میرا شوہر دبئی رہتا ہے مجھے خوف ہے کہ جب شوہر کی موجودگی میں سسر کی یہ نازیبا وگندی حرکت ہے تو اس کے دبئی جانے کے بعد میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا، مذکورہ حالات کے پیش نظر میں (ہندہ) اپنی سسرال جانے پر ہرگز راضی نہیں ایسی صورت میں مجھے کیسے چھٹکارا حاصل ہوگا اور اگر شوہر طلاق نہ دے تو شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ برائے کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں:

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

شہوت کے ساتھ بہو کو دانت کاٹنے یوں ہی شہوت کے ساتھ باہوں میں لینے سے وہ عورت اس کے لڑکے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی ہے درمختار میں ہے:

"والمعانقة كالتقبيل وكذا القرص والعض بشهوة" (۱)

بہار شریعت میں ہے: "حرمت مصاہرت جس طرح وطی سے ہوتی ہے۔ یونہی بشہوت چھونے سے اور بوسہ لینے سے اور فرج داخل کی طرف نظر کرنے سے اور گلے لگانے اور دانت کاٹنے سے بھی حرمت ہوجاتی ہے" (۲)

مگر صرف عورت کا بیان حرمت کے لیے کوئی چیز نہیں جب تک کہ شوہر اس کی تصدیق نہ کرے یا دو گواہوں سے اس کام کا ثبوت نہ ہوجائے، فتاوی رضویہ میں ہے:

"عورت کا بیان کوئی چیز نہیں جب تک شوہر اس کی تصدیق نہ کرے درمختار میں ہے: "لان الحرمة ليست اليها قالوا وبه يفتى فى جميع الوجوه بزازية" اور اگر پدر شوہر بھی اقرار کرے جب بھی شوہر پر حجت نہیں لانہ یرید از الة ملک ثابت بشهادة واحدة لا سيما وهى على فعل نفسه وشهادة المرء على فعل نفسه لا تقبل كما نصوا عليه قاطبة ہاں اگر شوہر کے قلب میں اس کا صدق واقع ہو تو اس پر واجب ہے کہ عورت کو اپنے اوپر حرام جانے اور متارکہ کردے، بزازیہ وہندیہ میں ہے "فان وقع عنده صدقه وجب قبوله، یا دو شاہد عدل کی گواہی سے یہ امر ثابت ہو" (۳)

اور حرمت ثابت ہوجانے کی صورت میں عورت اپنے شوہر پر اگر چہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے مگر نکاح ختم نہیں ہوتا ہے جب تک کہ شوہر اسے نہ چھوڑ دے درمختار میں ہے:

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۴، ص: ۹۱، فصل فی المحرمات

(۲) بہار شریعت، ج:۷، ص:۳۳

(۳) الفتاوی الرضویہ، ج:۵، ص:۳۰۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"بحرمة المصاهرة لا ترتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر الا بعد المتاركة والانقضاء العدة، (۱)

صورت مسئولہ میں آپ نے اپنے سسر کی جن گندی حرکتوں کا ذکر کیا ہے بشرط ثبوت آپ اپنے شوہر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئیں، آپ کے شوہر پر لازم ہے کہ آپ کو چھوڑ دے اگر وہ نہ چھوڑے تو آپ اپنا معاملہ قاضی شریعت کی بارگاہ میں پیش کریں وہ فیصلہ سنائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاودرس دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی
۲۰ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ

کسی کی منکوحہ کا بغیر طلاق نکاح کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد بشیر راعین کنز رٹولہ گاندھی نگر بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ:

محمد بشیر راعین بن مرحوم خلیل احمد راعین عمر ۳۵ سال مقام کنز رٹولہ گاندھی نگر بستی نے اپنی ہی برادری کی ایک لڑکی افسرہ خاتون عرف پھول بانو بنت محمد سلیم راعین عمر ۲۵ سال مقام اٹوا بازار ضلع سدھارتھ نگر سے پانچ مہینہ پہلے آپسی رضا مندی سے اپنے والدین کو بغیر اطلاع کئے ہوئے شادی کرلی اب لڑکی کے گھر والے اس کی شادی دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں حالانکہ محمد بشیر نے ابھی بھی طلاق نہیں دیا ہے اور لڑکی کے گھر والوں کو نکاح نامہ دکھاتے ہوئے سارے پریوار کو خبر کردی، اب افسرہ خاتون عرف پھول بانو بنت محمد سلیم کا عقد دوسرے کے ساتھ ہوگا یا نہیں؟ نیز صورت مسئلہ کو جانتے ہوئے نکاح پڑھنے اور پڑھوانے والے پر شرعی حکم کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں آپ کا کرم ہوگا۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

جب افسرہ خاتون کا نکاح محمد بشیر سے ہوگیا تو جب تک محمد بشیر اسے طلاق نہ دیدے یا اس کی موت نہ ہوجائے اسی کا کسی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: "لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره وكذالك المعتدة كذا في السراج الوهاج" (۲)

---

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، ج: ۴، ص: ۹۱، فصل في المحرمات

(۲) الفتاوىٰ العالمگيرية، ج: ۱، ص: ۲۸، كتاب النكاح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بہار شریعت میں ہے: ”دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوسکتا۔“(۱)

اگر نکاح کیا گیا تو وہ نکاح ہوگا ہی نہیں بلکہ زنا کاری وبدکاری پر پیش کرنا ہوگا جو اس میں کسی بھی طور پر شریک ہوں گے وہ شرعاً سخت مجرم وگنہ گار اور مستحق غضب جبار اور لائق عذاب نار ہوں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاودرس دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی
۱۴ر ذی قعدہ ۱۴۳۵ھ

زنا سے پیدا شدہ بہن سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد طیب خیرآباد، سیتاپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ایک عورت سے زنا کیا جس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، پھر زید نے دوسری عورت سے نکاح کیا جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اب اس لڑکے کا مزنیہ کے شکم سے ہونے والی اس لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

”باسمہ تعالیٰ وتقدس“

الجواب بعون الملک الوھاب:

جس طرح حقیقی، اخیافی اور علاتی بہن سے نکاح حرام ہے یونہی زنا سے پیدا شدہ بہن سے بھی حرام ہے

درمختار میں ہے: ”حرم علی المتزوج اصله و فرعه وبنت اخیه واخته و بنتها ولو من زنی“ (۲)

ردالمحتار میں ہے: ”قوله ولو من زنی تعمیم بالنظر الی کل ماقبله ای لا فرق فی اصله او فرعه او اخته ان یکون من الزنی اولا اھ“(۳)

اور بہار شریعت میں ہے: ”زنا سے بیٹی، پوتی، بہن، بھانجی، بھتیجی بھی محرمات میں ہیں۔“(۴)

لہٰذا زید کی منکوحہ کے لڑکے اور مزنیہ کی لڑکی کے درمیان نکاح ناجائز وحرام ہے ان دونوں کا آپس میں نکاح ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاء ودرس دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی
۱۳ر صفر المظفر ۱۴۳۶ھ

---

(۱) بہار شریعت، کتاب النکاح، ج:۷، ص:۱۸ (۲) الدر المختار، کتاب النکاح، ج:۴، ص:۸۲

(۳) ردالمحتار، ج:۴، ص:۸۲، کتاب النکاح (۴) بہار شریعت، کتاب النکاح، ج:۷، ص:۲۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صرف دو گواہ ہوں تو نکاح ہوگا یا نہیں؟

مسئلہ از: شفیق احمد ریلوے روڈ، لوہیا نگر، بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے ۲۱/۶/۱۳ء کو ہندہ کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح پڑھوایا اور اس نکاح کے بارے میں لڑکی اور لڑکے کے والدین کو کوئی اطلاع نہ رہی، دونوں آپس میں راضی ہو کر خوشی بخوشی ایک دوسرے کو قبول کر لیا جب کہ لڑکی کی عمر تقریباً ۱۸ سال تھی اور لڑکے کی عمر بھی تقریباً اتنی ہی تھی۔ جواب طلب یہ ہے کہ دونوں کا نکاح منعقد ہوا کہ نہیں؟ جب کہ لڑکی کے گھر والوں کا کہنا ہے کہ یہ نکاح فرضی ہے، شہر کے ایک عالم صاحب نے لکھ کر دیا ہے کہ "یہ تو فرضی نکاح ہے" جو امامت بھی کرتے ہیں طرفین کے درمیان اختلاف ہونے کی بنیاد پر لڑکی والے ماننے کو تیار نہیں ہیں اور لڑکی کی شادی کسی دوسرے کے ساتھ کرنے پر مصر ہیں، نکاح کے گواہان گواہی دینے کو بھی تیار ہیں۔ جواب عنایت فرمائیں، نوازش ہوگی نیز ان عالم صاحب کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

نکاح منعقد ہونے کے لیے شرط ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت مسلم عاقل، بالغ، آزاد کے سامنے نکاح ہو اور یہ سب ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنیں، درمختار میں ہے:

"وشرط حضور شاهد بن حرين او حر وحرتين مكلفين سامعين قولهما معًا" (۱)

صورت مسئولہ میں اگر دونوں گواہ شرعاً گواہ بننے کے قابل تھے اور زید ہندہ کا کفو تھا تو نکاح منعقد ہو گیا اسے فرضی نکاح کہنا غلط ہے جس نے اسے فرضی کہا توبہ کرے اور ہندہ زید کی بیوی ہے تو جب تک زید طلاق نہ دے یا اس کی موت نہ ہو جائے ہندہ کا کسی سے نکاح حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی
۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب النکاح، ج:۴، ص:۷۳، ۷۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جان بوجھ کر یا انجانے میں بدمذہب سے نکاح پڑھا دیا تو

مسئلہ ۱۵: عبدالرزاق ملک بقریا کلاں، ایس نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید ایک عالم دین ہیں جن سے ایک شخص عمر نے کہا کہ فلاں جگہ ایک نکاح کرنا ہے جو کہ طرفین اہل سنت ہیں۔ حضرت کے وہاں جانے پر محسوس ہوا کہ لوگ بدمذہب ہیں تو انہوں نے خطبہ نکاح اور ایجاب وقبول سے منع کر دیا لیکن مولانا موصوف اس محفل نکاح میں شریک رہے اور بعد نکاح رجسٹر نکاح فارم پر کیا اور نکاح پڑھانے کا نذرانہ آدھا قبول کیا اور آدھا قاضی نکاح بدمذہب نے لیا دریافت طلب امر یہ ہے کہ:

(۱) ایسے عالم دین پر کوئی حد نافذ ہوتی ہے یا نہیں؟ (۲) اگر کوئی حد نافذ ہوتی ہے تو وہ کون کون سی ہیں؟ (۳) کیا ایسے عالم کی اقتدا میں نماز ہوگی یا نہیں؟ (۴) اگر نماز نہیں ہوتی ہے تو کیا نماز واپس کرنی ہوگی یا نہیں؟ نیز

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ:

ایک عالم دین سے کسی شخص نے کہا کہ فلاں جگہ نکاح کرنا ہے جو اہل سنت ہیں مولانا محترم وہاں گئے اور نکاح پڑھایا لیکن دو دن کے بعد معلوم ہوا کہ لوگ بدمذہب تھے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس میں کوئی حد نافذ ہوگی یا نہیں؟ اگر ہوگی تو کون کون سی، تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں۔ فقط والسلام۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) جس مولوی نے بدمذہب کے نکاح میں شرکت کی اور نکاح کا رجسٹر پر کیا اور نکاح کا نذرانہ لیا وہ سخت مجرم وگنہ گار اور فاسق وفاجر ہے اس کی اقتدا کرنا ناجائز ہے اور اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نماز کا دہرانا واجب ہے۔ ردالمحتار میں ہے: "الفاسق کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم." (۱)

اور درمختار میں ہے: "کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا." (۲)

اس پر لازم ہے کہ اس نکاح کے غلط ہونے کا اعلان کرے نذرانہ واپس کرے اور توبہ واستغفار کرے اگر وہ یہ سب کرلے تو ٹھیک ورنہ اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۳)

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، ج: ۱، ص: ۵۶۰

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، ج: ۱، ص: ۴۵۷

(۳) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) جس نے مولانا صاحب کو دھوکا دیا وہ توبہ واستغفار کرے اور مولانا صاحب سے دھوکا دہی کی بنا پر معافی مانگے، مولانا صاحب پر کوئی الزام نہیں البتہ اس وقت وہابیت عام ہوگئی ہے اور لوگ شریعت کی کوئی پرواہ نہیں کررہے ہیں۔ وہابیوں سے رشتہ کرنے میں جری ہوگئے ہیں اس لیے ان کو تحقیق کرکے نکاح پڑھانا چاہئے تھا پھر بھی معلوم ہونے کے بعد اس نکاح کے نہ ہونے کا اعلان کریں اور احتیاطاً توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
۲۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

چچازاد بھائی بہن کا نکاح کرنا کیسا ہے

مسئلہ از: محمد سعید قادری مقام کنکا پوسٹ سونہاں، ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کے دو بھائی تھے ابراہیم اور شعیب، ابراہیم کے دولڑکے ہوئے محمد کریم اور احمد کریم، محمد کریم کے پانچ لڑکے ہوئے ان میں بڑے کا نام جمعیت حسین، جمعیت حسین کے دولڑکے ہوئے عدالت حسین اور محمد حسین، محمد حسین کے پانچ لڑکے ہوئے ان میں بڑے کا نام عبداللہ ہے، عبداللہ کے چار لڑکے اور چار لڑکی ہیں ان میں ایک لڑکی کا نام فاطمہ ہے۔

احمد کریم کے دولڑکے ہوئے بڑے کا نام عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰن کے دولڑکے ہوئے بڑے کا نام سلمان، سلمان کے لڑکے کا نام نعمان، نعمان کے لڑکے کا نام عطا محمد، عطا محمد کے لڑکے کا نام مومن ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک ہی برادری کے ان دونوں یعنی فاطمہ اور مومن کا نکاح جائز ہے کہ نہیں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں مومن اور فاطمہ کا نکاح جائز ہے بشرطیکہ رضاعت وغیرہ اور کوئی وجہ حرمت نہ پائی جاتی ہو۔ قرآن پاک میں محرمات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا گیا:

﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ﴾ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
۲۹ر ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ

(۱) سورۃ النساء، آیت: ۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا زبردستی نکاح منعقد ہو جاتا ہے

مسئلہ ۱۰۱: مطیب اللہ، مقام جیباواں، پوسٹ کدرہاں، ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں:

زید اور ہندہ ایک ہی گاؤں کے باشندہ ہیں۔ مذکورہ زید اور ہندہ کے گھر والوں کے مابین اچھے مراسم تھے۔ زید کا ہندہ کے گھر آنا جانا تھا۔ اتفاقاً وہ ایک دن ہندہ کے گھر جا کر سو گیا۔ گاؤں کے کچھ لوگوں نے اس پر یہ الزام لگایا کہ زید کے ہندہ سے ناجائز تعلقات ہیں جب کہ دونوں قرآن پاک ہاتھ میں لے کر قسم کھانے کو تیار ہیں کہ ہم لوگوں کے درمیان ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن گاؤں والوں کا کہنا ہے کہ ہم قرآن کو نہیں مانتے بلکہ تم دونوں کے درمیان ناجائز تعلقات ہیں۔

کچھ دنوں بعد ہندہ کے گھر والوں نے زید کے گھر والوں سے کہا کہ زید کا نکاح ہندہ سے کر دو لیکن زید اور اس کے گھر والے تیار نہ ہوئے۔ ایک دن اتفاقاً زید کو اکیلا پا کر ہندہ کے گھر والوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تم ہندہ سے نکاح کرو ورنہ ہم لوگ ماریں گے۔ لیکن زید پھر بھی تیار نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے زید کو مارنا شروع کر دیا اور گاؤں کے ایک ناکح کو بلا کر نکاح بھی پڑھوانا شروع کر دیا۔ لیکن زید نے ہندہ کو قبول نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اس کو مارا گیا اور کہا گیا کہ قبول کرو۔ زید نے مار کھانے کے ڈر سے قبلت کہہ دیا۔

اب جواب طلب مسائل یہ ہیں کہ (۱) آیا ایسی صورت میں زید کا نکاح ہندہ سے ہوا کہ نہیں جب کہ زید اس کو اپنے عقد میں رکھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ بینوا توجروا.

(۲) ناکح کا عندالشرع کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) زبردستی نکاح کرنے کی صورت میں اگر زبان سے قبول کر لیا تو نکاح ہو جائے گا۔ چنانچہ "درمختار" میں ہے۔

"وصح نکاحه وطلاقه وعقده لو بالقول لا بالفعل"(۱)

اور علامہ "ابن عابدین" شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "حقیقة الرضاء غیر مشروطة فی النکاح لصحته مع الاکراہ والھزل" (۲)

اور نورالانوار میں ہے: "فان کان القول مما لا ینفسخ ولا یتوقف علی الرضاء ولم یبطل

(۱) الدرالمختار، کتاب الاکراہ، ج:۵، ص:۸۶

(۲) ردالمحتار، ج:۲، ص:۲۷۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بالکرہِ کالطلاق ونحوہ من العتاق والنکاح"(۱)

اور حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ مفتی امجد علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "نکاح وطلاق وعتاق پر اکراہ ہو یعنی دھمکی دے کر ایجاب یا قبول کرایا یا طلاق کے الفاظ کہلوائے یا غلام کو آزاد کرایا تو یہ سب صحیح ہو جائیں گے"۔(۲)

لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کا ہندہ سے نکاح صحیح ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۲) کسی پر بلا وجہ جبر و اکراہ گناہ ہے اور گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (۳) اس لیے نکاح خواں پر توبہ و استغفار ضروری ہے کہ اس نے گناہ پر مدد کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

سگے ماموں کے لڑکے سے نکاح ہو جاتا ہے

مسئلہ از: عبد الوہاب رضوی، محلہ بدھیانی، خلیل آباد، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ زید اپنی لڑکی کی شادی اپنے سگے ماموں کے لڑکے سے کرنا چاہتا ہے۔ آیا یہ درست ہے یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعونِ الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں زید اپنی لڑکی کا نکاح اپنے سگے ماموں کے لڑکے سے کر سکتا ہے جب کہ رضاعت وغیرہ کوئی دوسری وجہ مانع جواز نہ ہو۔ کما قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ (۴) یعنی تمہارے لیے ان کے علاوہ حلال کر دی گئی ہیں۔ وھو تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ رضوی

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۶/۱۲/۱۴۱۹ھ

---

(۱) نور الانوار، ص: ۳۱۶

(۲) بہار شریعت، ج: ۵، ص: ۹

(۳) سورۃ المائدہ: آیت: ۲

(۴) سورۃ النساء، آیت: ۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مرتد مرد ہو یا عورت ان کا نکاح تمام جہاں میں کسی سے نہیں ہوسکتا

مسئلہ از: مسیح الدین احمد قادری مصباحی، علاء الدین پور، ضلع گونڈا، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) زید اپنی لڑکی کی شادی وہابی مولوی جو دیوبند سے فارغ ہے اس سے کر دیا۔ شریعت کا اس پر کیا حکم ہے؟

(۲) شادی کرنے سے قبل گاؤں والوں نے اور دار العلوم کے اساتذہ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی پھر بھی نہیں مانا، شرع کا کیا حکم ہے؟

(۳) کچھ لوگ اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہے اور اس کی حمایت کر کے بولتے رہے اور کچھ لوگوں نے کھانے، پینے میں شرکت بھی کی۔ شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۴) گاؤں کے کچھ لوگ اس کی شادی میں شریک نہیں تھے، وہ لوگ اپنے پرانے رشتہ دار جو وہابی ہیں ان کو پہلے نہیں بلاتے تھے۔ اب کچھ دنوں سے بلانے لگے ہیں۔ اس نے یہ مدعی پیش کیا کہ پہلے ان کو منع کرو وہ لوگ کیوں بلاتے ہیں تو ان لوگوں نے کہا رشتہ کرنا اور ہے اور وہابیوں کو بلانا اور ہے۔

(۵) زید اپنے اس کارنامے سے توبہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۶) شادی اور بیاہ میں ناچ اور گانا کروانے والے پر شرع کا کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱-۲-۳) وہابی دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر ومرتد ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں فرمایا:

"وہابیت ارتداد ہے اور مرتد مرد ہو یا عورت ان کا نکاح تمام جہاں میں کسی سے نہیں ہوسکتا، نہ کافر سے نہ مرتد سے، نہ مسلمان سے۔ جس سے ہوگا زنائے خالص ہوگا"۔(۱)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ کذلک لا یجوز النکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط" (۲)

لہٰذا زید نے اپنی لڑکی کا جو نکاح فارغ دیوبند وہابی مولوی سے کیا وہ سرے سے باطل اور اپنی لڑکی کو زنا کے لیے دینے کے مترادف ہے۔ گاؤں والوں بلکہ علمائے کرام کے سمجھانے کے باوجود نہ ماننا اور اپنی لڑکی کا نکاح وہابی

(۱) الفتاوی الرضویۃ، ج:۵، ص:۱۹۴

(۲) الفتاوی الھندیۃ، ج:۱، ص:۱۸۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مولوی سے کر دینا سراسر حرام اور کفرانجام ہے۔ لہٰذا زید اور جتنے لوگ بھی اس نکاح میں شریک اور ساعی ہوئے سب پر علانیہ توبہ فرض ہے اور یہ بھی فرض ہے کہ زید فوراً اپنی لڑکی کو وہابی مولوی سے جدا کر کے اس سے بیزاری کا اعلان کرے۔ اگر زید اور دوسرے وہ لوگ جو جان بوجھ کر اس نکاح میں شریک وساعی ہوئے علانیہ توبہ اور اس نکاح سے بیزاری کا اعلان نہیں کرتے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے سبھی لوگوں کا سخت بائیکاٹ کریں تا کہ وہ توبہ پر مجبور ہو جائیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿"وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۱)

(۴) وہابیوں، دیوبندیوں سے جس طرح مناکحت ناجائز وحرام ہے۔ اسی طرح ان سے میل جول رکھنا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا سلام وکلام کرنا بھی ناجائز وحرام ہے۔ اگر کوئی ان سے ربط وتعلق رکھتا ہے تو بجائے خود وہ مجرم اور حرام کار ہے۔ اسے دیکھ کر دوسرے لوگ اپنے لیے دلیل نہیں بنا سکتے اور نہ ہی ان کے لیے کسی طرح جائز وحلال ہو سکتا ہے۔

(۵) زید کے لئے توبہ کی صورت یہی ہے کہ اگر اس نے نکاح مذکور جائز وحلال سمجھ کر کیا تھا تو توبہ، تجدید ایمان اور تجدید نکاح کے ساتھ ہی فوراً اپنی لڑکی کو مذکور وہابی مولوی سے الگ کر کے اس سے بیزاری کا اعلان کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۶) ناچ گانا کروانا یوں ہی ناجائز وحرام ہے۔ لیکن نکاح کی بزم میں جو سنت نبوی پر عمل کی ایک بزم ہے۔ اس میں تو ناچ گانے کی قباحت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: محمد قدرت اللہ رضوی

۶ ربیع النور ۱۴۲۰ھ

اگر لڑکی وہابی شوہر سے قطع تعلق نہ کرے تو

مسئلہ از: مسیح الدین احمد قادری مصباحی، غلام عبدالقادر جیلانی، علاء الدین پور، گلرہوا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ:

زید نے اپنی لڑکی کی شادی دیوبندی مولوی کے ساتھ کر دی وہ لڑکی قطع تعلق کرنے کے لیے اپنے شوہر سے راضی نہیں تو ایسی صورت میں شرعی احکام زید کے بارے میں کیا ہیں؟

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

یہ سوال چوں کہ سابق ہی سے متعلق ہے۔اس لیے اس کا مختصر جواب یہی ہے کہ زید ہر ممکن طریقہ پر لڑکی کو دیوبندی مولوی سے جدا کرنے کی کوشش کرے لیکن اگر کسی طرح لڑکی اس سے جدا ہونے پر رضامند نہ ہو تو لڑکی ہی سے ہمیشہ کے لیے تعلق ختم کرے اور رب کریم کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: محمد قدرت اللہ رضوی

۶ ربیع النور ۱۴۲۰ھ

فرار ہونے والے لڑکے اور لڑکی پر توبہ فرض ہے اور ان کا نکاح درست ہے

مسئلہ از: حسرت علی، مقام نوروں، پوسٹ بکھرا بازار، ضلع کبیر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ:

زید ایک غیر شادی شدہ لڑکی۔جو بالغ تھی۔کو لے کر فرار ہو گیا اور ممبئی میں جا کر دونوں نے نکاح کر لیا۔

(۱) یہ نکاح صحیح ہے کہ نہیں؟

(۲) زید توبہ کر کے برادری میں باعزت زندگی گزارنا چاہتا ہے، کیا کرے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) اگر کوئی دوسری وجہ مانع جواز نکاح (مثلاً حرمت مصاہرت، حرمت رضاعت وغیرہ) نہیں ہے تو یہ نکاح صحیح ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) زید نے علانیہ گناہ کیا کہ ایک غیر محرم عورت کو لے کر فرار ہوا۔اس کے ساتھ غلط تعلقات قائم کیے، پھر بعد کو اگر چہ اس نے نکاح کر لیا اس سے پہلا والا گناہ ختم نہیں ہوا۔اس لیے اس پر فرض ہے کہ وہ علانیہ توبہ واستغفار کرے اور کچھ صدقہ وخیرات کرے، دینی مدرسہ میں کچھ بطور امداد دے یا کچھ غریب ونادار مسلمانوں کو کھانا کھلائے، کیوں کہ حسب ارشاد حدیث صدقہ کو قبولیت توبہ میں بڑی تاثیر ہے۔ایک حدیث میں ارشاد ہوا:

﴿ان الصدقة لتطفئ غضب الرب﴾ اور اس لڑکی پر بھی توبہ فرض ہے جو زید کے ساتھ فرار ہوئی تھی۔

واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: محمد قدرت اللہ رضوی

۷ ربیع النور ۱۴۲۰ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نسبندی سے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑتا

مسئلہ از: محمد حسن، مقام لوکی لالہ، پوسٹ دودھارا، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

زید کہیں باہر رہ رہا تھا وہاں سے ایک ایسی عورت لے کر چلا آیا جو دوسرے کی منکوحہ تھی۔ تقریباً پندرہ دنوں تک دونوں شوہر اور بیوی کی طرح رہے۔ پھر زید کے باپ بکر نے اس عورت کے شوہر سے طلاق لے لیا۔ عورت مطلقہ ہونے کے بعد بھی بدستور سابق زید ہی کے ساتھ رہی اور اسی حالت میں تین مہینے سے زائد دن گزارے۔ اب زید اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے جب کہ اس عورت کے بارے میں یہ بھی سنا گیا ہے کہ اس عورت نے نسبندی بھی کرالی ہے جس سے بچہ ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ اس سلسلے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مع حوالہ قرآن وحدیث بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں زید اور وہ عورت جسے زید بھگا کر لے آیا اور اپنے ساتھ اسے بیوی کی طرح رکھا۔ دونوں ہی سخت گنہ گار اور قہر مولاے جبار وقہار کے سزاوار ہیں۔ دونوں پر علانیہ توبہ فرض ہے۔ پھر اگر اس عورت کے شوہر نے واقعتاً اسے طلاق دے دیا ہے تو اب اس کی عدت گزر جانے کے بعد یعنی طلاق کے بعد سے تین ماہواری آکر ختم ہوجانے کے بعد زید اس سے نکاح کرسکتا ہے۔ لیکن اس دوران زید اس عورت سے بالکل الگ تھلگ رہے۔ اگر اس نے مذکورہ عورت سے میاں بیوی کے تعلقات دوران عدت قائم کیے تو زید اور اس عورت پر علانیہ توبہ لازم ہوگی اور اگر مذکورہ عورت نے واقعتاً نسبندی کروا بھی لی ہو تو اس سے نکاح میں فرق نہیں پڑے گا۔ البتہ نسبندی کرانا شرعاً ناجائز وحرام ہے اگر عورت نے واقعی نسبندی کرالی ہے تو سخت گنہگار ہے اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ کما ھو ظاھر جدا، ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

کتبہ: محمد قدرت اللہ رضوی

۲۸ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

عیسائی سے نکاح کرنے والی عورت کے متعلق سوال

مسئلہ از: مولانا محمد مبین علیمی، جامع مسجد، تسکاراوسکا گاؤں، گوا

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ایسی عورت (جو کسی عیسائی سے شادی کرلے) کے گھر پر مسلمانوں کا جانا اور ان سے اپنا دوستی بنانا کیا ہے اور ان کے گھر پر کھانا کھانا وغیرہ کیسا ہے؟ اور اس کو مسلمان اپنے سماج میں شامل کریں یا بائیکاٹ؟ جواب بالتفصیل تحریر فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر وہ عورت اس عیسائی سے جدا نہ ہو تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں اگر وہ ایسا نہ کریں بلکہ اس سے تعلقات رکھیں نشست وبرخاست کریں تو وہ مجرم وگنہ گار ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷/محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

عورت شوہر کے طلاق دیے بغیر دوسرا نکاح نہیں کرسکتی ہے

مسئلہ از: محمد نعیم الدین قادری، شاہ گنج، الٰہ آباد، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ کی شادی ایک سال قبل زید کے ساتھ ہوئی لیکن کچھ ہی دن کے بعد زید کی بے رخی کی وجہ سے ہندہ اپنے ماں کے گھر آگئی اور تقریباً ایک سال سے زائد ہوگئے ہیں کہ ہندہ اور زید میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہندہ طلاق چاہتی ہے لیکن زید طلاق دینے پر رضامند نہیں ہے۔ اب اگر ہندہ قانونی طور پر طلاق لینا چاہتی ہے تو اس کے لیے کافی وقت درکار ہے۔ اس ہندہ کی زندگی برباد ہوسکتی ہے اس لیے کہ سرکاری مقدمے میں زیادہ وقت لگتا ہے۔ کیا کوئی ایسا راستہ ہے کہ ہندہ بغیر شوہر کے طلاق دیے دوسرا نکاح کرلے تاکہ اس کی زندگی آرام سے گزرے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ہندہ بغیر شوہر کے طلاق دیئے دوسرا نکاح ہرگز نہیں کرسکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ (۲) البتہ اگر ہر چہار جانب سے اس کی زندگی بسر ہونے کے دروازے مکمل بند ہوگئے ہیں تو اپنے ضلع کے قاضی شرع اور اس کے نہ رہنے پر ضلع کے سب سے بڑے سنی، صحیح العقیدہ عالم دین کی بارگاہ سے رجوع کرے پھر ان کے حکم کے مطابق عمل کرے۔ ھذا ماعندی وھو تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷/محرم الحرام ۱۴۲۷ھ

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تبلیغی عالم وقاضی سے نکاح پڑھوانا ناجائز وحرام ہے

مسئلہ از: عبدالرحیم کرناٹک

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین اس مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ تبلیغی علما یا قاضی سے نکاح پڑھوانا کیسا ہے؟ سنی لوگوں کے لیے اس بات کا خلاصہ تحریر کریں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

تبلیغی علما اور قاضیوں سے نکاح پڑھوانا ناجائز وحرام ہے کہ وہ وہابی ہیں اور ان سے نکاح پڑھوانے میں ان کی تعظیم ہے اور کافر ومرتد اور گمراہ وبددین کی تعظیم ناجائز وحرام ہے۔ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم: "من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الإسلام"(۱) واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۶ رشعبان المعظم ۱۴۲۵ھ

پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری بیوی سے نکاح جائز ہے

مسئلہ از: محمد امیر الحق قادری، بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی ہندہ ہے اور ہندہ مریض ہے۔ ایسی مریض کہ بغیر آپریشن کے کوئی چارہ نہیں اور آپریشن کے بعد بچے پیدا بھی نہیں ہوں گے۔ ویسے مریض بیوی ہندہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو ہندہ نے اپنے شوہر زید سے قرآن پاک اٹھوایا کہ قرآن پاک لے کر قسم کھاؤ کہ میری موجودگی میں تم کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کر سکتے، نہ کسی بچے کو گود لے سکتے۔ اب زید دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ کیا زید ہندہ کی موجودگی میں دوسری شادی کر سکتا ہے؟ کیا اس کو طلاق دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور اس پر قرآن پاک اٹھانے اور قسم کھانے پر کفارہ لازم ہے اگر ہے تو کیا صورت ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر زید نے ہندہ کو طلاق نہ دینے یا اس کی موجودگی میں دوسری شادی نہ کرنے کی قسم ایسے لفظوں کے ساتھ

---

(۱) مشکوۃ المصابیح، ص: ۳۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کھائی جو عند الشرع قسم ہے تو وہ قسم ہوگئی۔ اب اگر ہندہ کو طلاق دینا چاہتا ہے یا اس کی موجودگی میں دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو ایسا کرسکتا ہے:

البتہ قسم توڑنے کا کفارہ اس پر لازم ہوگا اور قسم کا کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو صبح وشام دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے یا ان کو کپڑا پہنائے اور اگر ان تینوں میں سے کسی ایک پر بھی قادر نہ ہو تو پے در پے تین روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَاتُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾(۱) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۷ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرنے پر لوگوں کا اعتراض کرنا

مسئلہ از: عبداللطیف، مقام جے بجے پوسٹ پٹرری، ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میری شادی ہوئی اور کچھ دنوں بعد بیوی کو حمل رہا۔ اسی حال میں مجھ سے طلاق لے لی گئی۔ میکے میں مطلقہ کو لڑکی پیدا ہوئی، پھر کچھ دنوں بعد اس کی شادی دوسری جگہ اس کے ماں باپ نے کردی۔ وہ شوہر کے ساتھ تقریباً چھ ماہ رہی بعد میں اس سے بھی طلاق لے لی گئی پھر میرے ساتھ بھیج دی گئی اور میں نے نکاح کر کے گھر میں رکھ لیا۔ اب بھی میرے ساتھ ہی ہے۔ دوسرے شوہر سے طلاق لینے گئے گواہ اب بھی موجود ہیں اور میرے ساتھ دوبارہ نکاح کے گواہ مرچکے ہیں۔ البتہ نکاح پڑھانے والا موجود ہے۔ اگر ضرورت پڑے تو ان لوگوں سے گواہی دلوائی جاسکتی ہے۔ میں اپنے گاؤں میں امامت کرتا ہوں ادھر چند مہینوں سے کچھ لوگوں نے میرے ذہن میں یہ ڈال دیا ہے کہ اس عورت کا آخری طلاق اور میرے ساتھ دوبارہ نکاح صحیح نہیں ہے۔ شریعت کے حکم سے اوپر لکھی ہوئی صورت میں میری امامت کیسی ہے؟ اور مجھے کیا کرنا چاہیے؟ حکم شریعت سے مفصل آگاہ کر کے میری رہنمائی کریں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر آپ نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی تھی اور بعد وضع حمل جس مرد سے اس عورت کا نکاح ہوا تھا اس نے

(۱) سورۃ المائدہ، آیت: ۸۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وطی کے بعد طلاق دی۔ پھر عدت کے بعد آپ نے اس عورت سے نکاح کیا اور شرائط نکاح سب پائے گئے تو آپ کا نکاح صحیح ہے اور اعتراض کرنے والے غلطی پر ہیں۔ آپ کی امامت بھی درست ہے جب کہ اور کوئی وجہ مانع امامت نہ پائی جاتی ہو جن لوگوں نے آخری طلاق اور پھر نکاح کو غلط کہا۔ اگر اس کا صحیح سبب نہ بتائیں تو ان پر کذب بیانی اور افترا کے سبب توبہ لازم اور آپ سے معافی مانگنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ

جس کا چچا وہابی ہو اس سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد اجمل، مقام پرساد پور، پوسٹ دیوا پار، ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین ملت مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کے چار بھائی ہیں۔ ان میں سب سے بڑا بکر ہے اور وہ وہابی ہے اور زید کے لڑکے کی شادی ہندہ کے ساتھ منظور ہے۔ اب ہندہ کا باپ زید کے لڑکے کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے تو ہندہ کے چچا وغیرہ نے کہا کہ ہم شادی زید کے گھر نہیں ہونے دیں گے۔ لوگوں نے پوچھا کیوں؟ تو اس نے کہا کہ زید کا بھائی بکر وہابی ہے اور زید نے کہا کہ ہم اپنے بھائی کو شادی بیاہ غمی وخوشی میں کبھی بھی شامل نہیں کریں گے تو اس صورت میں ہندہ کی شادی زید کے گھر کرنا جائز ہے یا نہیں اور زید کے قول کے مطابق ہندہ کے چچا وغیرہ پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں اگر زید اور اس کا لڑکا سنی صحیح العقیدہ ہے اور زید اپنے وہابی بھائی سے لاتعلق رہتا ہے تو ہندہ کی شادی زید کے سنی صحیح العقیدہ لڑکے سے کرنا جائز ہے اور ہندہ کے چچا وغیرہ کا بلاوجہ غلط بات پر اصرار بیجا ہے۔ ھکذا قال العلماء الکرام لاھل السنۃ والجماعۃ کثرھم اللہ تعالیٰ. وھو تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۸ر ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سنی کا نکاح اگر دیوبندی پڑھادے تو ہوجائے گا مگر اس سے نکاح پڑھوانا حرام ہے

مسئلہ ۱ز: حافظ محمد ضمیر الحسن قادری بدھیانی، خلیل آباد

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ:

زید کہتا ہے کہ کسی سنی کا نکاح کوئی وہابی دیوبندی پڑھادے تو نکاح نہیں ہوگا اور بکر کہتا ہے کہ نکاح ہوگا۔ اگر کوئی برہمن ہی پڑھائے تو بھی نکاح ہوجائے گا۔ دونوں میں کس کا قول صحیح ہے؟ احکام شرع سے مطلع فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں بکر کا قول صحیح ہے کیوں کہ نکاح پڑھانے والا وکیل ہوتا ہے اور وکالت کے لیے مسلم ہونا شرط نہیں کافر و مرتد بھی وکیل کرسکتا ہے۔ ملک العلما علامہ "سعود" کاسانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ردة الوكيل لا تمنع صحة الوكالة فتجوز وكالة المرتد بان وكل مسلم مرتداً" (۱)

البتہ وہابی سے نکاح پڑھوانا ناجائز و حرام ہے کہ اس میں اس کی تعظیم و توقیر ہے جب کہ کافر و مرتد کی تعظیم حرام ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

"من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام" (۲) هكذا قال العلماء الكرام لاهل السنة والجماعة شكر الله مساعيهم الجميلة.. والله تعالىٰ اعلم و علمه اتم واحكم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۳ر ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ

ایسی عورت سے نکاح جس کو اس نے اپنی بہن بنایا

مسئلہ ۱ز: سلمان ہاشم، مقام کٹیا مستحکم پوسٹ شاہ پور، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام درج ذیل مسئلہ میں کہ:

زید نے ہندہ کو اپنی بہن بنالیا اور اس کے ساتھ حقیقی بہن جیسا سلوک کیا۔ حالاں کہ وہ اس کی حقیقی یا رضاعی بہن نہ تھی تو اب کیا وہ یا اس کا چھوٹا بھائی اس سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔ برائے کرم اس مسئلہ کو قرآن و حدیث کی

(۱) بدائع الصنائع، ج:۵، ص:۱۶

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، ص:۳۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

روشنی میں واضح فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید یا اس کے بھائی کا ہندہ سے نکاح درست ہے۔ "لقولہ تعالیٰ ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ﴾ (۲) جب کہ اور کوئی وجہ حرمت نہ ہو،

البتہ زید کا ہندہ کو بہن بنا کر اس طور پر رکھنا کہ اس سے بے پردہ ملتا جلتا رہا اور خلوت وجلوت میں بے حجاب آتا جاتا رہا سخت ناجائز وحرام ہے۔ زید پر لازم ہے کہ اس سے اجنبیہ کی طرح ملے اور اپنی ناجائز حرکت پر توبہ کرے اور صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نادم ہو۔ و اللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

کیا نکاح خواں شرعاً قاضی ہوتا ہے؟ قاضی کے شرائط

مسئلہ از: خطیب وپیش امام خانپورہ، مندسور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں:

زید ایک زمانے سے قاضی کے عہدے پر فائز ہے اور اس کے کارنامے یہ ہیں:

زید حافظ، عالم، فاضل، مفتی نہیں ہے، اور نہ اس کے گھر میں کوئی حافظ، عالم، مفتی، فاضل ہے۔ زید ہر عید کے موقع پر ممبر پر بیٹھ کر نذرانہ وصول کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ قاضی صاحب کو نذرانہ پیش کریں تاکہ نماز عید وقت پر ہوجائے۔ زید نے کئی نکاح غیر مطلقہ عورت کا پڑھا دیا ہے۔ زید عدت پوری ہوئے بغیر نکاح پڑھا دیتا ہے۔

زید نے رشوت کی لالچ میں آدھا کلو چاندی کو ایک کلو کر دیا۔ زید نے اپنے بچے کی شادی کے موقع پر چندہ کرنے کے لیے مسجد میں اعلان کیا کہ میری بچی کی شادی ہے۔ اس میں مدد کیجئے۔ بچہ کی جگہ بچی بتا کر چندہ کیا جو ایک طرح سے دھوکہ دھڑی ہے۔

زید نکاح پڑھانے کے لیے ہر سنی وہابی کے وہاں جاتا ہے۔ نیز وہابی امام کو اپنا نائب بنا کر نکاح پڑھانے کے لیے بھیج دیتا ہے۔ زید نے نذرانہ زیادہ حاصل کرنے کے لیے کئی جگہ نماز عید قائم کرادی۔

زید داڑھی بھی حد شرع میں نہیں رکھتا۔ زید کا دعویٰ ہے کہ میری اجازت کے بغیر جو نکاح پڑھایا گیا وہ فرضی ہے اور پڑھانے والا شرعی مجرم ہے۔ مذکورہ بالا شخص کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟ اس قاضی کے علاوہ دوسرا شخص نکاح پڑھا سکتا ہے کہ نہیں؟ قاضی بننے کے لیے کیا شرائط ہیں؟ ازراہ کرم جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔ فقط والسلام۔

---

(۱) سورۃ النساء، آیت: ۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

شریعت میں قاضی وہ ہے جو بادشاہ اسلام کی طرف سے لوگوں کے جھگڑوں اور منازعات کے فیصلے کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو اور قاضی ایسے شخص کو بنانا چاہیے جس میں شہادت کے شرائط پائے جاتے ہوں اور وہ یہ ہیں کہ مسلمان عاقل بالغ ہو، اندھا نہ ہو، گونگا نہ ہو، بالکل بہرہ نہ ہو کہ کچھ کا کچھ سنے۔ محدود فی القذف نہ ہو، علم وفہم میں معتمد ہو وغیر ذالک۔ تفصیل بہار شریعت، حصہ:۱۲، صفحہ:۵۵ پر اور فتاویٰ عالمگیری، جلد:۳، صفحہ:۳۰۷ پر اور درمختار در المختار وغیرہ میں درج ہے۔

آج کل لوگ نکاح خواں کو جو قاضی کہتے ہیں وہ شرعاً قاضی نہیں۔ قاضی مقرر کرنا بادشاہ اسلام کا کام ہے بلکہ یہ لوگوں کی ایک اصطلاح ہے۔ ورنہ آج عموماً جنہیں قاضی کہا جاتا ہے انہیں قاضی کہنا عہدۂ قضا کو ذلیل کرنا ہے۔ ایسے قاضی کے لیے صرف اتنی ضرورت ہے کہ ایجاب وقبول کے الفاظ صحیح طور پر کہہ سکے اور کہلا سکے۔ نکاح پڑھانے کے لیے نہ عالم ہونے کی ضرورت، نہ نکاح اور طلاق کے مسائل جاننے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ جو قاضی ہو وہی نکاح پڑھائے۔ نکاح کرنے والوں کو اختیار ہے جس سے چاہیں پڑھوائیں۔(۱)

سوال میں مذکور قاضی شرعاً سخت فاسق وفاجر، بدکار، ظالم وجفاکار، مستحق نار وغضب جبار ہے اور مفتری وکذاب ہے بلکہ اگر وہابیوں کے عقائد کفریہ کو جاننے کے باوجود انہیں مسلمان سمجھ کر نکاح پڑھائے تو کافر وبے دین ہے۔ اس پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید نکاح کرے۔ جتنے وہابیوں کا نکاح پڑھایا ہے اس کا غلط ہونا بتائے اور جو پیسہ نکاح خوانی کے عوض لیا ہے اسے واپس کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔ اس سے سلام وکلام، نشست وبرخاست سب بند کردیں، ورنہ وہ لوگ بھی مجرم ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾(۲) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۹ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں کرسکتا

مسئلہ اذ: مولوی حسن رضا قادری، مقام ناتھ نگر، پوسٹ گھہریاں کلاں، ضلع مہراج گنج، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

(۱) الفتاویٰ الامجدیۃ، ج:۳، ص:۲۷۶

(۲) سورۃ الانعام، آیت:۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زید نے نکاح پڑھاتے وقت اس طرح سے ایجاب وقبول کرایا کہ میں بحیثیت قاضی ایک وکیل دو گواہان اور تمام حاضرین مجلس کے سامنے ہندہ بنت خالد کا نکاح بعوض مہر دین سات سو چھیاسی روپے سکہ رائج الوقت مع نان ونفقہ آپ کے عقد میں دیا آپ نے قبول کیا؟

مذکورہ بالا مضمون کو زید نے تین بار اسی طرح سے کہہ کر نوشہ سے قبول کرایا۔ طلب امر یہ ہے کہ اس طرح ایجاب وقبول کرانے سے نکاح ہوگا یا نہیں۔ اگر نہیں ہوگا تو ہم کس طرح ایجاب وقبول کرائیں اور بکر جو ایک مولانا ہونے کے باوجود یہ کہتا ہے کہ نکاح نہیں ہوا اس لیے کہ زید کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ ہندہ بنت خالد کو آپ کے عقد میں دیا تب نکاح ہوگا ورنہ نہیں اور قانون شریعت کا حوالہ دیتا ہے اور مجلس نکاح ہی میں بکر نے شور مچانا شروع کر دیا کہ نکاح نہیں ہوا جس سے لوگوں میں فساد ہونے کا خطرہ محسوس ہوا۔ تو یہ استفتا آپ کے پاس بھیجا گیا تا کہ جو حکم شرع ہو وہ معلوم ہو جائے اور اس میں کون خطاوار ہے، یہ بھی معلوم ہو جائے۔ لہٰذا جواب عنایت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

نکاح تو ہو گیا مگر غلطی یہ ہوئی کہ وکیل بالنکاح نے نکاح نہیں پڑھایا بلکہ بزبان خود قاضی نے پڑھایا جب کہ مذہب صحیح وظاہر الروایہ میں وکیل بالنکاح دوسرے کو وکیل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ہونا یہ چاہیے کہ جس سے نکاح پڑھوانا منظور ہے اسی کے نام کی اجازت لی جائے یا اذن مطلق لے لی جائے۔ کما فی الفتاویٰ الرضویہ۔ رہا قاضی کا یہ کہنا کہ میں بحیثیت قاضی ہندہ بنت خالد کا نکاح آپ کے عقد میں دیا اس جملہ میں لفظ نکاح اور عقد دونوں کی کوئی حاجت نہیں، یا کہتا کہ کہ ہندہ بنت خالد کا عقد آپ سے کیا یا نکاح آپ سے کیا۔ قاضی سے لفظی غلطی ہوئی مگر نکاح ہو گیا۔ بکر کا نکاح نہ ہونا بتانا غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد تمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۵ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

انٹرنیٹ اور ٹیلی فون سے نکاح جائز نہیں

مسئلہ از: محمد عثمان غنی باپو، امین شریعت ایجوکیشن ٹرسٹ، دھرول، ضلع جام نگر، گجرات

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آج کل یہ رواج عام ہوتا جا رہا ہے کہ لڑکے اور لڑکی دو مختلف شہروں میں رہتے ہوئے ٹیلی فون یا انٹرنیٹ پر نکاح کر لیتے ہیں۔ یہ نکاح جائز ونافذ ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ نکاح کسی طور پر جائز ہو سکتا ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب

فقہ کی تمام کتابوں میں مرقوم ہے کہ شرائط نکاح میں سے ایک شرط دو گواہوں کا ساتھ ساتھ الفاظ ایجاب وقبول کا سننا ہے۔ چنانچہ علامہ سعود کاسانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"منھا سماع الشاھدین کلام المتعاقدین جمیعاً حتی لو سمع کلام احدھما دون الآخر او سمع احدھما کلام احدھما والآخر کلام آخر لا یجوز النکاح" (۱)

اور آج کل اگرچہ ایسے ٹیلی فون رائج ہیں کہ گواہان عاقدین کی آواز سن سکتے ہیں مگر اختلاف مجلس کے ساتھ یہ خرابی بھی ہے کہ عاقدین میں سے ایک کے حق میں بہرحال گواہ غائب ہوتے ہیں اور اس کی آواز غائبانہ طور پر سنتے ہیں اور فقہا فرماتے ہیں کہ کوئی پردہ کے پیچھے سے سنی ہوئی آواز پر گواہ ہو تو یہ جائز نہیں۔ جیسا کہ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے۔

"لو سمع من وراء الحجاب لا یسعہ ان یشھد لاحتمال ان یکون غیرہ اذ النغمۃ تشبہ النغمۃ" (۲)

جماعت اہل سنت کے عظیم فقیہ ومفتی حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ نے بھی یہی موقف اپنایا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ فیض الرسول میں ہے:

"ٹیلی فون پر بولنے والے کی تعیین میں عموماً اشتباہ رہتا ہے تو اس کے ذریعے سننے والا گواہ نہیں بن سکتا ہے اس لئے ٹیلی فون کے ذریعے نکاح پڑھنا ہرگز صحیح نہیں۔" (۳)

اور جب ٹیلی فون پر نکاح جائز نہیں تو پھر انٹرنیٹ پر بھی جائز نہیں کہ دونوں جگہ وجہ عدم جواز ایک ہے۔ البتہ اگر عاقدین میں سے کوئی ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی کو وکیل بالنکاح بنادے اور وہ وکیل گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کا فریضہ انجام دے تو یہ نکاح نافذ ودرست ہوگا کہ انٹرنیٹ یا ٹیلی فون کے ذریعہ اب صرف وکیل بنایا گیا ہے اور بذریعہ ٹیلی فون یا انٹرنیٹ وکیل بنانا بھی درست ہے۔ جس طرح کہ فقہائے کرام نے بذریعہ قاصد یا خط وکیل بنانے کو درست فرمایا ہے۔ چنانچہ فاضل اجل، محقق بے بدل، شمس الفقہاء علامہ شمس الدین سرخسی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

"لو ان الغائب وکل ھذا الحاضر بکتاب کتبہ الیہ حتی زوجھا منہ کان صحیحا" (۴)

یوں ہی وکالت بالنکاح کے لیے گواہوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "یصح

(۱) بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۲۷۵،

(۲) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج:۳، ص:۲۵۲

(۳) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۵۶۰

(۴) المبسوط للسرخسی، ج:۳، ص:۱۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

التوكيل بالنكاح وان لم يحضر الشهود كذا في التاتار خانية" (۱)

ان ارشادات سے واضح ہے کہ ٹیلی فون یا انٹرنیٹ کے ذریعہ وکیل بنانا درست ہے تو اگر یہ طریقہ اپنا کر نکاح کیا جائے تو نکاح جائز اور نافذ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

اسلام میں کورٹ میرج معتبر نہیں ہے

مسئلہ از: بندۂ خدا، نادر کوئلہ والے، کولسہ بندر گلی نمبر ۲، سیوڑی، ممبئی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں:

(۱) ایک مسلمان لڑکا مسلمان لڑکی سے کورٹ میرج کرالیا ہے۔ لڑکا کورٹ میرج کا کاغذ بھی دکھا رہا ہے۔ اور یہ لڑکا دعویٰ بھی کرتا ہے کہ یہ میری بیوی ہے تو اس شکل میں اس کی بیوی ہوئی یا نہیں؟ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) لڑکا اور لڑکی کا کورٹ میرج کیے تقریباً چھ سات سال ہوگیا ہے۔ لڑکا اور لڑکی کے درمیان اجتماعیت کبھی بھی نہیں ہوئی ہے اور ان دونوں کے ساتھ ہم بستری بھی نہیں ہوئی ہے۔ تو کیا اس صورت میں لڑکی اس کی بیوی بن سکتی ہے؟ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

(۳) کورٹ میرج جو ہوا ہے اس میں صرف ایک مسلمان مرد اور ایک غیر مسلم مرد اور ایک غیر مسلم لڑکی بطور گواہ ہے تو کیا شریعت میں ان لوگوں کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟

(۴) لڑکی یہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ میرا شوہر نہیں ہے اور نہ میرا اس کے ساتھ کورٹ میرج ہوا ہے اور نہ مجھے معلوم ہے کہ اس نے کب کورٹ میرج کرایا ہے تو اس صورت میں بات کس کی مانی جائے گی؟ شریعت میں اس کا کیا حکم ہے؟

(۵) لڑکی یہ دعویٰ کرتی ہے کہ نہ میرا اس کے ساتھ کورٹ میرج ہوا ہے اور نہ ہی اس کے ساتھ نکاح ہوا ہے تو اس صورت میں لڑکی اپنا نکاح کسی دوسرے سے کرسکتی ہے یا نہیں؟

(۶) مذکورہ بالا صورت میں لڑکی اپنا نکاح کسی دوسرے کے ساتھ بغیر طلاق لیے کرسکتی ہے یا نہیں؟

(۷) تقریباً 6 سات سال کی جدائی میں لڑکی اس کی بیوی بن سکتی ہے یا نہیں؟

(۸) چھ سات سال کی جدائی میں طلاق خود بخود پڑ سکتی ہے یا نہیں؟

(۹) کورٹ میرج کرانے سے نکاح ہوجاتا ہے یا نہیں؟ شریعت میں کیا حکم ہے؟ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

---

(۱) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۲۹۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

کورٹ میرج کے ذریعہ شرعی طریقے سے نکاح نہیں ہوتا ہے اس میں نہ ایجاب وقبول کرایا جاتا ہے اور نہ گواہوں کے متعلق یہ لحاظ کیا جاتا ہے کہ کم از کم دو مسلمان عاقل وبالغ ہوں جب کہ بغیر ایجاب وقبول اور گواہوں کے نکاح ہو ہی نہیں سکتا۔ درمختار میں ہے "ینعقد بایجاب وقبول" (۱)

اسی کے تحت علامہ شامی قدس سرہ رقمطراز ہیں

"ان الشرع یعتبر الایجاب والقبول ارکان عقد النکاح .ملخصاً"(۲)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

"ومنھا الشھادۃ قال عامۃ العلماء انھا شرط جواز النکاح ھکذا فی البدائع الی قولہ ولا بحضرۃ الکفار فی نکاح المسلمین ھکذا فی البحر الرائق"(۳)

بلکہ کورٹ میں ہوتا یہ ہے کہ لڑکا اور لڑکی کورٹ کو اپنے بالغ ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے حاکم سے اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ ہم بغیر دباؤ کے اپنی مرضی سے میاں بیوی بن کر رہنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہماری درخواست منظور کی جائے۔ کورٹ کا حاکم قانونی کاروائی اور جانچ کے بعد ان کو میاں بیوی تسلیم کرتے ہوئے میرج سرٹیفکیٹ دے دیتا ہے۔ ظاہر ہے ایسی اجازت اور لڑکا لڑکی کے صرف اس قول کی بنیاد پر نکاح ہرگز نہیں ثابت ہوسکتا۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

"رجل وامرأۃ اقرا بالنکاح بین یدی الشھود وقالا بالفارسیۃ مازن وشویتم لا ینعقد النکاح بینھما ھو المختار کذا فی الخلاصۃ" (۳)

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ کورٹ میرج کی بنیاد پر لڑکا اور لڑکی میاں بیوی ہرگز نہیں ہوئے اور جب نکاح ہی نہ ہوا تو طلاق کی بھی حاجت نہیں۔ لڑکی جس سنی صحیح العقیدہ لڑکے سے چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ اور اگر کسی مرد نے شرعی طریقے سے نکاح کیا تو پھر بغیر اس کے طلاق دیئے ہوئے خود بخود نکاح نہیں ٹوٹتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿بِیَدِہٖ عُقْدَۃُ النِّکَاحِ﴾ (۴) عوام میں یہ غلط مشہور ہے کہ اگر دس یا بیس سال میاں بیوی اکٹھا نہ ہوئے تو نکاح خود بخود ختم

(۱) الدر المختار، ج: ۲، ص: ۲۸۵

(۲) ردالمحتار، ج ۲، ص: ۲۵۸

(۳) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۲۶۷

(۴) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۸ ربیع الاول شریف ۱۴۲۵ھ

کیا بیوی کو معلق رکھ کر دوسری شادی کرنا جائز ہے؟

مسئلہ از: محمد رئیس منگلور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ دو طلاق دینے کے بعد معلق رکھ کر دوسری شادی کرنے والے کے بارے میں کیا حکم شرع ہے؟ بینوا وتوجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مرد بشرط استطاعت اور بشرط عدل وانصاف بیک وقت چار عورتیں رکھ سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ (۱) اور جب بیک وقت چار عورتوں کو نکاح میں رکھنا جائز ہے تو ایک عورت کو دو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔ بشرطیکہ حقوق زوجیت ادا کرنے پر قدرت اور مصالح نکاح کی نگہداشت رکھتا ہو اور جب اس نے بیوی کو دو طلاق دے دی تو یہ معلق رکھنا نہ ہوا کہ ایسی صورت میں اگر شوہر نے عدت کے اندر رجعت نہ کی تو عدت گزرنے کے بعد عورت جس مسلمان سے چاہے اپنا نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

یکم شعبان ۱۴۳۱ھ

گواہوں کے بغیر نکاح منعقد نہیں

مسئلہ از: محمد غیاث الدین برکاتی، نصیب گنج، بازار لکھائی، پوسٹ مرزاپور، بلرامپور، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان دین وشرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ:

زید نے پہلی شادی کی پھر دوسری شادی کی، پھر تیسری شادی کی، پھر چوتھی شادی کی۔ پہلی والی عورت سے دو بچے ایک لڑکا ایک لڑکی۔ دوسری عورت آئی تھی کچھ دن تھی اس کے بعد چلی گئی۔ تیسری عورت جب لایا تو نکاح کرنے سے پہلے اس کے ساتھ زنا کیا اس کو حمل ہوگیا اس کے بعد لڑکا پیدا ہوا پھر نکاح پڑھایا۔ اس کے بعد اس سے

(۱) سورۃ النساء، آیت: ۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لگ بھگ پانچ بچے پیدا ہوئے، پھر اس کو کوئی بیماری ہوگئی تو اس کی خدمت کرنے کے لیے ایک خادمہ لایا جس سے مراد چوتھی عورت ہے تو جب بیمار بیوی انتقال کر گئی تو زید نے اس کے ساتھ زنا کر دیا جس کی بنیاد پر خادمہ کو حمل ہو گیا۔ پھر کچھ دن بعد لڑکا پیدا ہوا تو زید کو نکاح کی تمنا ہوئی تو بکر سے کہا کہ میرا نکاح ہندہ کے ساتھ کر دو تو بکر نے کہا نکاح تو ہوگا مگر شریعت کا مسئلہ کیا ہے۔ بکر نے کہا قرآن خوانی کرنا، فقیروں کو کھانا کھلانا، میلاد مصطفیٰ سننا، مسجد میں چٹائی یا لوٹا رکھنا، توبہ واستغفار کرنا۔ تو زید نے کہا تین چار کام کرلوں گا۔ مسجد میں چٹائی یا لوٹا نہیں رکھ سکتا۔ اس لیے کہ میرے پاس بہت مجبوری ہے تو بکر نے کہا کہ جب تمہاری عادت شروع ہی سے خراب ہے تو تمہاری بات پر کون بھروسہ کرے۔ تو زید کو اس بات پر ناراضگی گزری تو زید نے جو شریعت کا مسئلہ تھا چھوڑ دیا۔ پھر آ کر عمر سے کہا تم میرا نکاح ہندہ کے ساتھ کر دو۔ عمرو نے آ کر زید کی شادی ہندہ کے ساتھ کر دیا بغیر گواہ کے اور جب کہ ہندہ کے ماں باپ زندہ ہیں۔ ان لوگوں کو بھی نہیں بلایا اور نکاح کر دیا۔ اب زید کو گاؤں سے بائیکاٹ کر دیا گیا تو اس کو کچھ تکلیف ہوئی تو گاؤں والوں نے مل کر میٹنگ کیا کہ گاؤں میں شادی بیاہ میں زید کو شریک کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ تو گاؤں والوں نے مل کر کہا کہ اس نے اگر نکاح کیا ہے تو کیا ثبوت ہے۔ ہم اس کو ماننے کے لیے تیار نہیں تو ان ساری باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن وحدیث کے ذریعہ ہمیں جواب عطا کریں۔ کیا ایسی حالت میں نکاح ہوا کہ نہیں۔ ہمیں جواب روانہ کریں۔ ایسا نکاح پڑھانے والے پر شریعت کیا کہہ رہی ہے اور جو شریعت کا مسئلہ ہے زید نے ایک بھی نہیں کیا اور نکاح ہو گیا۔ اس بنیاد پر گاؤں والوں کا بھروسہ نہیں ہے اور اگر شریعت کا کوئی راستہ ہو تو بتائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید اپنی ذلیل وقبیح حرکتوں کی بنا پر سخت حرامکار، بدکار، مجرم وگنہ گار اور فاسق وفاجر ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو دونوں کو بہت سخت سزا دی جاتی۔ اب جب کہ یہاں اسلامی حکومت نہیں تو دونوں کے لیے حکم ہے کہ علانیہ توبہ واستغفار کریں اور صدق دل سے رب کی بارگاہ میں رجوع کریں۔ عورت عورتوں کے بیچ اور زید مردوں کے بیچ اپنے گناہ سے تائب ہو اور جو بھی غربا ومساکین پر خرچ کر سکتا ہے کرے۔ مسجد میں کچھ ضرورت کی چیزیں رکھ دے کہ یہ سب کام قبولیت توبہ میں معاون ہوتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَاباً﴾ (۱) اور عمرو نے زید کا ہندہ سے جو نکاح بغیر گواہوں کے کیا وہ منعقد ہی نہیں ہوا۔

درمختار میں ہے:

"وشرط حضور شاهدين حرين او حرتين مكلفين سامعين قولهما معاً" (۲)

(۱) سورۃ الفرقان، آیت: ۷۱

(۲) الدر المختار، ج: ۲، ص: ۲۷۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جانتے ہوئے اس طرح کرنے سے عمرو پر توبہ واستغفار لازم ہے اور زید اگر ہندہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو علانیہ توبہ واستغفار کر کے شرع کے مطابق نکاح کرے، پھر مسلمانوں کے ساتھ کھائے پیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد تمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۳ر جمادی الاولی ۱۴۲۹ھ

ٹیلی فون کے ذریعہ انعقاد نکاح کی ایک صورت

مسئلہ از: عبدالمتین، مقام جنک پور، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

ہندہ اور بکر عاقل وبالغ ہیں اور دونوں آپس میں شادی کرنا چاہتے ہیں مگر فون پر ہی ایک دوسرے سے اقرار کرنا چاہتے ہیں۔ ہندہ نہ تو قاضی کے سامنے اقرار کرنا چاہتی ہے اور نہ مجلس نکاح میں سامنے آکر اقرار کرنا چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں کیا ہندہ کے بذریعہ فون اقرار کرنے سے بکر کسی جگہ مجلس نکاح قائم کر کے ہندہ سے نکاح پڑھوا سکتا ہے اور اس مجلس میں قاضی ہندہ اور بکر کا نکاح پڑھ سکتا ہے؟ اور کیا وہ نکاح درست ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

نکاح کی مذکورہ صورت خطاب کی ہے اور بذریعہ خطاب نکاح منعقد ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ایجاب وقبول کرنے والے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں۔ اور عاقدین میں سے کوئی دوسرے کی نگاہ سے غائب نہ ہو اور اگر کوئی نگاہ سے غائب ہو مثلاً گھر میں ہو یا پس دیوار تو ضروری ہے کہ یقین کے ساتھ یہ معلوم ہو کہ فلاں نے یہ ایجاب یا قبول کیا ہے۔ اس میں کسی بھی جہت سے اس کے بارے میں شک اور اشتباہ نہ ہو۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"اذا کان احدھما غائباً لم ینعقد حتی لو قالت امرأۃ بحضرۃ شاھدین زوجت نفسی من فلان وھو غائب فبلغه الخبر فقال قبلت او قال رجل بحضرۃ شاھدین تزوجت فلانۃ وھی غائبۃ فبلغھا الخبر فقالت زوجت نفسی منه لم یجز ان کان القبول بحضرۃ ذینک الشاھدین" (۱)

اسی میں ہے:

"وفی فتاویٰ ابی اللیث رجل قال لقوم اشھدوا انی تزوجت ھذہ المرأۃ التی فی ھذا

(۱) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج:۴، ص:۲۶۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

البیت فقالت المرأة قبلت فسمع الشهود مقالتها ولم یروا شخصا فان کانت فی البیت وحدها جاز النکاح وان کانت فی البیت معها اخری لا یجوز" (۱)

اور ٹیلی فون سے نکاح کی صورت میں عاقدین الگ الگ مقام پر رہ کر ایک دوسرے سے غائب ہوتے ہیں اور صرف ایک دوسرے کی آواز سنتے ہیں اور اگر کہیں فون پر عاقدین کی شکل بھی نظر آرہی ہو تو اسے عکس اور شبیہ تو کہا جائے گا مگر عین لڑکا یا لڑکی ہرگز نہیں اور ظاہر ہے کہ نکاح کسی لڑکے یا لڑکی کی شبیہ سے نہیں ہوتا بلکہ ان کی مجسم ذات پیکر حیات سے ہوتا ہے اور وہ ذات ضرور ایک دوسرے کی نگاہ سے اوجھل ہے۔

ایسی صورت میں وہ یقین شرعی ہرگز نہیں حاصل ہے جس کی بنا پر یہ حکم لگایا جاسکے کہ فلاں لڑکے اور لڑکی نے ایجاب وقبول کیا ہے۔ علاوہ ازیں شرائط نکاح میں سے ایک شرط دو گواہوں کا ساتھ، ساتھ ایجاب وقبول کا سننا ہے۔ چنانچہ علامہ "سعود" کاسانی قدس سرہ الربانی تحریر فرماتے ہیں:

"منها سماع الشاهدین کلام المتعاقدین جمیعاً حتی لو سمعا کلام احدهما والاخر کلام الاخر لا یجوز النکاح" (۲)

اور آج کل اگر چہ ایسے ٹیلی فون رائج ہیں کہ گواہان عاقدین کی آواز سن سکتے ہیں مگر گواہ عاقدین میں سے ایک کے حق میں بہر حال غائب رہتے ہیں۔ اور اس کی آواز غائبانہ طور پر سنتے ہیں۔ اور علمائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے سنی گئی آواز پر احکام شرعیہ کی بنا نہیں ہوسکتی کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے۔ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے

"لو سمع من وراء الحجاب لا یسعه ان یشهد لاحتمال ان یکون غیره اذ النغمة تشبه النغمة" (۳)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ٹیلی فون پر ایجاب وقبول سے نکاح صحیح نہیں ہے۔ ہاں اگر عاقدین بذریعہ ٹیلی فون ہی نکاح کرنا چاہتے ہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک کسی کو اپنا وکیل نکاح بنادے اور وہ وکیل گواہوں کی موجودگی میں دوسرے سے ایجاب وقبول کرادے۔ اس طرح یہ نکاح نافذ ودرست ہوگا کہ اب بذریعہ ٹیلی فون صرف وکیل بنایا گیا ہے اور توکیل میں نہ موکل کی حاضری ضروری، نہ شہادت شرط۔ چنانچہ شمس الائمہ "شمس الدین" سرخسی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

"لو ان الغائب وکل هذا الحاضر بکتاب کتبه الیه حتی زوجه منها کان صحیحاً" (۱)

---

(۱) الفتاوی العالمگیریه، ج: ۱، ص: ۲۶۸

(۲) بدائع الصنائع: ج ۲، ص: ۵۲۷

(۳) الفتاوی العالمگیریه، ج: ۳، ص: ۳۵۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"یصح التوکیل بالنکاح وان لم یحضر الشهود کذا فی الخانیة" (۲)هذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی وهو تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۳۰ رجمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

نکاح ماضی، حال، امر کے صیغوں سے منعقد ہوتا ہے

مسئلہ از: نظام الدین قادری، دار العلوم اہل سنت، بزم رسول سورہا، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید نے ایجاب وقبول کرانے میں کہا کہ "میں نے ہندہ بنت بکر کو تمہارے نکاح میں دی جاتی ہے" اور کہا کیا آپ نے قبول کیا؟ زید نے کہا میں نے قبول کیا۔ اس لفظ کو تین مرتبہ کہا۔ عبد الرحمٰن آیا اور کہا دوبارہ ایجاب وقبول کراؤ۔ عبد الرحمٰن کہتا ہے کہ آپ نے ماضی کا صیغہ استعمال نہیں کیا۔ عبد الرحمٰن نے بھری مجلس میں پھر سے ایجاب وقبول کرایا۔ قرآن وحدیث اور فقہاء کی روشنی میں واضح فرمائیں۔ نیز حوالہ کے ساتھ۔ بینوا توجروا.

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

نکاح ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے اور ایجاب وقبول کے الفاظ خواہ دونوں ماضی ہوں مثلاً ایک نے کہا میں نے تجھ سے نکاح کیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا یا ان میں سے ایک ماضی اور دوسرا حال یا امر ہو جیسے کسی نے کہا تو مجھ سے اپنا نکاح کر اس نے کہا میں نے تجھ سے اپنا نکاح کیا یا مثلاً یوں کہے میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں۔ اس نے کہا میں نے قبول کیا۔ چنانچہ درمختار میں ہے:

"ینعقد بایجاب وقبول وضعاً للمضی کزوجت.تزوجت وبما ای بلفظین وضع احدهما للمضی والآخر للاستقبال او للحال" (۳)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"ینعقد بالایجاب والقبول وضعا للمضی او وضع احدهما للماضی، والاخر لغیره

(۱) المبسوط للسرخسی، ج:۳، ص:۱۵

(۲) الفتاویٰ العالمگیریه، ج:۱، ص:۲۹۴

(۳) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۲، ص:۲۶۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مستقبلاً كان كالامر، وحالاً كالمضارع، كذا في النهر الفائق اذا قال لها أتزوجك بكذا فقالت قد قبلت يعم النكاح وان لم يقل الزوج قبلت، كذا في الذخيرة"(۱)

فقیہ النفس امام "قاضی خاں" قدس سرہ فرماتے ہیں

"النكاح ينعقد بلفظ النكاح والتزويج كان على وجه الخبر عن الماضي نحو ان تقول المرأة زوجت نفسي منك بكذا بمحضر من الشهود على كذا فتقول المرأة قبلت" (۲)

تفصیل مذکور سے واضح ہوا کہ ایجاب وقبول کے دونوں صیغوں میں ایک حال کا اور دوسرا ماضی کا ہو تو بھی نکاح ہو جائے گا۔ سوال میں بیان کردہ ایجاب کا صیغہ "بندہ بنت بکر کو تمہارے نکاح میں دی جاتی ہے" حال ہے اور قبول کا صیغہ ماضی ہے۔ لہٰذا نکاح منعقد ہو گیا۔ عبدالرحمٰن کا اعتراض بیجا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

فلموں میں ہونے والے نکاح شرعاً معتبر ہیں یا نہیں؟

مسئلہ از: قاری احمد شکیل نورانی علیمی خلیل آبادی، بھیڑی منڈی، بشیرت گنج لکھنؤ

کیا فرماتے ہیں علمائے اسلام ذیل کے مسئلہ میں کہ

شرعی نکاح کے لیے لڑکا اور لڑکی کے ایجاب وقبول کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جو فلموں، ٹیلی ویژن اور ڈراموں میں بطور مذاق ہیرو ہیروئن خاوند بیوی ہونے کا اقرار کرتے ہیں جس کے چشم دید گواہ بھی ہوتے ہیں اور سننے دیکھنے والے بھی ہزاروں کی تعداد میں گواہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایجاب وقبول کی صورت میں انہیں ڈرامہ دکھانے کے بعد یا فلمی کردار ادا کرنے کے بعد شوہر بیوی کی حیثیت کیوں نہیں دی جاتی؟ جب کہ مہر بھی باندھا جاتا ہے، یہ ایجاب وقبول شرعی اعتبار سے کیسا ہے؟ یہ دونوں میاں بیوی بغیر طلاق دیے جو نکاح کرتے ہیں شرع کی رو سے درست ہے یا نہیں؟ مفصل جواب تحریر فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مرد وعورت کا گواہوں کی موجودگی میں زن وشوہر ہونے کا محض اقرار کر لینا نکاح نہیں ہے۔ چنانچہ حضور صدر

---

(۱) الفتاوی الهندیه، ج: ۱، ص: ۲۷۰

(۲) الفتاوی الخانیة مع الفتاوی الهندیه، ج: ۱، ص: ۲۳۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"یہ اقرار کہ یہ میری عورت ہے نکاح نہیں یعنی اگر پیشتر سے نکاح نہ ہوا تھا تو فقط یہ اقرار نکاح نہ قرار پائے گا۔"(۱)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے "رجل وامرأة اقرا بالنكاح بين يدى الشهود وقالا بالفارسية "مازن وشويئم" لا ينعقد النكاح بينهما هو المختار كذا فى الخلاصة" (۲)

اور اگر نکاح کے لیے ایجاب وقبول کرتے ہیں مثلاً: یوں کہتے ہیں کہ میں نے فلاں سے نکاح کیا اور دوسرا قبول کرتے ہوئے کہتا ہے میں نے قبول کیا تو اگر عورت (ہیروئن) کسی دوسرے مرد کے نکاح میں ہے تو اس صورت میں بھی نکاح ناجائز ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "لا يجوز للرجل ان يتزوج زوجة غيره"(۳) یعنی مرد کو دوسرے کی بیوی سے نکاح کرنا ناجائز ہے۔

اور بہار شریعت میں ہے "دوسرے کی منکوحہ سے نکاح نہیں ہوسکتا"(۴)۔

اور اگر کسی دوسرے مرد کے نکاح میں یا عدت میں نہیں ہے اور نکاح کے شرائط پائے جاتے ہوں تو اگرچہ ایجاب وقبول، ہنسی ومذاق کے طور پر ہو نکاح منعقد ہوجائے گا اور وہ عورت ومرد شرعاً میاں بیوی ہوجائیں گے۔ چنانچہ خاتم المحققین علامہ "ابن عابدین" شامی قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں:

"حقيقة الرضاء غير مشروطة فى النكاح لصحته مع الاكراه والهزل"(۵)

اور اعلیٰ حضرت امام "احمد رضا" علیہ الرحمۃ والرضوان رقمطراز ہیں: "ان النكاح مما يستوى فيه الهزل والجد فلايحتاج الى نية وقصد حتى لو تكلما بالايجاب والقبول هازلين او مكرهين ينعقد" (۶) اور اب اس عورت (ہیروئن) کا کسی دوسرے سے ہرگز نکاح نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ اس کا شوہر ہیرو اس کو طلاق نہ دے دے یا اس کی موت نہ ہوجائے اور کسی کا اس سے جانتے ہوئے نکاح کرنا بھی ناجائز وحرام ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحكم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۸ ربیع الاول شریف ۱۴۲۳ھ

---

(۱) بہار شریعت، ج:۸، ص:۸

(۲) الفتاوى العالمگيرية، ج:۱، ص:۲۷۲

(۳) الفتاوى العالمگيرية، ج:۱، ص:۲۸۰

(۴) بہار شریعت، ج:۷، ص:۲۹

(۵) رد المحتار، ج:۲، ص:۲۷۱

(۶) الفتاوىٰ الرضويه، ج:۵، ص:۹۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ولدالحرام سے نکاح جائز ہے

مسئلہ از: شاکر علی نظامی، مقام مسرولیا، پوسٹ ساؤں گھاٹ ضلع کبیر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

زید نے اپنے حقیقی بیٹے کی بیوی سے بعد طلاق نکاح کیا اور اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اب بکر سے اس کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ بکر کو اس کی ساری تفصیل معلوم ہے۔ پھر بھی زید کی لڑکی سے شادی کرنا اس کو پسند ہے۔ لیکن بخوف شرع شادی سے رک رہا ہے۔ اس لیے کہ وہ دونوں ابھی نکاح مذکور پر قائم ہیں اور اب بوڑھے ہو چکے ہیں۔ اب تک نہ جدا ہوئے اور نہ ہی توبہ کی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے والدین کی لڑکی سے شادی کرنا عند الشرع کیسا ہے؟ جب کہ لڑکی نکاح مذکور کے بعد اسی بیوی سے پیدا ہوئی۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ولدالحرام سے نکاح جائز ہے کہ قصور حرامی اولاد کا نہیں۔ جس نے حرام کام کیا گنہگار وہ ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (۱)

البتہ زید بہو کو اپنی بیوی بنا کر رکھنے کے سبب سخت مجرم وحرام کار، مستحق عذاب نار وغضب جبار ہے۔ انتہائی ظالم وجفا کار، فاسق فاجر اور بدکار ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو زید اور اس کی بہو کو سخت سزا ملتی چونکہ یہاں اسلامی حکومت نہیں اس لئے اس پر لازم ہے کہ فوراً اپنی بہو سے جدا ہو جائے اور دونوں علانیہ توبہ واستغفار کریں۔ اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں سچے دل سے تائب ہو کر نماز کی پابندی کریں۔ صدقات وخیرات کریں اور غربا ومساکین کو کھانا کھلائیں۔ اگر زید اور اس کی بہو ایسا کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیں اور ان سے تمام تعلقات ختم کر لیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۲)

ایسی صورت میں بکر وہاں شادی کرنے سے بچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

الجواب صحیح: محمد تفسیر القادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

---

(۱) سورۃ الفاطر، آیت: ۱۸

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا نکاح دولہا یا دلہن کی آبادی میں ضروری ہے؟

مسئلہ از: عبداللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

زید نے تقریباً چھبیس سال پہلے ہندہ سے نکاح کیا اور پھر تقریباً آٹھ سال پہلے یعنی شادی کے اٹھارہ سال بعد زید نے ہندہ کو مسجد کے کچھ اراکین کو گواہ بنا کر تین طلاق دیا اب وہ دوسری شادی سمرن سے طے کر کے قریبی ایک مسجد میں صبح دس بجے نکاح کا وقت مقرر کیا ہوا۔ نکاح کے مقررہ وقت کے پانچ منٹ پہلے ہندہ کا بھائی غصہ کے عالم میں مسجد کے اندر گھس کر باآواز بلند یہ کہنے لگا کہ زید اٹھ جاؤ تم چور جیسے بیٹھے ہو اور اس کے علاوہ ہندہ کے کچھ رشتہ داروں نے یہ کہہ کر نکاح روکنے کی کوشش کی کہ ہندہ کی اجازت کے بغیر یہ نکاح نہیں ہوسکتا جبکہ ہندہ اور زید کے درمیان طلاق ہونے کا واقعہ جو اٹھارہ سال پہلے پیش آیا تھا اس وقت جو لوگ موجود تھے وہی لوگ زید اور سمرن کے جس وقت نکاح ہونے جارہا تھا موجود تھے اور ان لوگوں نے اہل جماعت کو یہ بتانے کی کوشش نہیں کی کہ ہندہ اور زید کے درمیان آٹھ سال پہلے طلاق ہوچکی ہے اور زید کو دوسری یا تیسری شادی کرنے کے لئے ہندہ سے اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں جبکہ طلاق واقع ہوجانے کے بعد زید اور ہندہ اجنبی ہوگئے لیکن زید کی دوسری شادی ہندہ کے میکے والوں کے دباؤ میں آکر سمرن سے نہیں ہو پائی۔

مسجد کے ذمہ داروں نے مقررہ وقت میں زید اور سمرن کا نکاح کرنے سے انکار کردیا۔ زید شرم کے مارے بھری محفل کے روبرو گھر لوٹ گیا اور اسی دن عشاء کے وقت زید کے گاؤں سے تقریباً پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر زید اور سمرن کا نکاح مسجد میں وہاں کے ذمہ داروں کے روبرو مع وکیل اور گواہوں کے نکاح پڑھ دیا گیا۔

(۱) نکاح جو کہ ایک اہم سنت رسول ہے جبکہ زید نکاح کے لئے تیار ہوکر مسجد میں آکر بیٹھ گیا زید کو بے عزت کر کے اس کا نکاح پڑھنے سے انکار کر کے وہاں سے واپس لوٹانا کیسا فعل ہے؟ جبکہ اس وقت مسجد کے ذمہ داران اور اہل جماعت موجود تھے۔

(۲) زید اور سمرن کے درمیان جو نکاح ہوا اس کے مقامی گاؤں سے تقریباً پندرہ کلومیٹر کے فاصلے پر ہوا تو کیا وہ نکاح درست ہے یا نہیں؟

(۳) جو نکاح زید اور سمرن کے درمیان ہوا اس نکاح کے بارے میں مقامی مسجد کے کچھ اراکین یہ کہتے ہوئے پھر رہے ہیں کہ یہ نکاح جائز نہیں تو کیا مسجد کے اراکین کا ایسا کہنا جائز ہے؟ مسلمانوں سے اہل جماعت کا کس طرح سے برتاؤ کرنا چاہئے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۴) زید اور سمرن کے نکاح کے وقت مسجد کے اراکین واہل جماعت کی خاموشی کیسا فعل ہے؟ جبکہ زید اور ہندہ کے درمیان جو طلاق ہو چکی تھی اس کا علم بھی ان لوگوں کو تھا۔

برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کا حل فرمائیں۔عین کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) اگر حاضرین محفل نے زید کو بلاوجہ ذلیل ورسوا کرنے اور اسے ایذا پہنچانے کے لئے ایسا کیا تو وہ گنہگار ہیں کہ ایذائے مومن حرام وگناہ ہے۔حدیث پاک میں ہے:

"من اذی مسلما فقداذانی ."(۱)

اور اگر اچانک ایسے حالات پیش آگئے کہ وہ اٹھ کر چلے گئے تو کوئی الزام نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نکاح صحیح ہونے کے لئے عاقدین کا اپنے گھر یا اپنی آبادی میں ہونا شرط نہیں ہے لہٰذا اگر زید اور سمرن سنی صحیح العقیدہ ہیں اور گواہان بھی قابل شہادت ہیں اور ایجاب وقبول گواہوں کے روبرو پایا گیا تو نکاح درست ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جب ایجاب وقبول مع شرائط پالئے گئے تو اراکین مسجد کا بلاوجہ اس نکاح کو ناجائز کہنا غلط ہے اور ان پر توبہ لازم ہے اگر توبہ نہ کریں تو مسلمان ان سے دور رہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر کسی صحیح حکمت ومصلحت کے تحت خاموش رہے تو حرج نہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۷/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

دیوبندی کا نکاح پڑھانا کیسا؟

مسئلہ از: محمد واحد علی، مقام سعد اللہ پور، ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید کے گاؤں میں ایک شادی کی تقریب ہوئی جس میں عاقدین میں سے ایک دیوبندی ہو یا دونوں دیوبندی ہوں اور ایک سنی صحیح العقیدہ عالم ان کا نکاح پڑھادے تو اس نکاح کا کیا حکم ہے؟ اور اس نکاح پڑھانے والے کے لئے کیا حکم ہے؟

---

(۱) کنز العمال، ج:۱۶، ص:۱۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضور والا سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں!

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر بہ مطابق "فتاویٰ حسام الحرمین" کافر ومرتد ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے "وہابیہ ونیچریہ وقادیانیہ وغیرہ غیر مقلدین ودیوبندیہ وچکڑالویہ خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین قطعا یقینا کفار مرتدین ہیں۔" ملخصا (۱) اور مرتد کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذالک لایجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط." (۲)

لہٰذا لڑکا لڑکی دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک بھی اگر واقعی دیوبندی ہے تو نکاح نہیں ہوگا اور نکاح پڑھانے والے نے اگر جانتے ہوئے ایسا نکاح پڑھایا تو فاسق وفاجر اور مجرم وگنہگار ہے۔ اس پر توبہ واستغفار لازم اور اس نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان کرنا ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ

دیوبندی سے نکاح اور دیگر تعلقات؟

مسئلہ از: محمد قمر الدین قادری

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) کسی سنی صحیح العقیدہ لڑکی کا نکاح کسی وہابی دیوبندی لڑکے کے ساتھ منعقد ہوگا یا نہیں؟ اسی طرح کسی سنی صحیح العقیدہ لڑکے کا نکاح کسی وہابی دیوبندی کی لڑکی کے ساتھ منعقد ہوگا یا نہیں؟

(۲) خود کو سنی مسلمان کہتے ہوئے دیدہ ودانستہ اگر کسی نے اپنی لڑکی کا نکاح کسی مرتد وہابی دیوبندی کے ساتھ کردیا اس کے نتیجے میں جو اولاد ہوئی وہ حلال ہوئی یا کچھ اور؟۔

(۳) جس گاؤں جس آبادی کے بارے میں مشہور ہو کہ یہ وہابیوں کا گاؤں دیوبندیوں کی آبادی ہے یا جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ وہابی دیوبندی ہے یہ لوگ نیاز وفاتحہ سلام وقیام غوث اعظم کے مرغ حسین اعظم

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج: ۶، ص: ۹

(۲) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۲۸۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے شربت ومیلاد شب برأت کے حلوے سے چڑھتے اور مزارات مقدسہ پر حاضری سے اجتناب کرتے ہیں اور وہابی دیوبندی مولویوں کی پیروی کرتے ہیں ایسے وہابیوں دیوبندیوں کو کافرومرتدین کہنے کے لئے ان سے ترک موالات کرنے کے لئے کیا اس گاؤں آبادی کے ہر ہر گھر کے ہر ہر فرد کے پاس جاکر ان کے سامنے وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا اور مقتدا مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا خلیل احمد انبیٹھی، مولانا قاسم نانوتوی وغیرہ مرتدین کے کفریات بیان کرکے ان سے ان کی کفریات کی تائید کروانا ضروری ہے۔

اگر ان عناصر اربعہ دیابنہ کو کافرومرتدین کہنے سے انکار کریں تب ان کو کافرمرتدین کہا جائے ان سے ترک موالات کیا جائے؟ یا جو جس امام وپیشوا کی تقلید وپیروی کررہا ہے اس پر وہی حکم شرعی نافذ ہوگا جو اس کے امام وپیشوا پر حکم شرع نافذ ہے۔

(۴) خود کو سنی مسلمان کہلانے والے کسی شخص کی رشتہ داری وہابیوں میں ہو اور وہ سنی مسلمان کہلانے والا اس مرتد وہابی کو بخوشی اپنے گھر بلاتا بھی ہو خود اس کے گھر جاتا ہو سارے اسلامی معاملات اس سے قائم رکھتا ہو اس کے گھر کے افراد اس پر راضی ہوں ایسے گھر کے کسی فرد کو جو حافظ مولوی ہو نماز پنجگانہ ونماز جنازہ وعیدین کی نماز کے لئے امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے؟ اگر ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے تو نماز ہوجائے گی یا واجب الاعادہ ہوگی؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) وہابی دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب اسلام سے خارج اور کافرومرتد ہیں۔ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں۔

"مرتد منافق وہ کہ اب بھی کلمہ اسلام پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین میں سے کسی شئی کا منکر ہے جیسے آج کل کے وہابی رافضی قادیانی"۔(۱)

اور آگے اسی میں فرماتے ہیں "مرتدوں میں سب سے بدتر مرتد منافق ہے۔ خصوصاً وہابیہ خصوصاً دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلسنت کہتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں"۔(۲)

اور مرتد لڑکا یا لڑکی کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہوتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لایجوز للمرتد ان

(۱) العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۵۵

(۲) العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ، ج: ۶، ص:۵۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذالک لایجوز نکاح المرتد مع احد کذا فی المسبوط۔(۱)

فتاویٰ رضویہ میں ہے "حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا اس کا نکاح کسی مسلم کافر مرتد اس کے ہم مذہب یا مخالف مذہب غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہوسکتا جس سے ہوگا محض زنا ہوگا۔"(۲)

لہٰذا کسی سنی صحیح العقیدہ لڑکا یا لڑکی کا نکاح کسی وہابی دیوبندی سے منعقد نہیں ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) وہابی دیوبندی مرتد کا دانستہ خواہ غیر دانستہ نکاح کسی سے ہوگا ہی نہیں تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد علانی نہیں حرامی ہوگی۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے "مرد یا عورت جس کا عقیدہ کفریہ ہو اولاد حرامی ہے۔ "اذلا نکاح مرتد ولا مرتدة اصلا حتی مع مثله فی الارتداد کما نص علیه الائمة الامجاد۔" واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب." (۳)

(۳) وہابی دیوبندی کے بے شمار عقائد باطلہ میں سے یہ عقیدہ ہر خاص وعام جاہل وعالم کہے جانے والے وہابی دیوبندی میں پایا جاتا ہے کہ جو ان کے ہم عقیدہ نہیں وہ مشرک ہیں۔ چنانچہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی عقائد وہابیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "واعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشرکون."

دیوبندی فرقہ کے شیخ الاسلام حسین احمد ٹانڈوی نے لکھا ہے "محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم وتمام مسلمانان دیار مشرک وکافر ہیں ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو چھین لینا حلال وجائز بلکہ واجب ہے۔(۴)

اور جو شخص کسی ایک بھی مسلمان کو کافر کہے وہ بحکم حدیث وفقہ کافر ہے۔ چنانچہ ارشاد حدیث ہے: "ایما امرء قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما."(۵)

جامع الفصولین میں ہے "والمختار للفتوی من جنس هذه المسائل ان قائل هذه المقالات لو اراد الشتم ولا یعتقده کافرا لایکفر ولو اعتقد کافرا کفر۔"(۶)

---

(۱) الفتاوی العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۲۸۲

(۲) العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة، ج: ۶، ص: ۵۵

(۳) العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة، ج: ۵، ص: ۲۲۸

(۴) الشهاب الثاقب، ص: ۵۱

(۵) الصحیح لمسلم، ج: ۱، ص: ۵۷

(۶) جامع الفصولین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تو جو شخص پوری دنیا کے مسلمانوں پر شرک وکفر کا حکم لگائے اس کا کیا حال ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہابی دیوبندی پر ایک صورت میں جمیع ائمہ دین حضرات متکلمین وفقہائے شرع مبین کے نزدیک حکم کفر وارتداد ہے۔ اور ایک صورت پر جمہور فقہائے اسلام کے نزدیک حکم کفر وارتداد ہے۔ تو وہابی دیوبندی پر حکم کفر وارتداد ہے اور جو لوگ وہابیت دیوبندیت سے مشہور ہوں اور سوال میں مذکور امور ان میں موجود ہوں ان پر حکم کفر ہے۔ ان سے ترک موالات لازم ہے۔ ان سے ترک موالات کے لئے یونہی ان کو کافر وبے دین کہنے کے لئے ان کا وہابی ہونا ہی کافی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۴) اگر وہ حافظ ومولوی بھی سوال میں ذکر کردہ معاملات سے راضی ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز اور اسے امام بنانا گناہ ہے اس کی اقتدا میں پڑھی گئی نماز کا اعادہ واجب ہے غنیۃ میں ہے "لو قدموا فاسقا یاثمون"(۱)

درمختار میں ہے "کل صلاۃ ادیت مع کراھۃ التحریم تجب اعادتھا"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

نکاح میں گانا بجانا اور نکاحانہ لینا

مسئلہ از: مختار عالم، سورت گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں

آج کل شادی وغیرہ کے موقع پر نکاح پر ناچ گانا تماشہ وغیرہ ہوتا ہے اور علمائے کرام جب منع کرتے ہیں تو لوگ یہی جواب دیتے ہیں کہ مولانا لوگ جب نکاح پڑھاتے ہیں تو نکاح خوانی کے ۵۰۰ روپے یا ۷۵۰ روپے لیتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں کہاں لکھا ہے کہ نکاح پڑھانے کا معاوضہ لیا جائے۔ جواب عطا فرمائیں

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ناچ گانا بجانا شریعت مطہرہ میں ناجائز ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں ان امور

(۱) غنیۃ المستملی، ص ۴۷۵

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۲، ص: ۱۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

"قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم صوتان ملعونان في الدنيا والاخرة منها عند نعمة لاله عند المصيبه."(۱)

ایک حدیث شریف میں ہے "من قعد وسط الحلقة فهو ملعون."(۲)

ایک مقام پر ہے "ليكونن من اقوام امتي يستحلون الحر والحرير والخمر والمعازف"(۳)

اور لہو ولعب کے بارے میں ارشاد حدیث ہے "كل لهو المسلم حرام الا الثلاثة."(۴)

ان ارشادات سے واضح ہے کہ ناچ گانا بجانا تماشہ کرنا ناجائز وگناہ اور شریعت مطہرہ کے نزدیک سخت جرم ہے۔ مگر نکاح پڑھانے پر کچھ رقم لینے کی ممانعت کسی آیت یا حدیث میں نہیں ہے نہ اس کا لینا شرعاً ناجائز ہے کیونکہ وہ بطور انعام واکرام دیا لیا جاتا ہے اور اگر بالخصوص اجرت ومعاوضہ کے طور پر لیا جاتا ہے پھر بھی شرعاً جائز ہے کہ آدمی اپنے وقت کی اجرت لے رہا ہے جو بلاشبہ جائز ہے لہٰذا ناچ گانے سے روکنے کے سبب نکاح کے معاوضہ پر اعتراض کرنا جہالت ونادانی اور شریعت پر جرأت ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ شریعت پر عمل کریں اور نادانی سے باز آئیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری. کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۴ر ذیقعدہ ۱۴۳۴ھ

نکاح میں باپ کی جگہ پرورش کرنے والے کا نام لیا تو؟

مسئلہ از: قاری نصیب اللہ عزیزی، خطیب وامام جماعت لطیفیہ مسجد ملن نگر، پونہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے بکر کی بچی کی پرورش کی اور اس کا نکاح عمرو سے کر دیا اور بوقت نکاح حقیقی باپ بکر کے بجائے زید کا نام لیا گیا جس نے اس کی پرورش کی ہے یعنی ہندہ بنت زید کا نکاح عمرو سے کیا گیا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ کا نکاح از روئے شرع شریف درست ہے یا نہیں جبکہ اس کے حقیقی باپ کی جگہ اس کی پرورش کرنے والے کا نام ذکر کیا گیا ہے۔ بینوا توجروا

---

(۱) کنز العمال، ج:۱۵، ص:۲۹۹

(۲) مسند الامام احمد بن حنبل، ج: ۵، ص:۲۵۴

(۳) صحیح البخاری، ج: ۲، ص:۸۲۸

(۴) سنن ابی داؤد، ج: ۲، ص:۶۷۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر ہندہ اس مجلس نکاح میں خود موجود نہ تھی اور اس کی طرف اشارہ کر کے اس طرح نہ کہا گیا کہ اس ہندہ بنت زید کا نکاح تیرے ساتھ کیا بلکہ ہندہ کی عدم موجودگی میں یہ الفاظ کہے گئے تو ہندہ کا نکاح نہ ہوا ہاں اگر ہندہ کی پرورش کی وجہ سے لوگوں میں ہندہ بنت زید کہی جاتی ہے اور اس طرح بولنے سے اسی ہندہ کی طرف ذہن جاتا ہے تو نکاح ہوگیا۔ درمختار میں ہے

"غلط وکیلھا بالنکاح فی اسم ابیھا بغیر حضورھا لم یصح"(۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے "قال امراتہ عمرۃ بنت صبیح طالق وامراتہ عمرۃ بنت حفص ولانیۃ لہ لاتطلق امراتہ. فان کان صبیح زوج ام امراتہ وکانت تنسب الیہ وھی فی حجرہ فقال ذلک وھو یعلم نسب امراتہ اولایعلم طلقت امراتہ۔"(۲)

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں۔

"اگر بکر نے اسے پرورش یا تبنی کیا تھا اور وہ عرف میں ہندہ بنت بکر کہی جاتی ہے اور اس کہنے سے اس کی طرف ذہن جاتا ہے تو نکاح ہوگیا۔"(۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۵ر صفر المظفر ۱۴۳۱ھ

بغیر طلاق دوسرا نکاح کرنا کیسا؟

مسئلہ از: رمضان علی ابن عباس علی مقام سرھنا پوسٹ شکارگڑھ مہراج گنج

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہندہ کی شادی تقریباً چار سال پہلے ہوئی تھی ہندہ اپنے سسرال بھی ایک ہفتہ کے لئے گئی تھی اس کے بعد اپنے والدین کے گھر واپس آئی۔ ہندہ کی شادی کے تقریباً چار ماہ بعد اس کے شوہر کا دماغی توازن بگڑ گیا اور اس کی دوا وغیرہ بھی ہوئی لیکن فرق نہیں ہوا تین سال سے ہندہ اپنے والدین کے پاس ہے اور ہندہ کا شوہر پاگل ہوگیا ہے۔

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۴، ص:۹۶

(۲) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۱، ص:۳۵۸

(۳) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص:۱۶۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہندہ ایسی صورت میں طلاق چاہتی ہے لیکن ہندہ کے خسر طلاق نہیں دینے دے رہے ہیں۔ ہندہ مجبور ہو کر دوسری شادی کرنا چاہتی ہے ایسی صورت میں ہندہ دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

شوہر کی موت یا اس سے طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ دوسرے سے ہرگز ہرگز نکاح نہیں کر سکتی ہے اگر کرے گی تو حرام ہوگا۔ اور صحبت زنا ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (۱)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"عورت کو ہرگز روا نہیں کہ بے طلاق یا فرقت شرعیہ کے دوسرے سے نکاح کر لے اگر کرے گی محض حرام ہوگا۔" (۲) اگر واقعی ہندہ کے شوہر کا دماغی توازن خراب ہو گیا ہے اور افاقہ کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے اور ہندہ چھٹکارا چاہتی ہے تو اپنا معاملہ قاضی شریعت کے پاس لے جائے وہ جو فیصلہ کریں اس پر عمل کرے۔) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۴ر ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ

ٹیلی فون کے ذریعہ نکاح کا حکم

مسئلہ از: محمد محمود حسین اشرفی دار العلوم شاہ اعلیٰ قدرتیہ جاج مئو، کانپور، یوپی

(۱) انٹرنیٹ کے ذریعہ پڑھایا گیا نکاح درست ہے یا نہیں؟

(۲) آج کل انٹرنیٹ کے ذریعے نکاح پڑھایا جاتا ہے جس میں لڑکا سے دو گواہ اور وکیل کی موجودگی میں قاضی ایجاب وقبول کرواتا ہے ایسا نکاح شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

فقہائے کرام کے اقوال کی روشنی میں دلیل تفصیلی کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کے ذریعہ نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہی سمینار بورڈ دہلی کی جانب سے ۲۴ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ کو منعقد سمینار میں علمائے اہل سنت کا جو فیصلہ ہوا بعینہ حاضر ہے، اس مجلس میں خود راقم الحروف بھی

(۱) سورۃ النساء، آیت ۲۴

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص: ۶۹۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شریک تھا، بحث ومباحثہ کے بعد یہ طے ہوا کہ "لڑکا اور لڑکی دو مختلف شہروں میں رہ کر یا ایک ہی شہر کے اندر رہ کر غائبانہ طور پر ٹیلی فون یا انٹرنیٹ پر گفتگو کے ذریعہ ایجاب وقبول کرتے ہوئے نکاح کریں تو یہ نکاح صحیح نہیں، اگر چہ دو گواہ لڑکی کے پاس اور دو گواہ لڑکے کے پاس موجود ہوں، اور دونوں کی تصویر بھی نظر آتی ہو۔

کیونکہ صحت نکاح کے لئے ایجاب وقبول کی مجلس (ہیئت) ایک ہونا اور محفل نکاح میں گواہان کا حاضر ہونا اور ان کے ایجاب وقبول کو ایک ساتھ سننا شرط ہے۔ اسی طرح گواہان کے نزدیک ایجاب وقبول کرنے والوں کا معلوم ومعین ہونا بھی شرط ہے، جبکہ محفل ایجاب کے گواہ محفل قبول میں حاضر نہیں، یوں ہی محفل قبول کے گواہ محفل ایجاب میں حاضر نہیں اور تنہا ایجاب یا قبول کی محفل میں حاضر ہونا معتبر نہیں کہ نکاح دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ فتاویٰ عالمگیر جلد اول ص ۲۶۱ پر ہے

"ومنها سماع الشاهدين كلاهمامعاهكذا في فتح القدير، ولو سمعا كلام احد هما دون الاخر اوسمع احدهما كلام احدهما والاخر كلام الآخر لايجوز النكاح هكذا في البدائع، رجل زوج ابنته من رجل في بيت و قوم في بيت اخريسمعون ولم يشهدهم ان كان من هذا البيت الى ذلك البيت كوة راؤا الاب منها تقبل شهادتهم وان لم يرأوا الاب لاتقبل كذافي الذخيرة" واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۱۰/شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باب المحرمات

محرمات کا بیان

بہو اپنے خسر پر ہمیشہ کے لیے حرام ہے

مسئلہ از: محمد اقرار خاں، کانپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:

آج سے تقریباً ۷ سال قبل زید کی شادی ہندہ سے ہوئی۔ دونوں کے درمیان خلوت صحیحہ واقع ہوئی، پھر زید نے ہندہ کو دو سال پہلے طلاق مغلظہ دے دی۔ ہندہ زید کے گھر پر اب بھی رہتی ہے۔ اب بکر یعنی خسر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے زید یعنی بیٹے سے پہلے ہندہ یعنی بہو سے نکاح پڑھا لیا تھا۔ بکر لوگوں کو اپنا نکاح نامہ بھی دکھاتا ہے جس میں بنفسہ عشرہ سے پہلے کی تاریخ پڑی ہوئی ہے تو ایسی صورت میں ہندہ بکر کے لیے حرام ہے یا حلال؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

بکر کا زید کی مطلقہ ہندہ سے نکاح کا دعویٰ قطعاً باطل، غیر معتبر اور نا قابل سماعت ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے "قلت وقد نصوا ان من رایٰ احداً یتصرف فی شئی زماناً ثم ادعی انه له ولم یکن ثم مانع من دعواه لم تسمع قطعاً للحیل وقد بیناه فی الدعاوی من فتاوٰنا" (۱) یعنی: کوئی شخص ایک زمانہ تک کسی کو کسی شئی میں تصرف کرتا دیکھتا رہا، پھر عرصہ بعد مدعی ہوا باوجود کہ پہلے بھی دعویٰ سے کوئی شئی مانع نہ تھی تو اس کا دعویٰ مسموع نہ ہوگا۔

اور زید نے اگرچہ ہندہ کو طلاق مغلظہ دے دی ہے۔ اس کے باوجود اب ہندہ کسی حال میں زید کے باپ بکر کے لیے حلال نہیں ہوسکتی ہے۔ بلکہ ہمیشہ کے لیے بکر پر حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ (۲) یعنی: تمہارے نسلی بیٹوں کی بیویاں تم پر حرام ہیں۔

اور علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "تحرم زوجة الاصل والفرع بمجرد

---

(۱) الفتاویٰ الرضویة، ج:۵، ص:۵۵۰،

(۲) سورۃ النساء، آیت:۲۳،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

العقد دخل بها اولا" (۱) یعنی اصل وفرع کی بیوی حرام ہے۔ محض عقد سے اس سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

کسی کے نکاح میں ہوتے ہوئے عورت کا دوسرا نکاح نہیں ہوسکتا ہے

مسئلہ از: مولانا محمد مبین علیمی، بستوی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شادی شدہ عورت ہے۔ اپنے میکے میں چار سال سے رہتی ہے جب کہ اس کا شوہر بار بار لینے آتا ہے مگر وہ عورت اپنے شوہر کے گھر جانے کو تیار نہیں۔ بار بار انکار کی وجہ سے شوہر نے دوسری شادی کر لی اور جب عورت کو معلوم ہوا تو اس عورت نے دوسری شادی کر لی اور ایک آدمی نے اس عورت کا سرپرست بن کر شادی کروادی اور سب کو بخوبی معلوم ہے کہ اس عورت کی طلاق نہیں ہوئی ہے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس شادی شدہ عورت جس کا دوسرا نکاح کیا گیا بغیر طلاق کے تو یہ نکاح منعقد ہوا کہ نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور جس نے نکاح پڑھایا اس کا خود نکاح باقی رہے گا یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور اس کے لیے شریعت مطہرہ کے کیا احکام ہیں اور جو دونوں گواہ ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے۔ کیا ان کو تجدید نکاح کی ضرورت پڑے گی اور جو آدمی سرپرست بنا اگر چاہتا تو شادی نہیں ہوتی مگر اس نے شادی کروادی جب کہ اس سے صاف، صاف کہا گیا کہ طلاق لے کر آؤ تو جماعت کی طرف سے نکاح کیا جائے گا مگر اس نے نہ سنی اور ایک نیم ملا سے نکاح پڑھوا دیا تو اس سرپرست کے لیے کیا حکم ہے؟ اور جس نے شادی کیا جب کہ اس کو بھی بتایا گیا کہ اس عورت کا نکاح نہیں ہوا۔ بغیر طلاق کے دوسرا نکاح نہیں ہوتا مگر وہ بھی نہیں مانا اور شادی کر لی اس کے لیے کیا احکام ہیں؟ براہ کرم ان سوالوں کے جواب مدلل ومفصل تحریر فرمائیں، نوازش ہوگی

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

جو عورت کسی کے نکاح یا عدت میں ہو بغیر طلاق اور بغیر عدت گزرے اس کا کسی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (۲)

---

(۱) رد المحتار، ج: ۲، ص: ۲۷۹

(۲) سورۃ النساء، آیت: ۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور ملک العلما امام "سعود" کاسانی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"ومنها ان لا تكون منكوحة الغير لقوله تعالىٰ والمحصنٰت من النساء معطوفاً على قوله عزوجل حرمت عليكم امهاتكم الى قوله والمحصنٰت من النساء وهن ذوات الازواج"(۱)اور خاتم المحققین علامہ "ابن عابدین شامی" علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اما منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة ان علم انها للغير لانه لم يقل بجوازه احد فلم ينعقد اصلاً ولهذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنى كما فى القنية وغيرها" (۲)

صورت مسئولہ میں بغیر طلاق لیے جو نکاح کیا گیا وہ ہرگز ہرگز منعقد نہ ہوا۔ عورت بدستور اپنے شوہر کی بیوی ہے اور جس نے جانتے ہوئے وہ نکاح پڑھایا اور گواہان جو نکاح کے گواہ بنے اور جس کے ساتھ وہ نکاح ہوا اور جو سرپرست بنا سب کے سب مجرم وگنہ گار اور زنا کا دروازہ کھولنے والے ظالم وجفا کار، مستحق نار وغضب جبار ہوئے۔ نکاح پڑھانے والے پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے۔ نکاح کے غلط ہونے کا اعلان کرے اور اگر نکاحانہ پیسہ لیا ہو تو پیسہ واپس کرے۔ یوں ہی جس کے ساتھ نکاح ہوا وہ فوراً اس عورت سے جدا ہو جائے اور جس کی بیوی ہے اس کے حوالہ کردے اور علانیہ توبہ واستغفار کرے۔ اسی طرح گواہان اور سرپرست اور جتنے لوگ جانتے ہوئے اس نکاح میں شریک ہوئے سب پر علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۳)واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۳ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۷ھ

نابالغی میں باپ دادا کا کیا ہوا نکاح لازم ودرست ہے

مسئلہ از: عبدالباری، بھولا پور، پوسٹ خلیل پور، ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: ہندہ کی شادی (نکاح) سن بلوغ کو پہنچنے سے قبل ہو چکا تھا۔ دیہاتی رسم ورواج کے مطابق بالغ ہونے کے بعد (گونا) رخصت کرنا تھا کہ سن بلوغ کو پہنچنے پر

(۱) بدائع الصنائع، ج:۲، ص:۵۴۸

(۲) رد المحتار، ج:۳، ص:۱۳۴

(۳) سورۃ الانعام، آیت:۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہندہ بکر کے ساتھ چلی گئی۔ اب جب کہ ہندہ دوسرے آدمی کے ہمراہ ہے آیا بکر کا نکاح ہندہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں۔ نیز زید جو کہ پہلا شوہر ہے زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ قائم ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

بیان سائل سے معلوم ہوا کہ ہندہ کا نکاح اس کے باپ نے کیا تھا۔ لہٰذا یہ عقد لازم اور صحیح ودرست ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "فان زوجھما الاب والجد فلا خیار لھما بعد بلوغھما کذا فی الھدایۃ" (۱) اور اب زید سے طلاق لیے بغیر ہندہ کا نکاح کسی سے ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ ہندہ اور بکر سخت فاسق وفاجر، بدکار ومستحق نار وغضب جبار ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو مسلمان ان کا مکمل بائیکاٹ کردیں، ورنہ وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل شانہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴ر محرم الحرام ۱۴۲۶ھ

پہلے شوہر کی طلاق کے بغیر بیوی کا دوسرا نکاح نہیں ہوسکتا ہے

مسئلہ از: محمد مقدس حسین، مقام وپوسٹ بجھاوک پور، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلے میں کہ:

ہندہ زید کی بیوی ہے۔ زید کئی سالوں سے شہر ممبئی میں رہتا تھا، پھر ہندہ یعنی زید کی بیوی اپنے نہال چلی آئی۔ اس کے بعد ہندہ اور بکر سے تعلقات ہوگئے یعنی ہندہ اور بکر سے بدفعلی کرنے کی محبت پیدا ہوگئی۔ پھر زید یعنی ہندہ کا شوہر شہر ممبئی سے گاؤں میں چلا آیا۔ گاؤں میں آنے کے بعد زید اپنی بیوی ہندہ کے پاس آیا تو زید کو بکر اور ہندہ سے جو تعلقات تھے پتہ چل گیا تو زید نے ہندہ سے قرآن شریف پر ہاتھ رکھوا کر کہا تم قسم کھاؤ کہ اب میں بکر کی طرف چہرہ نہیں دکھاؤں گی تو ہندہ نے قسم کھالیا کہ اب میں بکر کی طرف چہرہ نہیں دکھاؤں گی۔ یہ کہہ کر زید شہر ممبئی چلا گیا۔ چار پانچ سال ہوگئے ابھی تک زید گھر کو نہیں آیا اور نہ اپنے بال بچوں کی خبر ہی لے رہا ہے تو اب ہندہ کے والدین زید کے پاس بھیجنا بھی نہیں چاہتے ہیں اور ہندہ کی دوسری شادی کسی دوسرے آدمی کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں تو کیا اس کے والدین دوسرے آدمی کے ساتھ شادی کرسکتے ہیں اور جو زید نے قسم کھلوایا ہے وہ قسم کیسے اترے گی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا.

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۲۸۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ (۱) یعنی طلاق کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے۔ حدیث شریف ہے "انما الطلاق لمن اخذ بالساق" (۲) یعنی طلاق شوہر کے لئے ہے اس سے ثابت ہوا کہ جب تک زید ہندہ کو طلاق نہ دے یا اس کی وفات نہ ثابت ہو جائے ہندہ کے والدین اس کا نکاح ہرگز ہرگز نہیں کر سکتے۔ اگر کر دیں گے تو نکاح ہی نہ ہوگا کہ ایک کے نکاح میں رہتے ہوئے دوسرے سے نکاح حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ الآية﴾ (۳) اور اگر ہندہ نے بعد قسم بکر کو چہرہ دکھایا تو اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے اور اگر ان دونوں میں سے کسی کی استطاعت نہ ہو تو تین دن پے در پے روزے رکھے کما فی عامة الکتب الفقهية۔ مگر یہ واضح رہے کہ اگر بکر اجنبی ہے تو ہندہ پر لازم ہے کہ اس سے پردہ کرے اور اس کو چہرہ نہ دکھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۲ ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ

ایک بہن کے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسری سگی بہن سے نکاح کرنا حرام و باطل ہے

مسئلہ از: محمد ابراہیم رضوی، ساکن بلاری، کرناٹک

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور اس سے تین بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں، پھر زید نے ہندہ کو طلاق دیئے بغیر ہندہ کی سگی بہن سے نکاح کیا۔ کیا یہ نکاح شریعت کی رو سے درست ہوا یا نہیں۔ جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں زید کا اپنی بیوی ہندہ کے ہوتے ہوئے اس کی سگی بہن سے نکاح حرام قطعی ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ (الیٰ) وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾ (۴)

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۷

(۲) ابن ماجۃ باب الطلاق العبد رقم الحدیث، ۲۱۵۹

(۳) سورۃ النساء، آیت: ۲۴

(۴) سورۃ النساء، آیت: ۲۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "وان تزوجهما فی عقدتین فنکاح الاخیرة فاسد" (۱) زید کا اپنی سالی کو بیوی بنا کر رکھنا اور اس سے صحبت کرنا سخت حرام ہے۔ بلکہ اگر اس سے صحبت کرلی تو اب ہندہ کے پاس جانا بھی حرام ہو گیا۔ جب تک سالی کو چھوڑ کر اس کی عدت نہ گزر جائے۔ زید پر فرض ہے کہ فوراً سالی کو چھوڑ دے اور صدق دل سے اللہ کی بارگاہ میں نادم ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: محمد اختر حسین قادری
۱۹ر صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

عدت کے اندر نکاح حرام ہے

مسئلہ از: محمد نصیر الدین، مقام و پوسٹ للولی، ضلع فتح پور، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہندہ زید کے دادا کے بھائی کی بیٹی ہے۔ یعنی رشتے میں زید کی پھوپھی ہے۔ زید اور ہندہ میں آپسی تعلقات تھے لیکن ہندہ کی شادی بکر سے ہوئی۔ شادی کے بیس پچیس دن کے بعد ہندہ نے زید پر الزام لگایا کہ زید نے مجھے ڈرایا اور غلط سلط کہا ہے جب کہ زید کا کہنا ہے کہ اللہ کی قسم میں نے کچھ نہیں کہا ہے۔ یہ بات جب ہندہ کے شوہر بکر کو معلوم ہوئی تو بکر نے ہندہ کو طلاق دے دی اور گاؤں والوں نے اسی وقت یعنی طلاق کے فوراً بعد زید کو ڈرا کر مار ڈالنے کی دھمکی دے کر ہندہ سے اس کا نکاح کرا دیا اور زبردستی مہر ایک لاکھ پچاس ہزار بندھوایا تو کیا زید سے ہندہ کا نکاح ہو گیا اور اگر نہیں ہوا تو جن لوگوں نے زبردستی کی اور زبردستی مہر بندھوایا ان کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے۔ حضور والا سے گزارش ہے کہ مفصل جواب عطا فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر ہندہ سے بکر کی خلوت ہو چکی تھی تو زید سے اس کا نکاح عدت کے اندر ہوا اور محض حرام حرام حرام ہوا کہ عدت کے اندر نکاح حرام قطعی اور ناجائز و باطل ہے اور اس میں قربت خالص زنا زید پر فرض ہے کہ وہ فوراً ہندہ سے جدا ہو جائے اور اگر اس سے قربت ہو گئی ہو تو اللہ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ و استغفار کرے اور جن لوگوں نے یہ نکاح کرایا یا اس میں دانستہ شریک ہوئے وہ سب سخت مجرم و گنہ گار ہیں۔ ان سب پر توبہ فرض ہے۔ اگر توبہ نہ کریں تو مسلمان ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ

(۱) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۲۷۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۱)واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۷ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

لاعلمی میں عدت کے اندر نکاح فاسد ہے جس میں طلاق نہیں متارکہ ہے

مسئلہ از: ارشد جاوید، پرانی بستی ضلع بستی

ایک شخص جو کہ شادی شدہ ہے اس نے ایک دوسری لڑکی جو کہ طلاق شدہ تھی ابھی عدت نہیں پوری ہوئی تھی۔ لاعلمی میں اس نے اس سے نکاح کیا۔ بعد میں لوگوں کے دباؤ کی وجہ سے اس لڑکی کو طلاق دیا گیا۔ کچھ دن بعد پتہ چلا کہ عدت میں نکاح جائز نہیں ہے اور اس طرح سے طلاق بھی درست نہیں ہوا۔ پھر اس شخص نے اس لڑکی سے اس کی عدت ختم ہونے کے بعد نکاح کیا۔ اب وہ حاملہ ہے۔

سوال: اس مسئلہ میں کیا یہ نکاح جائز ہے یا نہیں اور کیا اس مسئلہ میں حلالہ کی ضرورت ہے؟

فوٹ: جس لڑکی کے بارے میں یہ مسئلہ پوچھا گیا ہے اس کا کوئی بھی مددگار نہیں ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس لڑکی کی کس طرح مدد کی جائے اور اس کی حفاظت کی جائے۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جو عورت عدت میں ہو اور کوئی شخص لاعلمی میں عدت کے اندر اس سے نکاح کرے تو یہ نکاح فاسد ہے۔ جس میں طلاق نہیں بلکہ متارکہ یا تفریق ہوگی اور اگر لفظ طلاق کے ذریعہ متارکہ ہوا تو بھی اسے طلاق نہیں بلکہ متارکہ مانا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر تین طلاق سے کم دے اور اس سے نکاح صحیح کرے تو تین طلاق کا مالک رہے گا۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وفی مجموع النوازل الطلاق فی النکاح الفاسد یکون متارکۃ ولا ینقص من عدد الطلاق کذا فی الخلاصۃ" (۲) اور جب نکاح فاسد میں طلاق نہیں تو بعد متارکہ نکاح صحیح کے لیے حلالہ کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لو تزوج امرأۃ نکاحاً فاسداً وطلقھا ثلاثاً جاز لہ ان یتزوجھا ولو لم تنکح زوجاً غیرہ

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۳، ص: ۳۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کذا فی السراج الوھاج" (۱) لہٰذا صورت مذکورہ میں لڑکی کی عدت ختم ہونے کے بعد جو نکاح بلا حلالہ ہوا وہ صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۱۵ر صفر المظفر ۱۴۳۰ھ

بغیر طلاق دوسرے مرد سے نکاح ناجائز و فاسد ہے

مسئلہ از: محمد ابراہیم، گرام و پوسٹ گائے گھاٹ بازار بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

ایک لڑکا شادی ہونے کے بعد نو سال گھر سے غائب رہا۔ اس کی ایک بچی بھی ہے، جب اس کی کوئی خبر نہیں ملی کہ وہ مر گیا یا زندہ ہے آئے گا یا نہیں۔ اس کا انتظار کرنے کے بعد اس کی بیوی اپنے میکے چلی گئی۔ سارا واقعہ سننے کے بعد اس کے والدین نے اس کی دوسری شادی کر دی۔ دوسرے شوہر سے بھی دو لڑکے ہوئے پھر اس کا پہلا شوہر واپس آ گیا۔ گھر پر بیوی کو نہ پا کر اس کے میکے گیا اور بیوی کو طلب کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کی شادی کر دی گئی اور اس کے دو بچے بھی ہیں تو اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دیا تھا۔ آپ نے کس کی اجازت سے اس کی شادی کر دی۔

اب وہ لڑکے کس کے ہوئے۔ اس کا نکاح ہوا یا نہیں؟ اور دوسرے والے شوہر سے جو بچے ہیں وہ جائز ہیں، یا ناجائز؟ اور اس عورت کو کس کے حق میں دینا چاہیے؟ اس پر کس کا حق ہے؟ لہٰذا قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

"معاذ اللہ رب العالمین" شادی شدہ لڑکی کو طلاق حاصل کیے بغیر دوسرے کے عقد میں دینا لڑکی کو حرام کاری کے لیے پیش کرنا ہے، جو حرام سخت حرام ہے۔ والدین پر لازم ہے کہ اپنی لڑکی کو فوراً واپس بلائیں اور شعر ہر اوّل کے حوالے اور اپنی قبیح حرکت پر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ و استغفار کریں اور اگر والدین یہ چاہتے ہیں کہ لڑکی دوسرے کے ہی ساتھ رہے تو لڑکی کے شوہر سے طلاق حاصل کر کے عدت گزارنے کے بعد اس کی دوسری شادی کر دیں۔ جب تک شوہر طلاق نہ دے یا مر نہ جائے اس وقت تک کسی دوسرے کے لیے وہ عورت حلال نہیں ہو سکتی ہے۔

(۱) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۴، ص: ۴۷۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قال اللہ تعالیٰ ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (۱)

اس طرح کی صورت حال میں اگر نکاح صحیح ہوا ہوتا تب بھی شوہر اوّل کی طرف بیوی لوٹائی جاتی یہاں تو فاسد و ناجائز ہے عورت بہر حال شوہر اوّل کی ہے۔

علامہ "ابن عابدین" شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "المرأة ترد إلى الاوّل اجماعاً" یعنی: عورت شوہر اول کی طرف واپس کردی جائے گی۔ اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔

اور دوسرے مرد سے پیدا ہونے والے بچے اگر نکاح ثانی اور وطی کے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے تو شوہر ثانی کے مانے جائیں گے، ورنہ شوہر اول کے ہوں گے کہ نکاح فاسد سے پیدا شدہ بچہ بھی ثابت النسب اور اسی شوہر کا مانا جائے گا جس سے پیدا ہوا ہے۔ علامہ "علاء الدین" حصکفی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے "غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاوّل فالاولاد للثانی علی المذهب الذی رجع إليه الإمام وعليه الفتوىٰ" (۳)

اسی طرح امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے فتاویٰ رضویہ پر تحریر فرمایا ہے۔ (۴)

واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

خسر نے بہو کا ہاتھ شہوت سے پکڑا یا زنا کیا تو بہو اس کے بیٹے پر حرام ہوگئی

مسئلہ از: محبت علی علیمی، دار العلوم اہل سنت انوار العلوم، جیگوڑیا بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مذکورہ مسئلہ کے بارے میں کہ:

زید نے اپنی بہو کا ہاتھ شہوت سے پکڑا، یا شہوت سے اس کے سینے پر ہاتھ لگایا، یا اس کے ساتھ زنا کیا اب ان تمام صورتوں میں اس کی بہو اس کے بیٹے بکر کے لیے حلال ہے یا نہیں یا وہ اب اس کو اپنی زوجیت میں رکھے یا طلاق دے اور کیا بکر اب اپنی اس بیوی سے وطی کرسکتا ہے کہ نہیں۔ بینوا بالدلائل الشرعیہ.

---

(۱) سورۃ النساء، آیت: ۲۴

(۲) رد المحتار، ج: ۲، ص: ۶۳۱

(۳) رد المحتار، ج: ۲، ص: ۶۳۱

(۴) الفتاویٰ الرضویۃ، ج: ۵، ص: ۸۶۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر زید نے اپنی بہو کا ہاتھ شہوت سے پکڑا یا شہوت سے اس کے سینے پر ہاتھ لگایا یا معاذ اللہ رب العالمین زید نے اس کے ساتھ زنا کیا تو ان تمام صورتوں میں زید کی بہو زید کے بیٹے بکر پر حرام ہوگئی۔ فتاویٰ عالمگیر میں ہے "تحرم المزنی علی اباء الزانی واجداده وان علوا وابنائه وان سفلوا کذا فی فتح القدیر"(۱)

اور اسی میں ہے: "کما ثبت هذه الحرمة بالوطی تثبت بالمس والتقبیل والنظر الی الفرج بشهوة کذا فی الذخیره"(۲)

اور جب بکر پر وہ حرام ہوگئی تو اس پر فرض کہ فوراً اپنی بیوی سے متارکہ کرے اور اسے الگ کردے۔ کسی بھی صورت میں بکر کا اس سے وطی کرنا جائز نہیں ہے۔ "هکذا فی در المختار والفتاویٰ الرضویه وغیرها. واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب."

الجواب صحیح: محمد تفسیر قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۸ رشوال المکرم ۱۴۲۱ھ

سوتیلی ماں کی بہن سے نکاح جائز ہے

مسئلہ از: مقصود احمد قادری، معراج گنجوی، مقام سمرہوا، پوسٹ کھجوا بابو، ضلع معراج گنج، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید نے پہلے ہندہ سے شادی کی، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر ہندہ انتقال کرگئی۔ اس کے بعد پھر زید نے زینب سے شادی کی اور زینب کی ایک حقیقی بہن کلثوم ہے اس سے زید کے بیٹے بکر نے شادی کرلی تو اس شادی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ شادی جائز ہے یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جائز ہے، کیوں کہ کلثوم بکر کی سوتیلی ماں کی بہن ہے اور اس سے نکاح جائز ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ﴾ (۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "علما تصریح فرماتے ہیں کہ: سوتیلی ماں کی ماں اور اس کی

(۱) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۲۷۴

(۲) حوالہ سابق

(۳) سورۃ النساء، آیت: ۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بیٹی اور اس کی بہن سب حلال ہیں"۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

زنا سے پیدا ہونے والے بچے کی کفالت کی ایک صورت

مسئلہ از: سرور احمد خاں گڑھی دلاور ضلع رائے بریلی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں:

خالد اور سلمہ کے ناجائز تعلقات تھے۔ سلمہ کو حمل ہو گیا۔ حمل جب پورے دن کے قریب ہوا تو لوگوں کو معلوم ہوا۔ سلمہ سے پوچھنے پر یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ کام خالد کا ہے لیکن خالد نے انکار کر دیا تو خالد کے باپ نے کہا کہ اگر سلمہ قرآن کی قسم کھالے تو ہم اپنے لڑکے خالد کے ساتھ نکاح کروادیں گے۔ سلمہ نے قرآن شریف کی قسم کھالی اور خالد کے گھر بغیر نکاح رہنے لگی۔ جب سلمہ کو لڑکا پیدا ہوا اس کے بعد خالد اور اس کے گھر والوں نے لڑائی جھگڑا کر کے سلمہ کو گھر سے نکال دیا۔ اب ایسی صورت میں سلمہ کہاں جائے۔ جب قوم نے اس کا کوئی راستہ نہیں بنایا تو سلمہ اس وقت اپنے باپ کے گھر میں ہے۔ فریقین کے لیے شرعی حکم کیا ہے اور پیدا ہونے والا بچہ اور اس کی ماں کہاں جائے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر واقعی خالد اور سلمہ کے درمیان ناجائز تعلقات تھے اور ان سے زنا سرزد ہوا تو وہ دونوں سخت مجرم و حرام کار اور مستحق نار و لائق قہر قہار ہیں اگر اسلامی حکومت ہوتی تو انہیں سنگسار کر دیا جاتا مگر یہاں ہندوستان میں ان کے لیے یہ حکم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کریں اور صدق دل سے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تائب و نادم ہوں۔ اور خالد اور سلمہ کے گھر والے اگر دونوں کے ناجائز تعلقات پر مطلع تھے تو وہ سخت مجرم و خطا کار ہیں۔ ان پر بھی توبہ و استغفار لازم ہے اگر یہ لوگ توبہ و استغفار نہ کریں تو تمام مسلمان مل کر ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیں ورنہ سب گنہ گار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۲)

اور سلمہ کو جن لوگوں نے بغیر نکاح خالد کے گھر رہنے کے لیے بھیجا انہوں نے سخت جرم کیا اور معاذ اللہ رب العالمین یک گونہ گناہ پر مدد کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ایسوں پر بھی توبہ لازم ہے۔ رہ گیا سلمیٰ کا خالد سے نکاح کا معاملہ تو اگر خالد سلمیٰ کا کفو ہے تو سلمہ اپنی مرضی سے اور اگر کفو نہیں ہے تو ولی کی مرضی سے نکاح کر سکتی ہے اور سلمہ کے گھر والوں کو

(۱) الفتاویٰ الرضویۃ، ج:۵، ص:۲۱۷

(۲) سورۃ الانعام، آیت:۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یوں ہی خالد کے گھر والوں کو چاہیے کہ دونوں کا آپس میں نکاح کر دیں تا کہ فتنہ وفساد کا سدباب ہو جائے اور پیدا شدہ بچہ کی پرورش اس کی ماں کرے۔ ھکذا فی الکتب الفقهية والاسفار الدينية. "واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب."

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہ: محمد اختر حسین قادری

حالت حمل میں نکاح

مسئلہ از: محمد اسلم، جماعت ثانیہ متعلم دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

حالت حمل میں نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب

اگر حمل ثابت النسب ہے تو حالت حمل میں نکاح ناجائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "وحبلى ثابت النسب لا يجوز نكاحها اجماعاً" (۱) اور اگر حمل زنا کا ہے تو نکاح حالت حمل میں درست ہے۔ پھر اگر حمل اسی شوہر کا ہے تو اس کے لیے عورت سے وطی بھی جائز ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "وفي مجموع النوازل اذا تزوج امرأة قد زنى بها هو وظهر بها حبل فالنكاح جائز عند الكل وله ان يطاها" (۲) والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد تفسیر قادری — کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۹ رذی قعدہ ۱۴۲۲ھ

ناجائز حمل میں نکاح درست ہے

مسئلہ از: افتخار احمد نظامی، مقام تنواں پوسٹ گور بازار، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلوں میں: (۱) زید کے ہندہ کے ساتھ ناجائز تعلق تھے جس سے استقرار حمل ہو گیا اور وضع حمل (بچہ پیدا ہونے) سے پہلے زید نے اس سے نکاح کر لیا۔ دریافت

(۱) الفتاوى العالمكيرية، ج: ۱، ص: ۲۸۰

(۲) الفتاوى العالمكيرية، ج: ۱، ص: ۲۸۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

طلب امر یہ ہے کہ آیا نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور زید بعد نکاح بچہ ہونے سے پہلے ہم بستری کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور زید اور ہندہ پر شرعاً کیا حکم لازم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں زید کا ہندہ سے نکاح درست ہے اور چوں کہ ناجائز حمل معاذ اللہ رب العالمین خود زید کا ہی ہے تو بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس سے ہم بستری بھی کر سکتا ہے۔

چنانچہ فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی "امجد علی" صاحب قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس عورت کو زنا کا حمل ہے اس سے نکاح ہو سکتا ہے پھر اگر اسی کا وہ حمل ہے تو وہ وطی بھی کر سکتا ہے اور اگر دوسرے کا ہے تو جب تک بچہ نہ پیدا ہوئے وطی جائز نہیں"۔(۱)

اور زید و ہندہ سخت مجرم و جفا کار مستحق غضب جبار ہیں۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ان کو سو کوڑے لگائے جاتے مگر چوں کہ یہاں اسلامی حکومت نہیں ہے اس لیے ایسی صورت میں زید و ہندہ دونوں پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کریں اور کچھ خیرات و صدقہ کر کے اللہ تعالیٰ سے صدق دل سے معافی کے طلب گار ہوں۔ اگر دونوں ایسا نہ کریں تو تمام مسلمان ان کا بائیکاٹ کر کے سماج سے نکال دیں، ورنہ وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

لڑکی سے بشہوت بوس و کنار کرنے کے سبب لڑکی کی ماں ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو گئی

مسئلہ از: محمد انعام احمد، نخاس روڈ، لکھنؤ، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید سے زبانی معلوم ہوا کہ بکر نے اپنی لڑکی کو شہوت کے ساتھ پکڑا اور بوس و کنار بھی ہوا لیکن زنا سرزد نہ ہوا۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

---

(۱) بہار شریعت، ج:۷، ص:۲۹

(۲) سورۃ الانعام، آیت:۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

اگر واقعی بکر نے اپنی لڑکی سے مذکورہ حرکتیں کی ہے تو بکر ظالم وجفا کار اور سیہ کار وبدکار مستحق غضب جبار وعذاب نار اور سخت حرام کار ہے۔ بکر کی لڑکی کی ماں اب ہمیشہ کے لیے بکر پر حرام ہوگئی۔ بکر پر لازم ہے کہ فوراً اس سے مقاطعہ کرلے۔ چنانچہ حضور صدر الشریعہ علامہ "مفتی امجد" علی صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"یہ افعال (شہوت کے ساتھ چھونا بوسہ لینا وغیرہ) قصداً ہو یا بھول کر یا غلطی سے یا مجبوراً بہرحال حرمت مصاہرت ثابت ہوجائے گی۔ مثلاً: اندھیری رات میں مرد نے اپنی عورت کو جماع کے لیے اٹھانا چاہا غلطی سے شہوت کے ساتھ مشتہاۃ لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا۔ اس کی ماں ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہوگئی۔"(۱)

اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی اپنی مشتہاۃ لڑکی کو شہوت کے ساتھ پکڑ لے یا بوس وکنار کرلے تو اس لڑکی کی ماں اس آدمی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجاتی ہے۔ بکر پر لازم ہے کہ وہ فوراً اپنی لڑکی کی ماں یعنی اپنی بیوی کو اپنے سے الگ کردے اور ساتھ ہی علانیہ توبہ واستغفار بھی کرے اور سچے دل سے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی کا طلب گار ہو۔

حدیث شریف ہے:

"توبة السر بالسر والعلانية بالعلانية"(۲) اور اگر بکر ایسا نہیں کرتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں اور اس سے سلام وکلام سب ختم کردیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ رضوی

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۴۲۲/۵/۱۷ھ

باپ کا بہو سے زنا کرنے کی وجہ سے "بہو" باپ بیٹے دونوں پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی

مسئلہ از: عزیز الرحمٰن حشمتی، پچری بزرگ، پوسٹ بھدوکھر، سدھارتھ نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: زید مولوی ہے اور کہتا ہے کہ بہو کو اگر سسر نے شہوت سے اس کے ننگے بدن کو چھولیا تو لڑکے کا نکاح ٹوٹ جائے گا۔ تو مولوی زید کا یہ کہنا آیا شریعت مطہرہ کے مخالف ہے یا موافق؟

(۱) بہار شریعت، ج:۷، ص:۲۳

(۲) کنز العمال، ج:۴، ص:۲۰۹

(۳) سورۃ الانعام، آیت:۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر کسی بدکار ظالم وجفا کار نے اپنی بہو کے ساتھ مذکورہ ذلیل حرکت کی تو وہ سسر اور شوہر دونوں پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی۔ مگر نکاح نہیں ٹوٹے گا بلکہ شوہر اس سے متارکہ کرے گا۔ مثلاً یوں کہہ کر جدا کردے گا کہ میں نے تم سے متارکہ کیا یا تم کو چھوڑا، جیسا کہ درمختار میں ہے۔

"بحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج باخر الا بعد المتاركة وانقضاء العدة"(۱) والله تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحكم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷/ذی قعدہ ۱۴۲۳ھ

ماموں زاد اور پھوپھی زاد بھائی بہن کا عقد آپس میں جائز ہے

مسئلہ از: احقر عبدالرشید قادری برکاتی نوری، بھوپال

بخدمت شریف حضرت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دیگر احوال یہ ہیں کہ مندرجہ ذیل میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

زید اور ہندہ دونوں ایک باپ اور ماں کی اولاد ہیں۔ دونوں کی ماں ایک ہے اور دونوں سگے بھائی بہن ہیں۔ زید کو شمیم نام کا لڑکا ہے اور ہندہ کو اسماء نام کی لڑکی ہے۔ یعنی بہن کی لڑکی ہے اور بھائی کا لڑکا ہے۔ کیا ان دونوں کی شادی ہوسکتی ہے۔ شریعت ان دونوں کی شادی کا کیا حکم دیتی ہے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

شمیم کی شادی اسماء کے ساتھ جائز ہے بشرطے کہ رضاعت وغیرہ کوئی دوسری وجہ مانع جواز نہ ہو۔ اس لیے کہ شمیم اسماء کا ماموں زاد بھائی ہے اور اسماء شمیم کی پھوپھی زاد بہن ہے اور ماموں زاد و پھوپھی زاد بھائی بہن کا آپس میں عقد جائز ہے۔ قال الله تعالیٰ ﴿وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ﴾ (۲) والله تعالیٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۴، ص:۱۱۴

(۲) سورۃ النساء، آیت:۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باب الولی والکفو

ولی اور کفو کا بیان

غیر کفو میں نکاح بغیر ولی کی اجازت کے صحیح نہیں

مسئلہ ۱: مولانا محمد قمر مصباحی برکاتی پرسابستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید (گوجر) ہندہ (پٹھان) دونوں سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ نکاح از روئے شرع درست ہے؟ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

یہاں کے معاشرہ میں گوجر برادری پٹھان برادری کی کفو نہیں ہے اور غیر کفو میں نکاح بغیر ولی کی اجازت کے صحیح نہیں۔ "درمختار" میں ہے:

"یفتیٰ فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان" (۱)

"ردالمحتار" میں ہے:

"ھذا ای عدم جواز النکاح اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد" (۲)

لہٰذا زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ولی کی اجازت سے ہوسکتا ہے۔ بغیر اجازت ہرگز صحیح نہیں ہوگا۔ "فتاویٰ امجدیہ" میں ہے۔

"اگر ولی ہے اور وہ غیر کفو سے نکاح پر راضی ہے جب بھی صحیح ہے۔" (۳) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۱۱ رشعبان المعظم ۱۴۲۷ھ

(۱) الدرالمختار، ج:۲، ص:۲۹۶

(۲) ردالمحتار، ج:۲، ص:۲۹۶

(۳) الفتاویٰ الامجدیہ، ج:۲، ص ۱۳۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کفاءت کا اعتبار صرف مرد کی طرف سے ہوتا ہے اگر چہ عورت کم درجہ کی ہو

مسئلہ ۱۰: برکت علی، ناظم اعلیٰ دار العلوم اہل سنت سراج العلوم، مقام و پوسٹ، پورینا، ضلع بہتی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید جو عربی، اردو، انگریزی، ہندی ہر زبان پر یکساں عبور رکھتا ہے۔ علوم دینیہ و دنیویہ دونوں کا حامل ہے اور خان برادری کا ہے۔ زید پڑھی لکھی دیندار اور گریجوٹ لڑکی سے شادی کا خواہاں ہے۔ زید کا جس لڑکی سے رشتہ لگ رہا ہے ان کے آباؤ اجداد میں مہتر گھرانا تھا مگر اب اس کے گھر والے جو شادی کرتے ہیں سب خان برادری میں کرتے ہیں۔ تقریباً تیس سال کا عرصہ ہو گیا اور زید کے والد اس بات کو جانتے ہیں کہ لڑکی کے گھر والے اور لڑکی سب دیندار اور عادت و کردار اور شریعت محمدیہ اور مسلک اعلیٰ حضرت پر گامزن ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اس لڑکی سے شادی کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا.

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

زید اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے کیوں کہ کفائت کا اعتبار صرف مرد کی طرف سے ہوتا ہے۔ عورت اگر چہ کم درجے کی ہو اس کا اعتبار نہیں ہے: درمختار میں ہے۔

"الكفاءة معتبرة في ابتداء النكاح للزومه او لصحته من جانبه اى الرجل ولا تعتبر من جانبها لان الزوج مفترش فلا تغيظه دناءة الفراش وهذا عند الكل في الصحيح" (۱) علامہ شامی قدس سرہ فرماتے ہیں: "اذ تزوج بنفسه مكافئة له اولا فانه صحيح لازم" (۲) زید خان برادری کا ہے اور لڑکی اس سے کم درجے کی برادری سے تعلق رکھتی ہے تو یہ لڑکی یا اس کے ولی کے لیے عار و ننگ نہیں ہے۔ لہٰذا زید کا اس سے نکاح جائز و درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم.

الجواب صحیح: محمد تفسیر قادری قیامی

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۶/ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۲، ص: ۳۱۷

(۲) رد المحتار، ج: ۲، ص: ۳۱۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اگر بالغ لڑکا لڑکی ولی کی اطلاع کے بغیر نکاح کر لیں تو

مسئلہ از: مختار علی ناتھ نگر، پرانی بازار، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: زید اور ہندہ دونوں میں بڑے دنوں سے محبت تھی۔ (تقریباً سال دو سال تک) اچانک لڑکے کو یہ خبر ملی کہ عنقریب ہندہ کی شادی ہونے والی ہے تو لڑکے نے لڑکی پر دباؤ ڈالا کہ تم مجھ سے شادی کر لو ورنہ تمہارا باپ تمہاری شادی کر دے گا۔ چنانچہ دونوں نے ۳ر مئی بروز سنیچر وقت شام آٹھ بجے کی رات میں والدین اور گاؤں والوں سے چھپ کر گواہوں کی موجودگی میں (جبکہ ایک گواہ کمرے سے باہر تھا) نکاح کر لیا اور لڑکی سے کہا گیا کہ نکاح نامہ تمہیں کل مل جائے گا تم گھر جاؤ لیکن لڑکی کو نکاح نامہ نہیں ملا۔ اب آیا کہ شریعت کی رو سے نکاح منعقد ہوا کہ نہیں اور جب ۵ مئی شام میں لوگوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو لوگ جمع ہوئے اور لڑکے سے پوچھا کہ تمہاری شادی ہندہ سے ہوئی ہے تو اس نے کہا ہاں! اس کے بعد لڑکی والوں کو اطلاع ملی تو لڑکی سے بھی پوچھا گیا کہ تمہارا نکاح زید سے ہوا ہے تو اس نے جواب دیا ہاں۔ اس کے بعد مجمع میں یہ بات طے پائی کہ زید ہندہ کو بارہ مئی کو اپنے گھر لے جائے اور اس میں دونوں کے والدین بھی راضی تھے۔ اب نکاح نامہ نہ ملنے کی وجہ سے لڑکے کے ماموں لڑکے اور لڑکے کے والدین اور نکاح پڑھانے والے اور گواہوں پر دباؤ ڈالا کہ وہ لوگ نکاح کا انکار کریں اور اسے جھوٹا ثابت کریں۔

چنانچہ سب لوگوں نے اس بات کی تکذیب کی کہ نکاح نافذ نہیں ہوا۔ شریعۃ ان لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟ جن میں ناکح اور گواہان بھی شریک ہیں، جب کہ یہ کام لوگوں سے چھپ کر ہوا۔ (یعنی نکاح پڑھانے کا کام) اگر نکاح ہو گیا ہے، تو لڑکی کا نان ونفقہ، اور گھر نہ لے جانے کی صورت میں شوہر کے لیے کیا حکم ہے اور لڑکی کا دوسری جگہ نکاح کرنے کے لیے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔ اس سلسلے میں مقدمہ وغیرہ بھی چل رہا ہے۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید اگر ہندہ کا کفو ہے، یعنی مذہب قوم پیشہ وغیرہ میں ہندہ کی بہ نسبت ایسا کم نہیں ہے، کہ ہندہ کے ولی کے لیے باعث عار ہو، اور جو گواہ کمرے کے باہر تھا وہ ہندہ کو مکمل طور سے جانتا تھا کہ زید کا اسی ہندہ سے عقد ہو رہا ہے، اور الفاظ ایجاب وقبول دونوں لوگوں نے سنا، تو نکاح صحیح ودرست ہے۔ ایک گواہ کا کمرے سے باہر رہنا صحت نکاح میں مخل نہیں۔

"فتاویٰ عالمگیری" میں ہے

"فی "فتاویٰ ابی اللیث" رجل قال: لقوم! اشهدوا انی تزوجت هذه المرأة التی فی هذا البیت، فقالت المرأة: قبلت، فسمع الشهود مقالتها، ولم یروا شخصها، فان کانت فی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

البیت وحدها جاز النکاح" (۱)

اور جو لوگ اب نکاح کا انکار کر رہے ہیں وہ جھوٹے اور لعنتی ہیں۔

قال اللہ تعالیٰ ﴿لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ﴾ (۲) اور صحت نکاح کے بعد نان ونفقہ اور سکنی شوہر پر واجب ہے۔ اگر نہ دے تو مجرم وگنہ گار اور حق العباد میں گرفتار ہوگا۔ جب یہ نکاح صحیح ہے تو جب تک زید ہندہ کو طلاق نہ دے، یا اس کا انتقال نہ ہو جائے۔ ہندہ کا کسی سے نکاح ناجائز وحرام ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

یکم شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ

ولی کی اجازت کے بغیر لڑکی کا اپنے کفو میں نکاح کرنا جائز ہے

مسئلہ از: عبدالکریم صدیقی، سکرا یوسف پور، کچھوچہ شریف، امبیڈکر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

ہندہ۔ جو سنی صحیح العقیدہ عاقلہ بالغہ ہے۔ نے بذات خود اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر بکر سے بذریعہ کورٹ میرج کیا پھر شرعاً نکاح کیا۔ تقریباً ۱۶ سال گزر گئے۔ اس دوران ہندہ کو چار اولادیں بھی ہوئیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) ہندہ کا نکاح بغیر ولی کی اجازت شرعاً منعقد ہوا یا نہیں؟

(۲) ہندہ کے والدین ملاقات کی غرض سے اس کے یہاں جا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) ہندہ کے میکے آنے پر اس کے والدین جبر کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۴) ہندہ کے اس کے کرتوت کی وجہ سے شرعاً اس پر کوئی سزا عائد ہے یا نہیں؟

(۵) ہندہ کے شوہر کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

حضور والا سے گزارش ہے کہ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) اگر بکر ہندہ کا کفو ہے یعنی بکر کی قوم یا، پیشہ، یا مذہب وغیرہ میں کوئی ایسا عیب اور کمی نہیں جو ہندہ کے ولی

(۱) الفتاویٰ العالمگیریۃ ج: ۱، ص: ۲۶۸

(۲) سورۃ آل عمران، آیت: ۶۱

(۳) سورۃ النساء، آیت: ۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے لیے باعث شرم وعار ہو تو ہندہ کا نکاح ہو گیا۔

درمختار میں ہے:

"نفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضی ولی ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً" (۱)

واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) سوال میں مذکور تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندہ کا بکر سے تعلق نکاح سے قبل ہی تھا، اور دونوں کا ملنا جلنا بھی تھا۔ ظاہر ہے کہ دونوں کا یہ فعل سخت ناجائز وحرام اور گناہ ہے۔ اور دونوں شرعاً ظالم وجفا کار اور مجرم وگنہ گار ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲)

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ دونوں کا مکمل بائیکاٹ کر دیں اور جب ان کے بائیکاٹ کا حکم لے تو ان سے ملاقات کے لیے جانے یا میکہ آنے پر جبر کرنے کا کیا معنیٰ ہے۔ ہندہ وبکر پر علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے۔ اگر دونوں ایسا کر لیں تو ان کے پاس جانے یا ان کو اپنے گھر لانے کی اجازت ہوگی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

دور کے رشتے دار کا کیا ہوا نکاح لازم ہے یا نہیں؟

مسئلہ از: ذاکر قریشی، ناگور، راجستھان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: "روزینہ بانو" جب ایک سال کی تھی تو "محمد عمر" چودھری جو دور کے رشتہ دار لگتے ہیں ان کی وکالت سے اس کا نکاح ہوا تھا لیکن جب "روزینہ بانو" سن شعور کو پہنچی تو اس کے گھر والوں نے اس کے سامنے اس بات کو ظاہر کیا کہ تمہارا نکاح "محمد اکرام" سے ہو چکا ہے۔ اسی وقت چند لوگوں کی موجودگی میں جن میں سے دو دستخط نیچے ہیں۔ روزینہ بانو نے اس نکاح سے انکار کیا اور اظہار کیا نہ تو میں اکرام کو جانتی ہوں اور نہ مجھے قبول ہے۔ تو جو وکیل دور کے رشتہ دار لگتے ہیں کیا ان کی وکالت کو معتبر مانا جائے یا نہیں؟ ایسی صورت میں نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟ روزینہ بانو بالغ ہونے کے بعد نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب دیں۔

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ج: ۲، ص: ۲۹۶

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

صورت مسئولہ میں روزینہ بانو کا عقد ایک سال کی عمر میں اگر "محمد عمر" چودھری نے "روزینہ بانو" کے باپ یا دادا کی اجازت سے کیا تھا یا بغیر اجازت کر دیا تھا مگر بعد میں روزینہ بانو کے باپ، یا دادا نے اسے جائز کر دیا تھا تو ان تمام صورتوں میں نکاح لازم ہو گیا۔ روزینہ بانو کا انکار فضول ہے۔ "محمد اکرام" اس کا شوہر ہے۔ اس سے طلاق حاصل کیے بغیر دوسرا نکاح ہرگز نہیں کر سکتی۔ ہدایہ میں ہے:

"فان زوجهما الاب او الجد يعني الصغير والصغيرة فلا خيار لهما بعد بلوغهما" (۱)

یعنی اگر باپ یا دادا نے صغیر اور صغیرہ کا نکاح کیا ہے تو بعد بلوغ انہیں اختیار نہیں۔ اور اگر محمد عمر نے روزینہ بانو کا نکاح حالت نابالغی میں غیر کفو یا مہر مثل میں بہت زیادہ کمی کے ساتھ کیا تو نکاح جائز نہ ہوا۔ درمختار میں ہے:

"ان كان المزوج غيرهما اى غير الاب وابيه لا يصح النكاح من غير كفو اصلاً" (۲)

یعنی اگر باپ، دادا کے علاوہ نے غیر کفو میں نکاح کیا ہے تو وہ نکاح سرے سے ہوا ہی نہیں۔

اور اگر کفو میں مہر مثل کے ساتھ کیا تو نکاح جائز ہو گیا مگر اس صورت میں بالغ ہوتے ہی یا بعد بلوغ علم ہوتے فوراً روزینہ بانو فسخ نکاح کر سکتی تھی اور اگر کچھ بھی وقفہ ہوا اختیار فسخ جاتا رہا یہاں تک کہ آخر مجلس تک اختیار نہیں اور اس مسئلہ کو نہ جاننے کا عذر عند الشرع مسموع نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے:

"ان بلغت وهي عالمة بالنكاح او علمت به بعد بلوغها فلا بد من الفسخ في حال البلوغ او العلم فلو سكتت ولو قليلاً بطل خيارها ولو قبل تبدل المجلس" (۳) یعنی اگر بالغ ہوتے ہی نکاح کا علم ہوا یا بالغ ہونے کے بعد ہوا تو بلوغ یا علم کے وقت ہی نکاح فسخ کرنا ضروری ہے اور اگر وہ تھوڑی دیر بھی خاموش رہی اگرچہ مجلس بدلنے سے پہلے تو اس کا اختیار باطل ہو گیا۔

مذکورہ صورتوں میں سے جس صورت میں "روزینہ بانو" کے لیے حق فسخ حاصل ہے اگر اس نے گھر والوں کے ظاہر کرنے پر فوراً انکار کر دیا تو یہ نکاح فسخ ہو گیا اور روزینہ بانو دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب.

محمد عمر چودھری نے روزینہ بانو کا نکاح اگر کفو میں مہر مثل کے ساتھ کیا تھا لیکن روزینہ بانو کے

---

(۱) الهداية، ج:۲، ص:۳۱۷

(۲) الدر المختار، ج:۲، ص:۳۱۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باپ، دادا یا موجود ولی اقرب نے اسے جائز نہیں کیا تھا تو یہ نکاح فضولی تھا۔ اگر روزینہ بانو کو بالغ ہونے سے پہلے اس نکاح کا علم ہو گیا تھا تو بالغ ہوتے ہی اس کو فسخ نکاح کا اختیار تھا وہ بالغ ہوتے ہی فسخ کر دیتی تو فسخ ہو جاتا۔ لیکن اگر کچھ بھی وقفہ گزرا تو حق فسخ جاتا رہا اور اگر بالغ ہونے سے پیشتر روزینہ بانو کو اس نکاح کا علم نہیں تھا تو جب اسے اس نکاح کا علم ہوا فوراً فسخ کرنے کا اختیار ہے، تاخیر سے حق فسخ جاتا رہے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم".

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۴۱۹/۱۱/۱۴ھ

عالم ہر ایک کا کفو ہے یہ مطلقاً نہیں بلکہ ایسا عالم مراد ہے جو متقی اور دیندار ہو

مسئلہ از: شہاب الدین احمد برکاتی، حسن گڑھ بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید عالم ہے اس کے ساتھ ہندہ فرار ہو کر زید کے گھر چلی آئی۔ زید نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا جو غیر کفو ہے۔ ہندہ کے والدین راضی ہیں، یہ نکاح درست ہے کہ نہیں؟ جواب عنایت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

شرعاً غیر کفو کا معنی یہ ہے کہ لڑکا مذہب یا نسب یا پیشہ یا چال چلن میں ایسا کم ہو کہ اس کے ساتھ لڑکی کا نکاح اس کے اولیا کے لیے واقعتاً باعث ننگ وعار ہو۔ زید اگر اس اعتبار سے غیر کفو ہے اور ہندہ کے باپ نے قبل نکاح یہ جانتے ہوئے کہ زید اس کا کفو نہیں ہے صراحتاً اپنی رضامندی ظاہر کر دی تو نکاح جائز ودرست ہے اور اگر وقت نکاح خاموش رہا یا بعد نکاح اپنی رضامندی ظاہر کی تو ان صورتوں میں نکاح نہ ہوا۔ اسی طرح فتاویٰ رضویہ، جلد:۵، صفحہ:۴۶۰ میں اور فتاویٰ فیض الرسول، ج:۱، ص:۶۹۱، پر تحریر ہے۔

اور درمختار مع الشامی میں ہے: "وبفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان" (۱)

اس عبارت کے تحت ردالمحتار میں ہے۔

"ھذہ روایۃ الحسن عن ابی حنیفۃ وھذا اذا کان لھا ولی ولم یرض بہ قبل العقد فلا

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج:۲، ص:۲۹۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یفید الرضاء بعدہ" (۱)

اور دوسطر آگے اسی میں ہے "فلا بد حینئذ لصحة العقد من رضاہ صریحاً علیہ فلو سکت قبلہ ثم رضی بعدہ لا یفیدہ" (۲)

ان تمام عبارات کا خلاصہ یہی ہے کہ مفتی بہ قول کی بنیاد پر غیر کفو میں قبل نکاح ولی کی صراحتاً رضامندی کے بغیر نکاح ناجائز ہے اور اگر قبل نکاح رضامندی کا اظہار کر دیا تو یہ نکاح جائز و درست ہے۔ رہا یہ شبہ کہ عالم ہر ایک کا کفو ہے تو یہ حکم مطلقاً نہیں ہے بلکہ ایسا عالم مراد ہے جو دیندار اور متقی ہو اور ایسے پیشہ سے تعلق نہ رکھتا ہو کہ جس کو لوگ ذلیل سمجھتے ہوں اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک نہ ہو تو ایسا عالم شریف خاندان کی لڑکی کا کفو نہیں ہو سکتا۔ کما ھو مسطور فی الفتاوی الرضویة واللہ تعالیٰ اعلم،

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

باپ کی موجودگی میں اولاد کے نکاح کی ولی ماں ہرگز نہیں ہو سکتی

مسئلہ از: غلام محی الدین، وارڈ نمبر ۱۷، محلہ فاروقی نزد یک، پیپھنج، پونچھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام مسائل ذیل کے بارے میں:

(۱) سائل نے اپنے حقیقی چچا کی لڑکی سے شادی کی ہے اور نکاح کے بعد دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اس کے بعد اختلافات شروع ہو گئے۔

(۲) سائل کی بیوی سخت بیہودہ و نافرمان ہے۔ اور غیر محرم سے تعلقات قائم کرتی ہے جس کا علم عام لوگوں کو ہے۔

(۳) سائل کی بیوی نے سائل کی لڑکی کو اپنی مرضی سے غیر کفو میں سائل کی مرضی کے خلاف دھوکہ دے کر اغوا کروا کر نکاح کروائی ہے۔ کیا یہ نکاح سائل (لڑکی کا والد) فسخ کر سکتا ہے؟

(۴) سائل کی بیوی سمجھانے کے باوجود اور ہٹ دھرمی کرتے ہوئے اپنے شوہر کی نافرمانی کر کے اپنے باپ کے گھر غیر محرم کو لاتی ہے جب کہ اس گھر میں کوئی محرم موجود نہیں ہے۔ (اس کے والد کا انتقال ہو چکا ہے) کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

(۵) سائل کی بیوی نے کئی بار سائل پر یعنی: اپنے شوہر پر جان لیوا حملے بھی کروائے اور مسلسل بے راہ روی

---

(۱) ردالمحتار، ج: ۲، ص: ۲۹۷

(۲) حوالہ سابق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور شر پسندی کرواتی ہے اور شوہر کی مکمل نافرمانی کرتی ہے۔ اس پر برادری کے چند افراد اس کے ساتھ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ کیا شرعاً اس کے گھر میں شوہر کی مرضی کے خلاف کنبہ، خاندان اور دیگر لوگ تعلقات قائم کر سکتے ہیں جب کہ سب لوگوں کو یہ علم ہے کہ سائل کی بیوی مذکورہ بالا افعال خبیثہ کی مرتکب ہے۔

(۶) جو لوگ سائل کی بیوی کے ساتھ تعلقات قائم رکھیں ان کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۷) سائل کی لڑکی صوم وصلوٰۃ کی پابند اور قرآن پاک کی تلاوت کرنے والی تھی جب کہ سائل کی بیوی نے دھوکہ دہی سے پھسلا کر ایسے شخص کے ساتھ اغوا کرایا جو غیر کفو بدکردار اور شرابی ہے۔ دین سے کوسوں دور ہے اور عقیدہ کا بھی صحیح نہیں ہے۔ کیا لڑکی کا نکاح ایسے شخص کے ساتھ ہو سکتا ہے؟ اور کیا ماں نکاح کے معاملے میں ولی بن سکتی ہے یا باپ؟

(۸) سائل کی بیوی حقیقی طور پر اپنے شوہر سائل سے عرصہ چھ سال سے الگ ہے اور زوجین کے تعلقات قائم نہیں ہیں۔ اس عرصہ میں سائل کی بیوی جو اپنے باپ کے گھر پر ہے۔ غیر محرم سے مکمل رابطہ کیے ہوئے ہے اور ایک سال سے ایک شخص رات کو بھی قیام کرتا ہے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر واقعہ یہی ہے تو سائل کی بیوی حد درجہ ستم گر و جفا کار، روسیاہ و بدکار، بے حیا و حرام کار، مجرم و گنہ گار اور فاسقہ و فاجرہ ہے۔ اس پر واجب ہے کہ اپنی تمام حرام کاریوں پر صدق دل سے نادم ہو۔ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تائب ہو اور آئندہ ان افعال خبیثہ سے بچنے کا پختہ عہد کرے۔ اگر وہ ایسا کر لے تو ٹھیک ورنہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔

اس سے کسی طرح کا تعلق نہ رکھیں۔ خصوصاً کنبہ و خاندان کے لوگ اس سے دور ہو جائیں ورنہ وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۱) اور جو لوگ اس کی غلط حرکتوں سے واقفیت کے باوجود اس سے دور نہیں رہتے ہیں وہ مجرم ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ ایسی عورت سے بیزار رہیں۔ باپ کی موجودگی میں اولاد کے نکاح کی ولی ماں ہرگز نہیں ہو سکتی، نہ ہی باپ کے ہوتے ہوئے اسے کفو یا غیر کفو میں اولاد کے نکاح کا کوئی اختیار ہے۔ صورت مذکورہ میں ماں نے اپنی لڑکی کا جو نکاح غیر کفو میں کیا وہ محض باطل ہے۔ باپ کو فسخ کی حاجت نہیں وہ جب چاہے اس لڑکی کا عقد کر سکتا ہے۔

علامہ اجل علاء الدین حصکفی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"وان کان المزوج غیرھما ای غیر الاب وابیہ ولو الام لا یصح النکاح من غیر کفو او

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بغبن فاحش اصلاً" (۱) اور سیدی اعلیٰ حضرت امام "احمد رضا" قادری برکاتی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں: "نابالغہ کی شادی اس کی ماں نے خصوصاً ایسے شخص سے کردی خواہ دانستہ یا دھوکے سے اور والد کا اذن نہ اجازت تو اس صورت میں بدرجہ اولیٰ یہ نکاح سرے سے بے ثبات محض ہوا باپ کو نکاح فسخ کرانے کی اس حالت میں بھی حاجت نہ تھی کہ نکاح کفو سے ہوا ہوتا۔" (۲) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۵ ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ

عاقلہ بالغہ کا بغیر ولی کی اجازت کے کفو میں اپنا نکاح کرنا جائز ہے

مسئلہ از: محمد اعظم خاں، حال مقیم واشی، نیو ممبئی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اسلام مسئلہ ذیل میں کہ:

زید جو عالم دین، پابند صوم وصلوٰۃ، دار العلوم کا استاذ، جامع مسجد کا خطیب وامام اور ذات کا پٹھان ہے۔ بکر جو ذات کا کسگر ہے کے گھر عرصہ پندرہ سال سے آتا جاتا رہا اس مدت میں زید نے بکر کے گھر والوں پر بے اندازہ پیسہ خرچ کیا اور کوئی بھی موقع مدد کا خالی نہ جانے دیا۔ حتی کہ ایک مرتبہ بکر جب سخت مالی بحران کا شکار ہوا اور قرضہ پر قرضہ ہو گیا تو یہی زید نے خطیر رقم دے کر بکر کی جان چھڑائی۔

آج ۹ رسال کے قریب ہو رہے ہیں مگر بکر نے زید کو قرضے کی رقم واپس نہیں کی ہے۔ زید کی انہیں تمام ہمدردیوں کو دیکھ کر بکر کے گھر والے اسے جان ودل سے چاہنے لگے۔ بکر کی دو لڑکیاں ہیں "تعلمون" اور "سونی"۔ تعلمون کی شادی عرصہ دراز پہلے ہو چکی تھی اور اب طلاق ہو گیا ہے اور کئی سالوں سے بیٹھی ہے اور جوان در جوان ہو کر طرح طرح کے مرض ومصیبت میں مبتلا ہو کر تلخ زندگی گزار رہی ہے۔ بکر برادری کا معقول ومناسب رشتہ نہیں آرہا ہے۔ سونی جو بالغہ ہے زید کے اخلاق ودینداری سے متاثر ہو کر زید کو نکاح کی پیشکش کر دیا۔ بایں الفاظ کہ آپ ذات کے پٹھان ہیں اور میں کسگر یہ رشتہ گھر اور خاندان کے لوگ کبھی منظور نہیں کریں گے پھر تو ہماری زندگی بڑی بہن کی زندگی کی طرح خراب ہو جائے گی اور غربت کی بنا پر برادری کا مرضی کے موافق پیغام نہ آئے گا۔

لہٰذا آپ مجھے اپنا بنالیں اور مجھ سے شادی کرلیں۔ تب زید نے صحیح صورت حال کو دیکھتے ہوئے ۲۸ اپریل ۲۰۰۸ء کو گاؤں کی ایک مسجد میں دو گواہوں کے سامنے قاضی کے ذریعہ سونی سے نکاح کرلیا، پھر ایک سال بعد کورٹ میرج بھی کروالیا۔ کچھ دنوں کے بعد سونی نے زید سے کہا مجھے ڈر ہے کہ یہ راز فاش ہوگا تو گھر والے ماریں پیٹیں

(۱) الدر المختار مع الشامی، ج: ۲، ص: ۲۰۵،

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج: ۵ ص: ۳۶۴،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گے۔اس لیے مجھے کہیں لے چلو۔زید نے کہا ہم عالم دین ہیں۔سبھی عام وخاص مجھے جانتے ہیں۔اس طرح کوئی بھی قدم اٹھانا بدنامی کا باعث ہوگا۔ہم کسی طرح تمہارے ماں باپ کو راضی کرلیں گے کہ وہ تم کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔ اس پر سونی نے کہا اگر آپ مجھے نہیں لے کر چلتے اور بعد میں حالات بگڑے اور مجھ پر دباؤ ڈالا گیا تو ہم نکاح کا انکار کردیں گے اور ہوا بھی یہی کہ جب زید نے اس خفیہ نکاح کا اظہار کیا تو سونی کے ماں باپ اور خاندان والے سبھی آگ بگولہ ہوگئے اور زید کے سارے احسانات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جہالت ننگی پر آمادہ ہوگئے۔زید کو گالیاں بھی دیں۔قسم قسم کے بے بنیاد الزام بھی لگائے۔اسے ہر طرح قصوروار ٹھہرایا۔قانونی چارہ جوئی کی بھی دھمکی دی۔نیز سونی کو بھی جان سے مارنے اور سنگین نتائج کا سامنا کرنے کی بات کہی۔جس سے مرعوب ہوکر سونی بدل گئی اور نکاح کا صاف انکار کردیا۔زید بضد ہے کہ میں سونی کو لے جاؤں گا اس لیے کہ اس سے میرا عقد ہو چکا ہے۔گواہ اور ثبوت بھی پیش کرتا ہے لیکن سونی کے والدین جو جاہل اور خودغرض ہیں کسی بھی حال میں ماننے کو تیار نہیں۔کہتے ہیں ہماری بچی قسم کھا رہی ہے لہٰذا ہم اسی کی بات مانیں گے۔برادری اور محلہ کے بااثر لوگوں کی تفہیم پر بھی کان نہیں دھرتے اور الٹا جاہلانہ جواب دیتے ہیں کہ ہماری بچی مانگ کر کھالے گی، زندگی بھر بیٹھی رہے گی مگر غیر برادری میں نہیں جائے گی اور حد یہ ہے کہ بکر اور اس کی بڑی لڑکی شریعت اور فتویٰ کے حکم کو برادری کی ریت ورواج کے مقابل کمتر اور ناقابل عمل سمجھتے ہیں۔نیز ابھی تازہ رپورٹ ہے کہ بکر سونی کی شادی کہیں دوسری جگہ کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہے اور اس کام میں بکر کو زید کے مخالفین کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ایسی صورت میں مندرجہ ذیل سوالات کا حکم قرآن وحدیث سے مطلوب ہے۔

(۱) کیا زید کا نکاح سونی کے ساتھ مانا جائے گا یا نہیں؟ اگر نکاح ہوگیا اور سونی اب دباؤ میں آکر نکاح کا انکار کرتی ہے اور قسم کھاتی ہے تو اس کا انکار وقسم قبول ہے یا نہیں؟

(۲) ایسے نکاح کے گواہان ووکیل وغیرہ کو جو کہ سب عالم دین ہیں۔کورٹ کچہری اور تھانہ کوتوالی میں کھڑے ہوکر کے ذلیل ورسوا کرنا ان کے علم کی توہین کرنا اور غیر مسلم حکام سے ڈانٹ کھلوانا کیا جائز ہے اور اس کام میں جو لوگ بکر کا ساتھ دیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

(۳) بکر کا یہ کہنا کہ ہماری لڑکی زندگی بھر غیر شادی شدہ رہے گی۔بھیک مانگ کر کھالے گی وغیرہ۔مگر زید کے ساتھ نہیں بھیجیں گے۔یہ بات کہاں تک درست ہے؟ جب کہ بکر کو اپنی بڑی لڑکی کو بیٹھانے کا تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔

(۴) بکر اور اس کے بھائیوں کی کوشش ہے کہ سونی کا رشتہ جلد از جلد دوسری جگہ کردیں تاکہ زید سے جان چھوٹ جائے تو کیا سونی کا رشتہ زید کے نکاح میں ہوتے ہوئے کہیں اور جگہ درست ہے اور اس کام میں جو بکر کی مدد کریں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۵) کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ زید سر پر قرآن رکھ کر قسم کھائے اور بہرائچ میں ایک درگاہ ہے۔ جہاں لوگ قسم کھانے جاتے ہیں۔ وہاں چل کر حلف اٹھائے تب ہم نکاح کو سچ مانیں گے۔ کیا زید پر گواہ وثبوت کے ہوتے ہوئے بھی قسم ہے؟

(۶) زید جب کہ حسب ونسب مال ودولت حسن وجمال اور تقویٰ ودینداری ہر اعتبار سے ہندہ یعنی سونی سے اعلیٰ ہے تو کیا بکر پر لازم نہیں کہ وقت وحالات پر نظر کرتے ہوئے ساتھ عزت کے اپنی بچی زید کے حوالہ کردے اور مزید بگاڑ کی صورت نہ پیدا ہونے دے۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) صورت مسئولہ میں جب زید شرعاً سونی کا کفو ہے اور سونی عاقلہ بالغہ ہے تو نکاح ہوگیا۔

درمختار میں ہے "نفذ نکاح حر مکلفة بلا رضی ولی ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً" (۱) اب رہا ثبوت نکاح کا معاملہ تو اگر زید کے پاس شہادت عادلہ کافیہ ہو تو نکاح ثابت ونافذ قرار پائے گا اور عورت کے انکار وقسم کا کوئی اعتبار نہ ہوگا کہ نکاح میں منکر پر قسم نہیں۔

درمختار میں ہے:

"ولا تحلیف فی نکاح انکرہ ھوا وھی" (۲)

اور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "بعض دعوے ایسے ہیں کہ ان میں منکر پر قسم نہیں نکاح میں مدعی مرد ہو یا عورت۔" (۳) واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) بلا وجہ شرعی کسی مومن کی تحقیر وتذلیل ناجائز وحرام ہے کہ یہ ایذائے مسلم ہے، اور ایذائے مسلم حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (۴)

اور ارشاد نبوی ہے:

"من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ" (۵) یہ حکم عام مسلمانوں کا ہے اور علمائے دین چوں کہ مذہبی پیشوا اور مقتدا ہیں تو ان کو ذلیل ورسوا کرنا اور زیادہ اشد ہوگا۔ اس لیے جو لوگ وکیل وگواہ کو ذلیل

(۱) الدر المختار، ج:۲، ص:۲۰۶

(۲) الدر المختار، ج:۴، ص:۴۲۵

(۳) بہار شریعت: ج:۱۳، ص:۱۵

(۴) سورۃ الاحزاب، آیت:۵۸

(۵) المعجم الاوسط، ج:۴، ص:۳۷۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ورسوا کررہے ہیں وہ سب مجرم وگنہ گار اور حق العبد میں گرفتار ہیں اور جو لوگ ایسے لوگوں کا ساتھ دے رہے ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔ ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ جن کو بلا وجہ شرعی ذلیل ورسوا کیا ان سے معافی مانگیں اور توبہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"یا علی! ثلاثة لا توخرها الصلوٰة اذا اتت والجنازة اذا حضرت والایم اذا وجدت کفواً"

یعنی: اے علی! تین چیزوں میں تاخیر مت کرو۔ نماز کا جب وقت ہوجائے، جنازہ جب موجود ہوجائے، بے شوہر والی کا جب کفو مل جائے۔(۱)

لہٰذا بکر ارشاد نبوی کی مخالفت کرنے والا اور جاہلانہ بکواس کرنے والا ہے۔ ایسی باتوں اور خیالات سے احتراز لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۴) سونی چوں کہ زید کی منکوحہ ہے اور کسی کی منکوحہ سے نکاح حرام قطعی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾(۲)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے "لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة کذافی السراج الوهاج" (۳) اس لیے سونی جب تک زید کے نکاح میں ہے اس کا نکاح کسی سے ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔ بکر اور جو لوگ بھی زید کے نکاح میں ہوتے ہوئے سونی کے دوسرے رشتہ کی کوشش کررہے ہیں وہ سب حرام کام کی کوشش کررہے ہیں اور سخت گنہ گار ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (۴) واللہ تعالیٰ اعلم.

(۵) زید مدعی ہے اور مدعی کے ذمہ گواہ وبینہ پیش کرنا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "البینة علی المدعی والیمین علی من انکر" (۵) لہٰذا کچھ لوگوں کا یہ مطالبہ کہ زید قسم کھائے جب کہ زید کے پاس گواہ موجود ہیں ان کی جہالت اور احکام شرعیہ سے ناواقفیت کی علامت ہے انہیں ایسے مطالبہ سے احتراز ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

---

(۱) جامع الترمذی، ج: ۱، ص: ۱۲۷

(۲) سورۃ النساء، آیت: ۲۴

(۳) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۱ ص: ۲۸۰

(۴) سورۃ المائدہ، آیت: ۲

(۵) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۲۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۶) جب زید شرعاً کفو ہے اور سونی سے اس کا نکاح صحیح ہو چکا ہے اور اس نکاح کا ثبوت بھی ہے تو اب بکر پر لازم ہے کہ سونی کو اس کے شوہر زید کے ساتھ رخصت کر دے اور خود کو عند اللہ مجرم ہونے سے بچائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲ر رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

شافعیہ لڑکی حنفی لڑکے سے بلا اجازت ولی نکاح کرے تو

مسئلہ از: مولانا واجد علی مصباحی، کرناٹک

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین متین وعلمائے کاملین دیں۔ مسئلہ کہ ہندہ سنی شافعیہ بالغہ بلا اجازت اپنے ولی کے سنی زید حنفی کے نکاح میں آ گئی۔ کیا یہ نکاح منعقد ہو گیا جب کہ اس موصوفہ کے اولیائے شافعیہ کو خبر نہ دی گئی۔ ہمارے مذہب صحیح سنی العقیدہ زید پر ہندہ مذکورہ حلال ہے یا نہ جواز نکاح ہذا کی دلیل مع کتب معتبرہ عطا ہو۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

نکاح مذکور صحیح ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "سئل شیخ الاسلام عطاء بن حمزہ عن امرأۃ شافعیۃ بکر بالغۃ زوجت نفسھا من حنفی بغیر اذن ابیھا والاب لا یرضی ورده ھل یصح ھذا النکاح قال نعم"(۱)

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "شافعیہ عورت بالغہ کنواری نے حنفی سے نکاح کیا اور اس کا باپ راضی نہیں تو نکاح صحیح ہو گیا۔ یوں ہی اس کا عکس۔"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

---

(۱) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۲۸۷

(۲) بہار شریعت، ج: ۷، ص: ۳۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باب المهر

مہر کا بیان

مہر فاطمی کی مقدار اور آج اس کی قیمت سے متعلق ایک سوال

مسئلہ از: حافظ مجیب اللہ رضوی، مقام دیوریا، پوسٹ رامپور، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ:

اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد شریف کتنی عمر میں کیا؟ اور مہر شریف کتنی باندھی گئی اور اس وقت اس مہر شریف کی کتنی قیمت ہوگی؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

سیدۂ عالم طیبہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر پاک عقد کریم کے وقت ۱۸ سال تھی۔

"الاصابہ فی تمییز الصحابہ" میں علامہ ابن حجر قدس سرہ رقمطراز ہیں:

"ومن طریق عمر بن علی قال تزوج علی فاطمة فی رجب سنة مقدمهم المدینة وبنی بها بعد مرجعه من بدر ولها یومئذ ثمان عشرة سنة" (۱)

یعنی عمر بن علی کے ذریعے روایت آئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ سے نکاح ماہ رجب میں کیا اور رخصتی غزوہ بدر سے واپسی کے بعد ہوئی جب کہ آپ کی عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔ اور مہر شریف کے متعلق قول محقق یہ ہے کہ چار سو مثقال چاندی تھی جس کا وزن ایک سو ساٹھ روپے بھر چاندی ہوتی ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں "چار سو مثقال چاندی مہر حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا یہاں کے سکے سے ایک سو ساٹھ روپے بھر چاندی ہوئی۔ (۲)

نئے وزن سے ایک کلو آٹھ سو چھیاسٹھ گرام اور دو سو چالیس ملی گرام چاندی ہے اس مقدار چاندی کی جو قیمت ہو وہ دی جائے۔ چونکہ چاندی کی قیمت میں کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے اس لئے قیمت مہر میں میں بھی کمی زیادتی ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۵ ربیع الاول شریف ۱۴۲۳ھ

(۱) الاصابة فی تمییز الصحابة، ج:۴، ص:۳۷۸ (۲) الفتاویٰ الرضویة، ج:۵، ص:۵۰۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مہر کی اقل مقدار اور جدید وزن سے اس کی مقدار کیا ہے؟

مسئلہ از: نور محمد قادری، موڈبدری کرناٹک۔

کیا فرماتے ہیں مفتیان اسلام اس مسئلہ میں کہ مہر کی کم از کم کتنی مقدار ہے اور جدید پیمانہ سے اس کی کیا مقدار بنتی ہے بعض لوگ سات سو چھیاسی روپیے مہر رکھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

نکاح میں کم از کم دس درہم مہر یا اس کی قیمت کے برابر کوئی اور چیز ضروری ہے دارقطنی میں ہے: "روی عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ عن رسول اللہ ﷺ انہ قال لا مہر دون عشرۃ دراھم" (۱)

اور بدائع الصنائع میں ہے:

واما بیان ادنی المقدار الذی یصلح مہرا فاد ناہ عشرۃ دراھم اوما قیمتہ عشرۃ دراھم وھذا عندنا"(۲)

اور دس درہم کی مقدار تولہ ماشہ کے اعتبار سے دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی ہے

فتاوی رضویہ میں ہے

"کم سے کم مہر دس ہی درہم ہے یعنی دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی"(۳)

اور دو تولہ سوڑھے سات ماشہ جدید وزن یعنی اعشاریہ کے حساب سے ۳۰ر گرام ۶۱۸ ملی گرام ہوتا ہے

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جو لوگ سات سو چھیاسی روپے یعنی نوٹ مہر رکھتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے اگر چہ نکاح ہو جائے گا اور مہر مثل لازم ہوگا۔ ہدایہ میں ہے

"یصح النکاح وان لم یسم فیہ مہرا لان النکاح عقد انضمام وازدواج لغۃ فیتم بالزوجین اھ"(۴) واللہ تعالی اعلم

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

---

(۱) سنن الدارقطنی کتاب النکاح باب المہر ج:۳،ص:۲۴۵

(۲) بدائع الصنائع، ج:۲،ص:۵۶۱

(۳) الفتاوی الرضویۃ، ج:۵،ص:۵۰۰

(۴) الھدایۃ، ج:۲،ص:۳۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا باکرہ اور ثیبہ کے مہر میں شرعاً کچھ فرق ہے؟

مسئلہ از: عدیل اختر رضوی، ہلرامپور

مفتیان اسلام اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ثیبہ اور باکرہ عورت کے مہر میں شرعاً کچھ کمی بیشی رکھی گئی ہے یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

شریعت مطہرہ میں ثیبہ اور باکرہ عورت کے مہر کی اقل مقدار کی تعیین میں کوئی تفریق نہیں ہے دونوں کے لئے مہر کی اقل مقدار دس درہم ہے کتب حدیث وفقہ میں مطلقاً کم از کم دس درہم مہر بتایا گیا ہے چنانچہ حدیث شریف ہے

"عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال لا مہر دون عشرۃ دراھم (۱)

فتح القدیر میں ہے

واقل المھر عشرۃ دراھم فضۃ وان لم تکن مسکوکۃ بل تبرا (۲)

ان ارشادات میں باکرہ یا ثیبہ کی کوئی تفریق نہیں ہے لہٰذا عورت باکرہ ہو یا ثیبہ اس کا کم از کم مہر دس درہم ہوگا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

---

(۱) سنن الدار قطنی باب المھر ج:۳،ص:۲۴۵

(۲) فتح القدیر باب المھر ج:۳،ص:۳۰۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باب الجهاز

جہیز کا بیان

دلہن کو ملے تحفے کے سامان میں ملکیت کس کی ہوگی

مسئلہ از: محمد رئیس، بنگلور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ لڑکی کی جب شادی ہوتی ہے تو رشتہ دار اعزہ واقارب مثلاً دولہا دولہن کے دوست واحباب، پھوپھا پھوپھیاں، بھابھیاں، ماموں مامیاں وغیرہ اور ساس سسر وغیرہ دولہن کو اپنی خوشی سے بغیر کچھ کہے ہوئے سامان زیورات وغیرہ دیتے ہیں۔ حسب استطاعت دریافت طلب امر یہ ہے کہ طلاق ہوجانے کی صورت میں دولہن کو جو سامان ملے ان پر کس کی ملکیت ہوگی۔ لڑکے والوں کا دعویٰ ہے کہ وہ ساس سسر کی ملکیت ہوگی یہی رواج ہے۔ جب کہ لڑکی والوں کا دعویٰ ہے کہ ایسا نہیں بلکہ اپنی خوشی سے دیا ہوا سامان یہ لڑکی کی ملکیت ہوگا کیوں کہ کوئی بھی دولہن کو سامان واپس لینے کے لیے یا استعمال کرنے کے لیے نہیں دیتا ہے۔ بلکہ بطور تحفہ دیتا ہے اور تحفہ ملکیت ہوجاتی ہے۔ اگر واپس لینے کے لیے یا استعمال کے لیے دیتا ہے تو اس کی وضاحت کردیتا ہے۔ اس بارے میں شرع مطہرہ کا حکم کیا ہے؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

عورت کو جو سامان زیور وغیرہ میکہ سے ملے وہ سب عورت کی ملکیت ہے۔ دوسرے کا اس سامان میں کوئی حق نہیں ہے ردالمحتار میں ہے "فان کل احد یعلم ان الجهاز ملک المرأة وانه اذا طلقها تاخذه کله واذا ماتت یورث عنها ولایختص بشئی منه." (۱)

اور شادی کے موقع پر جو تحفے دلہن کو دیئے جاتے ہیں وہ ساس سسر کو نہیں بلکہ دلہن کو ہی دیئے جاتے ہیں۔ راقم الحروف نے سائل کے علاقے کا عرف ورواج معلوم کیا تو پتہ چلا کہ دلہن کو تحفے میں دیئے گئے سامان ساس وسسر

---

(۱) ردالمحتار، ج:۳، ص:۵۸۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو نہیں بلکہ دلہن کو ہی دیے جاتے ہیں اس لیے شرعاً ان سامانوں کی مالک لڑکی ہوگی۔ لڑکے والوں کا دعویٰ قابل اعتبار نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
یکم رشعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

لڑکی والے سامان جہیز کی واپسی کا مطالبہ کر سکتے ہیں اس کی قیمت کا نہیں

مسئلہ از: اشتیاق احمد بن نصیب دار، مقام مہدیوانا نکار، پوسٹ بور بیاس، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل صورت حال میں:

اشتیاق احمد بن نصیب دار نے اپنی بیوی آمنہ خاتون بنت عبد المصطفیٰ کو ان تحریری الفاظ میں طلاق دی۔ (میں اشتیاق احمد اپنی بیوی آمنہ خاتون بنت عبد المصطفیٰ کو ہوش وحواس کے ساتھ بغیر کسی دباؤ کے تین طلاق دے رہا ہوں)

پھر علاقے (شکری) میں "قمر الدین" ضلع پریشد کے توسط سے لڑکے اور لڑکی کی دونوں طرف کے ذمہ داران کو "موضع شکری" دھرم سنگھوا بازار بلایا گیا، تاکہ سامان وغیرہ کے واپسی کے تعلق سے فیصلہ کیا جا سکے جس میں لڑکی کے ذمہ داران نے درج مطالبات کیے۔

(۱) جہیز میں دیے گئے سامانوں کی قیمت (جہیز میں دیئے گے سامانوں کی جو لسٹ لڑکی والوں نے دی ہے وہ اس کے اعتبار سے سامان واپس لینے کے لیے تیار نہیں ہیں بلکہ اس کی قیمت مانگ رہے ہیں)۔

(۲) بارات وغیرہ میں لڑکی والوں کی طرف سے جو کھانا وغیرہ کھلایا گیا اس کا معاوضہ مانگ رہے ہیں۔

(۳) مطلقہ کی گود میں تین چار ماہ کی ایک لڑکی کا دو سال دودھ پلانے کا معاوضہ مانگ رہے ہیں۔ ہر سال کا خرچ گیارہ گیارہ ہزار روپے مطلوب ہے، پھر دونوں طرف کے لوگوں نے لڑکے اور لڑکی کی طرف سے آنے والے علمائے مجلس پر فیصلہ چھوڑ دیا کہ یہ حضرات جو فیصلہ کر دیں وہ ہر دو فریق کے لیے قابل تسلیم ہے۔ اس کے بعد لڑکی کی طرف سے آئے ہوئے عالم مولانا غوث محمد نے کہا کہ "شریعت کے اعتبار سے جہیز کے سامان کو موجودہ صورت میں واپس ہونا چاہیے اس کی قیمت کے مطالبہ کا حق نہیں اور باراتیوں وغیرہ کو جو کھانا وغیرہ کھلایا گیا اس کے معاوضے کا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔

اس پر لڑکی کی طرف سے آئے ہوئے لوگوں نے اس پر بولنا شروع کر دیا اور قرآن اور حدیث کی روشنی میں کوئی فیصلہ نہ ہو پایا۔ پھر لڑکی والوں نے شادی کا خرچ جس کی مقدار لڑکوں کی طرف سے دیئے گئے زیورات وغیرہ کی قیمت گھٹانے کے بعد ۵۴ ہزار روپے ہے مورخہ بائیس راگست ۲۰۰۱ء کو دینے کا مطالبہ کیا اور لڑکے والوں کی طرف سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آنے والوں سے دستخط کرالیے چوں کہ لڑکی کی طرف سے آنے والوں کی تعداد تین چار گنا تھی۔ لہٰذا لڑکے والوں نے ڈر کی وجہ سے اس کاغذ پر دستخط کر دیا۔ اب دریافت طلب امور یہ ہیں کہ:

(۱) مذکورہ بالا صورت میں آمنہ خاتون پر طلاق پڑی یا نہیں اور کون سی؟

(۲) جہیز وغیرہ کے سامان مستعمل حالات میں واپس ہونا چاہیے یا لڑکی والوں کو ان کی قیمت کے مطالبے کا حق ہے؟

(۳) باراتیوں وغیرہ کو کھلانے پلانے کا خرچ واپس مانگنے کا حق شریعت کے اعتبار سے حاصل ہے یا نہیں؟

(۴) دودھ پیتی بچی کے خرچ کی مقدار شرعی اعتبار سے کیا ہے؟

مذکورہ سوالات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت سے تحریر فرمائیں تاکہ دونوں فریق باہمی صلح کرلیں اور جو ان جوابات کو تسلیم نہ کرے اس کا حکم بھی تحریر فرمادیں۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) صورت مذکورہ میں آمنہ خاتون پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی کہ اب بغیر حلالہ اشتیاق احمد کے لیے وہ حلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (۱) واللہ اعلم بالصواب.

(۲) جہیز کا سامان خاص ملک ہے آمنہ خاتون کا، دوسرے کا اس میں کچھ حق نہیں۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ رقمطراز ہیں:

"کل احد یعلم ان الجھاز ملک المرأۃ اذا طلقھا تاخذہ کلہ.....الخ" (۲)

اور سرکار اعلیٰ حضرت سیدی امام "احمد رضا" فاضل بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "جہیز ہمارے بلاد کے عرف عام شائع سے خاص ملک زوجہ ہوتا ہے۔ جس میں شوہر کا کچھ حق نہیں۔ طلاق ہوئی تو کل لے لے گی۔ (۳) شوہر یا اس کے گھر والے اگر سامان جہیز کو استعمال کرتے ہیں تو یہ عاریۃ ہوتا ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت امام "احمد رضا" فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"ہاں مرد بلکہ بحالت ہم خانگی ان کے والدین بھی بعض اشیاء جہیز مثلاً: ظروف وفروش وغیرہ اپنے استعمال

---

(۱) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۰

(۲) ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۵۸۵

(۳) الفتاویٰ الرضویۃ، ج ۵، ص: ۵۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں لاتے ہیں اور عرفاً اس سے ممانعت نہیں ہوتی۔ اس کی بنا ملک شوہر یا والدین شوہر پر نہیں بلکہ باہمی انبساط کہ زن وشو کے املاک میں تفاوت نہیں سمجھا جاتا۔ جیسے عورتیں بے تکلف اموال شوہر استعمال میں رکھتی ہیں۔ اس سے وہ ان کی ملک نہ ہو گئے۔"(۱)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جہیز کا سامان اگر چہ شوہر استعمال کرتا ہے مگر وہ عورت کی ملکیت میں ہوتے ہیں۔ اور اگر اس کے استعمال کرنے میں نقصان آجائے تو عورت اس کا تاوان بھی نہیں لے سکتی۔ مگر شرط ہے کہ شوہر نے استعمال کرنے میں قصداً خرابی پیدا نہ کی ہو۔

چنانچہ فصول عمادی کے حوالہ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"إذا النقص عين المستعار في حالة الاستعمال لا يجب الضمان بسبب النقصان" (۲)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ لڑکی والوں نے جو سامان جہیز دیا تھا اسی کو واپس لینے کا حق رکھتے ہیں۔ اس کی قیمت کا مطالبہ درست نہیں ہے۔ البتہ اگر شوہر یا اس کے گھر والوں نے قصداً کسی سامان جہیز میں خرابی پیدا کر دی ہے تو اس کا تاوان لے سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۳) شادی کے موقع پر لڑکی والوں نے جو کچھ براتیوں کو کھلانے پلانے پر خرچ کیا وہ ایک طرح کا تبرع واحسان ہے۔ اس خرچ کا مطالبہ کسی سے کرنا درست نہیں ہے۔ چنانچہ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام "احمد رضا" فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وہ یہ کہ زید نے ابو محمد کی شادی میں صرف کیا بحکم عرف شائع وعام تبرع واحسان قرار پائے گا کہ زید اس کا مطالبہ کسی سے نہیں کر سکتا۔" (۳) لہٰذا صورت مسئولہ میں براتیوں کے کھلانے پلانے کا خرچ مانگنا شرعاً غلط اور ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۴) بچی کی پرورش میں آنے والے خرچ کی شرعاً کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔ بلکہ باہمی رضامندی سے جو متعین ہو جائے وہی مانی جائے گی۔ البتہ ضروری ہے کہ وہ مقدار بچی کے باپ کی حیثیت سے زائد نہ ہو اور نہ ہی اس سے کم ہو۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "ويعتبر في هذه النفقة مايكفيها وهو الوسط من الكفاية وهي غير مقدرة لان هذه النفقة نظير نفقة النكاح يعتبر فيها ما يعتبر في نفقة النكاح." (۴)

---

(۱) الفتاوىٰ الرضوية، ج:۵، ص:۵۳۰

(۲) الفتاوىٰ الرضوية، ج:۵، ص:۵۵۲

(۳) الفتاوىٰ الرضوية، ج۵، ص:۵۳۴

(۴) الفتاوىٰ العالمگيرية، ج:۱، ص:۵۴۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چنانچہ صدر الشریعہ علامہ مفتی "امجد علی" اعظمی شاہ قدس سرہ فرماتے ہیں: "بچہ جب تک ماں کی پرورش میں ہے اخراجات بچہ کی ماں کے حوالہ کرے یا ضرورت کی چیزیں مہیا کردے اور اگر کوئی مقدار معین کرلی گئی ہو تو اس میں بھی حرج نہیں اور جو مقدار معین ہوئی اگر وہ اتنی زیادہ ہے کہ اندازہ سے باہر ہے تو کم کردی جائے گی اور اگر اندازہ سے باہر نہیں تو معاف ہے اور کم ہے تو کمی پوری کی جائے گی" (۱)

صورت مسئولہ میں گیارہ ہزار روپیہ سالانہ بچی کے دودھ کے لیے اگر باپ کی مالی حیثیت سے باہر ہے تو فریقین کو سنجیدگی سے غور کرکے اس میں کمی کرنی چاہیے نہ کہ جذبات اور عداوت وعناد کا مظاہرہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۵) جو حضرات احکام شرعیہ کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی نہ تسلیم کریں تو ایسے لوگ سخت مجرم و جفا کار اور گنہ گار ہیں۔ انہیں طبیعت پر نہیں شریعت پر عمل کرنا چاہیے۔ اگر وہ محض ضد اور نفسانیت کی بنیاد پر احکام شرع نہیں تسلیم کرتے ہیں تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کا بائیکاٹ کردیں اور ان سے سلام وکلام ختم کردیں۔

قال اللہ تعالیٰ ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲)

وھو اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری
الجواب صحیح: محمد تفسیر القادری

(۱) بہار شریعت، ج:۸، ص:۱۶۳.

(۲) سورۃ الانعام، آیت:۶۸.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باب نکاح الکافر والمرتد

کافرومرتد کے نکاح کا بیان

کلمہ پڑھانے کے بعد فوراً دیوبندی کا نکاح نہیں ہوسکتا ہے

مسئلہ از: شفیق اللہ نوری علیمی، مدرسہ سراج العلوم، پورینا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید جو کہ سنی ہے اس کا نکاح ہندہ جو کہ دیوبندی عقائد سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ہوا اور بکر جو کہ سنی عالم ہے اس نے کلمہ پڑھا کر نکاح پڑھایا تو کیا نکاح ہوجائے گا یا نہیں اور بکر جس نے نکاح پڑھایا اس کے لیے شریعت میں کیا حکم ہے؟ جواب جلد عنایت فرمائیں، عین نوازش وکرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

دیوبندی اپنے عقائد کفریہ قطعیہ مندرجہ "حفظ الایمان"، صفحہ:۸، "تحذیر الناس"، صفحہ:۳، صفحہ:۱۴، صفحہ:۲۸ اور "براہین قاطعہ" صفحہ:۵۱ کی بنا پر بمطابق "فتاویٰ حسام الحرمین" اور "الصوارم الہندیہ" کافرومرتد ہیں اور مرتد یا مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا۔ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے:

"لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃً ولا مسلمۃً ولا کافرۃً اصلیۃً وکذالک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احدٍ کذا فی المبسوط"(۱) لہٰذا زید کا نکاح ہندہ دیوبندیہ سے ہرگز نہیں ہوا اگرچہ کلمہ پڑھانے کے بعد نکاح پڑھایا گیا کہ دیوبندی مرتدین تو کلمہ پڑھتے ہی رہتے ہیں ان کے اس طرح کلمہ پڑھنے کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ تمام عقائد کفریہ سے توبہ نہ کریں اور بکر جس نے کلمہ پڑھا کر فوراً نکاح کردیا وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ اس طرح نکاح پڑھانے کے سبب سخت گنہ گار اور فاسق ہے اور زنا کا دروازہ کھولنے والا ہے۔ اس پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے۔ نکاح مذکور کے باطل ہونے کا اعلان عام کرے اور نکاحانہ پیسہ لیا ہو تو واپس کرے۔ اگر بکر ایسا نہ کرے تو سب مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں ورنہ وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔ "ھکذا قال العلماء الکرام لاھل السنۃ

---

(۱) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج:۱، ص:۲۸۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

والجماعة في كتب الفقه والفتاوىٰ مرة غير مرة" والله تعالىٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد تمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۷ھ

عیسائی مرد سے شادی کرنے والی مسلمان عورت کا حکم

اور کیا اس کا نکاح کسی کافر سے نہیں ہوسکتا ہے؟

مسئلہ از: مولانا محمد مبین علیمی، گوا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

عورت مسلم اور مرد عیسائی دونوں نے حکومت کے قانون کے مطابق شادی کرلی۔ اب اس صورت میں عورت کو مسلم مانا جائے یا عیسائی جب کہ دونوں اپنے اپنے مذہب پر قائم ہیں۔ بالتفصیل جواب تحریر فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

"باسمه تعالىٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

مسلمان عورت کا کسی کافر سے نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے: "لا يجوز تزوج المسلمة من مشرک ولا کتابی کذا فی السراج الوهاج"(۱)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی مذہب والے سے نہیں ہوسکتا ہے۔"(۲)

تو جس مسلمان عورت نے کسی عیسائی مرد سے بمطابق قانون حکومت نکاح کیا وہ نکاح ہوا ہی نہیں اور صحبت خالص زنا کاری ہوگی جو حرام، حرام سخت حرام ہے۔ جس کا مرتکب مستحق نار وغضب جبار ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ) مگر جب عورت اپنے مذہب اسلام پر قائم ہے تو اس گناہ کبیرہ کے سبب اسلام سے خارج اور کافر نہ ہوگی کیوں کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں۔

---

(۱) الفتاویٰ العالمگیریہ، ج:۱، ص:۲۸۲.

(۲) بہار شریعت، ج:۷، ص:۲۸.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شرح عقائد میں ہے "الکبیرة التی هی غیر الکفر لا تخرج العبد المومن من الایمان لبقاء التصدیق الذی هو حقیقة الایمان" (۱)۔

لہٰذا جب تک اس عورت سے کوئی کفر سرزد نہ ہو محض عیسائی سے نکاح کی بنا پر کافر نہیں بلکہ مسلمان ہے۔ البتہ وہ فاسقہ، فاجرہ، بدکار اور لائق نار و غضب جبار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اس عیسائی مرد سے فوراً جدا ہو جائے اور توبہ واستغفار کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷ رمحرم الحرام ۱۴۲۷ھ

کافر و مسلم سے پیدا ہونے والا بچہ مسلمان قرار دیا جائے گا

مسئلہ از: محمد حبیب خان، مقام اگیا، پوسٹ چھاتا، ضلع کبیر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

غیر شادی شدہ ہندہ نے حج و زیارت سے فارغ ہونے کے بعد ایک ہندو سے سابقہ محبت کی بنیاد پر ہندوانہ رواج کے مطابق نکاح کر بیٹھی اور اس سے بچہ پیدا ہوا۔ بچے کی ولادت کے بعد دونوں مسلمان ہو گئے۔ اب سوال یہ ہے کہ دونوں مسلمان عورت اور کافر مرد کا نکاح ہوا یا نہیں اور بچہ ثابت النسب ہے یا نہیں اور اس بچہ کو مسلم کہا جائے یا کافر۔ مدلل طریقے پر جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

مسلمان عورت کا کسی کافر سے نکاح ہرگز جائز نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "لا یجوز تزوج المسلمة من مشرک ولا کتابی کذا فی السراج الوهاج" (۲)

حضور صدر الشریعہ مفتی "امجد علی" اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد کے سوا کسی مذہب والے سے نہیں ہو سکتا۔" (۳)

صورت مسئولہ میں ہندہ کا نکاح ہندو مرد سے ہوا ہی نہیں۔ صحبت خالص زنا کاری ہوئی۔ بچہ غیر ثابت النسب اور ولد حرام ہوا اور ہندہ اپنے اس فعل حرام کی بنا پر سخت مجرم و گنہ گار مستحق نار و غضب جبار ہے۔ اس پر علانیہ توبہ

---

(۱) شرح العقائد، ص: ۱۰۷.

(۲) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۲۸۲.

(۳) بہار شریعت، ج: ۷، ص: ۲۸.

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

واستغفار لازم ہے۔ پھر اگر اس نے وقت نکاح یا کبھی کسی کفر کا ارتکاب کیا تو اس پر تجدید ایمان بھی ضروری ہے اور اگر کوئی کفر نہ کیا اور بعد نکاح وہ اپنے مذہب اسلام پر قائم رہی تو بچہ مسلمان مانا جائے گا۔ علامہ اجل امام "برہان الدین" مرغینانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"او یسلم احد ابویه فانه یتبع خیر الابوین دیناً" (۱)

فکیف ابن لیس له الا الام فان ولد الزنا لا اب له. واللّٰہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۵ر ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ

دیوبندی کا نکاح پڑھانے والا علانیہ توبہ کرے اور بیوی والا ہو تو پھر سے نکاح کرے

مسئلہ از: محمد علی حسین نظامی، مقام و پوسٹ پیڑا بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ایک سنی عالم نے جان بوجھ کر دیوبندی دولہے کا نکاح پڑھایا اب اس سنی عالم کے سلسلے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح کسی سے جائز نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "لا یجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیةً وکذلک نکاح المرتده مع احد" (۲) جس سنی عالم نے جان بوجھ کر دیوبندی کا نکاح پڑھایا اس پر علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے۔ اگر بیوی والا ہو تو پھر سے نکاح کرے۔ مرید تھا تو تجدید بیعت کرے اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عہد کرے اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔ اس سے سلام و کلام نشست و برخاست سب ختم کر دیں۔ اس کی اقتدا میں نماز نہ پڑھیں، نہ اس سے کوئی تعلق رکھیں۔ ورنہ وہ بھی مجرم و گنہ گار ہوں گے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

---

(۱) الهدایة، ج: ۱، ص: ۱۶۱

(۲) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۲، ص: ۲۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بدمذہب جماعتوں سے نکاح کے متعلق ایک سوال

مسئلہ از: مولانا محمد قابیل رضوی، جامع مسجد باگرہ ضلع داؤنگرہ، کرناٹک

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کہ:

ہندہ سنی صحیح العقیدہ شخص کی لڑکی ہے۔ اس کے والد نے اپنی لڑکی کا نکاح عصر حاضر کی بدمذہب جماعتیں یعنی: تبلیغی جماعت، اہل حدیث، جماعت اسلامی وغیرہ کہلانے والے عامی تبلیغی جماعت وغیرہ سے مقرر کیا ہے۔ وقت نکاح مسجد کمیٹی اہل سنت و جماعت کو مدعو کرتے ہیں کہ مسجد کے خطیب و امام سے نکاح پڑھوا دیجیے آیا ایسی صورت میں کہ اس ہندہ لڑکی کا نکاح عامی بدمذہب لڑکے کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ ہندہ کا والد ایسا رشتہ طے کرسکتا ہے یا نہیں؟ مسجد کمیٹی اہل سنت و جماعت کی شرکت کرسکتی ہے یا نہیں؟ نیز وہ اپنی نگرانی میں مسجد کے خطیب و امام سے نکاح پڑھوا سکتی ہے یا نہیں؟ مسجد کا خطیب و امام یہ نکاح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اور تمام افراد اہل سنت و جماعت شرکت کرسکتے ہیں یا نہیں؟ دونوں صورت حال میں شرکائے نکاح پر علی حسب نوعیت کیا شرعی احکامات نافذ ہوں گے؟

قرآن و حدیث اور فقہائے کرام کے مبسوط دلائل کی روشنی میں مکمل و مفصل جواب مرحمت فرمائیں، غایت درجہ کرم ہوگا اور عنداللہ ماجور ہوں گے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مذکورہ جماعتوں کے کفری عقائد پر یقینی اطلاع رکھنے کے باوجود ان کو مسلمان ماننے والا اور ان کے مولویوں کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان سمجھنے والا کافر ہے اور اگر ان کے عقائد کفریہ پر اطلاع نہیں رکھتا اور نہ ہی اہل سنت و جماعت کو کافر و مشرک سمجھتا ہے اور نہ تو ضروریات دین سے کسی کا انکار کرتا ہے۔ البتہ وہابیوں دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے طور طریقے پر چلتا ہے، اور خود کو وہابی کہتا ہے تو ایسا شخص کافر و مرتد نہ صحیح مگر گمراہ اور بدمذہب اور بدعقیدہ ضرور ہے۔

اور بدمذہبوں کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"اھل البدع کلاب اھل النار" (۱)

دوسری حدیث ہے:

"اھل البدع شرُّ الخلق والخلیقۃ" (۲) یعنی بدمذہب تمام لوگوں اور تمام جانوروں سے بدتر ہیں۔

---

(۱) کنز العمال، ج: ۱، ص: ۱۹۹

(۲) کنز العمال، ج: ۱، ص: ۱۹۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اوران سے نکاح اور تعلقات کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:

"ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلّموا عليهم ولا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم ولا تصلّوا عليهم ولا تصلوا معهم"

یعنی: بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو اگر وہ مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ ان سے ملاقات ہو تو سلام نہ کرو، اُن کے پاس نہ بیٹھو۔ ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو، اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ یہ حدیث ابوداؤد، ابن ماجہ، عقیلی اور ابن حبان کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ بدمذہب خواہ کافر ہو یا کافر نہ ہو بلکہ بدعقیدہ اور گمراہ ہو تو بھی اس سے رشتہ کرنا ناجائز ہے۔ مسجد کمیٹی کے افراد کا شرکت کرنا، امام کا ایسا نکاح پڑھنا یوں ہی کسی بھی سنی کا ایسے نکاح میں شرکت کرنا سب ناجائز ہے۔ جو لوگ جان بوجھ کر شریک ہوں گے وہ شرعاً مجرم و گنہ گار ٹھہریں گے اور شرکت کر لینے کی صورت میں ان سب پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحكم.

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۴ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

وہابی کافر و مرتد ہیں ان کا نکاح کسی سے بھی جائز نہیں

مسئلہ از: محمد بابر علی قادری، مقام و مرگی رائے ڈیہہ، پوسٹ رام چندر پور، ضلع دیوگھر، جھارکھنڈ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید سنی صحیح العقیدہ عالم دین ہوتے ہوئے بھی سنی لڑکی کا نکاح غیر مقلد وہابی (بکر) کے ساتھ پڑھایا بغیر کسی کے دباؤ میں نیز ان پڑھ وہابی کے ہاتھ کا ذبیحہ کھایا۔ اب جاہل عوام کہتی ہے کہ سنی مولانا کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ ایک روکتے ہیں، ایک کھاتے ہیں اس سے جاہل عوام پر اثر پڑتا ہے آیا وہابی سمجھتے ہوئے زید مولانا نے نکاح پڑھایا نکاح درست ہوا یا نہیں؟ اور پڑھانے والے کا نکاح شریعت کے نزدیک رہا یا نہیں؟ گواہ اور مجلس نکاح میں جتنے شریک ہوئے ان سب کا نکاح رہا یا نہیں؟ اور اس مولانا کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ نیز وہابی کے یہاں بیٹی دینا کیسا ہے؟ اور اس کی بیٹی لا سکتے ہیں یا نہیں؟ بحوالہ کتب مع صفحہ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں عربی عبارت کے اعراب بالتفصیل مدلل مع دستخط و مہر کے جواب عنایت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

امارۃ شرعیہ سے فتویٰ دیا کہ مولوی کا نکاح شریعت کے نزدیک باقی رہا اور بکر وہابی کا نکاح سنی کے ساتھ ہو گیا، نیز وہ سب دیوبندی مسلک کے ہیں، کیا دیوبندی مسلک یا وہابی وغیرہ کا فتویٰ مانا جائے گا یا نہیں۔ قرآن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں، کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

وہابیوں کے پیشوا مولوی "اسماعیل دہلوی" نے لکھا ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔(۱) وہابیوں کا عقیدہ ہے کہ ساری مخلوق حتی کہ انبیائے کرام چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ جیسا کہ دہلوی نے لکھا ہے کہ:

"اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے"(۲)

وہابیوں کے نزدیک نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال لانا بیل اور گدھے کا خیال لانے سے بدتر ہے۔

چنانچہ دہلوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

"زنا کے وسوسے اور اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔"(۳)

اسی طرح کے بے شمار کفری عقائد ان کی کتابوں میں مرقوم ہیں جن کے سبب فقہائے کرام نے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت پیشوائے اہل سنت امام احمد رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"غیر مقلدین زمانہ بحکم فقہا تصریحات عامہ کتب فقہ کافر تھے ہی جس کا روشن بیان الکوکبۃ الشھابیۃ ورسالہ سل السیوف ورسالہ النھی الاکید وغیرہا میں ہے اور تجربہ نے ثابت کر دیا کہ وہ ضرور منکرین ضروریات دین ہیں اور ان کے منکروں کے حامی وہمراہ تو یقیناً اجماعاً ان کے کفر وارتداد میں شک نہیں۔(۴)

اور کافروں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾(۵) یعنی اے ایمان والو! کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا۔

ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ

(۱) رسالہ یکروزہ، ص: ۱۴۵

(۲) تقویۃ الایمان، ص: ۱۶

(۳) صراط مستقیم، ص: ۱۳۶

(۴) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۳، ص: ۲۵۵

(۵) سورۃ النساء، آیت: ۱۴۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (۱) یعنی اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائی کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم سے جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہے۔

ان ارشادات کریمہ سے واضح ہوا کہ کافروں کو اپنا بنانا ناجائز و حرام ہے اور ان سے نکاح و بیاہ کرنا بلاشبہ ان کو اپنا بنانا ہے۔

لہٰذا یہ بھی نص قرآن سے ناجائز و حرام ہے۔ بدمذہبوں اور گمراہوں کے متعلق حدیث پاک ہے:

"سیاتی قوم یسبونهم وینقصونهم فلا تجالسوهم، ولا تشاربوهم، ولا تواکلوهم، ولا تناکحوهم، ولا تصلوا علیهم، ولا تصلوا معهم" (۲) یعنی عنقریب ایک قوم آئے گی جو میرے اصحاب واصہار کو برا کہے گی، اور ان کی شان گھٹائے گی، تم ان کے پاس نہ بیٹھنا، نہ ان کے ساتھ پانی پینا، نہ ان کے ساتھ کھانا کھانا، نہ شادی بیاہ کرنا، نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔ یہ حکم بدمذہبوں کا ہے تو کافروں اور مرتدوں کا کیا حال ہوگا۔ بلاشبہ ان کا حکم بدمذہبوں سے سخت تر ہے۔

چنانچہ مرتد کے نکاح کے متعلق "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے "لا یجوز للمرتدان یتزوج مرتدةً، ولا مسلمةً ولا کافرةً اصلیةً، وکذالک لا یجوز نکاح المرتدة مع احدٍ کذا فی المبسوط" (۳) یعنی مرتد کا نکاح نہ کسی مرتد عورت سے ہوسکتا ہے نہ مسلمہ سے، نہ کافرہ اصلیہ سے اور اسی طرح مرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا ہے۔ ایسا ہی مبسوط میں ہے۔

حاصل یہ کہ کافر و مرتد کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا ہے اور وہابی کافر و مرتد ہوتا ہے لہٰذا اس کا نکاح کسی سے جائز نہیں۔ جس عالم نے جان بوجھ کر نکاح پڑھایا وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ سنی صحیح العقیدہ نہیں گمراہ اور زنا کا دروازہ کھولنے والا ہے۔ وہابی کا نکاح اگر اس نے جان بوجھ کر وہابی کو مسلمان سمجھتے ہوئے پڑھایا تو خود اس کا نکاح ختم ہوگیا۔ اس پر لازم ہے کہ تجدید ایمان و نکاح کرے۔ جب تک وہ توبہ و استغفار اور تجدید ایمان و نکاح نہ کرے اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا ناجائز اور اس سے سلام و کلام کرنا ناجائز اور اس کے پاس نشست و برخاست ناجائز ہے اور جتنے لوگ جانتے ہوئے اس نکاح میں شریک ہوئے سب پر توبہ و استغفار لازم ہے۔ فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"برادریوں نے اگر زید کو وہابی جانتے ہوئے نکاح مذکور میں شرکت کی ہے تو سب علانیہ توبہ کریں۔" (۴)

---

(۱) سورۃ التوبہ، آیت: ۲۳

(۲) جامع الاحادیث، ج: ۱، ص: ۱۱۰

(۳) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۲۸۲

(۴) فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۱، ص ۶۱۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وہابی کو لڑکی دینا، یا اس کی لڑکی لانا دونوں حرام حرام اشد حرام ہے کہ مرتد خواہ لڑکا ہو یا لڑکی اس کا نکاح دنیا میں کسی سے نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ ''فتاویٰ عالمگیری'' کے حوالہ سے گزرا۔

ان پڑھ وہابی اگر وہابیوں کے کفریہ عقائد سے آگاہ ہو کر انہیں اپنا مقتدا اور پیشوا جانتا ہے تو وہ بھی مرتد ہے اور اس کا ذبیحہ حرام ہے۔

چنانچہ ہدایہ میں ہے "لا تو کل ذبیحة المجوسی والمرتد لانه لاملة له" (۱) جس نے ایسے وہابی کا ذبیحہ کھایا اس نے مردار کھایا، اس پر توبہ ضروری ہے۔

امارت شرعیہ کا فتویٰ سراسر غلط اور باطل ہے۔ اس پر عمل کرنا حرام ہے۔ وہابیوں سے شرعی مسئلہ پوچھنا حرام و ناجائز ہے۔ سیدی حضور مفتی اعظم ہند فرماتے ہیں:

''وہابیوں سے مسائل پوچھنا حرام ہے۔'' (۲)

فقیہ ملت حضرت مفتی ''جلال الدین احمد'' امجدی تحریر فرماتے ہیں:

''وہابی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر ہیں۔ کفار سے شرعی فتویٰ حاصل کرنا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔'' (۳)

واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ

وہابی کی سنی لڑکی سے نکاح جائز ہے مگر اس کے گھر بارات لے کر جانا جائز نہیں

مسئلہ از: محمد تنویر رضا، متعلم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان اسلام مسئلہ ذیل میں کہ:

زید ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہے اور علمائے اہل سنت کی قدر بھی کرتا ہے، مگر اپنے ایک لڑکے کی شادی ایک وہابی کے لڑکی سے کرنا چاہتا ہے جب کہ وہابی کی لڑکی عقیدۃً سنی ہے اور سنی بن کر زید کے لڑکے کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہے۔ تو ایسی حالت میں زید کے لڑکے کا نکاح پڑھنا شرعاً درست ہے کہ نہیں۔ بینوا توجروا.

---

(۱) الهداية، ج:۴، ص:۴۳۴

(۲) الفتاوی المصطفویة، ص:۴۲۰

(۳) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲، ص:۲۳۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر لڑکی واقعی سنی صحیح العقیدہ ہے یعنی دیوبندیوں کے پیشوا مولوی قاسم نانا توی مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کبرائے وہابیہ کو کافر و مرتد مانتی ہے تو زید اپنے لڑکے کا نکاح اس سے کر سکتا ہے اور یہ نکاح پڑھانا درست ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس لڑکی کے وہابی باپ اور اس کے گھر والوں سے زید اور اس کا لڑکا کوئی تعلق نہ رکھے، نہ اس کے یہاں بارات لے کر جائے، نہ اس سے کسی طرح کی راہ و رسم رکھے بلکہ نکاح کر کے گھر لائے اور پھر اس لڑکی کے گھر والوں سے مکمل بے تعلق ہو جائے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو اس کا نکاح پڑھانے سے بچے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۸ ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ

آج کل رافضی عموماً تبرائی اور قاذف ہوتے ہیں جو باجماع مسلمین مرتد ہیں

مسئلہ از: سید ابرار حسین، موضع بدر گنج بلکٹوا، صابر پور، گونڈا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان اسلام ذوی الاحترام مسائل ذیل کے بارے میں کہ:

زید جو سنی صحیح العقیدہ کہلاتا ہے۔ اس نے اپنے بیٹے عمر کی شادی بدعقیدہ وہابی، دیوبندی کی بچی کے ساتھ کی جسے بہو بنا کر زید اپنے گھر رکھتا ہے اور ہندہ اور اس کے دیگر متعلقین (باپ بھائی وغیرہما) کا زید کے گھر آنا جانا برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ نیز زید کی بہن زینب جو قبل از شادی صحیح العقیدہ سنیہ تھی مگر ایسے گاؤں میں بیاہ کر گئی جس میں رافضیوں کی کثرت ہے، تو رفتہ رفتہ زینب اور اس کے گھر کے لوگ رافضیت کے رنگ میں رنگ کر اپنی نفیسہ کی شادی بھی رافضی کے یہاں کر دی ہے۔ لہٰذا زید کے متعلق حکم شرع واضح بالدلائل فرمائیں؟

(۱) اہل سنت و جماعت زید کے ساتھ تعلق رکھیں یا نہیں اور رکھیں تو کیسا ہے؟

(۲) نہیں رکھتے تو دیگر حضرات جو زید کی ہمنوائی میں اس کے ساتھی بنیں۔ ان کے متعلق شرع اسلام کا کیا ارشاد ہے؟ شادی، بیاہ یا دیگر تقریبات میں روابط کیسے ہوں؟

(۳) رافضیوں کے یہاں رشتہ قائم کرنا کیسا ہے؟ اور رافضیوں سے رشتہ برقرار رکھنے والوں کے ساتھ کیا برتاؤ سنیوں کا ہونا چاہیے یا دیگر بدمذہبوں کے متعلق حکم شرع پاک کیسا ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) دیوبندی وہابی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر بمطابق فتاویٰ علماے حرمین طیبین وعلماے عرب وعجم کافر و مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح کسی سے ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لا یجوز للمرتدان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذالک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط" (۱)

اسی طرح آج کل رافضی عموماً تبرائی اور قاذف ہوتے ہیں جو باجماع مسلمین مرتد ہیں۔ ان کا نکاح بھی دنیا میں کسی سے نہیں ہوسکتا ہے۔

زید نے اپنے بیٹے عمر کی شادی جس لڑکی سے کی ہے اگر وہ اپنے باپ کے مذہب پر ہے تو یہ نکاح قطعاً ہوا ہی نہیں۔ قربت خالص زنا اور اولاد زنا کی اولاد ہوگی۔ یوں ہی اس کی بہن زینب نے اپنی لڑکی کی شادی جو رافضی سے کیا ہے وہ نکاح بھی نہ ہوا۔

ایسی صورت میں زید دیوث، فاسق، فاجر، مستحق نار وغضب جبار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ یا تو اس لڑکی کو فوراً جدا کردے یا دیوبندیت سے توبہ کرا کر بعد اطمینان پھر عمر سے نکاح کرے۔ اگر عمر اور زید ایسا نہیں کرتے ہیں تو مسلمان ان کا بائیکاٹ کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۲) اسی طرح اگر زید زینب سے رشتہ ناطہ رکھتا ہے ہو تو فوراً اسے ختم کرے، توبہ واستغفار کرے اور زینب سے اپنا تعلق یکسر منقطع کردے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔**

(۲) جو لوگ زید کی ہمنوائی کرتے ہیں وہ حرام کاری پر مدد کر رہے ہیں جو سخت ناجائز وحرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (۳) ان پر لازم ہے کہ زید کی ہمنوائی سے باز آئیں اور صدق دل سے توبہ واستغفار کریں، ورنہ عذاب الٰہی کا انتظار کریں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم.**

(۳) جواب نمبر اسے اس کا جواب واضح ہے۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۷ر شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

---

(۱) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۲۸۲

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۳) سورۃ المائدہ، آیت: ۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جو دیوبندی اپنے مولویوں کے کفری عقائد پر مطلع نہیں وہ گمراہ و بدمذہب ہے

مسئلہ از: محمد خالد رضا ثنائی، انجمن ثنائیہ دارالیتامی، میرا روڈ، تھانہ، مہاراشٹر

مندرجہ ذیل مسائل کے مدلل جواب قرآن وحدیث سے تحریر فرمادیں، نوازش ہوگی۔

(۱) ہمارے استاذ گرامی حضرت مفتی ''محمد علاء الدین'' رضوی قادری برکاتی کا ممبئی سے اپنے وطن مالوف آنا ہوا۔ اتفاق سے مولانا ''اکبر رضا'' ثنائی کے چھوٹے بھائی جناب ''محمد اختر رضا'' کی شادی میں بطور برات ضلع سیتا مڑھی کے ایک گاؤں زین پور جانا پڑا۔ بوقت نکاح شکل وصورت سے کچھ لوگ دیوبندی نظر آئے تو ہمارے مفتی صاحب قبلہ نے کہا کہ بھائی نکاح آپ نہیں بلکہ میں خود پڑھاؤں گا، وہ لوگ راضی ہوگئے اور مفتی صاحب قبلہ نے اس لڑکی سے توبہ واستغفار (دستور اہل سنت کے مطابق) کے بعد گیارہ ہزار سات سو چھیاسی روپے اور دو سنی گواہان کی موجودگی میں اجازت لے کر جناب ''اختر رضا'' کا نکاح کر دیا۔ بعدہ مجلس کا اختتام فاتحہ اور درود وسلام پر عمل میں آیا۔ اب جب کہ لڑکی اپنے سسرال آگئی تو مولانا ''ابوالکلام'' اشرفی جو ہمارے گاؤں ''پیرداون'' کے ہی رہنے والے ہیں اور ہمارے استاذ حضرت مفتی صاحب سے بغض رکھتے ہیں۔ مولانا موصوف لوگوں کو یہ کہنے لگے کہ مفتی صاحب نے چوں کہ دیوبندی لڑکی سے ایک سنی لڑکے کا نکاح کر دیا ہے اس لیے مفتی صاحب اور گواہان اور جملہ حاضرین مجلس کی بیویاں ان کے نکاح سے نکل گئیں۔ سب لوگ کافر ومشرک ہوگئے۔

لہٰذا سب کو پھر سے ایمان لانا ہوگا اور تجدید نکاح کرنی ہوگی۔ مولانا موصوف یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ لڑکی اور اس کے ماں باپ سب مرتد ہیں جب کہ ایسا نہیں ہے تو کیا عام غیر پڑھا لکھا دیوبندی جس کو صحیح سے دوم سے سوم کلمہ بھی یاد نہیں ہے ایسے مرد وعورت کافر ومشرک کے زمرے میں آتے ہیں۔ مولانا موصوف کا یہ بھی کہنا ہے کہ عام دیوبندی خواہ پڑھا لکھا ہو یا نہیں عقائد کفریہ سے آگاہ ہو یا نہیں، محض دیوبندی ہونے کی بنیاد پر علماے اہل سنت کے نزدیک کافر ومشرک ہیں اور جو لوگ بھی اس نکاح کی مجلس میں تھے مفتی صاحب کے ساتھ سب لوگوں کا ایمان ونکاح ختم ہوگیا ہے۔ وہ سب کے سب تجدید ایمان ونکاح کریں۔ جب کہ نوے فیصد ہم سنی شریک نکاح تھے۔ اور حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں چوں کہ وہ لڑکی اور اس کے ماں باپ غیر پڑھے ہیں علم دین اور دنیا دونوں سے بے بہرہ ہیں۔ اس لیے اگر ایسی لڑکی کا نکاح کسی سنی لڑکا سے ہو تو اس لڑکی کو عقائد کفریہ سے آگاہ کر کے توبہ واستغفار کے بعد نکاح کر دینا جائز ہے۔ ہاں اگر وہ لڑکی اور اس کے ماں باپ تعلیم یافتہ ہیں۔ دیوبندی وہابی مولوی کے عقائد کفریہ پر مطلع ہیں تو یقیناً اس لڑکی سے شادی بیاہ ناجائز وحرام ہے اور قصداً کفر ہے۔ آں حضرت قرآن وحدیث سے جواب مرحمت فرمادیں۔ جو بھی حکم شرع ہوگا کسی انا کے بغیر ہم سب عمل کے لیے تیار ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) کیا علماے اہل سنت کے نزدیک غیر پڑھا لکھا شخص علماے دیوبند کے عقائد کفریہ پر مطلع نہ ہونے کے باوجود محض دیوبندی ہونے یا کہنے کی وجہ سے کافر مشرک ہیں، یا نہیں؟ جو حکم شرع ہو تحریر فرمادیں۔

(۳) ہمارے ہی علاقے کے ایک مولانا صاحب "مڑیا" کی جامع مسجد میں اپنی تقریر کے دوران ایک بات کہی کہ تم لوگ دیوبندی کو اپنی بیٹی دیتے ہو اور وہ اس کے ساتھ زنا کرتا ہے، اس سے زیادہ بہتر ہے کہ ایک ہندو زنا کرے۔ کیا اس طرح کی گفتگو ایک عالم کے شایان شان ہے؟ حکم شرع بیان فرمادیں، چوں کہ گاؤں کا ماحول پوری طرح بگڑ چکا ہے اور لوگ اس طرح اپنی ناواقفیت کی بنیاد پر اچھے علما سے بھی نفرت و بیزاری کا اظہار کرنے لگے ہیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) جو لوگ علماے دیوبند کے عقائد کفریہ سے آگاہ نہیں بلکہ ان کے ظاہری طور وطریقے کو دیکھ کر انہیں مسلمان سمجھتے ہیں اور خود کو دیوبندی کہتے ہیں ان پر کفر کا فتویٰ نہیں ہوگا۔ لیکن ان کی یہ جہالت ولاعلمی مستقل عذر نہیں۔ ایسے لوگوں کو جب دیوبندیوں کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ دیوبندی مولویوں کی شان رسالت میں گستاخیوں کی بنا پر علماے عرب وعجم نے ان پر کفر کا فتویٰ دیا ہے تو ان پر لازم ہے کہ وہ غلط مذہب سے بیزاری کا اظہار کر کے توبہ کریں اور تجدید ایمان ونکاح کر کے سنی بن جائیں۔

اگر ایسا کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان لوگوں پر بھی حکم کفر ہوگا، پھر جب دیوبندی کہلانے والا اپنے مذہب سے توبہ کرلے تو فوراً اس کا نکاح کسی سنی سے پڑھا دینا قطعاً درست نہیں بلکہ اتنی مدت تک اسے جانچا جائے کہ اس کی سنیت پر اطمینان ہوجائے۔ خلاصہ کلام یہ کہ دیوبندی بمعنی مرتد ہو یا دیوبندی بمعنی: "گمراہ" یعنی وہ شخص جو دیوبندی عقائد سے ناواقف ہو اور خود کو دیوبندی کہتا ہے ان دونوں میں سے کسی سے بھی بعد توبہ فوراً کسی سنی سے نکاح کرنا درست نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے حضرت فقیہ ملت مفتی "جلال الدین احمد" امجدی علیہ الرحمہ کا رسالہ مبارکہ "بدمذہبوں سے رشتے" مطالعہ کریں۔

ہماری اس گفتگو سے واضح ہوا کہ نکاح مذکور پڑھانے والے مولانا صاحب اور ان پر اعتراض کرنے والے مولانا صاحب دونوں غلطی پر ہیں۔ نکاح پڑھانے والے اس طرح کہ ایک دیوبندی لڑکی کا نکاح بعد توبہ فوراً پڑھا دیا جب کہ ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ یوں ہی اعتراض کرنے والے مولانا صاحب اس طرح کہ انہوں نے دیوبندیوں پر کافر کے ساتھ مشرک کا بھی فتویٰ لگا دیا اور اسے علماے اہل سنت کی طرف منسوب کیا جب کہ علماے اہل سنت نے دیوبندیوں کے اوپر کافر ہونے کا فتویٰ دیا مگر مشرک نہیں فرمایا ہے۔ یوں ہی یہ حکم بھی علی العموم نہیں بلکہ صرف ان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لوگوں پر ہے جو علماے دیوبند کے عقائد کفریہ پر یقینی طور پر اطلاع کے باوجود ان کو مسلمان مانتے ہیں۔ رہے وہ دیوبندی جو دیوبندی مولویوں کے گندے گھناؤنے عقیدے سے ناواقف ہیں تو ان پر بلا تحقیق اگرچہ کفر کا حکم نہیں ہوگا۔ لیکن وہ لوگ بدمذہب وگمراہ بلکہ بحکم فقہا کافر ہیں۔ لہٰذا دونوں صاحبان اور شرکائے نکاح سب اپنی غلطی پر توبہ واستغفار کریں اور صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نادم ہوں اور آئندہ بے تحقیق شرعی مسئلہ بتانے سے پرہیز کریں اور احتیاطاً تجدید ایمان ونکاح بھی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جواب اول سے واضح ہوگیا کہ دیوبندی خواہ پڑھا لکھا ہو یا جاہل، اگر علماے دیوبند کے عقائد کفریہ کو جانتے ہوئے ان کو اپنا پیشوا اور مذہبی رہنما جانتا ہے تو وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج اور کافر ہے اور اگر ان مولویوں کے عقائد کفریہ سے آگاہ نہیں ہے تو وہ بدمذہب اور گمراہ ہے لیکن مشرک کا اطلاق دونوں قسموں سے کسی کے لیے نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۳) جو دیوبندی علماے دیوبند کے عقائد کفریہ سے آگاہ ہونے کے باوجود ان کو مسلمان مانتا ہے وہ کافر ومرتد ہے اور مرتد کا نکاح دنیا میں کسی سے نہیں ہوسکتا ہے۔ ''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے "لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمةً ولا کافرةً" (۱)

لہٰذا جو لوگ ایسے دیوبندیوں سے اپنی لڑکی کا رشتہ کرتے ہیں وہ بلاشبہ اپنی لڑکیوں کو زنا میں مبتلا کرتے ہیں کہ جب نکاح ہی نہیں تو قربت خالص زنا ہوگی، یہ حکم شرع ہے۔ مگر مولانا صاحب کا یہ کہنا کہ اس سے بہتر ہے کہ ہندو زنا کرے بالکل غلط ہے کہ اس میں زنا کو بہتر کہا جارہا ہے۔ (معاذ اللہ رب العالمین) مولانا صاحب فوراً اپنی غلطی پر نادم ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ واستغفار کریں اور آئندہ ایسی بات کہنے سے پرہیز کریں اور کوئی بھی مسئلہ بتائیں تو مہذب انداز اختیار کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

مسلم لڑکی کا ہندو کافر لڑکے سے نکاح کیسا ہے؟

مسئلہ از: فیاض احمد نقش بندی، بھاول پور، الٰہ آباد، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

زید جو کہ ہندو کافر ہے۔ وہ ایک مسلم لڑکی سے عشق کر بیٹھا اور کلمہ پڑھ کر کورٹ میرج بھی کرلیا لیکن زید

(۱) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۲۸۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بظاہر کلمہ پڑھنے کے بعد بھی مذہب اسلام پر کاربند نہ رہا، اور نہ ہی اس کا کوئی فعل و عمل اسلام کے مطابق ہے بلکہ اپنے اسی سابق افعال کفریہ پر ثابت قدم ہے جو بظاہر اس کے مسلمان ہونے پر بھی دلالت نہیں کرتا ہے۔ پھر اس کے بعد زید (کافر) کے گھر والوں نے زید کی شادی کسی ہندو لڑکی سے کروادی۔ یہ شادی ہندو رسم و رواج کے مطابق انجام پائی، پھر اس کے بعد اس نے مسلم لڑکی سے شادی رچانے کی بابت گفتگو کی اور شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جب لڑکی کے والدین کو معلوم ہوا تو انہوں نے تفتیش کی اور زید (کافر) سے پوچھا تو اس نے لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کی وجہ سے مسلمان ہوگیا ہوں لیکن اس کے باوجود زید (کافر) افعال کفریہ یعنی اپنے ہندو مذہب پر قائم ہے۔

(۱) ہندہ (مسلم لڑکی) کا نکاح اس زید کے ساتھ عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ہندہ کے والدین کا اس کے ساتھ نکاح کروانا صحیح ہے یا نہیں اور اگر شادی کروادیں تو کیا حکم ہے؟

(۳) ہندہ کا اس لڑکے کے ساتھ بات چیت کرنا اور ملنا جلنا کیسا ہے؟

(۴) ایسے لڑکے یا لڑکی کا نکاح پڑھانے والے پر کیا حکم ہے؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) کسی مسلمان عورت کا نکاح کافر سے نہیں ہوسکتا۔

"فتاویٰ عالمگیری" میں ہے "لا یجوز تزوج المسلمة من مشرک ولا کتابی کذا فی السراج الوهاج" (۱) یعنی: مسلمان عورت کا نکاح کسی مشرک یا کتابی سے جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ہندہ کا نکاح زید (ہندو) سے ناجائز و حرام ہے۔ یہ نکاح محض باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) اگر ہندہ کے والدین ہندہ کا نکاح اس شخص سے کردیں تو یہ نکاح باطل محض اور شرعاً غیر معتبر ہوگا اور والدین ناجائز و حرام کام کے مرتکب، زنا کے دلال اور سخت مجرم و گنہ گار، مستحق نار و غضب جبار، فاسق و فاجر ہوں گے۔ ان پر لازم ہوگا کہ فوراً ہی لڑکی کو اس سے جدا کرلیں اور علانیہ توبہ و استغفار کریں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو مسلمان ان کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم.

---

(۱) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۲۸۲

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۳) حرام حرام سخت حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۴) حرام ہے جان بوجھ کر ایسا کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ علانیہ توبہ واستغفار کرے، اگر نکاحانہ پیسہ لیا ہو تو اسے واپس کرے اور نکاح کے باطل ہونے کا اعلان کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد تمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۰ رذی قعدہ ۱۴۲۹ھ

اللہ کی نافرمانی میں کسی کی فرماں برادری نہیں

مسئلہ از: ارشاد احمد، موضع کبرا، پوسٹ پچوکھری بازار، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید سنی صحیح العقیدہ ہے۔ اپنی دو بیٹیوں کی شادی دیوبندی گھرانے میں کردی ہے جب کہ زید کی دونوں بیٹیاں بھی سنی خوش عقیدہ ہیں۔ زید کی مذکورہ دونوں لڑکیوں میں سے ایک لڑکی ہندہ کبھی اپنے پڑوسی دیوبندی سے بھی فاتحہ کرالیتی ہے۔ نیز کسی سنی مولوی کے موقع پر نہ ملنے سے کسی دیوبندی بدعقیدہ سے قربانی کی نیت بھی پہنچوالیتی ہے۔ زید کی بیٹی ہندہ مزاجاً سنی ہے۔ اس کے اکثر فعل سنی عقیدہ کے مطابق ہیں۔ مگر کبھی شوہر کی ناراضگی کے سبب دیوبندی مدرسہ کے بچوں سے قرآن خوانی بھی کرالیتی ہے اور اپنے شوہر سے مجبور ہوکر اپنے بچوں کو دیوبندی مدرسہ میں پرائمری کی تعلیم دلواتی ہے، نیز دیوبندی حافظ کو گھر بلاکر ٹیوشن بھی کراتی ہے۔

دوسرے یہ کہ زید کی مذکورہ بیٹی ہندہ نے اپنی بیٹی کا رشتہ بھی اپنے دیوبندی بہنوئی کے بیٹے سے طے کرلیا ہے۔ منع کرنے پر کہتی ہے کہ ابا (خسر) نے زبان دے دیا تھا اس لیے ہم وہاں شادی کرنے پر مجبور ہیں، شادی وہیں کریں گے۔ تو کیا دیوبندی بہنوئی کے وہاں رشتہ کرلینا جائز ہے؟ ایسی صورت میں زید اور اس کی بیٹی ہندہ کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

ہندہ کے شوہر سے یہ کہنے پر کہ چلو سنیوں کی مسجد میں نماز پڑھو تو کہتا ہے کہ مجھے ادھر جانے میں شرم آتی ہے۔ جب کہ اس کا بارہ سالہ بیٹا باپ کے منع کرنے باوجود سنی مسجد میں نماز پڑھتا ہے اور افطار کرنے میں بھی سنی مسجد کی اذان کا انتظار کرتا ہے۔ ہندہ کا شوہر کسی وقت کوئی نیاز وفاتحہ دلانے سے بولتا نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندہ کے شوہر کا کوئی خاص عقیدہ نہیں ہے مگر ساری نمازیں وہ دیوبندی امام کی اقتدا میں ہی ادا کرتا ہے۔ ہندہ کے شوہر کو اگر علمائے دیوبند کی کفری عبارتیں پڑھ کر سنانے اور بتانے کے بعد بھی توبہ نہیں کرتا اور اپنا ہر فعل سنیوں جیسا نہیں کرتا اور سنیوں کی مسجد میں نماز نہیں ادا کرتا ہے تو کیا زید پر واجب ہے کہ اپنی بیٹی کا طلاق لے لے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

دیوبندی فرقے کا عقیدہ ہے کہ جیسا علم حضور کو حاصل ہے۔ ایسا علم تو بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی ہے جیسا کہ دیوبندی پیشوا مولوی "اشرف علی" تھانوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔(۱) اور ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی نہیں ہیں۔ آپ کے بعد دوسرا نبی ہوسکتا ہے جیسا کہ "مولوی قاسم" نانوتوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔(۲) اسی طرح ان کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ شیطان و ملک الموت سے بھی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کم ہے جیسا کہ "خلیل احمد" انبیٹھوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔(۳) ان کفری عقائد کے علاوہ اور بھی بہت سے کفری اور گندے عقیدے اس گروہ کے ہیں۔ انہیں عقائد کفریہ اور اقوال ملعونہ کی بنا پر حرمین طیبین اور عالم اسلام کے سیکڑوں علماے کرام اور مفتیان عظام نے دیوبندی عقیدہ والوں کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا۔ تفصیل "حسام الحرمین" میں موجود ہے اور جب دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہے تو اس کا نکاح کسی سے بھی نہیں ہوسکتا۔

جیسا کہ "فتاویٰ عالمگیری" میں ہے:

"لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذلک لا یجوز نکاح المرتدۃ مع احد کذا فی المبسوط" (۴)

اس لیے زید نے اپنی بیٹیوں کا نکاح اگر دیوبندی عقیدہ رکھنے والوں سے کیا ہے جو خود مذکورہ بالا کفری عقیدہ رکھتے ہیں یا اشرف علی خلیل احمد وغیرہ دیوبندی مولویوں کے عقائد کفریہ پر یقینی اطلاع کے باوجود ان کو دینی پیشوا اور مسلمان مانتے ہیں یا ان کے کفر میں شک کرتے ہیں تو یہ نکاح ہوا ہی نہیں یا پہلے ایسے نہ تھے بعد میں ہوئے تو اب یہ نکاح نہ رہا۔ دونوں صورت میں طلاق کی حاجت نہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں تنویر الابصار کے حوالہ سے ہے "وارتداد احدھما فسخ فی الحال" (۵)

اور زید کی بیٹی کا یہ کہنا کہ ابا نے زبان دے دی ہے اس لیے ہم وہیں شادی کریں گے، یہ سخت گناہ اور اپنی بیٹی

---

(۱) حفظ الایمان، ص: ۸

(۲) تحذیر الناس، ص: ۳، ۱۴، ۳۱

(۳) البراھین القاطعہ، ص: ۵۱

(۴) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۲۸۲

(۵) الفتاوی الرضویۃ، ج: ۵، ص: ۵۶۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو زنا کے لیے پیش کرنا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

جب یہ واضح ہو گیا کہ دیوبندی سے نکاح ہی نہیں ہو سکتا تو پھر اس میں والدین یا کسی کی اطاعت نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق" (۱) اس لیے زید اور اس کی بیٹی ہندہ ان حرام کاموں سے توبہ کریں اور ہرگز ہرگز کسی دیوبندی اور وہابی سے رشتہ نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۱ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

جب دیوبندی کفری عقیدے کی بنا پر مرتد ہوا تو اس کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا ہے

مسئلہ از: نذیر احمد کشمیری، مقام و پوسٹ بھوراباری، گورکھپور، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ:

زید نے دیدہ ودانستہ اپنی لڑکی حبیب النساء کا عقد ایک دیوبندی کے ساتھ کیا۔ دیوبندی عالم نے نکاح پڑھایا۔ آبادی کے لوگ اور علمائے اہل سنت عقائد دیوبندیت سے باخبر ہونے پر سخت نالاں ہوئے اور رشتہ قائم کرنے کے سلسلے میں ناپسندیدگی کا اظہار کرتے رہے۔ زید ایک اہل سنت والجماعت کے مدرسہ کا ناظم بھی ہے، اس کے باوجود سنی علماء کے کہنے پر بھی نہ عمل کرتے ہوئے زید بدطینت نے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ دیوبندی کے ساتھ عقد کر ہی دیا اور رخصت بھی لڑکی کو کر دیا۔ لڑکے کا باپ اور اس کے تینوں بھائی کی رضامندی سے یہ سب کام ہوا۔ زید کا بڑا لڑکا وہی مدرسہ کا ناظم ہے جس کے کہنے پر یہ سب کچھ ہوا ہے۔ جب سنی علما نے ان کو ان سب باتوں پر فتویٰ دیا کہ تم مرتد اور کافر ہو گئے۔ الٹا ہی ادھر سے سنی علمائے دین کی توہین اور گندی گندی گالیاں دینے لگا اور کہا کہ میں کسی سنی بریلوی کا فتویٰ نہیں مانتا ہوں، اس کو میں نے سنی جماعت کی کتابیں اور فتویٰ پڑھ کر سنائیں اور کتاب "فتاویٰ فیض الرسول" ج:۱، ص:۴۰۹ سے لے کر ۴۱۵ تک اسے پڑھ کر سنایا اور اس نے خود بھی پڑھا مگر اس کے باوجود وہ علما اہل سنت کو اور اولیاء کرام کو گالی گلوج دینے لگا اور اس نے گالی گلوج دیتے ہوئے یہ بھی کہا کہ بریلوی علما جو ہیں وہ ایک کہاوت یاد کر رکھے ہیں کہ شیطان نے ہزاروں برس نماز پڑھی مگر پھر بھی وہ مردود ہوا۔ یہ سب اپنی کہاوت ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جس شخص نے یہ باتیں کہی اور جو دیوبندی کے ساتھ عقد ہوا شرعاً ہوا کہ نہیں؟ کیا زید اور اس کے بیٹوں کے ساتھ آبادی کے لوگ جو سنی ہیں نشست وبرخاست، سلام وکلام میل وجول قائم رکھ سکتے ہیں کہ نہیں؟ زید جو کہ ایک جاہل آدمی ہے مگر

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۳۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس کے لڑکے اور لوگ علم والے ہیں جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔ زید ہی کا بڑا لڑکا مدرسہ کا ناظم ہے۔ اس کی وجہ سے یہ سب ہوا اور وہی یہ سب بکتا اور کہتا ہے۔ کیا ایسا آدمی کسی سنی مدرسہ کا ناظم ہو سکتا ہے کہ نہیں اور ایسے آدمی کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب وضاحت کے ساتھ مرحمت فرمائیں۔ دیوبندی اور وہابی پر حکم شرع کیا ہے۔ بالتفصیل تحریر کریں اور اجر جزیل کے مستحق بنیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

دیوبندی علما اپنے عقائد کفریہ مندرجہ "تحذیر الناس"، ص:۳، ۱۴، "حفظ الایمان" ص:۸، براہین قاطعہ، صفحہ:۵۱ کے سبب کافر و مرتد ہیں دیکھئے حسام الحرمین۔ اور جو کوئی جانتے ہوئے ان دیوبندی علما کو مسلمان مانے اور اپنا پیشوا جانے وہ بھی بحکم شرع کافر و مرتد ہے۔ اور جب دیوبندی کفری عقیدے کی بنا پر مرتد ہوا تو اس کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا ہے۔

"فتاویٰ عالمگیری" میں ہے:

"لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذلک لایجوز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط" (۱)

لہٰذا حبیب النساء کا دیوبندی عقیدہ کے حامل لڑکے سے نکاح ہی نہیں ہوا۔ زید نے حکم شرعی کا انکار کیا اور علمائے اہل سنت واولیائے کرام کو معاذ اللہ رب العالمین گالی دی۔ جانتے ہوئے دیوبندی لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح کیا، ان حرکات شنیعہ وقبیحہ ورذیلہ کی بنا پر توبہ واستغفار، تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔ اسی طرح گھر کے جن لوگوں نے جانتے ہوئے اس نکاح میں شرکت کی سب پر علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے۔ جب تک زید اور اس کے گھر والے توبہ واستغفار، تجدید ایمان ونکاح نہ کرلیں مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان سے سلام وکلام، نشست وبرخاست، لین دین یکلخت ختم کردیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۲) ایسا نہ کریں تو وہ بھی مجرم وگنہ گار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

(۱) الفتاویٰ العالمگیریة، ج:۱، ص:۲۸۲

(۲) سورۃ الانعام، آیت:۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وہابیوں کے ساتھ نکاح کرنے اور ان کے ساتھ کھانا کھانے والے سنی گنہ گار ہیں

مسئلہ از: محمد عامر رضا، کرلا ممبئی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) سنی لڑکی کی شادی وہابی کے لڑکے کے ساتھ اور وہابی لڑکی کی شادی سنی لڑکے کے ساتھ ہو سکتی ہے کہ نہیں؟

(۲) جان بوجھ کر اس طرح نکاح پڑھانے والے مولوی کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(۳) ایسی تقریب میں سنیوں کو جانا چاہیے کہ نہیں، جائے تو کیا حکم ہے، نہ جائے تو کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) وہابیوں کے "پیشوا رشید احمد" گنگوہی، "قاسم" نانوتوی، "اشرف علی" تھانوی اور "خلیل احمد" انبیٹھوی اپنے کفریات کی بنا پر بمطابق فتویٰ حسام الحرمین کافر مرتد ہیں اور جتنے وہابی ہیں سب ان کو مسلمان اور اپنا مقتدی مانتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اس لیے وہ بھی کافر و مرتد اور بے دین ہیں اور مرتد خواہ مرد ہو یا عورت اس کا نکاح کسی سے جائز نہیں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لا یجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذالک لایجوز نکاح المرتدة مع احد" (۱)

یعنی: مرتد مرد کا نکاح مرتدہ عورت یا مسلم عورت یا کافرہ اصلیہ کسی سے جائز نہیں ہے اور یوں ہی مرتدہ عورت کا نکاح کسی سے جائز نہیں ہے۔ اس لیے کسی بھی سنی لڑکے یا لڑکی کا نکاح کسی بھی وہابی دیوبندی سے ہرگز جائز نہیں ہے بلکہ ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم.

(۲) جو شخص وہابیوں کا نکاح جان بوجھ کر پڑھائے اس پر توبہ، تجدید ایمان، تجدید نکاح لازم ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شخص کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم.

(۳) نہیں جانا چاہیے جو جائیں گے مجرم وگنہ گار ہوں گے۔ فقیہ ملت مفتی "جلال الدین احمد" امجدی قدس

---

(۱) الفتاوی العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۲۸۲

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سرہ فرماتے ہیں:

"ایسی دعوت میں سنیوں کو شرکت نہیں کرنا چاہیے جن سنیوں نے وہابیوں کے ساتھ کھایا وہ گنہ گار ہوئے"۔(۱)

لہٰذا ان پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۷ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۳ھ

دیوبندی سے بعد توبہ فوراً نکاح نہیں کیا جا سکتا ہے بلکہ کچھ مدت تک دیکھا جائے گا

مسئلہ از: مولانا محمد نصیر، مقام چھتر گاؤں، پوسٹ پریلا زہریا، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

(۱) کہ زید سنی صحیح العقیدہ عالم ہے اور جس گاؤں میں وہ درس وتدریس کا کام انجام دیتا ہے اس میں سنی دیوبندی دونوں فرقہ کے لوگ رہتے ہیں اور فتنہ نہ پھیلنے کی وجہ سے پورے قریہ والے زید کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ سنیوں کی طرح دیوبندیوں کا بھی نکاح پڑھائے اور نہ پڑھانے کی صورت میں وہ لوگ عالم صاحب کو سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں۔ نیز نوکری سے برخاست کرنے کی دھمکی دیتے ہیں۔ غور طلب ومطلوب امر ایں کہ اس کشمکش کے عالم میں عالم مذکور کیا کرے؟

(۲) کیا دیوبندی کا نکاح توبہ واستغفار کر لینے کے بعد پڑھانا جائز ہے کہ نہیں؟ اور دولہے کو توبہ کس طریقہ سے کرایا جائے۔ مدلل ومفصل جواب فی ضوء السنۃ والکتاب عنایت فرمائیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) دیوبندیوں کے پیشوا "رشید احمد گنگوہی"، "خلیل احمد" انبیٹھوی، "قاسم نانوتوی" اور "اشرف علی" تھانوی وغیرہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب حضور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخانہ کلمات لکھے ہیں جیسا کہ براہین قاطعہ (۲) تحذیر الناس (۳) اور (۴) حفظ الایمان میں ان کے گندے اور گھناؤنے عقائد موجود ہیں۔ ان گستاخوں کی ان کفری عبارتوں کے سبب حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وفضلا کے علمائے ذوی الاحترام اور دیگر

(۱) فتاوی فیض الرسول، ج:۲، ص:۵۹

(۲) البراھین القاطعہ، ص:۵۱

(۳) تحذیر الناس، ص:۳، ۱۴، ۲۸

(۴) حفظ الایمان، ص:۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ممالک کے علمائے حق نے انہیں ایسا کافر و مرتد فرمایا کہ جو ان کے کفری عقائد پر مطلع ہونے کے بعد انہیں کافر و معذب نہ مانے وہ خود کافر ہے۔ تفصیل فتاویٰ "حسام الحرمین" اور "الصوارم الہندیہ" میں مرقوم ہے۔

اور کافر و مرتد و بدمذہب کا حکم حدیث شریف میں یہ ہے:

"ان مرضوا فلا تعودوهم، وان ماتو فلا تشهدوهم، وان لقيتموهم فلا تسلموا عليهم، ولا تجالسوهم، ولا تشاربوهم، ولا تواكلوهم، ولا تناكحوهم، ولا تصلوا عليهم، ولا تصلوا معهم" (۱) یعنی: بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ بالخصوص یہ حکم بدمذہبوں کا ہے۔ مرتدوں کا تو اس سے بھی زیادہ سخت حکم ہے۔

مرتد سے نکاح کے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "لا يجوز للمرتد ان يتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا كافرةً اصلية وكذلك لايجوز نكاح المرتدة مع احد" (۲)

اس عبارت کا واضح مطلب یہ ہے کہ مرتد کا نکاح عالم میں کسی سے نہیں ہوسکتا ہے اور دیوبندی چوں کہ کافر و مرتد ہے اس لیے اس کا نکاح بھی دنیا میں کسی سے جائز نہیں۔ اگر کوئی جان بوجھ کر اس کا نکاح پڑھے یا پڑھنے کو کہے تو زنا کا دلال اور حرام کاری کا دروازہ کھولنے والا ہے اور درحقیقت وہی فتنہ انگیز، مجرم و گنہ گار، مستحق غضب جبار ہے۔ زید گاؤں والوں کو دیوبندیوں کے کفری عقائد بتائے اگر وہ اپنی جہالت سے توبہ کرلیں تو ٹھیک اور زید وہاں صرف سنیوں کا نکاح پڑھائے اگر گاؤں کے لوگ اپنی جہالت و گمراہی پر مصر ہیں اور زید کو اس فعل حرام پر مجبور کریں تو زید وہاں فعل حرام سے بچ کر رہ سکتا ہو تو رہے ورنہ چھوڑ دے۔ رزاق حقیقی اللہ جل مجدہ ہے۔ اس کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) دیوبندی سے بعد توبہ فوراً نکاح نہیں ہوسکتا ہے بلکہ چند سال تک دیکھا جائے گا جب اس کی بات چیت اور طور و طریقہ سے خوب اطمینان ہوجائے کہ وہ اہل سنت و جماعت میں مکمل طور سے داخل ہوگیا ہے اور اپنی بدعقیدگی سے نکل کر عقائد اہل سنت پر مضبوطی سے قائم ہوگیا ہے تب اس کے ساتھ نکاح کیا جائے گا ورنہ نہیں۔ "هكذا قال فقيه الملة والدين المفتي جلال الدين احمد الامجدي ناقلاً عن الفتاوىٰ الرضويه وغيرها"

(۱) مجموعه احاديث متعلقه

(۲) الفتاوىٰ العالمگيرية، ج: ۱، ص: ۲۸۲

(۳) سورۃ الطلاق، آیت: ۲، ۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور دولہا سے توبہ کرانے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس سے بدعقیدگی وغیرہ سے توبہ کرائی جائے، پھر درود پاک اور کلمہ طیبہ اور کلمہ استغفار پڑھایا جائے اور توبہ پر قائم رہنے کی تلقین کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه تعالیٰ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۸ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۳ھ

غیر مقلدیت ووہابیت ارتداد ہے مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا

مسئلہ از: شہاب الدین، حسن گڑھی، بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید سنی کی لڑکی ہندہ کا نکاح اہل حدیث کے ساتھ ہوگیا، یہ نکاح عند الشرع جائز ہے کہ نہیں اور زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

غیر مقلدین سے کسی سنی لڑکی کا نکاح ہرگز جائز نہیں کہ غیر مقلدیت ووہابیت ارتداد ہے اور مرتد مرد ہو یا عورت اس کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا ہے۔

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذلک لایجوز نکاح المرتدة مع احد"۔ (۱)

لہٰذا ہندہ سنیہ کا جو نکاح اہل حدیث لڑکا سے کیا گیا ہے وہ ناجائز ہے اور زید نے اگر جانتے ہوئے یہ نکاح کیا ہے تو وہ سخت فاسق وفاجر مستحق نار وغضب جبار ہے۔ اس پر لازم ہے کہ اپنی لڑکی ہندہ کو اس غیر مقلد کے یہاں سے واپس لائے اور علانیہ توبہ واستغفار کرے، غربا ومساکین پر صدقات وخیرات کرے اور مسجد میں ضرورت کی چیزیں رکھے۔ اگر زید ایسا کرلے تو ٹھیک ورنہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل سماجی بائیکاٹ کردیں ورنہ وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿لَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲)

---

(۱) الفتاوی العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۳۶۳

(۲) سورۃ الانعام: آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: فروغ احمد اعظمی

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۲ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ

دیوبندی، وہابی کے نکاح میں شریک ہونے والے گواہ و وکیل بننے والے اگر توبہ نہ کریں تو مسلمان ان کا بائیکاٹ کردیں

مسئلہ از: غلام مصطفیٰ قادری، انصار مارکیٹ، انکلیشور، گجرات۔

قابل صد احترام مفتی صاحب قبلہ!

سلام مسنون

بعدہ عرض خدمت اینکہ ان مسائل میں علما کرام و مفتیان عظام کی کیا رائے ہے؟

(۱) سنی صحیح العقیدہ بالغہ لڑکی ہندہ کا عقد دیوبندی لڑکے کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) سنی عالم دین موصوفہ کا نکاح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) اگر کسی سنی عالم دین نے مصوفہ کا نکاح پڑھا ہی دیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۴) اور جو سنی صحیح العقیدہ مسلمان ایسے نکاح میں وکیل و گواہ بنا ہو و دیگر سامعین کے بارے میں کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

دیوبندی لڑکا اگر پیشوایان وہابیہ ودیابنہ مولوی "رشید احمد" گنگوہی، مولوی "قاسم" نانوتوی، مولوی "اشرف علی" تھانوی وغیرہ کے عقائد باطلہ کفریہ مندرجہ "براہین قاطعہ"، (۱) تحذیر الناس (۲) حفظ الایمان (۳) پر یقینی اطلاع رکھتے ہوئے ان کو کافر و مرتد اور خارج از اسلام نہیں مانتا بلکہ ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو وہ خود بھی شرعاً کافر و مرتد ہے۔ تفصیل فتاویٰ "حسام الحرمین" میں ہے: اور مرتد کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہوتا ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے:

"لا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذالک لایجوز نکاح المرتدة مع احد" (۴) یعنی: مرتد مرد کا نکاح مرتدہ عورت یا مسلمہ عورت یا کافرہ اصلیہ عورت (کسی سے) جائز

(۱) البراھین القاطعہ، ص: ۵۱

(۲) تحذیر الناس، ص: ۳، ۱۴، ۲۸

(۳) حفظ الایمان، ص: ۸

(۴) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۲۸۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں ہے اور یوں ہی مرتدہ عورت کا نکاح کسی سے جائز نہیں ہے۔ اس لیے کسی سنی صحیح العقیدہ لڑکی کا نکاح خواہ ہندہ ہو، یا کوئی اور، ہرگز ہرگز کسی دیوبندی وہابی سے نہیں ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۲) جب ماسبق جواب میں یہ واضح ہوگیا کہ دیوبندی کا نکاح کسی سے ہو ہی نہیں سکتا تو کسی بھی سنی عالم دین کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ دیوبندی لڑکے کا عقد کسی سنی لڑکی سے کرے۔ لہٰذا کوئی سنی عالم دین ہندہ کا عقد ہرگز ہرگز کسی دیوبندی سے نہیں کرسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۳) اگر نکاح پڑھانے والا دیوبندی کے کفری عقائد پر مطلع تھا اور اسے مسلمان جان کر ہندہ کا نکاح اس سے کیا تو اس پر تجدید ایمان، تجدید نکاح، تجدید بیعت اور توبہ واستغفار لازم وضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس نکاح کے باطل ہونے کا اعلان کرے اور اگر نکاح کرنے کا پیسہ لیا تھا تو اس کو بھی واپس کرے۔ ھکذا فی فتاویٰ الشیخ فقیہ الملۃ المفتی جلال الدین احمد الامجدی قدس سرہ. واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۴) اگر انہوں نے دیوبندی کے کفری عقائد پر مطلع ہونے کے باوجود اس کو مسلمان سمجھ کر اس کے نکاح میں وکیل وگواہ کی حیثیت سے یا سامع اور حاضر مجلس ہوکر ہی شرکت کی تو ان سب پر توبہ واستغفار، تجدید ایمان وتجدید نکاح اور تجدید بیعت لازم ہے اور اگر وہابی ہی سمجھ کر شریک ہوئے تو بھی توبہ واستغفار بہرحال لازم ہے اگر وہ ایسا نہ کریں تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۵/ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الرضاع

رضاعت (دودھ کے رشتہ) کا بیان

دودھ پلانے والی کے اضطرابی بیان کی صورت میں بھی رضاعی بھائی بہن کا نکاح حرام ہے

مسئلہ از: امتیاز احمد، سیتامڑھی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہندہ کی شادی زید سے ہوئی اور اس سے ایک بچی پیدا ہوئی جس کی عمر تقریباً چار ماہ کی تھی پھر ہندہ زید کو چھوڑ کر چلی گئی اور اس بچی کی پھوپھی نے اس بچی کو گود لے لیا۔ پھر زید نے اپنی اس بچی کی شادی اس کے پھوپھی کے لڑکے سے کرنا چاہا تو اس کی پھوپھی نے اپنے لڑکے کی شادی اس لڑکی سے کرنے سے انکار کر دیا، یہ کہتے ہوئے کہ میں نے اس کو دودھ پلایا ہے، پھر کچھ دنوں کے بعد اس بچی کو دودھ پلانے سے انکار کر دیا۔ اور بولی میں اس لیے کہہ رہی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس لڑکی کی شادی میرے لڑکے سے ہو جائے۔ جب کہ مجھے غالب گمان ہے کہ میں دودھ نہیں پلائی ہوں۔ اب زید کی بہن جو اس بچی کی پھوپھی ہے اپنے لڑکے کی شادی اس بچی سے کرنا چاہتی ہے؟ جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

لڑکی کی پھوپھی کا بیان مضطرب ہے۔ اولاً اس نے کہا کہ:

میں نے اس کو دودھ پلا دیا ہے، پھر اس نے کہا کہ میں نے اس لڑکی کو دودھ نہیں پلایا ہے اور پھر کہتی ہے مجھے غالب گمان ہے کہ میں دودھ نہیں پلائی۔ اس لیے ظاہر یہی ہے کہ اس نے دودھ پلایا ہے اور وہ اس لڑکی کی رضاعی ماں ہے۔ لہٰذا اس لڑکی کا نکاح اس کی پھوپھی کے لڑکے سے حرام ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "فی القضاء لا تثبت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الحرمة بالشک وفی الاحتیاط تثبت"(۱) واللّٰہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۸ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

رضاعی بھائی بہن کا آپس میں نکاح سخت حرام

مسئلہ از: عبدالمنان رضوی، موضع پری کولہوی، پوسٹ داری چورہ، بلرامپور، یوپی

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وشرح متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بکر کی شادی ہندہ سے ہوئی اور بکر ہندہ کی ماں سے دودھ پی لیا تھا۔ شادی کیے ہوئے کئی سال گزر گئے جب کہ اس کے بچے ہو گئے تب اس کو معلوم ہوا کہ میں ہندہ کی ماں سے دودھ پیا ہوں تو اب بکر ہندہ کو رکھ سکتا ہے کہ نہیں؟ فقط.

دلائل شرعیہ سے مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں، عین کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں اگر بکر نے ہندہ کی ماں کا دودھ مدت رضاعت متعلق بحرمت یعنی ڈھائی سال کی مدت میں پیا تھا تو ہندہ اس کی رضاعی بہن ہوگئی اور رضاعی بہن سے نکاح حرام اشد حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاَخَوٰتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ﴾(۲)

اور حدیث شریف میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب":(۳)

حضور صدر الشریعہ علامہ "امجد علی" قدس سرہ رقمطراز ہیں: "جو نسب میں حرام ہے۔ وہ رضاع میں بھی حرام ہے۔"(۴)

لہٰذا بکر اور ہندہ دونوں پر فرض ہے کہ فوراً دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور میاں بیوی کے تعلقات منقطع کر دیں اور علانیہ توبہ واستغفار کریں اگر وہ ایسا نہ کریں تو سب مسلمان ان کا بائیکاٹ کریں۔ "ھکذا فی الجزء الاول من فتاویٰ فیض الرسول لفقیہ الملة والدین"(۵) واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۹ رشعبان المعظم ۱۴۲۱ھ

---

(۱) الفتاوی العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۳۴۴

(۲) سورۃ النساء، آیت: ۲۳

(۳) الصحیح المسلم، ج: ۱، ص: ۴۶۷

(۴) بہار شریعت، ج: ۷، ص: ۳۲

(۵) فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۱، ص: ۷۲۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دودھ بینک میں جمع ہونے والے دودھ کو پلانے سے رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ از: محمد حسین جعفرآباد

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ بہت سے شہروں میں اسپتالوں کے اندر دودھ بینک قائم ہے وقت ضرورت پر بچوں کو وہ دودھ پلایا جاتا ہے، دودھ عورتوں کی پستان سے نکال کر ڈبوں میں رکھ دیا جاتا ہے اور ان عورتوں کو اس کا معاوضہ بھی دیا جاتا ہے، اب سوال یہ کہ:

(۱) عورتوں کا معاوضہ لے کر دودھ دینا کیسا ہے؟

(۲) ان دودھوں کے پینے سے رضاعت ثابت ہوگی ہے یا نہیں؟

(۳) اور اگر رضاعت ثابت ہو تو بچہ کس کا رضاعی بیٹا ہوگا؟ اس لیے کہ اسے یہ معلوم ہی نہیں کہ دودھ کس عورت کا تھا؟

امید ہے کہ ان سوالات کے تسلی بخش جوابات عنایت فرمائیں گے۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) آزاد آدمی کے کل یا کسی جزء کو خواہ زندہ ہو یا مردہ، خریدنا بیچنا ناجائز وحرام ہے۔

ہدایہ میں ہے:

"ولا بيع لبن امرأة في قدح (الى ان قال) ولا يجوز بيع شعر الانسان ولا انتفاع به لان الآدمي مكرم"۔ ملخصاً(۱)

درمختار میں ہے:

"وشعر الانسان لكرامة الآدمي ولو كافرا ذكره المصنف وغيره في بحث شعر الخنزير".(۲)

اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے:

"قوله ذكره المصنف حيث قال: والآدمي مكرم شرعا وان كان كافرا فايراد العقد عليه وابتذاله به والحاقة بالجمادات اذلال لهٗ اه اى وهو غير جائز وبعضه في حكمه"۔(۳)

---

(۱) الهدايه، ج:۲، ص:۳۹

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۷، ص:۱۷۹

(۳) رد المحتار، ج:۷، ص:۱۷۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہٰذا عورتوں کا اس طرح دودھ کا معاوضہ لینا اور دودھ بیچنا ناجائز وحرام ہے، عورتوں پر لازم ہے کہ ایسی حرکت سے پرہیز کریں۔ واللہ تعالی اعلم

(۲) عورت کا دودھ پستان سے اتنی مقدار میں پیا جائے کہ جوف تک پہنچ جائے تو تھوڑا ہو یا زیادہ مدت رضاعت کے اندر جو بچہ پیئے گا رضاعت ثابت ہوجائے گی۔ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:

"فی الخانیۃقلیل الارضاع وکثیرہ فی اثبات الحرمۃ سواء عندنا"۔(۱)

اسی میں ہے:

"فی الینابیع القلیل مفسر بما یعلم انہ وصل الی الجوف"۔(۲) فتاوی خانیہ میں ہے:

"وکما یحصل الرضاع بالمص من الثدی یحصل بالصب والسعوط والوجور"۔(۳)

اور اگر دودھ کسی برتن میں نکال کر رکھ دیا جائے تو اس کی متعدد صورتیں ہیں (۱) دودھ میں کوئی رقیق وسیال اور بہنے والی دوا وغیرہ ملا دی جائے تو اگر دودھ غالب اور ملائی ہوئی چیز مغلوب ہے یا دونوں برابر ہیں تو ایسی صورت میں رضاعت ثابت ہوجائے گی۔

فتاوی عالمگیری میں ہے:

"ولو خلط لبن المرأۃ بالماء او بالداء او بلبن البھیمۃ فالعبرۃ للغالب کذا فی الظھیریۃ"۔(۴)

اسی میں ہے:

"ولو استویا وجب ثبوت الحرمۃ لانہ مغلوب کذا فی البحر الرائق"۔(۵)

(۳) دو چند عورتوں کا دودھ ملا دیا جائے تو خواہ کسی کا کم ہو یا زیادہ، جس جس عورت کا دودھ ملا ہوا ہے سب سے رضاعت کا ثبوت ہوجائے گا۔ فتاوی عالمگیری میں ہے:

"اذا اختلط لبن امرأتین تعلق التحریم باغلبھا عندھما وقال محمد تعلق بھا کیفما کان ،وھو روایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی وھو اظھر واحوط. ھکذا فی التبیین قیل: الاصح قول محمد رحمہ اللہ تعالی کذا فی شرح مجمع البحرین لابن الملک"۔(۶)

---

(۱) الفتاوی التاتارخانیہ، ج:۲، ص:۴۲۲

(۲) الفتاوی التاتارخانیہ، ج:۲، ص:۴۲۲

(۳) الفتاوی الخانیہ مع الھندیہ، ج:۱، ص:۴۱۷

(۴) الفتاوی العالمگیریہ، ج:۱، ص:۳۴۴

(۵) الفتاوی العالمگیریہ، ج:۱، ص:۳۴۴

(۶) الفتاوی العالمگیریہ، ج:۱، ص:۳۴۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۴) دودھ کو کسی خشک چیز مثلاً چاول وغیرہ میں ملا کر پکا دیا گیا تو دودھ کم ہو یا زیادہ رضاعت کا ثبوت نہیں ہوگا اور اگر پکایا نہیں گیا، یونہی ملا دیا مثلاً روٹی میں ڈال دیا گیا تو اگر روٹی غالب ہے تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی اور اگر دودھ غالب ہے تو اس میں اختلاف ہے مگر صحیح تر یہ ہے کہ اس صورت میں بھی ثبوت رضاعت نہیں ہوگا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"واذا اختلط اللبن بالطعام فان كانت النار قد مست اللبن وانضجت الطعام حتى تغير فلا يحرم سواء كان اللبن غالبا او مغلوبا وان كانت النار لم تمسه فان كان الطعام غالبا تثبت الحرمة به ايضا وان كان اللبن غالبا فكذلك عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى عليه لانه اذا خلط المائع بالجامد صار المائع تبعا فخرج من ان يكون مشروبا حتى قالوا لو كان الطعام قليلا وبقي اللبن مشروبا تثبت به حرمة الرضاع وقيل هذا اذا كان لا يتقاطر اللبن من الطعام عند حمل القمة واما اذا كان يتقاطر منه اللبن تثبت به الحرمة عنده لان القطرة من اللبن اذا وصلت حلق الصبي تكفي بثبوت الحرمة والاصح انه لا تثبت بكل حال عنده كذا في الكافي وهو الصحيح لان التغذي بالطعام هكذا في الهداية"۔(۱)

اس تفصیل کی روشنی میں واضح ہوا کہ اگر دودھ بینک میں صرف عورتوں کا دودھ جمع ہو اور اس میں کسی اور چیز کی آمیزش نہ ہو تو مدت رضاعت یعنی ڈھائی سال کی عمر کے اندر کا جو بھی بچہ اسے پیئے گا اسی کے حق میں رضاعت ثابت ہو جائے گی اور دوسری صورتیں ہوں تو اوپر مذکور تفصیل کے مطابق حکم ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) اگر کسی بچے نے چند عورتوں کا دودھ پیا اور اسے معلوم نہیں کہ کس کس عورت کا دودھ پیا ہے نہ عورت کو علم ہے کہ اس نے کسے دودھ پلایا ہے نہ اور کسی معتبر طریقہ سے معلوم ہو رہا ہے تو کسی بھی عورت سے حکم رضاعت متعلق نہیں ہوگا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"في ملتقط الملخص ارضعتها بعض اهل القرية لا يدري من ارضعتها منهن فتزوجها رجل من اهل تلك القرية فهو في سعة من المقام معها في الحكم كذا في المضمرات وان تنزهوا عن ذالك فهو افضل كذا في الذخيرة في كتاب الاستحسان"۔(۲)

درمختار میں ہے:

---

(۱) الفتاوى العالمگيريه، ج: ۱، ص: ۳۴۴

(۲) الفتاوى العالمگيريه، ج: ۱، ص: ۳۴۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"لو ارضعها اكثر اهل القرية ثم لم يدر من ارضعها فاراد واحدهم تزوجها ان لم تظهر علامة ولم يشهد بذالك جاز مخالية"۔(۱)

لہٰذا اگر کسی بچے نے دودھ بینک سے دودھ پیا ہے تو اگر معلوم ہے کہ فلاں فلاں عورت کا دودھ تھا تو ان سے رضاعت ثابت ہو جائے گی اور ان عورتوں کے بچے سے اس کا نکاح حرام ہوتا ورنہ نہیں۔

یہ تو سوالات کے جوابات ہوئے مگر اس طرح دودھ بینک قائم کرنے اور اس میں معاوضہ یا بلا معاوضہ دودھ دینے کی شرعاً اجازت نہیں ہے لہٰذا مسلمان اس سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتاء و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی

(۱) الدر المختار، ج:۴، ص:۲۹۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطلاق

قال اللہ تعالیٰ

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾

(البقرہ/۲۲۹)

یعنی

طلاق (جس کے بعد رجعت ہو سکے) دو بار تک ہے
پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔

از ص:۱۳۹ تا ص:۲۱۶

کل فتاویٰ:۶۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الطلاق

طلاق کا بیان

بغیر حلالہ دوبارہ بیوی کو نکاح میں رکھنا کیسا؟

مسئلہ از: مظہر علی، مقام ہری جوت، ضلع سدھارتھ نگر، یوپی

علمائے کرام ومفتیان عظام کا اس مسئلہ میں کیا حکم ہے کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاقیں دیں پھر سال بھر کا عرصہ گزرنے کے بعد زید نے ہندہ کو بلا حلالہ کرائے رکھ لیا، دریافت طلب امر ہے کہ از روئے شرع زید اور ہندہ پر کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں ہندہ زید پر اس طرح حرام ہوگئی ہے کہ اب بغیر حلالہ کسی طرح اس کے لئے جائز وحلال نہیں ہوسکتی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (۱)

یعنی تیسری طلاق کے بعد عورت شوہر پر بغیر حلالہ کسی طرح جائز وحلال نہیں ہوسکتی۔

سال بھر یا چند سال کا عرصہ گزر جانے سے حرام حلال نہیں ہوجائے گا۔ زید وہندہ پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علاحدہ ہوکر علانیہ توبہ واستغفار کریں۔ اگر وہ دونوں ایسا نہیں کرتے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان دونوں کا سخت وشدید مقاطعہ اور بائیکاٹ کریں تاکہ یہ دونوں مجبور ہوکر علاحدگی اختیار کریں اور علانیہ توبہ کرنے پر مجبور ہوجائیں، اگر مسلمان ایسا نہیں کرتے ہیں تو وہ خود گنہ گار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۲ر صفر المظفر ۱۴۲۰ھ

محل شرط کے فوت ہوجانے سے تعلیق باطل ہوجاتی ہے

مسئلہ از: محمد فہیم احمد نوری کانپور، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ہندہ سے شادی کی پھر کچھ مدت

---

(۱) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بعد کچھ تنازع ہوجانے کی وجہ سے زید نے اپنی سسرال میں قسم کھائی کہ اگر میں اس گھر کی دہلیز کو پار کر جاؤں تو ہندہ کو طلاق غور طلب امر یہ ہے کہ قسم کے وقت مکان کچا تھا پھر مکان پکا بن جانے کے بعد زید دہلیز پار کر کے گھر میں داخل ہوگیا تو لوگوں کے پوچھنے پر زید کا کہنا ہے کہ اگر چہ مکان اس طرز پر بنا ہے لیکن دہلیز کے پکی ہونے کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوئی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر طلاق کو کسی شرط پر معلق کیا گیا اور شرط کا محل نہ رہ جائے تو یہ تعلیق باطل ہوجائے گی مثلاً اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر فلاں سے بات کرے تو تجھ پر طلاق اب وہ شخص مرگیا تو تعلیق ختم ہوگئی اور بالفرض وہ شخص کسی ولی کی کرامت سے زندہ ہوجائے اور اب وہ عورت اس سے بات کرے تو طلاق نہیں پڑے گی۔ اسی طرح اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو اس گھر میں گئی تو تجھ پر طلاق اور وہ مکان گر کر ختم ہوگیا پھر دوبارہ اسی جگہ مکان تعمیر کیا گیا اب اگر عورت اس گھر میں جائے گی تو طلاق نہیں پڑے گی چنانچہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"قوله" نقله فی البحر عن الثانی لکن بلفظ ومما یبطله فوت محل الشرط کفوت محل الجزاء کما اذا قال ان کلمت فلانًا الخ" والتمثیل المذکور لفوات محل الشرط فان الشرط هو کلمت ودخلت ای مضمونهما وهو الکلام والدخول ومحلهما هو فلان والدار المشار الیها" (۱)

اسی میں ہے: "ولا یقال یمکن حیاة زید بعد موته واعادة البستان دارًا لا ن یمینه انعقد علی حیلة کانت فیه کما قالوا فی لیقتلن فلا نا وما اعید بعد البناء دار اخری غیر المشار الیها کما صرحوا به ایضا فی لا یدخل هذه الدار تأمّل"(۲)

لہٰذا زید نے جس مکان میں جانے پر طلاق کو معلق کیا تھا جب وہ مکان منہدم ہوگیا اور اس جگہ دوسرا مکان بن گیا تو اب اس مکان میں جانے سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
۶ ردی الحجہ ۱۴۳۶ھ

(۱) ردالمحتار کتاب الطلاق، ج:۴، ص:۶۰۰

(۲) حوالہ سابق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آسیبی خلل کی حالت میں طلاق دی تو

مسئلہ از: حافظ منیر عالم نظامی مقام و پوسٹ صالح پور ضلع کبیر نگر یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید آسیبی خلل کا شکار تھا اس حالت میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اس کا کہنا ہے کہ مجھے کچھ بھی خبر نہیں ہے کہ میں نے کیا کہا ہے؟ تو زید کی بیوی پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر کسی کی عقل اس طرح زائل ہوجائے کہ اسے ہوش وحواس نہ رہ جائے اور یہ تک خبر نہ ہو کہ کیا کہتا ہوں اور زبان سے کیا نکلتا ہے تو ایسی حالت میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوگی حدیث پاک میں ہے: "رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یبلغ وعن المعتوہ حتی یعقل اھ"(۱)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے" لایقع طلاق الصبی والمجنون والمدھوش ھکذا فی فتح القدیر وکذالک المعتوہ لا یقع طلاقه ایضا وھذا اذا کان فی حالة العته "(۲)

اب عقل کا زوال کسی بیماری کی وجہ سے ہو یا شیطانی خلل کی بنا پر ہو دونوں کا حکم یکساں ہے چنانچہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"لا یقع طلاق المجنون قال فی التلویح الجنون اختلال القوة المميزة بين الأمور الحسنة والقبيحة المدركة للعواقب بان لا تظهر آثارها وتتعطل افعالها اما لنقصان جبل عليه دماغه فی اصل الخلقة واما لعروج مزاج الدماغ عن الاعتدال بسبب خلط او آفة واما لا ستيلاء الشيطان عليه والقاء الخيالات الفاسدة اليه بحيث يفرح و يفزع من غير ما يصلح سببا اھ"(۳)

اور ہوش وحواس درست نہ رہنے کی حالت میں طلاق دینے کا ثبوت یا تو دو عادل گواہوں سے ہوگا یا آدمی خود بقسم اقرار کرے کہ مجھے کچھ خبر نہیں اور اس کی اس حالت کا لوگوں کو علم بھی ہو کہ اس پر ایسا حال طاری ہوتا رہتا

---

(۱) مشکوۃ المصابیح، ص: ۲۸۴

(۲) الفتاوی العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۳۵۳

(۳) ردالمحتار، ج: ۴، ص: ۳۳۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے چنانچہ مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''جب کہ گواہان عادل شرعی سے ثابت ہو کہ واقعی وہ اس وقت حالت جنون میں تھا یا یہ معلوم ومشہور ہو کہ اسے جب غصہ آتا ہے عقل سے باہر ہو جاتا ہے اور حرکات مجنونہ اس سے صادر ہوتی ہیں اس حالت میں اگر وہ قسم کھا کر کہہ دے گا کہ اس وقت میرا یہی حال تھا اور میں عقل سے بالکل خالی تھا تو قبول کرلیں گے اور حکم طلاق نہ دیں گے اگر جھوٹا حلف کرے گا وبال اس پر ہے''(۱)

زید نے دارالافتا جمدا شاہی میں آکر بحلف بیان دیا کہ میں چونکہ آسیبی خلل کی وجہ سے بے ہوش وحواس تھا مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں نے اس حالت میں اپنی بیوی کو کیا کہا ہے لہٰذا از روئے شرع زید کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی: واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتا ودرس دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
یکم ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ

نوٹ: زید کا حلفیہ بیان اور موجود حضرات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

میں علی حسین ولد خیر اللہ ساکن بلوہی پوسٹ اڑواڑہ ضلع بستی خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ''میں نے اپنی بیوی بدر النساء بنت..... ساکن کوہڑوہ ضلع بستی کو ہوش وحواس میں ایک بھی طلاق نہیں دی ہے۔ ماہ مئی ۲۰۱۴ء کی کسی تاریخ میں آسیبی خلل کی حالت میں میری زبان سے کیا نکلا مجھے کچھ خبر نہیں ہے۔

وہاں موجود لوگوں میں سے جناب حافظ منیر عالم صاحب، محمد وسیم، محمد عارف بتاتے ہیں کہ اس حالت میں میں نے اپنی بیوی بدر النساء کو طلاق دی ہے مگر واللہ العظیم مجھے اس کا کچھ ہوش وحواس نہیں تھا نہ مجھے کچھ معلوم ہے کہ میں نے کیا کیا ہے''۔ واللہ علی ما اقول وکیل

علی حسین
۲۱/۱/۲۰۱۵

ہماری موجودگی میں علی حسین نے قسم کھائی۔

محمد نصیر عزیزی استاذ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
حافظ منیر عالم نظامی، محمد وسیم سلمانی، محمد عارف

طلاق معلق کا حکم اور تعلیق ختم کرنے کا طریقہ

مسئلہ از: مولانا عبد الحکیم علیمی، صاحب گنج، جھارکھنڈ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۵، ص:۶۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زید نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو اپنی لڑکی کو گھر میں رکھے یا اپنے لڑکے کو پڑھائے تو تجھے سات طلاق، لڑکی شادی شدہ تھی گھر چلی گئی اور لڑکے کو پڑھانے کی ذمہ داری کسی اور نے لے لی، کیا اب زید کی بیوی مطلقہ ہوگی یا نہیں؟ اور کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ لڑکی گھر میں رہے اور لڑکے کو پڑھائے بھی اور مطلقہ نہ ہو؟ جواب مرحمت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

طلاق کو کسی شرط پر معلق کرنے کی صورت میں طلاق اس وقت واقع ہوگی جب شرط پائی جائے، ہدایہ میں ہے:

"واذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط مثل ان يقول لامرأته ان دخلت الدار فانت طالق وهذا بالاتفاق" (۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "واذا اضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً" (۲)

لہٰذا اگر زید کی بیوی نے اپنی لڑکی کو گھر میں نہیں رکھا یا اپنے لڑکے کو نہیں پڑھایا تو اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی، اور اگر تعلیق ختم کرنی ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ زید اپنی بیوی کو ایک طلاق رجعی دیدے اور جب عدت ختم ہو جائے تو بیوی اپنی لڑکی کو اپنے گھر میں رکھ لے اور اپنے لڑکے کو اپنی ذمہ داری پر پڑھائے پھر زید اس سے نکاح کرے اس طرح تعلیق ختم ہو جائے گی اس کے بعد اب اگر اس کی بیوی اپنی لڑکی کو گھر میں رکھے گی یا اپنے لڑکے کو پڑھائے گی تو اس پر طلاق نہیں پڑے گی۔ درمختار میں ہے:

"تنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقا لكن ان وجد فى الملك طلقت والا لا فحيلة من علق الثلاث بدخول الدار ان يطلقها واحدة ثم بعد العدة تدخلها فتنحل اليمين فينكحها اھ (۳)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "لانه لما ابانها وانقضت العدة لم تبق محلا للطلاق فاذا حنث بعده نزل الجزاء المعلق ولم يصادف محلا فمضى هملاً وقد انتهى اليمين اھ" (۴)

بہار شریعت میں ہے: "اگر کسی نے یہ کہا کہ اگر تو فلاں کے گھر جائے تو تجھ پر تین طلاق اور چاہتا ہو کہ اس

---

(۱) الهداية كتاب الطلاق، ج: ۲، ص: ۳۸۵

(۲) الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق، ج: ۱، ص: ۴۲۲

(۳) الدر المختار، ج: ۴، ص: ۶۰۹

(۴) الفتاوى الرضوية، كتاب الطلاق، ج: ۵، ص: ۸۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے گھر آمد ورفت شروع ہوجائے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ عورت کو ایک طلاق دیدے پھر عدت کے بعد عورت اس کے گھر جائے پھر نکاح کرلے اب جایا آیا کرے طلاق واقع نہ ہوگی"(۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
۲۵ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ

فون پر طلاق دینے کا حکم

مسئلہ از: حافظ شفیق اللہ جمداوی علیمی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ

زید ممبئی سے موبائل فون پر بیوی سے تکرار پر تین بار طلاق کہہ دے بعد میں قسم کھاتے ہوئے کہے کہ میں شراب کے نشے میں تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کیا کہا اور کتنی بار کہا تو کیا طلاق واقع ہوجائے گی؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔نوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

فون پر نشہ کی حالت میں طلاق دینے سے بھی طلاق ہوجاتی ہے۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وطلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر والنبیذ و ھو مذھب اصحابنا رحمھم اللہ تعالیٰ کذا فی المحیط۔"(۲)

لہٰذا زید کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ پڑگئی اور وہ زید پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری
کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۲۲/صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

نباہ کی صورت نہ ہوتو طلاق لی جاسکتی ہے

مسئلہ از: مولانا ظفر امام مصباحی ناسک مہاراشٹر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

۳۰/۳۵ رسال قبل زید اور ہندہ کی شادی ہوئی چار بچے اور بچیاں ہیں جن کی شادی ہوچکی ہے اب زید

(۱) بہار شریعت، ج:۸، ص: ۱۵۱

(۲) فتاویٰ عالمگیری ۱/۳۵۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دوسری عورت سے ناجائز تعلقات رکھتا ہے اور اپنی پہلی بیوی ہندہ کو زدوکوب کرتا ہے اور اس کو طلاق بھی نہیں دیتا حالانکہ وہ طلاق لینا چاہتی ہے، طلاق نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ ہندہ نے زید کو ۳۰ ر لاکھ ۲۰ ر ہزار روپیہ اور ۳۰ ر بھر سونا گھر کی تعمیر کے لیے دیا تھا۔

(۱) اس حالت میں زید کا دوسری عورت سے تعلق رکھنا شرعاً کیسا ہے؟

(۲) زید سے ہندہ اگر مذکورہ رقم کی واپسی کا مطالبہ کرے تو کیا صورت ہوگی؟

(۳) اس حالت میں زید سے طلاق لینے کی شرعاً کیا صورت ہوگی؟ بینوا توجروا

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) زید کا کسی بھی حالت میں کسی عورت سے ناجائز تعلقات رکھنا ناجائز وحرام ہے حتی کہ اجنبیہ سے تنہائی اختیار کرنا بھی حرام وگناہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"خلوت اجنبیہ کے ساتھ حرام ہے، تحرم الخلوة بالأجنبية ويكره الكلام معها"(۱)

زید پر واجب ہے کہ فوراً اجنبیہ سے اپنے تعلقات ختم کرے اور علانیہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ ایسی حرکت سے باز رہنے کا وعدہ کرے اگر وہ ایسا کرلے تو ٹھیک ورنہ مسلمان اس کا بائیکاٹ کردیں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾(۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) اگر ہندہ نے وہ رقم بطور قرض دی تھی تو اس کا مطالبہ کرسکتی ہے اور اس سلسلہ میں جو جائز ومناسب صورت ہو اپنا سکتی ہے مثلاً آبادی کے بااثر حضرات سے دباؤ ڈلوائے، قانونی چارہ جوئی کرے یا کسی موثر عالم دین کے ذریعہ سمجھائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۳) اگر نباہ کی کوئی صورت بن جائے تو بہتر ہے ورنہ زید سے طلاق لی جاسکتی ہے اور اگر وہ بآسانی طلاق نہ دے تو بااثر لوگوں یا پولیس وغیرہ کے ذریعہ جبراً بھی طلاق لی جاسکتی ہے کہ احناف کے نزدیک زبردستی میں بھی طلاق ہوجاتی ہے۔ درمختار مع ردالمحتار میں ہے:

"يقع طلاق كل زوج بالغ عاقل ولو مكرها"(۳)

اور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "حنفیہ کے نزدیک حالت اکراہ یعنی زبردستی میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے اھ"(۴) اور اگر اس طور پر بھی طلاق نہ دے تو اب ہندہ قاضی شریعت کی بارگاہ میں استغاثہ دائر کرے

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج: ۹، ص: ۷

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۳) الدر المختار مع ردالمحتار، ج: ۲، ص: ۴۵۲

(۴) فتاوی امجدیہ، ج: ۲، ص: ۱۷۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وہ حالات کی تحقیق کے بعد اگر فسخ نکاح کی صورت پائے گا تو نکاح فسخ کرسکتا ہے کہ بعض حالات میں قاضی کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاودرس دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی بستی
۲ر جمادی الآخرہ ۱۴۳۶ھ

کیا طلاق ایس، ایم ایس کرنے سے واقع ہوجاتی ہے؟

مسئلہ از: محمد شاہد حسین ہرسولیہ، ہمت نگر، گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

میری بیوی کے اپنے میکے جانے کے بعد ہمارے بیچ میں جھگڑا ہوگیا اور اس نے واپس آنے سے انکار کردیا اور کہا کہ اپنے گھر والوں سے الگ ہوجاؤ تب میں آپ کے ساتھ رہوں گی لیکن میں آپ کے والد اور والدہ کے ساتھ نہیں رہوں گی۔ مجھے اس بات پر غصہ آیا اور میں نے اسے ڈرانے کے لئے اپنے موبائل سے طلاق، طلاق، طلاق لکھ کر ایس ایم ایس بھیج دیا تاکہ وہ ڈر سے واپس آجائے۔ میرا اسے طلاق دینے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

مجھے یہ جاننا ہے کہ کیا ایس ایم ایس سے طلاق ہوجاتی ہے؟ اور دوسرے یہ کہ کیا طلاق لکھ دینے سے بھی طلاق ہوجاتی ہے۔ یا پوری طرح سے میں تجھے طلاق دیتا ہوں، یا میں طلاق دے رہا ہوں" لکھنے کے بعد ہی طلاق ہوتی ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

طلاق واقع ہونے کے لئے زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ تحریر سے بھی طلاق ہوجاتی ہے۔ فقہ کی تمام کتب میں مذکور ہے کہ تحریر گفتگو اور خطاب ہی کے حکم میں ہے۔ چنانچہ علامہ مرغینانی قدس سرہٗ نے فرمایا:

"الکتاب کالخطاب"(۱)

اور ایس ایم ایس بھی تحریر ہے لہٰذا اس سے طلاق ہوجائے گی۔ صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "تحریر سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے جبکہ مرسوم یا نیت طلاق ہو۔"(۲)

اور طلاق واقع ہونے کے لئے اپنی بیوی کی طرف نسبت ضروری ہے۔ نسبت خواہ لفظ میں ہو۔ مثلاً تجھ کو یا

---

(۱) الہدایہ، ج:۳، ص:۲

(۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۲، ص:۱۷۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تجھے طلاق ہے یا بیوی کا نام لے کر کہا کہ اسے طلاق ہے یا نسبت لفظوں میں نہ ہو مگر شوہر کی نیت اور مراد میں ہو بغیر اضافت اور نسبت طلاق واقع نہیں ہوگی۔ درمختار میں ہے:

"ولم يقع لتركه الاضافة اليها."(۱)

اور ردالمحتار میں ہے:

"ولايلزم كون الاضافة صريحه في كلامه لما في البحر لو قال طالق فقيل له من عنيت فقال امراتي طلقت امراته"(۲)

لہٰذا اگر کسی نے صرف لفظ طلاق کہا اور اس کہنے سے اس کی مراد اپنی بیوی کو طلاق دینا ہے تو طلاق ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۷/ ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ

بچہ دانی نہ ہونے پر طلاق دینا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد افسر بلوا مصر پوسٹ سانتھا ضلع سنت کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ہندہ سے نکاح کیا ہندہ رخصت ہو کر زید کے گھر آئی۔ زید نے ہندہ کے ناف کے نیچے آپریشن کا نشان دیکھا پھر زید نے پوچھا کہ تیرے پیڑو پر کیسا نشان ہے بار بار دریافت کرنے پر ہندہ نے کوئی جواب نہ دیا تو زید کو فکر ہوئی ہندہ کو ڈاکٹروں کے پاس لے جا کر دکھایا ڈاکٹروں نے الٹراساؤنڈ کرانے کو کہا الٹراساؤنڈ کرانے کے بعد یہ پتہ چلا کہ آپریشن کے ذریعہ ہندہ کی بچہ دانی پہلے ہی نکالی جا چکی ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ہندہ تا زندگی ماں بننے سے قاصر ہے۔

لہٰذا ایسی صورت میں اگر زید ہندہ کو طلاق دے کر دوسری شادی کر لے تو کیا کوئی شرعی گرفت زید پر ہوگی یا نہیں؟ از روئے شرع مدلل جواب تحریر فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

"باسمه تعالىٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

اگر میاں بیوی میں نباہ کی صورت نہ ہو تو شریعت طلاق دینے کی اجازت دیتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج:۴، ص:۳۳۸

(۲) ردالمحتار، ج:۴، ص:۳۳۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا﴾ (۱)

لہٰذا اگر زید اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دینا چاہتا ہے تو شرعاً اجازت ہے البتہ اگر زید صبر کرے اور ہندہ کے ساتھ نباہ کرلے تو مستحق ثواب ہوگا۔ علاوہ ازیں اگر عدل وانصاف کے ساتھ دوسری بیوی رکھنے کی استطاعت ہو تو دوسرا نکاح بھی کرسکتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ (۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۳/صفر المظفر ۱۴۳۵ھ

طلاق میں شک ہو تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: سردار علی، گرام بھپورہ، پوسٹ سکری، سنت کبیر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی اور زید کو دماغی پریشانی بھی تھی بعد میں پتہ چلا کہ چار سال کے بعد اس نے ہندہ کو طلاق دے دیا اور جب اس کے بارے میں غور وخوض ہوا تو اس نے سر پکڑ کر کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ میں نے دو بار طلاق دیا ہے یا تین بار۔ بعدہ ہندہ سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ مجھے دو بار زید نے طلاق دیا ہے اور گواہ دونوں طرف سے نہیں ہیں لہٰذا حضور والا کی بارگاہ میں عرض ہے کہ تسلی بخش جواب دے کر عنداللہ مشکور ہوں عین کرم ہوگا۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

اگر طلاق دینے والے کو شک ہو کہ میں نے دو طلاق دی ہے یا تین دی ہے اور شرعی گواہ بھی نہ ہوں تو دو طلاق مانی جائے گی۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"جب طلاق میں شک ہو کہ دو تھیں یا تین تو دو ہی سمجھی جائیں گی۔ جب تک گواہان شرعی سے زیادہ کا ثبوت نہ ہو۔" **فی الاشباہ والدر المختار والعقود الدریة وغیرها شک طلاق واحدا واکثر مبنی علی**

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۲۹

(۲) سورۃ النساء، آیت: ۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الاقل." (۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد تمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

طلاق دے کر انکار کرے تو؟

مسئلہ از: ریاض احمد مہراج گنج

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان اسلام صورت ذیل کے بارے میں کہ

ہندہ کی شادی زید سے ہوئی اور ہندہ زید کے گھر گئی اور تین چار مہینے تک اس کے گھر بھی رہی پھر ایک دن زید نے فون کیا۔ دوران گفتگو زید نے غصے میں آکر ہندہ کو طلاق دے دی پھر چند دنوں کے بعد زید نے ہندہ کو اپنے گھر آنے کے لئے کہا تو ہندہ نے کہا کہ انہوں نے مجھے طلاق دے دی ہے اور زید انکار کر رہا ہے کہ اس کو طلاق نہیں دی ہے جبکہ زید نے ہندہ کی پھوپھی سے فون پر بتایا تھا کہ میں نے ہندہ کو طلاق دے دی ہے اور اس بات کو ہندہ کی ماں بھی سنی تھی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں برائے کرم اس کا جواب عنایت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر زید طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اور ہندہ کے پاس دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت قابل شہادت بطور گواہ نہیں ہیں تو طلاق ثابت نہیں ہوگی۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب گواہ نہیں مرد کو اقرار نہیں اس کاغذ کو وہ اپنا لکھا مانتا نہیں تو طلاق ہرگز ثابت نہیں ہوگی" (۲)

البتہ اگر ہندہ کو یقین ہو کہ واقعی اس کے شوہر زید نے اسے طلاق دی ہے تو اگر طلاق رجعی تھی تو کوئی حرج نہیں بدستور وہ زید کی بیوی ہے اور اگر طلاق بائن تھی تو ہندہ کو اس سے سمجھا بجھا کر تجدید نکاح کر لینے کا حکم ہے اور اگر ہندہ یہ جانتی ہے کہ زید اسے تین طلاق دے چکا ہے تو جس طرح ممکن ہو زید سے چھٹکارہ لے اور

---

(۱) الفتاوی الرضویة، ج:۵، ص:۶۷۲

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص:۶۶۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اگر چھٹکارہ نہ مل سکے تو برضا و رغبت زید کو اپنے اوپر قابو ہرگز نہ دے سارا عذاب و وبال زید پر ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۲۳/محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

دو طلاق کے بعد بیوی کو لوٹانے کا حکم

مسئلہ از: مختار احمد، دیوریا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی کو دو طلاق دیا اور ساڑھے تین مہینے گزر جانے کے بعد وہ بیوی کو پھر سے اپنانا چاہتا ہے تو شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر زید کی بیوی کی عدت ابھی ختم نہیں ہوئی ہے یعنی تین حیض کامل نہیں آگئے ہیں تو بغیر نکاح واپس لے سکتا ہے اور اگر عدت گزر چکی ہے تو عورت کی مرضی سے جدید مہر کے ساتھ نکاح کر کے رکھ سکتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ﴾ (۱)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "صورت مسئولہ میں دو طلاقیں رجعی واقع ہوئیں حکم ان کا یہ ہے کہ مابین عدت کے رجعت کا اختیار ہے اور بعد انقضائے عدت اگر چاہے اس سے نکاح جدید کر سکتا ہے۔ (۲)

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۲۵/ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ

---

(۱) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۲۹

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص: ۶۲۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا صلح کلی سے اس کی بیوی خلع کر سکتی ہے؟

مسئلہ از: عبداللہ کرناٹک

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ زید ایک آدمی ہے جس کا وہابیوں کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ ہے کہ:

☆ اکثر وہابیوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ لوگ بدعقیدہ ہیں ان کے ساتھ میل ملاپ نہیں رکھنا چاہئے، پھر بھی خوش دلی کے ساتھ ان سے دوستی رکھتا ہے اور خود کو سنی کہتا ہے۔

☆ سنی علمائے کرام اور سنی لوگوں سے دل میں بغض رکھتا ہے اور سنیوں کو پیٹھ پیچھے گالیاں بکتا ہے۔

☆ نماز جمعہ کے بعد بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام پیش کرنے کے لیے کھڑا نہیں ہوتا۔

☆ بدعقیدہ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز سمجھتا ہے۔

☆ نہ کبھی کسی فاتحہ کا خوش دلی سے اہتمام کیا ہے۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت سے اس کا دل خالی ہے۔

ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ اس کی بیوی اس کے نکاح میں ہے یا خارج از نکاح ہے؟ اور اس کی بیوی اس سے خلع لے سکتی ہے یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

وہابی دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر بمطابق فتاوی حسام الحرمین کافر ومرتد ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "وہابیہ نیچریہ وقادیانیہ وغیر مقلدین ودیوبندیہ وچکڑالویہ خذلھم اللہ تعالیٰ اجمعین قطعاً یقیناً کفار ومرتدین ہیں"(۱)

ان سے میل ملاپ رکھنا، سلام وکلام اور نشست وبرخاست کرنا ناجائز وگناہ ہے حضور سرور کائنات علیہ تحیۃ والثناء ارشاد فرماتے ہیں " لا تجالسوھم ولا تشاربوھم ولا تواکلوھم ولا تناکحوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم"(۲)

فتاوی امجدیہ میں ہے:

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۹۰

(۲) المستدرک للحاکم، ج:۳، ص:۶۳۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"ان سے میل ملاپ، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ان کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ ہونا حرام"(۱)

سنی علمائے کرام اور سنیوں سے بغض حرام اور ان کو گالی دینا اشد حرام ہے۔ فتاوی امجدیہ میں ہے: "کسی مسلمان کو بلاوجہ شرعی برا کہنا اس پر طعنہ کرنا حرام ہے"(۲)

اور بعد نماز جمعہ اگر کھڑے ہو کر سلام پڑھنے کو غلط سمجھتا ہے تو یہ علامت وہابیت ہے اور وہابیت کفر ہے، اور وہابیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر ان کے پیچھے نماز جائز کہنے والا کافر ہے فتاوی امجدیہ میں ہے:

"جو شخص ان کے عقائد کفریہ پر مطلع ہے اور باوجود اسکے اس کو مسلمان جانتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز جانتا ہے وہ کافر ہے۔" (۳) کسی ولی کی بارگاہ میں حاضری نہ دینا اور فاتحہ کی مجلس میں شرکت نہ کرنا اگر بربنائے وہابیت ہے۔ تو یہ خود کفر ہے، عظمت نبی سے دل خالی ہونا محرومی و بدقسمتی بلکہ کفر انجام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ (۴)

صورت مذکورہ میں زید اپنی حرکات وسکنات اور افعال واقوال کی بنا پر وہابی معلوم ہوتا ہے اس کے سامنے کبرائے وہابیہ رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی وغیرہ کے متعلق ان کے اقوال پیش کر کے پوچھا جائے اگر زید کو ان قائلین کے کفر میں شک وتردد ہو تو زید بھی قطعاً وہابی اور کافر ہے ایسی صورت میں اس کی بیوی خود بخود نکاح سے باہر ہے کہ کفر وارتداد سے نکاح ختم ہو جاتا ہے فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:

"اذا ارتداحد الزوجين وقعت الفرقة بينهما في الحال" (۵)

درمختار میں ہے: "وارتداد احد الزوجين فسخ عاجل" (۶)

اور اگر وہ اکابرین وہابیہ ودیابنہ کی تکفیر کا قائل ہو مگر سوال میں مذکورہ افعال سے باز نہ آئے تو اسکی بیوی اس سے خلع کر سکتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ﴾ (۷) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاء ودرس دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی
۱۶/ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ

---

(۱) فتاوی امجدیہ، ج:۴، ص:۱۶ (۲) فتاوی امجدیہ، ج:۴، ص:۴

(۳) فتاوی امجدیہ، ج:۴، ص:۵۲۰ (۴) سورۃ الفتح، آیت:۹

(۵) الفتاوی التاتارخانیہ، ج:۲، ص:۳۸۹ (۶) الدر المختار، ج:۴، ص:۲۷۲ (۷) سورۃ البقرہ آیت ۲۲۹/

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مرگی کی حالت میں طلاق دینے سے طلاق ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ از: محمد ارشد برکاتی علیمی امرڈوبھا، سنت کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

ایک شخص نے مرگی کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیا تو طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ڈاکٹر حضرات کی تحقیق اور مشاہدے سے معلوم ہے کہ مرگی آنے کی حالت میں آدمی کی عقل زائل ہوجاتی ہے اور اسے کچھ بولنے کہنے کی بھی طاقت نہیں رہ جاتی ہے، آدمی ایسی حالت میں اگر کچھ بولے اور کوئی بات کہے تو شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "رفع القلم عن ثلثة عن النائم حتی یستیقظ وعن الصبی حتی یبلغ وعن المعتوہ حتی یعقل (۱)

لہٰذا مرگی کی حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی فتاوی عالمگیری میں ہے:

"ولا یقع طلاق الصبی والمجنون والمدھوش ھکذا فی فتح القدیر وکذا لک المعتوہ لا یقع طلاقه ایضا و ھذا اذا کان فی حالة العته اھ"(۲)

اور فتاوی رضویہ میں ہے: "عقل زائل ہوجائے خبر نہ رہے کیا کہتا ہوں کیا زبان سے نکلتا ہے تو بے شک ایسی حالت کی طلاق ہرگز واقع نہ ہوگی" (۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی

۱۸/ذی الحجہ ۱۴۳۵ھ

---

(۱) مشکوۃ المصابیح، ص: ۲۸۴

(۲) الفتاوی العالمگیریة، کتاب الطلاق، ج: ۱، ص: ۳۵۳

(۳) الفتاوی الرضویه، ج: ۵، ص: ۶۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جو بغیر حلالہ عورت کو اپنے پاس رکھے اس سے دینی اور دنیوی تعلقات رکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ : از عبدالکریم بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو تین طلاقیں دی۔ زید کو چاہئے تھا کہ حلالہ کرائے لیکن اس نے بلا حلالہ ہندہ کو رکھ لیا ہے اور اس سے اپنی بیوی جیسا برتاؤ کرتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید اور اس کے گھر والوں کے ساتھ دینی اور دنیوی تعلقات نیز زید کے یہاں کھانا پینا از روئے شرع کیسا ہے اور زید کے گھر میلاد خوانی کے لئے جانا کیسا ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں زید سخت گنہ گار، ظالم، جفا کار اور مستحق عذاب نار ہے اس پر لازم ہے کہ اس عورت سے فوراً جدا ہو جائے اور توبہ واستغفار کرے اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو اس کے یہاں کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا جملہ تعلقات ختم کر دیئے جائیں۔ زید کے گھر والے جو اس کے ساتھ رہتے، سہتے، کھاتے پیتے ہیں ان پر بھی علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے ورنہ ان سے بھی تمام تعلقات ختم کر دیئے جائیں اور ان سب کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔

زید کے گھر میلاد خوانی کے لئے بھی ہرگز نہ جائیں۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ: ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ.﴾(۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۱۴۲۰/۲/۲۹ھ

لفظ 'طلاق' ایک مرتبہ اور 'دیتا ہوں' چھ مرتبہ کہنے سے کون سی طلاق واقع ہوگی

مسئلہ از: منور حسین، مقام بھنگرا ایرانی، پوسٹ لوکی، بڑا دودھارا ضلع سنت کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی کو کہا کہ "جا میں تجھے طلاق دیتا ہوں" لفظ طلاق ایک مرتبہ زبان سے ادا کیا اور دیتا ہوں کا جملہ چھ مرتبہ کہا تو کیا ایسی صورت میں طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی کہ نہیں؟ شریعت مطہرہ کا جو حکم ہو بیان فرمائیں۔

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی وہ عورت اب زید کے لئے بغیر حلالہ حلال نہیں ہوسکتی ہے، ایک مرتبہ لفظ طلاق دیتا ہوں کہہ کر چھ مرتبہ "دیتا ہوں" کا لفظ ادا کرنے سے طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "اگر واقع میں "تین بار دی" کا لفظ کہا تو اس پر فرض ہے کہ اسے چھوڑے اور بے حلالہ ہاتھ نہ لگائے اگر خلاف کرے گا مبتلائے زنا ہوگا اور مستحق عذاب شدید۔"(۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۱ر شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ

دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد بیوی کے ساتھ مثل سابق زندگی گزارنا چاہے تو کیا کرے؟

مسئلہ: از حمید اللہ، مقام انتی، پوسٹ بگھولی، کبیر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اپنی بیوی سے کہا جہان کی بیٹی کو میں نے طلاق دیا، یہ جملہ دو بار کہا۔ اب زید مثل سابق زندگی گزارنا چاہتا ہے وہ کیا کرے؟ واضح ہو کہ زید کے خسر کا نام جہان ہے اور واقعۂ مذکورہ کو ابھی ۲۲ یوم ہوئے ہیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی اگر زید کی مدخولہ ہے تو اس پر دو طلاق رجعی واقع ہوگئی۔ اگر زید چاہے تو عدت کے اندر رجعت کرسکتا ہے۔ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ بھی کرلے۔ اور اگر زید اپنی مطلقہ رجعیہ سے عدت گزرنے سے پہلے ہمبستری کرلے یا شہوت کے ساتھ بوسہ لے لے تو بھی رجعت ثابت ہوجائے گی۔

اور اگر عدت کے اندر رجعت نہ کیا تو بعد عدت عورت کی رضا سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے، حلالہ کی ضرورت

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص: ۶۵۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں۔ھکذا فی فتاوی فیض الرسول. (۱)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۱۱ر شوال المکرم ۱۴۲۱ھ

حالت نشہ میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟

مسئلہ از: محمد شمس الدین قادری چشتی عفی عنہ، محلہ بارہ گدی، قصبہ مہنداول، ضلع سنت کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید نے اتنا کافی شراب پی رکھی تھی کہ شراب کے نشہ میں بدمست تھا اور اسی بدمستی میں اپنی بیوی ہندہ سے سوالیہ جملہ میں کہا "کیا میں تم کو طلاق دے دوں" دو مرتبہ کہا، بیوی خاموش روتی رہی کچھ نہیں بولی، یہ مکان کے اندر کی بات ہے جس کے گواہ گھر کے سبھی افراد ہیں۔ علاوہ ازیں کچھ دیر کے بعد گرتے پڑتے نشہ کی حالت میں باہر اپنے دروازہ پر آیا اور کہا کہ اگر طلاق میں کمی رہ گئی ہو تو طلاق، طلاق، طلاق، طلاق، متعدد بار کہا۔ پڑوس کے لوگوں نے سنا جن کا بیان الگ الگ حسب ذیل ہے۔

(۱) محمد رضا عرف زنگی نے کہا کہ صرف طلاق طلاق چلاتے رہے کئی بار۔

(۲) صغیر النساء زوجہ محمد ایوب نے کہا کہ باہر آنے کے بعد ایک مرتبہ کہا کہ طلاق دے رہا ہوں اور لفظ طلاق کئی بار کہتے رہے، یہ بھی کہا کہ زید بے تحاشہ شراب پئے ہوا تھا اور نشہ کی گہری کیفیت میں طلاق، طلاق کا نام لے رہا تھا۔

زید کا بیان صبح نشہ اترنے کے بعد یہ ہے کہ میں کیوں طلاق دوں گا میری قطعی نیت طلاق کی نہیں ہے، رہا نشہ میں تو مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کیا کہا، مجھے مطلق ہوش وحواس نہیں تھا، جواب طلب امر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اگر واقع ہوئی تو کونسی طلاق، رجعی یا بائن یا مغلظہ، بینوا توجروا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں زید نے نشے کی حالت میں جب گھر سے باہر نکل کر یہ کہا کہ "اگر طلاق میں کمی رہ گئی ہو تو طلاق، طلاق، طلاق، اس جملہ سے اس کی بیوی ہندہ پر تین طلاق پڑ گئیں اور وہ مغلظہ ہو کر زید کے نکاح سے اس طرح نکل گئی کہ اب بغیر حلالہ کسی طرح اس کے لئے جائز وحلال نہیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ

(۱) فتاوی فیض الرسول، ج:۲، ص: ۱۶۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (۱)

رہ گئی یہ بات کہ نشہ کی وجہ سے اس کے ہوش وحواس بجا نہیں تھے تو ایسی حالت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ فقہائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس سلسلے میں تصریح فرمائی ہے کہ خود سے تاڑی یا شراب پینے سے نشہ ہوا تو ایسے شخص کی طلاق واقع ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "حالت نشہ کی طلاق واقع ہے" (۲)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "وطلاق السكران واقع اذا سكر من الخمر والنبيذ و هو مذهب اصحابنا كذا في المحيط" (۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہ

۳ر محرم الحرام ۱۴۲۰ھ

خط کے ذریعہ طلاق دینے سے طلاق ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ از: معین الدین، موضع پرسا بزرگ، پوسٹ پکھر بھنڈا، ضلع مہراج گنج، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں کہ زید نے خط کے ذریعہ اپنی بیوی کو طلاق دیا، اس کا مضمون اس طرح ہے:

خط زید کی طرف سے جارہا ہے پورے گھر والوں کو میرا سلام عرض ہو، آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کے پاس خط بھیجا تھا، آپ اس کا کوئی نتیجہ نکالیں، جو میں چاہتا ہوں آپ کو معلوم ہے۔ میں سوچ سمجھ کر جو کرنا تھا کر دیا، میں یہ آخری خط دے رہا ہوں، آپ نہیں آئیں گے تو میں مجبور ہو کر (خلیقن) کو بائن دے رہا ہوں میں طلاق طلاق طلاق آپ اپنا دیکھیں میں اپنا دیکھ رہا ہوں۔

نوٹ: اس خط میں جو خلیقن لکھا گیا ہے تو زید نے خلیقن اپنی بیوی کا نام سمجھ کر لکھا ہے جب کہ زید کی عورت کا نام سلیقن ہے اور جب یہ خط لکھا گیا تو عورت حمل سے تھی اور یہ بات دو سال پہلے کی ہے تب سے وہ عورت اپنے میکے میں ہے۔

اب زید اپنی بیوی کو لانا چاہتا ہے اور وہ عورت بھی آنا چاہتی ہے، علمائے کرام کیا فرماتے ہیں کہ زید کا طلاق ہوا کہ نہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں آگاہ فرمائیں۔

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۰

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۵۴

(۳) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۲، ص: ۴۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں زید کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ ہوگئی۔ اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہے۔ زید نے اگر چہ نام غلط لکھا مگر مراد اپنی بیوی کو ہی لیا ہے اس لئے حکم طلاق نافذ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "اذا سمی بغیر اسمھا ولا نیۃ لہ فی طلاق امرأتہ فان نوی طلاق امرأتہ فی ھذہ الوجوہ طلقت امرأتہ کذا فی الذخیرۃ" (۱) اسی طرح فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص ۶۰۵ پر امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے اور حالت حمل میں بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔ کما فی عامۃ الکتب الفقھیۃ.

اب اگر زید اسے پھر اپنے نکاح میں لانا چاہتا ہے تو وہ عورت دوسرے سے نکاح کرے اب وہ شوہر بعد وطی طلاق دے پھر عورت عدت کے دن گزارنے کے بعد شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہ: محمد اختر حسین قادری

الجواب حق وصواب: محمد شفیق الرحمٰن عفی عنہ — ۴ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

شادی کے بعد جو بیوی کو نہ لائے اور نہ ہی طلاق دے اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: از عبد الواحد انصاری مقام و پوسٹ رمگڑا ضلع سیتامڑھی بہار

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلۂ ذیل کے بارے میں کہ زید نے شادی کیا اور اس کے چار روز بعد لڑکی اپنے میکے چلی گئی تو زید کے دل میں کچھ فطور پیدا ہوا اور وہ کہنے لگا کہ میں اس لڑکی کو نہ ہی بلا کر اپنے گھر لاؤں گا اور نہ ہی اس کو طلاق دوں گا یوں ہی اس لڑکی کی زندگی گزار دوں گا تا کہ وہ کسی قابل نہ رہے۔ اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید اگر واقعی اس طرح کی حرکت کر رہا ہے تو وہ ظالم وجفا کار اور گناہ گار ہے بیوی کو صحیح ڈھنگ سے نہ رکھنا اور اسے طلاق بھی نہ دینا حرام وگناہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَتَذَرُوْھَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ (۲) زید پر لازم ہے کہ وہ یا تو اس لڑکی کو لے آئے یا طلاق دے دے اور اگر نہ اسے لے آتا ہے نہ طلاق دیتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے طلاق

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۳۵۸

(۲) سورۃ النساء، آیت: ۱۲۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دینے یا لے جانے پر مجبور کریں اگر وہ نہ مانے اور کوئی وجہ معقول بھی نہ بیان کرے تو سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں کہ وہ ظالم وستم گر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱) اور لڑکی تو بہر صورت طلاق حاصل کئے بغیر یا قاضی شریعت کے ذریعہ فسخ نکاح کے بغیر دوسرا نکاح ہرگز ہرگز نہیں کر سکتی ہے۔ هكذا في فتاوى فيض الرسول۔(۲) للفقيه الملة المفتي جلال الدين احمد الامجدي عليه الرحمة. والله تعالىٰ اعلم بالصواب

صح الجواب: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہ — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

صح الجواب: محمد قمر عالم قادری — ۲۶ ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ

جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے سنت کے طریقہ پر تین طلاق پھر پہلے طہر میں رجعت کر لے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد شاہد رضا مقام رام نگر ضلع سیتامڑھی (بہار)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی سے کہا تجھے تین طلاق سنت کے طریقہ پر پھر زید نے پہلے ہی طہر میں رجعت کر لیا تو اب اس کے بعد والے دو طلاق واقع ہوں گے یا نہیں جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں مہربانی ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید کی بیوی پر رجعت کے بعد بھی دونوں طلاق واقع ہو جائیں گی چنانچہ درمختار میں ہے:

"قال لموطوءة وهي حال كونها ممن تحيض انت طالق ثلاثا او اثنتين للسنة وقع عند كل طهر طلقة و تقع اولاها في طهر وطئ فيه(۲) یعنی کسی نے موطوءہ بیوی کو سنت کے مطابق دو یا تین طلاق دیں تو اگر عورت کو حیض آتا ہو تو ہر طہر میں ایک طلاق واقع ہوگی جس میں پہلی طلاق ایسے طہر میں واقع ہوگی جس میں مرد نے بیوی سے وطی نہ کی ہو۔

اور حضرت فقیہ اعظم ہند حضور صدر الشریعہ قدس سرہ رقمطراز ہیں کہ: موطوءہ سے کہا تجھے سنت کے موافق دو یا تین طلاقیں اگر اسے حیض آتا ہے تو ہر طہر میں ایک واقع ہوگی۔"(۳)

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸ (۲) فتاوی فیض الرسول، ج: ۱، ص: ۶۳۴،

(۳) الدر المختار، ج: ۴، ص: ۴۳۷ (۴) بہار شریعت، ج: ۸، ص: ۶،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور حضرت فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ اس طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''اگر بالفرض رجعت بھی ہو جاتی تو وہ تین طلاقیں تین طہر میں بہر حال واقع ہوں گی''(۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۱۴۴۱/۶/۲۸ھ

کیا حالت نشہ میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے؟

مسئلہ از: محمد شمشاد برکاتی جماعت ثانیہ، دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ زید نے جوان پڑھ گنوار ہے۔ شراب پی کر نشے کی حالت میں اپنی بیوی ہندہ کو جو گھر پر موجود نہیں تھی اس کا نام لے کر کئی مرتبہ طلاق کا لفظ دہرایا جب ہندہ کے گھر والوں کو لوگوں کے ذریعہ یہ اطلاع ملی تو ہندہ کے بھائی عمر نے اپنی بہن ہندہ سے جو ابھی زید کے پاس رہ رہی ہے فون کے ذریعہ پوچھا کہ کیا زید نے آپ کو طلاق طلاق کئی مرتبہ کہا ہے؟ تو ہندہ نے جواب میں کہا ہاں انہوں نے مجھے کئی مرتبہ طلاق طلاق کہا ہے اور جب خود زید سے پوچھا گیا تو اس نے کہا مجھے نہیں معلوم میں نے کہا ہے یا نہیں کہا ہے۔ حالاں کہ محلے کی ایک عورت نے کہا کہ خود سنا ہے زید نے ہندہ کا نام لے کر طلاق کا لفظ دہرایا ہے نشے کی حالت میں تو کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی یا نہیں؟ اگر واقع ہوگی تو کون سی طلاق ہوگی۔ تفصیل سے تحریر فرمائیں اور نیز یہ بھی حکم تحریر فرمائیں کہ اب وہ رشتہ قائم رکھنے کے لئے کیا کرے۔

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

نشہ کی حالت میں بھی طلاق ہو جاتی ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ''و طلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر والنبیذ و ھو مذھب اصحابنا رحمھم اللہ تعالی کذا فی المحیط''(۲)

لہٰذا زید نے اگر واقعی تین مرتبہ اپنی بیوی کو طلاق دی ہے تو تین طلاق مغلظہ ہو گئی اور بیوی زید کے لئے حرام ہو گئی۔ اگر اسے رکھنا چاہتا ہے تو حلالہ کے بعد نکاح کر کے رکھ سکتا ہے۔ حلالہ کی صورت یہ ہے کہ ہندہ عدت گزارنے کے بعد کسی مرد سے نکاح صحیح کرے اور یہ دوسرا شوہر اس سے ہمبستری بھی کرے پھر اس شوہر کی موت یا طلاق کے بعد عدت

(۱) فتاوی فیض الرسول، ج: ۲، ص: ۲۳۳

(۲) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۳۵۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گزار کر زید سے نکاح کرے۔ ھکذا فی کتب الفقہ والفتاوی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۱ رذی الحجہ ۱۴۲۵ھ

غصہ میں، حالت حیض میں، ایک مجلس میں یونہی فون پر طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ از: عبدالرشید قادری نوری، بھوپال، ایم، پی

بخدمت شریف السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ دیگر احوال یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات عنایت فرمائیں عین نوازش وکرم ہوگا۔

سوال (۱) مرد نے غصہ کی حالت میں دو گواہوں کے سامنے عورت کو تین طلاق دے دی تو کیا عورت کو طلاق ہوگئی؟

سوال (۲) عورت حاملہ ہے مرد نے طلاق دے دی تو کیا طلاق ہوگئی؟

سوال (۳) عورت حیض ونفاس کی حالت میں ہے مرد نے عورت کو طلاق دے دی تو کیا طلاق ہوگئی؟

سوال (۴) مرد شرابی ہے شراب کے نشے میں مرد نے اپنی عورت سے کہا جا میں نے تجھے طلاق دی طلاق دی طلاق دی تو کیا طلاق ہوگئی؟

سوال (۵) مرد نے ایک ہی نشست میں اپنی عورت کو تین بار طلاق طلاق طلاق کہا تو اس سے ایک طلاق ہوئی یا تین طلاقیں ہوئیں،

سوال (۶) مرد نے اپنی بیوی کو زبان سے تین طلاقیں دیں لیکن خط میں اس کو لکھ کر نہیں دیا تو کیا طلاق ہوگئی؟

سوال (۷) مرد نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق طلاق طلاق کہا لیکن کوئی مرد یا عورت گواہ نہیں ہے تو کیا طلاق ہوگئی؟

سوال (۸) مرد نے اپنی بیوی کو ٹیلی فون پر تین بار کہا کہ جا میں نے تجھے طلاق دی تو کیا طلاق ہوگئی؟

سوال (۹) مرد نے اپنی بیوی کو تین بار طلاق طلاق طلاق کہا لیکن بیوی نے نہیں سنا اور نہ کوئی گواہ ہے تو کیا طلاق ہوگئی؟

سوال (۱۰) طلاق دیتے وقت عورت مرد کے علاوہ کوئی گواہ ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

سوال (۱۱) مرد نے نابالغ بچے کے سامنے عورت کو طلاق دی تو کیا طلاق ہوگئی؟

سوال (۱۲) ایک عورت ۱۵ سال سے اپنے میکے میں بیٹھی ہے مرد نے طلاق نہیں دی ہے نہ اس کا طلاق دینے کا ارادہ ہے ایسی حالت میں عورت کیا دوسرا نکاح کر سکتی ہے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) غصہ کی حالت میں طلاق دینے سے بھی طلاق ہوجاتی ہے اسی طرح کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: "صورت مذکورہ میں تین طلاق واقع ہوگئیں۔ عورت بے حلالہ اس کے نکاح میں نہیں آسکتی"(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حالت حمل میں بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے درمختار میں ہے: "وحل طلاقھن ای الآئسۃ والصغیرۃ والحامل"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے مگر دے گا تو واقع ہوجائے گی یوں ہی نفاس میں بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) حالت نشہ میں طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "طلاق الکسران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ و ھو مذھب اصحابنا رحمھم اللہ تعالیٰ کذا فی المحیط(۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ایک مجلس میں تین طلاق دینا ناجائز ہے لیکن اگر کسی نے دیا تو تینوں واقع ہوجائیں گی۔ کما فی عامۃ الکتب الفقھیہ. واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) لکھنا کوئی ضروری نہیں ہے زبان سے طلاق دی تو ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) وقوع طلاق کے لئے گواہ شرط نہیں لہٰذا بغیر گواہ کے بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۸) بذریعہ ٹیلی فون طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجائے گی جب کہ شوہر اس کا اقرار کرے ورنہ نہیں کہ النغمۃ تشبہ النغمۃ الصوت یشبہ الصوت. واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) بیوی نہ بھی سنے اگر شوہر نے طلاق دی ہے تو واقع ہوجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۰) جواب نمبرے دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۱) واقع ہوگئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۱۲) جب تک شوہر طلاق نہ دے اس وقت اس عورت کا کسی دوسرے سے نکاح کرنا حرام ہے۔ قال اللہ

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج ۵، ص: ۵۲۶

(۲) الدر المختار، ج: ۲، ص: ۲۱۹

(۳) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۳۳۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تعالیٰ ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد تمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۱۱ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ

تین طلاق دینے کے بعد بیوی کو رکھنے کی کیا صورت ہے؟

مسئلہ از: شاہدہ بی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں۔ عرض گزارش یہ ہے کہ میں شاہدہ بی منور خاں آپ حضرات سے درخواست کرتی ہوں کہ گھر میں میرے اور میرے شوہر کے بیچ نااتفاقیاں آتی ہیں وہ ناانصافیاں ایسی ہیں کہ شریعت میرے خیال سے بہت جگہ رکھتی ہے اس لئے مجھ ناچیز کو آپ حضرات عالموں کی رائے لے کر بتائیں کہ ہم کس جگہ (میاں اور بیوی) رہیں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی جو ہمیں اس سوال کا صحیح جواب دے کر ہمیں گمراہ ہونے سے بچائیں۔

بات یہ ہے کہ میرے شوہر نے مجھے اس معنی کو دو سال ہوئے طلاق دیئے ہوئے اب وہ پھر بھی ہمیشہ آکر مجھے تکلیف دیتا ہے بار بار گھر پہ آکر میری کوئی گھریلو چیز توڑ پھوڑ کر جاتا ہے اور کبھی کبھار مجھے مار بھی لیا ہے طلاق دینے کی وجہ سے گھریلو جھگڑے میرے اور میرے دو لڑکے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک جھگڑتے جھگڑتے اپنے جوش میں میرے دونوں لڑکوں کے ایک حافظ بھی میرے گھر میں رہتے تھے ان کے سامنے کئی بار طلاق کی بولی نکالی ہے اس کے باوجود میرے مابین رہا اور ایک ہی گھر میں رہنے بسنے لگے۔ اس کے باوجود پھر بھی ہر روز جھگڑتے رہتا تھا طلاق کی بولی بار بار نکالتا تھا کئی بار میرے بچوں نے بھی سنی اور جو ہمارے گھر پر میرے لڑکوں کے دوست حافظ جی رہتے تھے وہ بھی سنے ہیں اس کے باوجود میری بھاوج بھی اس بات کو آمنے سامنے سنی ہیں۔

آپ حضرات سے گزارش ہے کہ اتنا سب کچھ ہونے کے بعد کیا میں اس کے ساتھ رہ سکتی ہوں خدا کے لئے اس کا جلد سے جلد جواب دیں۔ آپ حضرات کی عین نوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر یہ بیان سچ اور صحیح ہے تو آپ پر طلاق پڑ گئی۔ اب اگر آپ کے شوہر نے دو مرتبہ تک دی تھی اور پھر اپنے قول یا فعل سے رجعت نہیں کی حتیٰ کہ عدت بھی ختم ہوگئی تو آپ اس کے نکاح سے بالکل نکل گئیں اور بغیر نکاح جدید کے اس کے ساتھ رہنا حرام ہے اور اگر اس نے تین طلاق دی تھی تو آپ پر طلاق مغلظہ واقع

(۱) سورۃ النساء، آیت: ۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوگئی اب بغیر حلالہ شوہر اول کے ساتھ آپ کا نکاح ہرگز نہیں ہوسکتا ہے نہ آپ اس کے ساتھ رہ سکتی ہیں جب تک کہ نکاح جدید نہ ہوجائے۔ لقولہ تعالیٰ ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۹ ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

کیا طلاق واقع ہونے کے لیے بیوی کو طلاق کے الفاظ سننا ضروری ہے؟

مسئلہ از: عبید اللہ بن عبد اللہ نقشبندی، موڑالہ ضلع سابر کانٹھا گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ہندہ کو فون پر طلاق دی اور تین مرتبہ لفظ طلاق کہا اور اس کے بعد بھی رشتہ داروں کے سامنے اپنی ماں کے سر پر ہاتھ رکھ کر زید نے کہا میں اسے طلاق دے چکا ہوں اور بازار وچوراہوں پر بھی کئی لوگوں سے زید نے کہا کہ لوگ تین طلاق دیتے ہیں میں نے چھ طلاق دی اور لڑکی یعنی ہندہ یہ کہہ رہی ہے کہ میں نے فون پر نہیں سنا تو اس مسئلہ کے بارے میں حکم شرع کیا ہوگا۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں انتہائی کرم ونوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

طلاق واقع ہونے کے لئے زوجہ یا کسی دوسرے کا سننا ضروری نہیں ہے بس شوہر کا اپنی زبان سے الفاظ طلاق کا اتنی آواز سے کہنا ضروری ہے جو شوہر کے کان تک پہنچنے کے قابل ہو ایسا ہی درمختار کے حوالہ سے فتاویٰ رضویہ، ج:۵، ص:۶۱۹، پر مرقوم ہے۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں ہندہ پر طلاق مغلظہ واقع ہوگئی اور اب وہ زید کے لئے بغیر حلالہ حلال نہیں ہوسکتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ م بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۸ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۰

(۲) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا طلاق واقع ہونے کے لیے تحریر ضروری ہے؟

مسئلہ از: محمد زین العابدین نظامی، مقام بکھریا، ضلع بستی (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اپنی بیوی ہندہ سے دوسال قبل قطع تعلق کرلیا ہندہ جب میکے آئی تو اس کے میکے والے جب زید کے گھر پہنچے اس سے پوچھ تاچھ کی تو زید نے برجستہ کہا کہ میں اس کو طلاق دے چکا ہوں۔ اس کو میں نہیں رکھوں گا لیکن زید نے کوئی تحریر نہیں دی ہے اور زید نے دوسال سے اب تک خیریت حالات نہیں لی اب ہندہ کے میکے والے ہندہ کی شادی دوسری جگہ کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روسے واضح طور پر جواب مرحمت فرمائیں نوازش ہوگی۔ فقط والسلام

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

طلاق واقع ہونے کے لئے تحریر ضروری نہیں ہے لہٰذا اگر واقعی زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دی ہے تو ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی عدت گزر جانے کے بعد کسی بھی سنی صحیح العقیدہ سے نکاح کرسکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۳ رمحرم الحرام ۱۴۲۱ھ

کیا ڈرانے کے لیے طلاق دینے سے طلاق ہوجاتی ہے؟

مسئلہ از: عبید الرحمٰن، بستی، یوپی

زید کی بیوی نے مسلسل تین دن جھگڑا کیا۔ زید کے گھر والوں نے فون کرکے زید سے کہا کہ تمہاری بیوی لڑائی کررہی ہے زید کو غصہ آگیا وہ اپنی بیوی کو ڈرانے کے لئے ہندہ کے گھر والوں سے کہا کہ تمہاری بیٹی ہندہ مسلسل تین دن سے جھگڑا کررہی ہے میں اسے طلاق دیتا ہوں۔ ہندہ کے گھر والے آئے اور ہندہ کو لے کر چلے گئے اور کہہ رہے ہیں کہ ہندہ کو طلاق ہوگئی جبکہ زید نے ایسا کیا تو صرف ڈرانے کے لئے نہ کہ چھوڑنے کے لئے مجھے بتایئے کیا ہندہ کی طلاق ہوگئی۔ شریعت قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید کی بیوی ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی ڈرانے دھمکانے کی نیت سے دیا ہو یا کسی اور نیت سے کہا ہو کیونکہ صریح

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

طلاق کے لئے نیت کی ضرورت نہیں پڑتی۔ درمختار میں ہے: ''صریحة کالت طالق یقع بھا وان نوی خلافھا اولم ینو شیئا''(۱)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ''طلاق جب بھی دی جائے واقع ہو جائے گی خواہ دھمکی مقصود ہو یا کچھ اور صریح لفظ محتاج نیت نہیں ہوتے۔ ان سے نیت کرے یا نہ کرے طلاق ہو جاتی ہے۔(۲)

پھر اگر صرف ایک مرتبہ طلاق دیا ہے جیسا کہ سوال نامہ میں تحریر ہے تو طلاق رجعی ہوگی عدت کے اندر بغیر نکاح اور بعد عدت نکاح جدید کر کے رکھ کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

کیا ڈرا دھمکا کر طلاق لینے سے طلاق ہو جاتی ہے؟

مسئلہ از: شاہ محمد، مقام زہریا، پوسٹ: حسین نگر گھر کور پور، ضلع گونڈا (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ہندہ سے شادی کی تھی اور ہندہ سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے پھر بعد میں زید نے زینب سے نکاح کیا اور اس کے بعد ہندہ اور اس کے بچوں کا خرچ نہیں دیتا اور نہ ہی حق زوجیت ادا کرتا ہے۔ ہندہ کا خرچ اس کا باپ چلاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید نہ ہندہ کو طلاق دے رہا ہے اور نہ ہی اس کو اپنی زوجیت میں رکھ رہا ہے تو کیا کورٹ کے ذریعہ جبراً اس کو کورٹ میں لے جا کر طلاق دلوائی جائے تو کیا یہ طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔ نیز زید نے ہندہ کے نام کئی لاکھ کی زمین بیعنامہ کر دی تھی تو بعد طلاق کیا ہندہ پر زمین کا لوٹانا ہے کہ نہیں۔ اگر نہ لوٹائے تو شرعاً مواخذہ ہوگا یا نہیں۔ نیز عورت کا کہنا ہے کہ زید ایک دن گھر آیا اور اس نے اس وقت دو طلاق دیے جب کہ گھر میں ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا مگر زید انکار کر رہا ہے کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اور عورت قسم کھاتی ہے کہ دو طلاق دیا ہے لیکن اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو کیا شرعاً طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب تحریر فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔ فقط والسلام

---

(۱) الدر المختار، کتاب الطلاق، ج:۴، ص:۳۳۹

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص:۶۳۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید کو کورٹ میں لے جا کر ڈرا دھمکا کر طلاق دلوانے سے بھی طلاق ہو جائے گی۔ ہدایہ میں ہے: "طلاق المکرہ واقع" (۱) درمختار میں ہے: "ویقع طلاق کل زوج ولو مکرھا" (۲)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "طلاق اگر زبان سے دے کیسے ہی جبر و اکراہ سے دی ہو جائے گی" (۳)

اور زید نے جو زمین ہندہ کے نام بیعنامہ کی وہ ہندہ کے لئے ہبہ ہے۔ اگر ہندہ کا اس پر قبضہ حاصل ہو گیا تو وہ زمین ہندہ کی ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں: "بیعنامہ زوجہ کے نام لکھانا زوجہ کے لئے ہبہ ہے کہ بے قبضہ تمام نہیں ہو سکتا" (۴)

اور جب وہ زمین ہندہ کی ہوئی تو طلاق کے بعد زید کو نہ لوٹانے میں شرعاً کوئی مواخذہ نہیں اور اگر زید نے واقعی طلاق دی ہے اور ہندہ کو یقین ہے کہ زید نے اسے طلاق دی ہے مگر گواہ نہیں اور زید انکار کرتا ہے تو عورت کی قسم فضول ہے مگر پھر بھی اس پر لازم ہے کہ جس طرح ممکن ہو زید سے چھٹکارا حاصل کرے۔ واللہ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۴ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

حرام کار عورت کو طلاق دے یا کیا کرے؟

مسئلہ از: محمد اورنگ زیب، سواری ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ اپنے سسرال میں ہے اور اس کا شوہر پردیس میں وہاں سے اس کا شوہر ہندہ سے کہا آپ جو شریعت کے خلاف قدم اٹھا رہی ہیں اور یہ زنا کے قریب ہے۔ لہٰذا آپ غلط حرکت سے باز آجاؤ تو ہندہ نے اس بات سے صاف انکار کر دیا اور کہتی ہے ایسا کچھ بھی نہیں جو آپ سوچ رہے ہیں تو شوہر اتنا سن کر پردیس سے واپس آگیا اور اپنی بیوی سے کہا آپ صحیح بتائیے کہ آپ نے جس سے زنا کیا ہے وہ اس حرکت کو قبول کر لیا ہے اور کہا میں نے ایسا کیا ہے اتنا سن کر ہندہ شرمندہ ہو کر اس نازیبا

(۱) الھدایۃ، ج:۲، ص:۳۵۸

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۲، ص:۴۲۱

(۳) الفتاویٰ الرضویہ: ج:۵، ص:۶۳۲

(۴) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۸، ص:۱۰۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حرکت کو قبول کرلی اور کہا میں نے تمہارے بھائی کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اس صورت میں شوہر کیا کرے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

حرام کار عورت کو طلاق دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ طلاق دینا مستحب ہے۔ درمختار میں ہے: "بل یستحب لو موذیۃ او تارکۃ صلاۃ غایۃ(۱)

ردالمحتار میں ہے: "الظاھر ان ترک الفرائض غیر الصلوۃ کالصلوۃ۔"(۲)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں: "چوں فسق وارتکاب چیزے از محرمات ثابت شود طلاق مستحب کردد"(۳)

البتہ ایسی عورت کو طلاق دینا واجب نہیں ہے تو شوہر کو اختیار ہے وہ رکھے یا طلاق دے دے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: "اما واجب نیست اگر شوئے دادن نخواہد ندہد فی الدرالمختار لایجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ"(۴) لہٰذا بہتر کا شوہر اگر چاہے تو اسے رکھے یا طلاق دے دے دونوں کا اختیار ہے ہاں طلاق دے دینا بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم و احکم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

۱۲ر جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ

طلاق دینے میں شک ہو تو

مسئلہ از: قریش احمد صدیقی۔

حضور کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ پر کہ زید نے اپنی بیوی 'کنیز' کو غصہ میں ایک سادے کاغذ پر طلاق لکھ کر دے دیا اور کہا کہ جاؤ تمہارے گھر والے اچھی جگہ تمہاری شادی کردیں گے۔ کنیز جاہل تھی اس لئے وہ کاغذ لے کر ایک نابالغ بچی کے پاس گئی اور اس سے پڑھوایا کہ دیکھو اس میں کیا لکھا ہے تو اس نے طلاق ہی بتایا۔ تقریباً دس سال کا عرصہ گزر گیا دونوں لوگ شوہر اور بیوی کی طرح رہ رہے ہیں۔ زید پوچھنے پر کہتا ہے مجھ کو یاد نہیں ہے لیکن اس کی بات سے لگتا ہے کہ اس نے طلاق لکھ دیا ہے کنیز نے اسی دن وہ کاغذ کا ٹکڑا پھینک دیا۔ آج اس کو شوہر کے ساتھ رہنے

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج: ۲، ص: ۴۱۶

(۲) حوالہ سابق

(۳) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۵۹۹

(۴) حوالہ سابق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کی غلطی کرنے کا احساس ہو رہا ہے اس کے بعد اگر بچہ پیدا ہوا ہو یا دونوں کا ساتھ میں رہنا کیسا ہے۔ دونوں کو یہ بھی یاد نہیں کہ طلاق کتنی بار لکھا گیا تھا برائے کرم تحریر فرما کر مہربانی کریں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر زید اس طلاق نامہ سے مطلقاً انکار نہیں کرتا ہے اور کنیز کو اعتماد و وثوق ہے کہ زید نے اسے طلاق لکھ کر دیا ہے تو وہ اس تحریر پر عمل کر سکتی ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے "اگر عورت کو وثوق ہے کہ یہ خط اسی کا ہے تو جب تک وہ انکار نہ کرے اس پر کاربندی کر سکتی ہے۔"(۱)

رہی یہ بات کہ کتنی بار طلاق واقع ہوگی اس میں تفصیل ہے اگر اس میں شک ہے کہ ایک دی ہے یا زیادہ تو قضاءً ایک طلاق کا حکم ہوگا اور اگر کسی طرف گمان غالب ہے تو اسی کا اعتبار ہوگا چنانچہ امام اجل علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "ولو شک اطلق واحدۃ او اکثر بنی علی الاقل" (۲) اسی کے تحت ردالمحتار میں ہے: "ای کما ذکرہ الاسبیجابی الا ان یستیقن بالاکثر او یکون اکبر ظنہ."(۳)

اور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں اگر اس میں شک ہے کہ ایک ہے یا زیادہ تو قضاء ایک ہے دیانۃ زیادہ اور اگر کسی طرف غالب گمان ہے تو اس کا اعتبار ہے۔"(۴)

صورت مذکورہ میں اگر کنیز یا زید کو شک ہے کہ ایک مرتبہ طلاق لکھا تھا یا زیادہ تو ایک طلاق مانی جائے گی اور جب عدت کے اندر زید و کنیز میاں بیوی کی طرح رہنے لگے تو رجعت ثابت ہوگئی اور دونوں بدستور میاں بیوی رہیں گے۔

اور اگر ظن غالب یہ ہے کہ ایک طلاق سے زیادہ لکھا تھا تو اگر دو طلاق کا غالب گمان ہے تو دو طلاق ہوگی اور ایسی صورت میں اگر عدت کے اندر دونوں میاں بیوی کی طرح رہنے لگے تو بھی رجعت ہوگئی اور اگر عدت کے اندر پہلی اور دوسری صورت میں رجعت نہیں ہوئی تھی تو کنیز زید کے نکاح سے نکل گئی اور پھر جو کچھ تعلقات زوجیت قائم ہوئے سب ناجائز و حرام ہوئے اگر اولاد ہوئی تو حرام کی ہوئی۔ دونوں پر لازم ہوگا کہ فوراً جدا ہو جائیں اور صدق دل سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں توبہ کریں پھر اگر ساتھ رہنا چاہیں تو جدید مہر پر نکاح کر کے رہ سکتے ہیں اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ تین طلاق لکھا تھا تو اب طلاق مغلظہ ہوگئی اور اس درمیان جو کچھ تعلقات زوجیت قائم ہوئے سب حرام و گناہ ہوئے اگر بچے

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۶۵۱

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار، ج: ۲، ص: ۴۵۴

(۳) ردالمحتار، ج: ۲، ص: ۴۵۴

(۴) بہار شریعت، ج: ۸، ص: ۱۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوئے تو ولد الحرنا ہوئے۔ زید و کثیر پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اور توبہ و استغفار کریں پھر اگر دونوں ساتھ رہنا چاہیں تو حلالہ کرنے کے بعد جدید نکاح کر کے رہ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۸/ جمادی الاخرہ ۱۴۳۱ھ

کیا وکیل کے طلاق لکھ دینے سے طلاق ہو جاتی ہے؟

مسئلہ از: امام سعید تیواری پور، پوسٹ بمیلا ہنڈیا ضلع الہ آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی بیوی ہندہ نے بغیر زید کی اجازت کے زید کے روپئے کو اپنے بھائیوں کو دے دیا اور ہندہ کے بھائیوں نے جو روپیہ اپنی بہن سے لیا ان روپیوں کو واپس نہیں دیا جس کی وجہ سے زید اور ہندہ میں کافی اختلاف پیدا ہو گیا۔ بات اتنی بڑھ گئی کہ بات طلاق تک آ پہنچی لوگ اس معاملہ کو لے کر تحصیل کے ایک وکیل کے پاس گئے اور وکیل نے طلاق نامہ ایک اسٹامپ پیپر پر لکھ دیا لیکن زید نے طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی وکیل کے لکھے ہوئے طلاق نامہ پر دستخط کئے۔

اب لوگوں کا یہ کہنا کہ وکیل نے طلاق نامہ لکھ دیا ہے اس لئے طلاق واقع ہو گئی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ بغیر طلاق کا لفظ زبان سے نکالے ہوئے اور بغیر طلاق نامہ پر دستخط کئے ہوئے کیا طلاق واقع ہو سکتی ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت کریں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر زید نے صراحتاً یا دلالۃً کسی طرح سے بھی طلاق نامہ پر اپنی اجازت ظاہر نہ کی تو محض وکیل کے لکھنے سے زید کی بیوی پر طلاق ہرگز نہیں پڑے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ (۱) یعنی نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے اور فرمان رسول پاک ہے: "الطلاق لمن اخذ بالساق" (۲) طلاق کا حق شوہر کو ہے۔ واللہ اعلم

الجواب حق وصواب: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۹/ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ

---

(۱) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۷

(۲) سنن ابن ماجہ، ص: ۱۵۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بیوی طلاق کا دعوی کرے اور شوہر انکار کرے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: غلام مصطفیٰ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندہ نے پنچایت میں دعویٰ کیا کہ میرے شوہر بکر نے مجھے دوسال قبل طلاق دے دی ہے جب کہ اس کے شوہر سے پوچھا گیا تو وہ جواب دیا ایسی کوئی بات میں نے نہیں کہی میں قسم کھانے کو تیار ہوں اور ہندہ کے پاس کوئی گواہ بھی نہیں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا طلاق واقع ہوئی یا نہیں برائے مہربانی مفصل جواب عطا فرمائیں عین نوازش وکرم ہوگا۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جب تک دوعادل گواہوں کے ذریعہ ہندہ کو اس کے شوہر بکر کا طلاق دینا تحقق اور ثابت نہ ہوجائے صرف ہندہ کے بیان سے عندالشرع طلاق ثابت نہ ہوگی ہاں اگر بکر نے واقع میں طلاق دی ہے اور اب جھوٹ انکار کرتا ہے تو اس کا وبال اور سخت عذاب وگناہ اس پر ہے البتہ اگر ہندہ کو یقین ہو کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دی ہے تو وہ ہر ممکن کوشش سے چھٹکارہ حاصل کرے اور شوہر کو اپنے اوپر قابو نہ دے۔ ایسا ہی سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے فتاوی رضویہ(۱) میں رقم فرمایا ہے۔: واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب.

کتبۂ: محمد اختر حسین قادری

۲۱ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ

شوہر کو اگر مرگی آتی ہو تو اس سے طلاق کا مطالبہ کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: حافظ آس محمد مدرسہ اہل سنت انوار العلوم پوسٹ: کونہرا تیگوڑیا ضلع بستی (یوپی)

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ خالد جس کی شادی تقریبا تین سال پہلے ہوئی جس کو مرگی کی بیماری ہے جو سال میں کبھی کبھار ہوتی ہے۔ اب لڑکی والے خاص کر اس کا بڑا بھائی طلاق لینے پر بڑا زور دے رہا ہے لڑکی بھی آنے کے لئے راضی تھی لیکن ادھر تقریبا تین مہینے سے آنے سے انکار کر رہی ہے اس لئے کہ اس کا بڑا بھائی کہتا ہے کہ اگر کچھ ہوجائے تو ہم لوگ ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ عرض یہ ہے کہ ایسی صورت میں لڑکے پر طلاق دینا ضروری یا لڑکی والوں کا طلاق کا مطالبہ شرعاً درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) الفتاویٰ الرضویۃ، ج: ۵، ص: ۲۶۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر خالد اپنی بیوی سے محبت کرسکتا ہے اور اس کے ادائے حق پر قدرت رکھتا ہے تو اس پر طلاق دینا ضروری نہیں اور عورت اس سے جدائی اختیار نہیں کرسکتی ہے۔ علامہ علاء الدین حصکفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "لایفسخ احدالزوجین بعیب الآخر و لوفا حشا کجنون وجذام و برص اھ"(۱)

یعنی زن وشوہر میں سے کسی کو دوسرے کے عیب کی بنا پر مثلاً کوڑھ برص دیوانگی وغیرہ فسخ کا اختیار نہیں ہے، اور لڑکی کے گھر والوں کا مطالبہ طلاق درست نہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: "لیس منا من خب امراۃ علی زوجھا"(۲) یعنی ہمارے گروہ سے نہیں جو کسی عورت کو اس کے شوہر سے بگاڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب حق وصواب: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۹ رجب المرجب ۱۴۲۹ھ

کیا شوہر جس وقت طلاق کا اقرار کرے اس وقت سے طلاق کا حکم ہوگا؟

مسئلہ از: محمد بشیر گندھریا فیض بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ شاکرہ یوپی کی رہنے والی کی شادی ممبئی مہاراشٹر میں ہوئی۔ شاکرہ اپنی سسرال میں سخت بیمار پڑی اس کے گھر والوں کی توجہ نہ کرنے کی وجہ سے شاکرہ نے اپنے دادا کو بلوایا جنہوں نے ممبئی پہنچ کر حسب استطاعت بھرپور علاج کروایا بعدہ شاکرہ کے گھر والوں اور میکے والوں کے درمیان شاکرہ کے دوا علاج کے سلسلے میں سخت تکرار ہوئی اور شاکرہ اپنے میکے والوں کے ساتھ میکے آگئی۔ بعدہ میکے والوں نے شاکرہ کی سسرال والوں پر خرچ کا دعویٰ کردیا۔ تقریباً تین سال ہوئے اور اب تک مقدمہ چل رہا ہے۔ خرچ دینے سے بچت کے لئے شاکرہ کے مقدمے میں جواب لگایا ہے کہ "مخالف پارٹی" کے ذریعہ فروری ۲۰۰۶ء میں ہی تین طلاق دے دیا ہے اور تب سے وہ طلاق شدہ ہے۔

صورت مذکورہ بالا میں طلاق پڑی کہ نہیں اور اگر طلاق پڑ گئی تو ۲۰۰۶ء سے طلاق پڑی یا جواب لگانے کی تاریخ میں طلاق پڑی، ساتھ میں اس کے جواب کا فوٹو کاپی اور خاص جملوں کی تفصیل بھی حاضر ہے۔

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۲، ص: ۵۹۷

(۲) سنن ابی داؤد، ج: ۱، ص: ۲۹۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

شاکرہ کے شوہر نے جس وقت طلاق کا اقرار کیا اس وقت سے طلاق واقع ہوگی اس کی ذکر کردہ گزشتہ ماہ فروری ۲۰۰۶ء کی مدت کا اعتبار نہیں امام اجل علامہ علاء الدین حصکفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"لو اقر بطلاقها منذ زمان ماض فان الفتوى انها من وقت الاقرار مطلقا نفيا لتهمة المواضعة"(۱) یعنی اگر گزرے زمانہ میں کسی وقت کی طلاق کا اقرار کیا تو وقت اقرار سے طلاق کا فتویٰ ہے تاکہ زوجین کو ناجائز سمجھوتے کی تہمت نہ لگ سکے۔ شاکرہ کو اقرار طلاق کے وقت تک کا نفقہ دلایا جائے گا اور اس وقت اقرار سے مطلقہ مانی جائے گی اور پھر وقوع طلاق کے وقت سے عدت مکمل ہونے تک کا نفقہ پائے گی۔ البتہ اگر شاکرہ یہ تسلیم کرلے کہ اتنے پہلے طلاق واقع ہوگئی اور عدت گزر چکی ہے تو اب نفقہ واجب نہ ہوگا۔ مگر طلاق بہرحال اقرار طلاق کے وقت سے واقع ہوگی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "لو ان رجلا قدمته امرأته الى القاضي فطالبته بالنفقة وقال الرجل للقاضي كنت طلقتها منذ سنة وانقضت عدتها وحجدت الطلاق لايقبل قوله فان شهدشاهدان بذالک والقاضي لايعرفهما فانه يامره بالنفقة عليها فان عدلت الشهود واقرت انها حاضت ثلث حيض في هذه السنة فلانفقة لها عليها."(۲)

درمختار میں ہے: "لكن ان كذبته في الاسناد اوقالت لا ادري وجبت العدة من وقت الاقرار ولها النفقة والسكنى وان صدقت فكذالک غيرانه لانفقة ولاسكنى لقبول قولها على نفسها" (۳) اور ایسا ہی سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے بھی تحریر فرمایا ہے۔(۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۲۲ رشوال المکرم ۱۴۲۹ھ

---

(۱) الدر المختار مع الشامی، ج:۲، ص:۶۱۰

(۲) الفتاوی العالمگیریة، ج:۱، ص:۵۵۹

(۳) الدر المختار مع الشامی، ج:۲، ص:۶۱۰

(۴) الفتاوی الرضویه، ج:۵، ص:۶۰۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی شرط پر طلاق معلق کرنے کا حکم

مسئلہ از: محمد عبداللہ محمد ابوالکلام، اگر پور، سیور بھاگلپور، بہار

اللہ اور اس کے رسول کو حاضر و ناظر جان کر میں محمد حبیب اللہ عرف راجو، محمد احمد اللہ عرف راجا، محمد حمد اللہ عرف جونی، محمد رحمت اللہ عرف جواہر، محمد نعمت اللہ عرف ہیرا یہ قسم کھاتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے والدین کی مرضی کے خلاف جب جب اور جہاں کہیں بھی نکاح کریں تو فوراً تین طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی اور آج مورخہ ۱۰/۱۰/۲۵ کے بعد اگر کسی نے ہم لوگوں میں سے کسی سے بھی نکاح کے متعلق دوسرے کسی بھی مضمون پر اگر دستخط کرائے تو وہ بھی والدین کی مرضی و رضامندی کے بغیر غیر معتبر ہوگا۔ ہم لوگ اس پورے مضمون کو خوب اچھی طرح پڑھ اور سمجھ کر اپنی رضامندی کے ثبوت کے لئے دستخط کرتے ہیں۔

(۱) محمد حبیب اللہ (۲) محمد احمد اللہ (۳) محمد حمد اللہ (۴) محمد رحمت اللہ (۵) محمد نعمت اللہ

گواہ: (۱) محمد شاہجہاں اشرفی (۲) محمد عبداللہ (۳) انتخاب عالم (۴) محمد سیف اللہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان شرع متین کہ پشت پر تحریر کردہ مضمون کو پڑھ سمجھ کر ثبوت کے لئے دستخط کرنے والے لڑکوں میں سے کسی نے اگر اپنی مرضی سے خفیہ شادی کر لی تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں ان لڑکوں میں سے جو بھی والدین کی مرضی کے خلاف جب بھی نکاح کرے گا یا نکاح کے لئے اپنا وکیل بنائے گا فوراً طلاق مغلظہ واقع ہو جائے گی۔ ہدایہ میں ہے "واذا اضافه الی شرط وقع عقیب الشرط"(۱)

یعنی اگر طلاق کو کسی شرط پر معلق کیا تو شرط کے تحقق کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۴ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

---

(۱) الہدایۃ، ج: ۲، ص: ۳۸۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا بغیر اضافت طلاق ہو جاتی ہے؟

مسئلہ ۱۱: چاند خاں ماسٹی وارڈ نمبر ۷ تحصیل و ضلع کوردھا چھتیس گڑھ

بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم!

بعد سلام عرض ہے کہ میں چاند خاں ولد شیر خان ساکن کوردھا عمر ۳۲ سال کچھ ماہ قبل ایک ہندو لڑکی درشا بخشی کے ساتھ اسے مذہب اسلام قبول کرا کر مسلم جماعت کوردھا کے سامنے نکاح کیا۔ اس وقت وہ حمل سے تھی بعد میں لڑکا ہوا ہے، نکاح کے کچھ دنوں بعد اس خاتون کے والد کے ذریعے مسلم پنچایت کے دس پندرہ لوگوں کو لے کر میرے گھر آ کر مجھ سے بحث و مباحثہ کیا جانے لگا، اسی بیچ لڑکی کے والد کے درمیان تکرار اتنی بڑھ گئی کہ غصہ سے میز کو ٹھوکتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے خاتون کے والد کو ڈرانے کے لئے بولا کہ خدا کو حاضر و ناظر جان کر طلاق، طلاق، طلاق ایک سانس میں۔ جس وقت میں یہ لفظ کہا تو اس وقت وہ خاتون اس کمرے کے باہر دروازہ کے پاس کھڑی تھی، میرے ذریعے اس خاتون کی جانب نہ کوئی اشارہ کیا گیا اور نہ ہی میری نیت اس خاتون کو طلاق دینے کی تھی، میں تو صرف اس خاتون کے والد کو جو غیر قوم کا ہے اس کو ڈرا کر تکرار روکنا چاہتا تھا۔

(۱) کیا ایسی حالت میں طلاق مانی جائے گی؟

(۲) اس خاتون اور بچے کو میں اپنے ساتھ رکھ کر باقی زندگی خدائے تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستہ پر گزارنا چاہتا ہوں۔ کیا یہ صحیح و مناسب ہوگا یا نہیں؟

برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب جلد از جلد مرحمت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ و تقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) طلاق واقع ہونے کے لئے اضافت و نسبت ضروری ہے اگر طلاق میں اضافت بالکل نہ ہو نہ لفظ میں نہ نیت میں تو طلاق نہیں ہوگی۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "سکران ھربت منه امراۃ فتبعھا ولم یظفر بھا فقال بالفارسیۃ بسه طلاق ان قال عنیت امراتی یقع و ان لم ینو شیئا لایقع"(۱)

اور درمختار میں ہے: "لم یقع بترکه الاضافة الیھا"(۲)

اور امام احمد رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "دریں سخن اضافت بسوئے زن نیست اگر در دل ہم قصد

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ، ج۱، ص: ۳۸۲

(۲) الدر المختار، ج: ۱، ص: ۲۲۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اضافت نہ کردہ باشد قطعا طلاق نیست" (۱) اور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی صاحب قدس سرہ رقم فرماتے ہیں: "عورت کا نہ نام لیا نہ اس کی طرف اشارہ کیا کہ اسے طلاق یا تجھ کو طلاق دی تو یہ اضافت سے خالی ہے اور حکم وقوع طلاق کے لئے اضافت ضروری ہے، "کما فی الخانیۃ وغیرہ" (۲) اگر آپ کا مذکورہ بیان صحیح ہے کہ نہ عورت کا نام لیا نہ اس کی طرف اشارہ کیا اور نہ نیت طلاق کی تھی تو ایسی صورت میں طلاق نہیں ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) مناسب و بہتر ہوگا قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (۳) لیکن اگر قبل نکاح آپ نے اس کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھا تھا تو صدق دل سے توبہ واستغفار لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۸ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

کیا حلالہ میں وطی کرنا ضروری ہے؟

مسئلہ از: سید ریاض حسین، شاہ بخاری، ساکن سوکڑ در ہال، ملکاں، ضلع راجوری، جموں وکشمیر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص نے عورت کو طلاق دیا، معززین محلہ نے بچوں کا کھانا وغیرہ پکانے کے لئے عورت کو اسی آدمی کے گھر الگ کمرہ دلوایا جس میں وہ رہائش پذیر ہوئی، تقریباً دو سال اسی کمرے میں رہن سہن کرتی رہی۔ اس کے بعد وہ دوبارہ نکاح کرنا چاہتا تھا۔ معززین محلہ نے فیصلہ کیا کہ شریعت مطہرہ کی جانب سے یہ حکم صادر ہوتا ہے کہ دوبارہ نکاح کے لئے ضروری ہے کہ اس عورت کا کسی دوسرے شخص سے نکاح کروایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس عورت کا نکاح ایک دوسرے شخص کے ساتھ کروادیا گیا، جس شخص کے ساتھ نکاح کروایا اس نے عورت کی جانب بیوی کی حیثیت سے توجہ نہیں دی، ایسے ہی طلاق دے دی، اس کا پہلا شوہر معلوم ہونے کے باوجود کہ دوسرا شخص جس کے ساتھ نکاح کروایا تھا اس نے عورت کو بیوی کی حیثیت سے نہیں رکھا، تین سال سے نکاح کر کے بسا رہا ہے۔

(۱) حضور والا سے یہ دریافت کرنا ہے کہ شریعت مطہرہ اس شخص کے لئے کیا حکم صادر و نافذ کرتی ہے جو بغیر حلالہ کے عورت کو گھر بسائے (۲) یہ کہ اس شخص کے لئے شریعت مطہرہ کی طرف سے کیا حکم ہے جس کے ساتھ حلالہ

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص: ۶۵، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

(۲) فتاویٰ امجدیہ، ج:۲، ص: ۲۳۲

(۳) سورۃ النساء، آیت: ۱۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے لئے نکاح کروایا گیا تھا، اس عورت کو بیوی کی حیثیت سے نہیں دیکھا ایسے ہی طلاق دے دی (۳) وہ لوگ جنہوں نے یہ معاملہ معلوم ہونے کے باوجود نکاح کروایا ہے ان کے لئے شریعت مطہرہ کیا حکم فرماتی ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق مغلظہ دے دی تو وہ عورت اس مرد کے لئے حرام ہوگئی اور اب بغیر حلالہ اس کے لئے حلال نہیں ہوسکتی ہے۔ حلالہ میں شوہر ثانی کا وطی کرنا بھی ضروری ہے بغیر وطی ہرگز ہرگز حلالہ صحیح نہیں ہوگا۔ اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (۱) اس آیت کریمہ کے تحت جلالین شریف میں ہے: فلاتحل له من بعد الطلقة الثلاثة حتى تنكح تتزوج زوجا غيره ويطأها كما في الحديث رواه الشيخان" (۲) اور علامہ قاضی بیضاوی رقمطراز ہیں: " اتفق الجمهور على انه لابد من الاصابة (اى الوطى) لما روى ان امراة رفاعة قالت (الى قوله) قال عليه السلام لاحتى تذوقى عسيلته ويذوق عسليتک (۳)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "ان كان الطلاق ثلاثالم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا يدخل بهاثم يطلقها او يموت عنها كذا فى الهدية" (۴)

ان تمام تفصیلات سے واضح ہے کہ حلالہ میں شوہر ثانی کا وطی کرنا لازم ہے۔ اگر بغیر وطی طلاق دے دیا تو حلالہ درست نہیں ہوا۔ اور وہ عورت شوہر اول کے لئے ہرگز حلال نہ ہوئی، لہٰذا شخص مذکور کا بغیر حلالہ اس عورت کو اپنے نکاح میں لانا ناجائز وحرام ہے، اس پر لازم ہے کہ فوراً اس عورت کو جدا کردے اور اپنی حرام کاری سے باز آکر علانیہ توبہ واستغفار کرے، اگر وہ ایسا نہ کرلے تو ٹھیک ورنہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں اور اس کے ساتھ نشست وبرخاست، سلام وکلام سب بند کردیں۔ اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۵) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) شوہر اپنی بیوی کو بے وطی کئے بھی طلاق دے سکتا ہے لہٰذا شخص مذکور پر شرعاً کوئی الزام نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۰

(۲) تفسیر الجلالین، ص: ۳۵

(۳) التفسیر للبیضاوی، ص: ۱۵۱

(۴) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۴۳۱

(۵) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۳) وہ سب کے سب زنا کے دلال سخت فاسق وفاجر حرام کار مستحق نار ولائق غضب جبار ہیں۔ ان پر علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے۔ اگر وہ توبہ نہ کریں تو مسلمان ان کا بھی سماجی بائیکاٹ کردیں۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۲ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ

طلاق دینے کا اختیار شوہر کو ہے

مسئلہ از: شیر محمد موضع تنیواں پوسٹ گور ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ ہندہ کا عقد زید سے ہوا اور ہندہ کچھ عرصہ اپنے سسرال میں تھی۔ زید وہندہ کے درمیان نااتفاقی ہوئی جس سے ہندہ اپنے میکے چلی آئی۔ چند دن بعد زید اپنے والد کے ساتھ ہندہ کے گھر آیا اور زید نے ایک پرچہ ہندہ کے والد کو دیا۔ ہندہ کے والد دوسرے آدمی سے پڑھوائے تو اس نے کہا کہ ہندہ کی طلاق لکھی ہوئی ہے تو زید اس وقت چپ تھا۔ اس طرح پانچ سال گزر گئے اب زید کا کہنا ہے کہ میں نے ہندہ کو طلاق نہیں دیا ہے اور مجھے معلوم بھی نہیں کہ اس پرچہ میں کیا لکھا گیا تھا اور زید کا باپ بھی کہہ رہا ہے کہ میں اپنی مرضی سے طلاق نامہ دوسرے آدمی سے لکھوایا ہوں جب کہ اس پرچہ میں تین بار طلاق لکھا ہوا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور اگر طلاق ہوئی تو ہندہ ایام عدت پوری کرے گی یا نہیں اور زید کے لئے کس طرح جائز ہوگی۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر زید نے واقعی اپنی بیوی کو طلاق نہیں دی تھی اور نہ ہی اس کے کہنے سے اس کے والد نے طلاق نامہ تیار کیا تھا تو محض اس کے والد کے لکھ دینے سے طلاق واقع نہ ہوئی کہ طلاق دینے کا حق اور اختیار صرف شوہر کو ہے قال اللہ تعالیٰ ﴿بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ (۱) اس لئے زید کو دوبارہ نکاح کی بھی ضرورت نہیں ہے ہندہ بدستور زید کی بیوی ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

---

(۱) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا اقرار طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے؟

مسئلہ از: محمد رفیق باندہ

کیا فرماتے ہیں علماے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے اپنی مدخولہ بیوی کو طلاق دیا اس وقت اس کا لڑکا، بیوی، بہو موجود تھے زید سے علماء نے پوچھا تو بیان دیا کہ مجھے یاد نہیں کہ کتنی بار دیا دو بار یا تین بار لڑکا دو طلاق کا بیان دے رہا ہے۔ عورت اور بہو تین طلاق کے بارے میں کہہ رہی ہیں۔ زید سے پوچھا گیا کس کا قول درست ہے تو کہا کہ میری بہو جھوٹ نہیں بول سکتی وہ جو کہہ رہی ہے صحیح ہے میں اس کو درست مانتا ہوں۔ (ہو سکتا ہے دیا ہو) کچھ عرصہ کے بعد بہو نے قرآن مقدس لے کر بیان دیا کہ میں نے ساس کے کہنے سے تین طلاق کہہ دیا تھا میرے خسر نے دو طلاق دی تھی اور لڑکے نے بھی دو طلاق کے بارے میں قرآن مقدس کی قسم کھا کر کہا ایسی صورت میں اب دریافت طلب امر اینکہ:

(۱) زید نے علماء سے جو بہو کی بات کو درست اور صحیح مانا ہے ایسی صورت میں زید کی مدخولہ بیوی پر کونسی طلاق واقع ہوگی؟

(۲) بہو کا پہلے تین طلاق کے بارے میں کہنا کچھ مہینے بعد قرآن مقدس ہاتھ میں لے کر دو طلاق کے بارے میں کہنے سے از روئے شرع بات مانی جائے گی یا نہیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) صورت مذکورہ میں زید نے چوں کہ بہو کی بات کو صحیح تسلیم کر لیا تو یہ اقرار طلاق ہے لہٰذا اب زید کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ پڑ گئی۔ لان اقرار الطلاق طلاق کما فی الفقہ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

"اقرار سے طلاق ہو جانے کا حکم دیا جائے گا اگر چہ عند اللہ طلاق نہ ہو جب کہ جھوٹ کہا ہو کما فی الفتاوی الخیریۃ فیمن اقر بالطلاق کاذبا: (۱)

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ فرماتے ہیں "اگر واقعی اس نے پہلے طلاق دی تھی تو واقع ہو گئی اور اگر پہلے نہ دی تھی اس اقرار سے اس کی بیوی پر طلاق ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر چہ اس نے جھوٹ بیان دیا ہو۔ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۵، ص: ۲۳۰

(۲) فتاوی فیض الرسول، ج:۲، ص: ۱۸۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) مذکورہ بالا جواب سے واضح ہوگیا کہ جب زید نے بہو کے کہنے پر تین طلاق کا اقرار کرلیا تو اب زید کی بیوی پر تین طلاق پڑ جانے کا ہی حکم ہوگا اس لئے اب بہو کے دو طلاق کہنے سے دو نہیں مانی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۸/ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ

جو دوستوں سے کہتا پھرے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دیا تو کیا طلاق ہوگئی؟

مسئلہ از: شاہ عالم عطاری غوثیہ مسجد، فتح نگر راؤ پور ضلع جلگاؤں ایم ایس

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ زید اور ہندہ رشتۂ زوجیت میں ہیں مگر زید نے آپسی رنجش وتکرار کی بنیاد پر زبان سے کہہ دیا کہ میں ابھی تم کو طلاق دیتا، طلاق طلاق اور دوستوں سے کہتا ہے کہ میں نے طلاق دے دیا اور پھر کچھ دنوں کے بعد کہتا ہے کہ حضرت میں نے غصہ میں دیا تھا تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔ تفصیل مطلوب ہے۔ غصہ کی وضاحت چاہئے اور صلح کا طریقہ بھی بتائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید اگر صرف اتنا کہتا کہ ابھی تم کو طلاق دیتا، طلاق طلاق تو طلاق واقع نہ ہوئی جیسا کہ حضور صدر الشریعہ قدس سرہ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں "اور اگر وہ (بولا گیا جملہ) دیتے یا دے دیتے ہیں اگرچہ اردو محاورہ کے بالکل خلاف ہے کہ ایسی جگہ یہ لفظ بولا جائے جب بھی طلاق نہ ہوگی۔"(۱)

مگر اس نے بعد میں دوستوں سے طلاق دینے کی بات کی جس سے اقرار طلاق ثابت ہوگیا تو زید کی بیوی ہندہ پر تین طلاق واقع ہوگئی۔ لان اقرار الطلاق طلاق کما فی الکتب الفقھیۃ اور زید کا یہ کہنا کہ میں نے غصہ میں دی تھی عذر نہیں ہے کہ طلاق عموماً غصہ ہی میں دی جاتی ہے۔ سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ رقم فرماتے ہیں "غصہ مانع وقوع طلاق نہیں بلکہ اکثر وہی طلاق پر حامل ہوتی ہے"(۲)

---

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج: ۲، ص: ۱۸۷

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۶۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ایسا غصہ کہ جس میں غیظ وغضب اس حد کو پہنچ جائے کہ عقل کا زوال ہوجائے اور یہ خبر نہ ہو کہ کیا کہتا ہوں اور کیا زبان سے نکلتا ہے تو بلاشبہ غصہ کی ایسی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے کما ھو المذکور فی الفتاوی الرضویہ.(۱) فقہانے غصہ کی ایسی کیفیت کے متعلق عدم وقوع طلاق کا حکم دیا ہے۔صورت مذکورہ میں اگر زید ہندہ کو رکھنا چاہتا ہے تو اب حلالہ کر کے رکھ سکتا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب.

الجواب الصحیح: محمد تمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۹/ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ

کیا حاملہ عورت پر طلاق ہوجاتی ہے

مسئلہ از: عبدالرشید قادری نوری بھوپال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حاملہ عورت کو طلاق دینے سے کیا طلاق ہوجائے گی؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں طلاق واقع ہوجائے گی چنانچہ علامہ حصکفی قدس سرہ فرماتے ہیں:"حل طلاقھن ای الایسۃ والصغیرۃ والحامل"(۲)

امام اہلسنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:"حمل میں طلاق نہ دی جائے اگر دے گا ہوجائے گی۔"(۳)

اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی دامت برکاتہم القدسیہ لکھتے ہیں:"کہ حالت حمل میں طلاق واقع ہوگئی۔(۴)

ان تمام اقوال وارشادات سے واضح ہوا کہ حالت حمل میں طلاق واقع ہوجائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

صح الجواب: محمد قدرت اللہ الرضوی — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ھ

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص: ۶۳۰، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۴، ص: ۴۳۴

(۳) احکام شریعت، ج:۲، ص: ۱۶۷

(۴) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲، ص: ۱۷۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا بذریعہ خط طلاق ہو جاتی ہے؟

مسئلہ از: محمد خلیل احمد، جعفر آباد، پوسٹ بڑھا بھٹورہ، بلرام پور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اپنی بیوی ہندہ کو بذریعہ خط تین طلاق دے دیا اور مزید اس میں لکھا کہ تین مرتبہ تمہیں طلاق قبول ہو اور تین جگہ اپنا دستخط کیا اور تین گواہوں سے دستخط کروایا جن گواہوں میں دو مسلمان اور ایک ہندو بھی تھے، چنانچہ ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔ مدلل ومفصل قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید نے اگر واقعی اپنی بیوی ہندہ کو اس طرح کا خط دیا ہے تو ہندہ پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوگئی "لان القلم احدی اللسانین" اور اب وہ بغیر حلالہ زید کے لئے ہرگز ہرگز حلال نہیں ہے، البتہ زید نے ایک کافر کو بھی گواہ بنا کر ناجائز وحرام کام کیا، اس پر توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۵/ جمادی الآخرہ ۱۴۲۳ھ

ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے کتنی طلاق ہوتی ہے؟

مسئلہ از: حافظ الحسن قادری خلیل آبادی، سنی جامع مسجد، کھیرواڑ، تعلقہ راوری، ضلع جلگاؤں

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان اسلام مسئلہ ذیل میں کہ زید نے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور زید نے بکر سے اس طلاق کے متعلق مسئلہ پوچھا تو بکر نے ایک طلاق ہونے کا حکم جاری کیا، کیا یہ بکر کا قول درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ایک مجلس میں تین طلاق ہو جانے پر جمہور صحابہ کرام وتابعین عظام اور ائمہ اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا اجماع ہے۔ صحاح ستہ کی مشہور کتاب ابن ماجہ میں "باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد" میں ہے کہ فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ مجھے میرے شوہر نے تین طلاق ایک دم دے دی تو حضور نے ان تینوں کو نافذ کر دیا کلمات یہ ہیں "قالت تکلفنی زوجی ثلثا وھو خارج الی الیمن فاجاز ذلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وسلم" (۱) امام اجل محقق بے بدل ابوزکریا نووی شافعی قدس سرہ شرح مسلم شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

"قال الشافعي ومالک وابوحنيفة واحمد و جماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث" (۲)

اور محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام قدس سرہ رقمطراز ہیں: "ذهب جمهور الصحابة والتابعين و من بعدهم من ائمة المسلمين الى انه يقع الثلث (۳)

ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ جمہور صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ اسلام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مجلس واحد میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی۔ بکر کا قول سراسر غلط اور باطل ہے، اس پر عمل کرنا ناجائز وحرام ہے، اس کا قول گمراہی وگمراہ گری ہے، ایسے لوگوں سے مسئلہ معلوم کرنا بھی ناجائز وگناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم اس مسئلہ کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب 'ازالۂ فریب' میں دیکھیں۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۶/ جمادی الآخرۃ ۱۴۲۳ھ

کیا شوہر کے علاوہ کسی اور کے طلاق دینے سے طلاق ہو جاتی ہے؟

مسئلہ از: فاروق حسین ولد خواجہ ولی محمد وانی ساکنہ اسٹیڈیم کالونی بارہ مولہ، کشمیر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مندرج ۶ ستمبر ۲۰۰۱ء کو میری شادی زبیدہ بنت عبدالعزیز ہٹ ساکنہ لنگمیٹ کے ساتھ ہوئی۔ دس دنوں تک وہ میرے ساتھ میرے گھر پر رہی۔ پھر وہ دس دنوں کے بعد سسرال ایک دعوت پر چلی گئی جس کو ہماری زبان میں (پھر سال) کہتے ہیں۔ اتفاقاً انہیں دونوں میں اس کے گھر پر ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس دوران میں اور میرے گھر والے ان کی تعزیت کے لئے جاتے رہے۔ تیجہ وغیرہ ہونے کے بعد میرے گھر والوں نے میری بیوی کو گھر آنے کے لئے کہا لیکن اس نے گھر آنے سے انکار کیا۔ پھر میں نے اپنے محلہ کے خاص افراد کو بھیجا بلانے کے لئے مگر پھر بھی وہ انکار کرتی رہی۔ اور میرے محلہ والوں سے کہا کہ مجھے طلاق دلا دو لیکن میں نے ہر بار طلاق دینے سے انکار کر دیا، اور اب بھی انکار ہی کر رہا ہوں بلکہ اس کو اپنے ہی ساتھ رکھنا چاہتا ہوں پھر بھی اس نے اپنے محلہ کی کمیٹی کو طلاق کے لئے بھیجا لیکن میں نے انکار کیا پھر میں نے اور میرے بہنوئی محمد عبداللہ نے اپنی مسجد کی کمیٹی کو کہا وہ صلح سے گئی ہے اور صلح سے آئے گی اس پر مسجد کمیٹی نے کہا کہ وہ

(۱) سنن ابی ماجه، ص: ۱۴۵

(۲) الصحيح لمسلم، ج: ۱، ص: ۴۷۸

(۳) فتح القدير، ج: ۳، ص: ۳۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خلع چاہتی ہے اس میں تمہاری کیا رائے ہے تو میں نے اہل کمیٹی کو کہا کہ مجھے شادی پر دس لاکھ کا خرچ آیا ہے میں دوسری شادی کیسے کرسکتا ہوں اب میں دوسری شادی نہیں کرسکتا۔ بہرحال پھر میری بیوی کے خاندان والے یہ مسئلہ یہاں کے مشہور مفتی جناب مفتی اعظم جموں وکشمیر شیرالدین کے یہاں لے گئے میں نے بھی اپنے گواہوں کو مفتی شیرالدین کے پاس پیش کیا اور اپنا معاملہ سنانا چاہا مگر معاملہ پیش کرتے وقت مفتی صاحب کے ایک سیکورٹی گارڈ غلام نبی (جوان کا سکریٹری بھی ہے) نے مجھے دھمکی دی کہ اگر تم زبیدہ بانو کو طلاق نہیں دو گے تو میں تم کو نوکری سے برخاست کردوں گا اور مار ڈالوں گا۔ میں مذکورہ مفتی صاحب کے پاس حاضر نہ ہوسکا جس کی وجہ سے مذکورہ مفتی صاحب نے خود میری بیوی کو طلاق دیا اس طلاق مفتی کی خبر مجھے اس وقت ہوئی جب مجھے کیوا خوہ کوٹ کی عدالت سے خبر ملی مفتی صاحب نے اپنے فتوے میں ایک حدیث سے استدلال پیش کیا ہے۔ مذکورہ مفتی صحیحین میں بروایت عبداللہ بن عباس ایک روایت نقل کرتا ہے جس میں ثابت بن قیس کی بیوی کا مسئلہ پیش کیا گیا ہے۔ بخاری ج ۲ ص ۷۹۴ پر وہ حدیث ہے۔ اب حضور والا سے گزارش ہے کہ کیا میرے طلاق دینے سے انکار کے باوجود مذکورہ مفتی کے طلاق دینے سے میری بیوی کو طلاق پڑ جائے گی یا نہیں میں اس وقت بڑی مشکل میں پھنس گیا ہوں جب کہ اس استفتاء کے فتوے کو مجھے ۹ رفروری کو مجھے عدالت میں پیش کرنا ہے۔

مذکورہ مسئلہ کو از روئے شرع دلائل و براہین سے حل فرما کہ میری مشکل کو آسان فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

بینوا توجروا

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

مفتی مذکور کا آپ کی بیوی کو طلاق دینا شرعاً لغو اور باطل ہے کہ طلاق دینے کا اختیار شوہر کو ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ (۱) یعنی نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ نسفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "و هو الزوج كذا فسره علي رضي الله عنه (الى قوله) وهذا لان الطلاق بيده فكان بقاء العقد بيده" (۲) یعنی نکاح کی گرہ شوہر کے ہاتھ میں ہے کیوں کہ طلاق اسی کے ہاتھ میں ہے تو نکاح کا باقی رہنا بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح روح المعانی، انوار التنزیل وغیرہ کتب تفسیر میں مذکور ہے۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "الطلاق لمن اخذ بالساق" (۳) یعنی طلاق کا اختیار صرف شوہر کو ہے لہٰذا مذکورہ صورت میں مفتی صاحب کے طلاق دینے سے

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۷

(۲) تفسیر النسفی، ج: ۱، ص: ۱۲۱

(۳) سنن ابن ماجه، ص: ۱۵۲، باب الطلاق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہرگز ہرگز آپ کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۱۷ر ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

کیا شوہر کا اپنی طرف طلاق کی نسبت کرنے سے طلاق ہو جاتی ہے؟

مسئلہ از: محمد جاوید احمد کشمیری

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اپنی بیوی ہندہ کے پاس گیا اور کچھ آپسی اختلاف کی بنیاد پر بیوی کی جانب طلاق کی نسبت کرنے کے بجائے غصہ میں آکر اپنی طرف کر لی اور کہا مجھے طلاق ہے میں اس سرزمین پر قدم نہیں رکھوں گا چنانچہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی بیوی ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی کہ عورت کی جانب اضافت ونسبت نہیں پائی گئی جب کہ وقوع طلاق کے لئے عورت کی طرف اضافت ضروری ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ رقمطراز ہے: "لان الطلاق لاوقوع لہ الا بالایقاع ولایقاع الا باحداث تعلق الطلاق بالمراۃ ولایتاتی ذلک الا بالاضافۃ (۱) واللہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین القادری
الجواب صحیح وصواب: محمد تفسیر القادری قیامی

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۵ر ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

شوہر تین طلاق دے کر صرف دو کا اقرار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: عظمت علی بن منور علی مقام بہادر پور، پوسٹ لال پور، مہراج گنج، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کی شادی ہندہ کے ساتھ ہوئی کچھ دنوں کے بعد دونوں میں نااتفاقی پیدا ہوگئی اور زید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ زید کا کہنا ہے کہ میں نے دو ہی طلاق دیا اور تیسری طلاق دینے ہی جارہا تھا کہ میری ماں نے مجھے منع کر دیا، جب کہ ہندہ کا کہنا ہے کہ زید نے دو طلاق گھر کے باہر دیا

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۶۰۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور ایک طلاق گھر کے اندر دیا، اس کے باوجود بھی دونوں تقریباً ایک ماہ ساتھ رہے، جب ہندہ اپنے میکے آنے لگی تو اس کو قرآن اٹھوا کر قسم کھلایا گیا کہ طلاق کے معاملات کو کسی سے نہیں کہنا، ایسی صورت میں کتنی طلاق کا وقوع ہوا، اگر دونوں ایک ساتھ رہنا چاہیں تو اس کی کیا صورت ہوگی۔ نیز قسم کھلانے والے پر اور خود ہندہ اور زید پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ مفصل تحریر فرمائیں کرم ہوگا۔ نیز یہ بھی واضح فرمائیں کہ سامان جہیز کس کی ملکیت ہے اور کس کو ملنا چاہئے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں اگر واقعی زید نے دو طلاق دی ہے اور عورت مدخولہ ہے تو دو طلاق رجعی واقع ہوئی اور اس صورت میں اگر زید نے عدت کے اندر ہندہ سے ہمبستری کرلی یا شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا یا زبانی طور پر رجعت کرلی تو رجعت ہوگئی۔ "قال اللہ تعالیٰ: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ﴾(۱)

اور اگر زید تین طلاق دے چکا ہے مگر اب انکار کرتا ہے اور عورت یقین سے جانتی ہے کہ زید نے اسے تین طلاق دی ہے تو حتی الامکان اس سے دور رہے جس طرح بھی ہو سکے اس سے پیچھا چھڑائے۔ صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ

"شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دے دیں یا بائن طلاق دی مگر اب انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہیں تو جس طرح ممکن ہو اس سے پیچھا چھڑائے، مہر معاف کرکے یا اپنا مال دے کر اس سے علیحدہ ہو جائے۔ غرض جس طرح ممکن ہو اس سے کنارہ کشی کرے۔"(۲)

اور جن لوگوں نے معاملہ طلاق میں اصل حقیقت کو چھپائے رکھنے اور غلط بات کہنے پر قسم کھائی یا کھلائی وہ سب مجرم وگنہ گار ہیں، ان پر توبہ ضروری ہے۔

جہیز کا سامان کل کا کل عورت کی ملک ہے، دوسرے کا اس میں کچھ حق نہیں، طلاق ہوئی تو کل لے لے گی اور مرگئی تو اس کے ورثہ پر تقسیم ہوگا۔ خاتم المحققین علامہ محمد امین ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "کل احد یعلم ان الجھاز ملک للمرأۃ اذا طلقھا تاخذ کلہ واذا ماتت یورث عنھا"(۳) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۰ ربیع النور ۱۴۲۴ھ

---

(۱) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۲۹

(۲) بہار شریعت، ج:۸، ص: ۷۳

(۳) ردالمحتار، ج:۲، ص: ۳۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شوہر کے انتقال کے بعد نکاح ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ: ساجد علی نوری ولد فیاض احمد، پہاڑ پور، مئوناتھ بھنجن، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ (۱) ایک عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دیا تو پھر وہ عورت عدت گزارنے کے بعد دوبارہ اسی شوہر سے نکاح کرے تو نکاح درست ہوا یا نہیں؟ (۲) ایک غیر مقلد کا کہنا ہے کہ شوہر کے انتقال کے بعد نکاح نہیں ٹوٹتا ہے اس لئے کہ دونوں حشر میں ایک ساتھ ہوں گے اگر نکاح ختم ہو جاتا تو ایسا کیوں ہوتا؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) اگر شوہر نے طلاق بائن دی تھی یا رجعی اور بعد عدت نکاح کیا تو نکاح صحیح اور درست ہے اور اگر طلاق مغلظہ دی اور بغیر حلالہ صحیحہ کے نکاح کر لیا تو یہ ناجائز وحرام ہے۔ نکاح ہرگز نہ ہوا۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ الی قولہ تعالیٰ ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) انبیائے کرام کے علاوہ تمام لوگوں کا نکاح موت سے ختم ہو جاتا ہے، علامہ ابن نجیم مصری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "وبالموت ينتهي النكاح نهايته"(۱)

اور ملک العلماء علامہ کاسانی قدس سرہ فرماتے ہیں: "لانه ينتهي به النكاح" (۳) یعنی موت سے نکاح اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے اور آخرت میں جس طرح حوریں بطور انعام ملیں گی حالاں کہ دنیا میں ان سے کسی نے نکاح نہیں کیا ہے یوں ہی بطور نعمت یہ عورتیں بھی بفضل خداوندی ملیں گی۔ احکام آخرت کو دنیا پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۵ رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۰

(۲) البحر الرائق، ج: ۳، ص: ۱۴۳

(۳) بدائع الصنائع، ج: ۳، ص: ۵۸۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

طلاق ثلاثہ کی تفصیل اور رد غیر مقلدین

مسئلہ از: محمد انوار بن ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب بدھیانی خلیل آباد

حضرت العلام قاضی شریعت ضلع سنت کبیر نگر السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق تین نہیں بلکہ ایک ہوگی جبکہ ہم کو یہ معلوم ہے کہ تینوں واقع ہو جائیں گی۔

اس سلسلہ میں غیر مقلدین کی دلیل اور اس کا جواب اور اہلسنت کے موقف کی وضاحت فرمائیں کرم ہوگا ساتھ ہی طلاق کی صحیح نوعیت سے بھی آگاہ کریں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

میاں بیوی کے درمیان قائم تعلقات میں کبھی کبھی ایسا نازک موڑ آجاتا ہے کہ ان کے مابین تفریق اور جدائی کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں رہ جاتا ہے شریعت مطہرہ نے ایسے ناخوشگوار حالات میں زوجین کو رشتہ ازدواج ختم کرنے کی اجازت دی ہے اصطلاح شرع میں اسی کو طلاق کہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں اسلام نے تدریجی عمل اور منزل بہ منزل اقدام کی جو رہنمائی فرمائی ہے وہ اسلام کا ہی حصہ ہے مسئلہ طلاق پر قرآن کریم رہنمائی کرتے ہوئے فرماتا ہے

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (۱)

یعنی طلاق دو بار ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا۔ اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ شوہر کو دو طلاق تک اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہے تو بیوی کو اپنے پاس دوبارہ بحیثیت بیوی رکھ لے اور چاہے تو چھوڑ دے تاکہ عورت عدت گزار کر جہاں چاہے نکاح کرلے، فقہائے کرام نے کتاب وسنت کی روشنی میں طلاق دینے کا احسن طریقہ یہ بتایا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اس کی پاکی کے زمانہ میں صحبت سے قبل ایک طلاق دے پھر دوسری مرتبہ عورت کی پاکی کے وقت دوسری طلاق دے یہ تدریجی عمل اس لئے بتایا گیا کہ ممکن ہے دونوں کے درمیان تلخی ختم ہو جائے ماضی کی محبت اور گزرے لمحات کی یادیں ان کو پھر ایک ساتھ رہنے پر آمادہ کردیں اور رشتہ برقرار رہے قرآن کریم نے اسی بات کو ﴿فامساک بمعروف﴾ سے بیان کیا ہے لیکن اگر اب بھی دوریاں سمٹنے والی نہ ہوں اور نباہ کی کوئی راہ نہ نکل سکے تو بہتر ہے کہ شوہر اسے چھوڑ دے اس بات کو ﴿اوتسریح باحسان﴾ کے

(۱) سورۃ البقرۃ آیت: ۲۲۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ذریعہ بتایا گیا ہے اور فقہ حنفی کی عظیم کتاب فتح القدیر میں یوں فرمایا:

"فالاحسن ان یطلق الرجل امراته تطلیقة واحدة فی طهر لم یجامعها فیه ولا فی الحیض الذی قبله ولا طلاق فیه وهذا علی ظاهر المذهب "(۱)

طلاق کی مذکورہ بالا صورت ایسی ہے کہ بچھڑے زوجین کو اب بھی آسانی سے گلے ملنے کی راہ موجود ہے یعنی عدت کے اندر محض رجوع کر لینے سے اور بعد عدت تجدید نکاح سے وہ حسب سابق میاں بیوی بن کر رہ سکتے ہیں۔

رشتہ نکاح ختم کرنے کی آخری صورت "تیسری طلاق" ہے جس کے بعد پھر رشتہ نکاح میں جڑنا محال تو نہیں مگر مشکل ضرور ہو جاتا ہے۔ رب کریم قرآن کریم میں اس صورت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (۲) مطلب یہ ہے کہ پھر اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اسکے بعد وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہ لے۔

طلاق دینے کی مذکورہ صورت کو شریعت مطہرہ نے احسن فرمایا ہے لیکن اگر کوئی شخص اس طریقہ احسن پر عمل نہ کر کے مجلت وجہالت میں بیک وقت تین طلاق دیدے تو اسے ایک مانا جائے جس میں شوہر کو رجعت کا اختیار رہتا ہے یا تین مانا جائے جس میں بیوی مکمل طور سے زوجیت سے نکل جاتی ہے اور شوہر آسانی سے دوبارہ اسے اپنی بیوی نہیں بنا سکتا ہے۔

ائمہ دین نے بیک وقت تین طلاق دینے کو گناہ قرار دیا ہے مگر اس کے باوجود تینوں طلاق واقع ہو جانے کی بھی تصریح فرمائی ہے چنانچہ "فتح القدیر" میں ہے:

(قوله وطلاق البدعة) ماخالف قسمی السنة وذالک بان یطلقها ثلاثا بکلمة واحدة اومفرقة فی طهر واحد اوثنتین کذالک اوواحدة فی الحیض اوفی طهر قد جامعها فیه اوجامعها فی الحیض الذی یلیه هو، فاذافعل ذلک وقع الطلاق وکان عاصیا (۳)۔ اسی میں ہے

"وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع ثلاثا" (۴)

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دے دی خواہ طہر میں دی یا

(۱) الفتاوی العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۳۷۳

(۲) سورة البقرة آیت: ۲۳۰

(۳) فتح القدیر کتاب الطلاق ج: ۳، ص: ۴۴۹

(۴) فتح القدیر کتاب الطلاق ج: ۳، ص: ۴۵۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حیض میں بیک کلمہ دی یا متفرق طور پر ائمہ امت کا اس پر اتفاق ہے کہ بہر حال تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ ائمہ کرام نے اس سلسلہ میں متعدد احادیث بطور دلیل پیش کی ہیں چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عویمر العجلانی کا واقعہ تفصیل سے ذکر کے بعد ہے

"قال عویمر کذبت علیها یارسول الله ان امسکتها فطلقها ثلاثا قبل ان یامره رسول الله ﷺ"(۱)

ابوداؤد شریف میں ہے: "عن ابن شهاب عن سهل بن سعد فی هذا الخبر فطلقها ثلث تطلیقات عند رسول الله ﷺ فانفذه رسول الله ﷺ"(۲)

سنن ابن ماجہ میں ہے حضرت عامر شعبی نے فاطمہ بنت قیس سے پوچھا کہ آپ اپنی طلاق کا ماجرا سنائیں تو انہوں نے کہا: "طلقنی زوجی وهو خارج الی الیمن فاجاز ذلک رسول الله ﷺ"(۳)

اور ان کے شوہر نے بیک وقت ہی تینوں طلاقیں دی تھیں چنانچہ اس حدیث کی دوسری روایت یہ ہے: "ان حفص بن مغیرة طلق امراته فاطمة بنت قیس علی عهد رسول الله ﷺ ثلث تطلیقات فی کلمة واحدة فابانها منه النبی ﷺ"(۴)

سنن دار قطنی میں ہے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ان کے والد نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دے دی میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں جا کر اس کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"بانت بثلاث فی معصیة الله تعالی وبقی تسع ماة و سبع و تسعون عدوانا وظلما"(۵)

ان احادیث مبارکہ کے علاوہ اور بھی متعدد حدیثیں ہیں جن سے مثل آفتاب روشن ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق تین ہی مانی جاتی ہے

اس مسئلہ پر دلیل پیش کرتے ہوئے "علامہ ابن ہمام قدس سرہ رقم طراز ہیں:

"ومن الادلة فی ذلک مافی مصنف ابن ابی شیبة والدار قطنی فی حدیث ابن عمر المتقدم "قلت یا رسول الله ارایت لو طلقتها ثلاثا؟ قال اذا قد عصیت ربک وبانت منک

---

(۱) صحیح البخاری ج:۲، ص ۷۹۱

(۲) سنن ابی داؤد ص:۳۰۶

(۳) سنن ابن ماجه ص:۱۴۵، ۱۴۶

(۴) سنن الدار قطنی ج:۲، ص:۴۳۰

(۵) سنن الدار قطنی ج:۲، ص:۴۳۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

امراتک وفی سنن ابی داؤدعن مجاهد قال : کنت عند ابن عباس فجاء ہ رجل فقال:انه طلق امراته ثلاثا قال:فسکت حتی ظننت انه رادها الیه ،ثم قال ایطلق احدکم فیرکب الحموقة ثم یقول یاابن عباس یاابن عباس ؟فان الله عزوجل قال (ومن یتق الله یجعل له مخرجا) (الطلاق: ۲)عصیت ربک وبانت منک امراتک .وفی موطا مالک:بلغه ان رجلا قال :لعبدالله ابن عباس :انی طلقت امراتی مائة تطلیقة فماذاتری علی ؟فقال ابن عباس :طلقت منک ثلاثاوسبع وتسعون اتخذت بها آیات الله هزوا.وفی الموطا ایضا :بلغه ان رجلا جاء الی ابن مسعود فقال :انی طلقت امراتی ثمانی تطلیقات فقال :ماقیل لک ،فقال:قیل لی بانت منک ،قال :صدقوا ،هو مثل مایقولون وظاهره الاجماع علی هذاالجواب.(۱)

حضرت امام نووی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"قد اختلف العلماء فیمن قال لامراته انت طالق ثلاثا فقال:شافعی ومالک وابوحنیفة واحمد وجماهیر العلماء ومن السلف والخلف یقع الثلاث"(۲)

علمائے عرب نے طلاق ثلاثہ سے متعلق آج سے تقریباً ۳۵ سال قبل ایک فقہی سیمینار کیا جس میں تمام بحث ومباحثہ کے بعد انھوں نے طے کیا کہ مجلس واحد میں تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں پڑ جائیں گی اور شوہر کو رجعت کا حق نہیں رہ جائے گا فیصلہ کے الفاظ یہ ہیں:

"بعد الاطلاع علی البحث المقدم من الامانة العامة لهیئة کبار العلماء والمعد من قبل اللجنةالدائمة للبحوث والافتاء فی موضوع الطلاق الثلاث بلفظ واحد وبعد دراسة المسئلة وتداول الرای واستعراض الاقوال التی قیلت فیها ومناقشة ماعلی کل قول من ایراد توصل المجلس باکثریته الی اختیار القول بوقوع الطلاق الثلاث بلفظ واحد ثلاثا"(۳)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک مجلس یا ایک لفظ میں دی گئی تین طلاق تین ہی مانی جائیں گی عہد رسالت سے لے کر اب تک جمہور صحابہ وتابعین اور ائمہ مسلمین کا یہی فیصلہ رہا ہے اور عامہ مسلمین اسی فیصلہ پر کاربند ہیں۔

اس فیصلہ کے خلاف اقل قلیل افراد جنھیں غیر مقلدیت کا نشہ سوار ہے آواز اٹھا رہے ہیں اور امت مسلمہ میں انتشار برپا کر رہے ہیں ان لوگوں کے پاس کوئی قوی دلیل قطعاً نہیں ہے اس سلسلہ میں وہ جن روایتوں کو پیش کرتے

---

(۱)فتح القدیر ج:۳،ص:۴۵۱،۴۵۲

(۲)شرح الصحیح لمسلم ج:۱،ص:۴۷۸

(۳)ابحاث هیئة کبار العلماء ج:۱،ص:۴۰۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہیں ہم ان کو درج کر کے اس کی مکمل وضاحت کریں گے

پہلی روایت مسند امام احمد بن حنبل میں ہے:

"عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنهما قال طلق رکانة بن عبد یزید زوجته ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیها حزنا شدیدا فساله النبی ﷺ کیف طلقتها قال طلقتها ثلاثا فی مجلس واحد قال انما طلقة واحدة فارتجعها"(۱)

دوسری روایت مسلم شریف میں ہے:

"عن ابن طاؤس عن ابیه عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهم قال کان الطلاق علی عهد رسول اللہ ﷺ وابی بکر وسنتین من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر بن الخطاب ان الناس قداستعجلوا فی امر کانت لهم فیه اناة فلو قضیناه علیهم فامضاه علیهم"(۲)

غیر مقلدین ان دو روایتوں سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ عہد رسالت میں مجلس واحد کی تین طلاق ایک ہی مانی جاتی تھی مگر جب عہد فاروقی آیا تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تین طلاق کے واقع ہونے کا فیصلہ صادر فرمادیا اس لئے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر ہی عمل کریں گے ہمارے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قابل قبول نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ یہ دونوں روایتیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں اس لئے مناسب ہے کہ طلاق ثلاثہ سے متعلق سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتوی اور آپ کا عمل پیش کر دیا جائے پھر ان روایتوں پر گفتگو کی جائے۔

پہلا فتوی: حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا ایک شخص ان کے پاس آیا اور عرض کیا:

"انه طلق امراته ثلاثا قال فسکت حتی ظننت انه رادها الیه ثم قال ینطلق احدکم فیرکب الحموقة ثم یقول یا ابن عباس یا ابن عباس وان الله قال ومن یتق الله یجعل له مخرجا وانک لم تتق الله ولا اجد لک مخرجا عصیت ربک وبانت منک امراتک"(۳)

یعنی اس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہے راوی نے کہا کہ ابن عباس خاموش رہے یہاں تک کہ مجھے

---

(۱) مسند الامام احمد بن حنبل ج: ۱، ص: ۲۶۵

(۲) الصحیح لمسلم ج: ۱، ص: ۴۷۷

(۳) سنن ابی داؤد کتاب الطلاق ص: ۲۹۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گمان ہوا کہ یہ اسے رجعت کا حکم دیں گے مگر کچھ دیر بعد فرمایا تم میں کا کوئی چلتا ہے تو حماقت پر سوار ہو جاتا ہے پھر کہتا ہے اے ابن عباس اے ابن عباس!

جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لئے گنجائش کی راہ نکال دیتا ہے اور تم تو اللہ سے ڈرے نہیں تو میں تمہارے لئے کوئی گنجائش کی راہ نہیں پاتا تو نے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تیرے نکاح سے نکل گئی۔

حضرت مجاہد کے علاوہ حضرت سعید بن جبیر، حضرت عطاء، حضرت مالک بن حارث، حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بھی حضرت ابن عباس کا یہی فتوی ذکر فرمایا ہے چنانچہ امام ابوداؤد آگے فرماتے ہیں:

"روی هذا الحدیث حمید الاعرج وغیره عن مجاهد وعن سعید بن جبیر وعن عطاء وعن مالک بن الحارث وعن عمرو بن دینار عن ابن عباس کلهم قالوا فی الطلاق الثلاث انه اجاز ها قال وبانت منک"(۱)

یعنی اس حدیث کو حمید اعرج وغیرہ نے مجاہد، سعید بن جبیر، عطاء، مالک بن حارث، اور عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے کہ یہ سب حضرات بیان فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے سائل کی تینوں طلاق کو نافذ کر دیا اور فرمایا کہ تیری عورت نکاح سے نکل گئی۔

دوسرا فتوی: مذکور فتوی کی طرح ایک دوسرے واقعہ میں بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے یہی فتوی دیا تھا چنانچہ حدیث کی مستند و معتمد کتاب "مشکوۃ المصابیح" میں ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس سے کہا:

"انی طلقت امراتی مائة تطلیقة فماذاتری علی فقال ابن عباس طلقت منک بثلث وسبع و سبعون اتخذ ت بها آیات الله هزواروا ه فی الموطا"(۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے مذکورہ بالا فتاوی سے مثل آفتاب روشن ہے کہ ان کے نزدیک بیک وقت تین طلاق دینے سے تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے۔

غیر مقلدین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی جن روایتوں سے اپنے موقف پر استدلال کر رہے ہیں اگر وہ قابل عمل اور معتبر ہوں اور ان کے موقف کی تائید میں صحیح ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے خود بھی حدیث رسول کے خلاف فتوی دیا اور جانتے ہوئے دوسرے لوگوں کو بھی خلاف حدیث عمل کی رہنمائی فرمائی حالانکہ صحابہ کرام جیسی مقدس اور پاکیزہ جماعت سے یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ رسول

(۱) سنن ابی داؤد کتاب الطلاق ص: ۲۹۹

(۲) مشکوۃ المصابیح کتاب الطلاق ص: ۲۸۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث روایت کریں اور پھر قصداً اس کے خلاف فتویٰ صادر کریں۔ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس اور جملہ صحابہ کرام نے وہی فیصلہ دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ بیک وقت تین طلاق دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں جیسا کہ تفصیل گزری۔

اب ہم غیر مقلدین کی پہلی دلیل پر گفتگو کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ایک قرار دے کر رجعت کا حکم دیا تھا مگر اس حدیث سے بچند وجوہ استدلال صحیح نہیں ہے۔

اولا: یہ حدیث ضعیف ومنکر ہے اس کے راوی مجہول ہیں یہ حدیث قابل استدلال نہیں ہے چنانچہ امام اجل علامہ ابوزکریا نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"اما الرواية التى رواها المخالفون ان ركانة طلق ثلاثا فجعلها واحدة فرواية ضعيفة عن قوم مجهولين "(۱)

یعنی رہی وہ روایت جسے مخالفین نے روایت کیا ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی قرار دیا یہ روایت ضعیف ہے جو مجہول لوگوں سے مروی ہے۔

اس روایت سے متعلق ایک وہابی عالم نے شیخ ابن تیمیہ کا نظریہ یوں نقل کیا ہے

"قال شيخ الاسلام ابن تيميه وحديث ركانة ضعيف عند الئمة الحديث ضعفه احمد والبخارى وابو عبيدو ابن حزم بان رواته ليسوا موصوفين بالعدل والضبط"(۲)

یعنی شیخ ابن تیمیہ نے کہا کہ حدیث رکانہ ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے اس کو ضعیف قرار دینے والوں میں امام احمد، امام بخاری، ابوعبید اور ابن حزم ہیں کیونکہ اس کے روی عدل وضبط والے نہیں تھے۔

اور غیر مقلدین کے معتمد خاص سعودیہ عربیہ کے سابق مفتی اعظم ابن باز نے یہ لکھا:

"یہ حدیث ضعیف ہے قابل استدلال نہیں ہے"(۳)

ثانیا: طلاق کا معاملہ عموماً گھر میں پیش آتا ہے اس لئے گھر والوں کو واقعہ کا صحیح علم ہوتا ہے اور حضرت رکانہ کے متعلق گھر والوں کی روایت یہ ہے کہ انھوں نے تین طلاق نہیں دی تھی بلکہ "طلاق بتہ" دی تھی لہذا یہی روایت مقبول ہوگی امام ترمذی قدس سرہ فرماتے ہیں:

---

(۱) المنهاج بشرح الصحيح لمسلم بن الحجاج ج: ۱، ص: ۴۷۸

(۲) توضيح الاحكام شرح بلوغ المرام ج: ۵، ص: ۲۰

(۳) فتاوی ابن باز معرجم ص: ۱۷۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"حدثنا هناد نا قبيصة عن جرير بن حازم عن الزبير بن سعيد عن عبد الله بن يزيد بن ركانة عن ابيه عن جده قال اتيت النبي ﷺ فقلت يارسول الله الى طلقت امراتي البتة فقال ماارادت بها قلت واحدة قال والله قلت والله قال فهو ماارادت"(۱)

یعنی حضرت رکانہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمھاری کیا نیت تھی ایک یا تین؟ میں عرض کی ایک فرمایا قسم بخدا میں نے عرض کی قسم بخدا اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو وہی طلاق پڑی جس کی تو نے نیت کی۔

حضرت امام ابوداؤد رضی اللہ تعالی عنہ نافع بن عمیر اور عبداللہ بن علی رضی اللہ تعالی عنھما کی طلاق بتہ والی روایت کے بعد فرماتے ہیں:

"قال ابو داؤد وهذا اصح من حديث ابن جريج ان ركانة طلق امراته ثلاثا لانهم اهل بيته وهم اعلم به وحديث ابن جريج رواه عن بعض بني ابي رافع"(۲)

یعنی ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث ابن جریج کی اس روایت سے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی تھی صحیح تر ہے کیونکہ طلاق بتہ کے راوی رکانہ کے گھر والے ہیں اور گھر والوں کو واقعہ کا صحیح علم زیادہ ہوتا ہے اور رہی ابن جریج کی روایت تو اسے ابورافع کے کسی لڑکے نے روایت کی ہے (جو رکانہ کے اہل خاندان سے نہیں)

علامہ اجل امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"وانما الصحيح منها ماقدمناه انه طلقها البتة"(۳)

یعنی صحیح روایت تو وہ ہے جو ہم پہلے ذکر کر آئے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی۔

ناقد بصیر محدث بے نظیر علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"ان ابو داؤد رجح ان ركانة انما طلق امراته البتة كما اخرجه هو من طريق آل بيت ركانة وهو تعليل قوي"(۴)

یعنی ابوداؤد نے اس روایت کو ترجیح دی ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی کیوں کہ اس حدیث کے راوی رکانہ کے اہل وعیال ہیں اور یہ ایک مضبوط علت ہے۔

---

(۱) جامع الترمذی ابواب الطلاق ج: ۱، ص: ۲۲۲

(۲) سنن ابی داؤد کتاب الطلاق ج: ۱، ص ۳۰۰، ۳۰۱

(۳) المنهاج بشرح الصحيح لمسلم بن الحجاج كتاب الطلاق ج: ۱، ص: ۴۷۸

(۴) فتح الباری بشرح البخاری کتاب الطلاق ج: ۹، ص: ۳۶۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق نہیں دی تھی بلکہ "طلاق بتہ" دی تھی اب "طلاق بتہ" کی وضاحت بھی ملاحظہ کرلیں

لفظ "بتہ" مصدر ہے جس کا لغوی معنی کاٹنا اور جدا کرنا ہوتا ہے چنانچہ لغت کی مشہور کتاب "المعجم الوسیط" میں ہے:

"بت الشیٔ بتاً و بتۃً و بتاتاً قطعه مستاصلا و طلاق امراته جعله باتاً "لا رجعة فیه"(۱)

اور اصول فقہ میں اس امر کی صراحت موجود ہے کہ مصدر فرد حقیقی اور فرد حکمی دونوں کا احتمال رکھتا ہے طلاق کا فرد حقیقی ایک ہے اور فرد حکمی تین، تو طلاق بتہ میں ایک اور تین دونوں کا ہی احتمال ہے اب اگر کسی ایک احتمال کی تعیین ہوسکتی ہے تو بیان نیت سے۔ حضرت رکانہ نے خود ہی اپنی نیت بتادی کہ میں نے ایک طلاق مراد لی ہے مگر ایک طلاق مراد لینے میں یک گونہ تہمت کا اندیشہ تھا اور کوئی الزام لگا سکتا تھا کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو بچانے کے لئے احتمال کا فائدہ اٹھایا اس لئے انھوں نے قسم بھی کھالی اور اس کی مزید توثیق کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دوبارہ قسم بھی لی۔

اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ اگر رکانہ نے طلاق بتہ سے تین طلاق مراد لی ہوتی تو ان کی بیوی پر تین طلاق مغلظہ واقع ہوجاتی۔ اگر تین طلاق پڑنے کا احتمال نہ ہوتا تو رکانہ نہ تو قسم کھاتے اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قسم لیتے اور ایسی صورت میں قسم کھانا اور لینا دونوں لغو ہوتا۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم لی اور رکانہ نے قسم کھالی تو اس سے ثابت ہوا کہ اگر ان کی نیت تین طلاق کی ہوتی تو اگرچہ انھوں نے ایک ہی مجلس میں اور ایک ہی بار میں کہا تھا تاہم حضور کا فیصلہ یہی ہوتا کہ طلاق وہی پڑی جس کی تو نے نیت کی ہے۔

اس تفصیل سے مثل آفتاب روشن وواضح ہوگیا کہ غیر مقلدین کا حدیث رکانہ سے یہ ثابت کرنا کہ ایک مجلس میں تین طلاق دینے سے ایک ہی واقع ہوگی تین تین وجہوں سے باطل ومردود اور غیر معتبر ہے

پہلی وجہ: یہ حدیث ضعیف ومنکر ہے اس کے راوی مجہول ہیں۔

دوسری وجہ: یہ حدیث رکانہ کے اہل وعیال کی روایت کے خلاف ہے۔

تیسری وجہ: یہ کہ اس کے راوی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتوی خود اس روایت کے خلاف ہے

غیر مقلدین اپنے نظریے کی تائید میں جن دو روایتوں کو پیش کرتے ہیں ان میں سے ایک کا حال واضح ہوجانے کے بعد دوسری روایت کا حال دیکھیں۔

(الف) دوسری روایت جسے حضرت طاؤس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں تین طلاق ایک مانی جاتی تھی۔

(۱) المعجم الوسیط ص: ۳۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اس حدیث میں عموم واطلاق ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ طلاق ایک مجلس میں دی گئی ہو یا مختلف مجلس میں یونہی ایک کلمہ میں دی گئی ہو یا الگ الگ تمام صورتوں میں تین طلاق ایک ہی مانی جاتی تھی۔

جبکہ کسی صحابی کسی مجتہد بلکہ کسی مقلد یا غیر مقلد کا بھی ایسا کوئی مسلک نہیں ہے کہ بیوی مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اسے ایک مجلس میں تین طلاق دے یا الگ کئی مجلسوں میں، بہرحال تین طلاق ایک ہی مانی جائے گی اس لئے یہ حدیث اپنے عموم واطلاق اور ظاہر کے اعتبار سے نا قابل حجت ہے۔

(ب) ابتدائے جواب میں چند احادیث نبویہ گزر چکی ہیں جن سے یہ ثابت ہے کہ مجلس واحد میں دی گئی تین طلاق کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تین قرار دیا ہے ان احادیث کے علاوہ دیگر احادیث صحیحہ اور بکثرت آثار صحابہ اور اقوال تابعین سے ثابت ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق تین ہی مانی جائے گی تو صحیح مسلم میں حضرت طاؤس کی حضرت ابن عباس سے یہ روایت کتاب وسنت اور آثار صحابہ وتابعین کے خلاف ہوئی اس لئے یہ روایت شاذ اور معلل اور استدلال سے خارج ہے۔

(ج) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حدیث کے راوی ہیں اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب حضرت ابن عباس خود روایت فرمارہے ہیں کہ عہد نبوی میں تین طلاق کو ایک شمار کیا جاتا تھا تو بھلا انھوں نے جانتے ہوئے اس کے خلاف فتوی کیسے صادر فرمایا۔ جب خود انکے فتاوی اس حدیث کے خلاف ہیں تو ماننا پڑے گا کہ یہ روایت شاذ اور نا قابل حجت واستدلال ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت طاؤس کی مذکورہ روایت سے یہ استدلال قطعاً نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق ایک ہی ہوتی ہے کیونکہ اس حدیث کے عموم میں جس طرح ایک مجلس داخل ہے ویسے ہی تین مجلسیں بھی تو داخل ہیں بلکہ تین طہر بھی شامل ہیں تو پھر یہ بھی استدلال کیا جاسکتا ہے کہ تین مجلس میں بلکہ تین طہر میں اور تین کلمات میں دی گئی تین طلاقیں بھی ایک ہی شمار ہوں گی حالانکہ دنیا بھر میں کوئی بھی صحیح دل ودماغ والا اس کا قائل نہیں ہے۔

اسی لئے فقہائے اسلام اور علمائے امت نے اولا اس کے فنی سقم وضعف کی بنا پر رد کر دیا اور ثانیا بر سبیل تنزل اس کی متعدد تاویلیں کی ہیں جن میں ایک تاویل یہ ہے کہ یہ حدیث خاص غیر مدخولہ کے متعلق ہے عہد رسالت میں اور عہد صدیقی اور عہد فاروقی کے ابتدائی دو سالوں تک غیر مدخولہ کو جب کوئی طلاق دیتا تو الگ الگ ایک ایک طلاق دیتا اس لئے بعد کی دو طلاقیں لغو ہو جاتیں اور اعتبار صرف پہلی طلاق کا ہوتا۔

لیکن بعد میں لوگ ایک ساتھ اسے تین طلاق دینے لگے اس لئے اب تینوں طلاقوں کا اعتبار ضروری ہو گیا اور اسی پر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمل کیا اور یہی موقف پوری امت مسلمہ کا ہے اس بات کی تائید ابوداؤد شریف کی درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے اس میں ہے:

"عن طاؤس ان رجلا یقال له ابو الصهباء کان کثیر السوال لابن عباس قال :اماعلمت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ان الرجل کا ن اذا طلق امراته ثلاثا قبل ان یدخل بها جعلوها واحدة علی عهد رسول الله ﷺ وابی بکر وصدرامن امارة عمر ؟قال ابن عباس :بلیٰ کان الرجل اذا طلق امراته ثلاثا قبل ان یدخل بها جعلوها واحدة علی عهد رسول الله ﷺ وابی بکر وصدرامن امارة عمرفلما رای الناس قد تتابعوا فیها قال اُجیزهن علیهم "(۱)

"حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ ابوصہبا نام کے ایک شخص حضرت ابن عباس سے اکثر سوال کرتے رہتے تھے انہوں نے عرض کیا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ شوہر اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق دے دیتا تو اسے حضور علیہ السلام اور صدیق اکبر اور فاروق اعظم کی خلافت کے ابتدائی دور میں ایک طلاق قرار دیا جاتا تھا؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا کیوں نہیں جب شوہر اپنی بیوی کے ساتھ دخول (خلوت یا جماع) سے پہلے تین طلاق دے دیتا تو عہد رسالت وعہد صدیق اکبر اور عمر فاروق کے ابتدائی عہد میں اسے ایک طلاق مانا جاتا تھا پھر جب حضرت عمر نے مشاہدہ کیا کہ لوگ ایک ساتھ تین طلاق دینے لگے ہیں تو آپ نے فرمایا میں ان پر تینوں طلاقیں نافذ کرتا ہوں۔"

اس حدیث پاک سے بہت کھل کر یہ ثابت ہوا کہ حضرت ابن عباس کی دوسری روایت جس میں تین طلاق کے ایک ہونے کا شبہ پیدا ہو رہا تھا اس کا تعلق خاص اس صورت سے ہے جب کہ شوہر نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین بار میں تین طلاق دی ہو۔ اور اس مسئلہ میں ہمارا بھی مذہب یہی ہے کہ غیر مدخولہ کو اس طرح طلاق دی جائے تو صرف ایک طلاق پڑے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ کتاب، سنت رسول اللہ اور اجماع امت سے یہ ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی مسلمان اپنی مدخولہ بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دے دے خواہ ایک دفعہ میں یا کئی دفعہ میں تو بہر حال اس پر تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ اور اگر اپنی غیر مدخولہ بیوی کو ایک مجلس میں ایک ساتھ تین طلاق دے دے تو بھی تینوں پڑ جائیں گی ہاں اگر غیر مدخولہ کو ایک مجلس میں یا متعدد مجالس میں کئی مرتبہ میں یا کئی کلمات میں الگ الگ تین طلاق دے تو صرف پہلی طلاق پڑے گی اور بعد کی دونوں طلاقیں لغو اور بے کار ہو جائیں گی۔

یہی مذہب تمام حنفیوں، مالکیوں، شافعیوں اور حنبلیوں کا ہے اور یہی تمام صحابہ کرام کا بھی مذہب ومسلک ہے یہی احادیث طیبہ سے ثابت ہے۔

مزید دلچسپ بات یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی حضرت طاؤس بھی اپنی اس روایت کے خلاف فتوی دیتے تھے ان کا کہنا تھا کہ اگر غیر مدخولہ کو ایک مجلس میں تین لفظوں سے تین طلاق دی جائے تو ایک طلاق ہوگی کیونکہ ایسی عورت پہلی طلاق سے ہی بائنہ ہو جاتی ہے اور بعد کے طلاقوں کا محل نہیں رہتی حضرت طاؤس مدخولہ کی تین طلاق کو ایک

(۱) سنن ابی داؤد ج:۱، ص:۲۹۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں قرار دیتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: "عن لیث عن طاؤس وعطاء انهما قالا اذا طلق الرجل امراته ثلاثا قبل ان یدخل بها فهی واحدة "(۱)

یعنی لیث بیان کرتے ہیں کہ طاؤس اور عطاء کہتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو صحبت سے پہلے تین طلاق دیدے تو وہ ایک طلاق ہوگی اس روایت سے معلوم ہوا کہ طاؤس مطلق تین طلاقوں کو ایک نہیں مانتے تھے اس لئے طاؤس کی جس روایت کو امام مسلم نے بیان کیا ہے وہ صحیح اور قابل حجت نہیں ہے۔

الحاصل اگر ناگزیر حالت پیش آجائے تو شوہر طلاق احسن کے ذریعہ بیوی کو زوجیت سے نکال سکتا ہے اور اگر بیک وقت تین طلاق دیدے تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور عورت ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو جائے گی البتہ شوہر گنہگار ہوگا اس پر توبہ لازم ہوگی۔ واللہ تعالی اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ ج:۵،ص:۲۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بغیر وطی طلاق دی تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: شیر محمد قادری، سنی جامع مسجد امام باڑہ راؤپر ضلع جلگاؤں مہاراشٹر

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں کہ ایک بالغ لڑکے نے نابالغ لڑکی سے نکاح کیا اور رخصتی ہونے سے پہلے طلاق دے دیا اس وقت لڑکی بالغ ہوچکی ہے پھر اسی سے نکاح چاہتا ہے ایسی صورت میں حلالہ کرانا ضروری ہے یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر لڑکے نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو بیک لفظ تین طلاق دی۔ مثلاً یوں کہا کہ "میں نے تجھے تین طلاق دی تو تینوں طلاق واقع ہوجائیں گی اور عورت مغلظہ ہوجائے گی بغیر حلالہ اس لڑکے کے لئے حلال نہ ہوگی اور اگر طلاق متفرق طور پر دیا ہے۔ مثلاً یوں کہا "میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیا، طلاق دیا تو ایسی صورت میں صرف ایک طلاق واقع ہوگی اور بغیر حلالہ کے دوبارہ اس لڑکی سے اس کی اجازت پر نکاح کرسکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: **اذا طلق الرجل امراته ثلاثا قبل الدخول بها وقعن عليها، فان فرق الطلاق بانت بالاولى و لم تقع الثانية والثالثة كذا فى الهداية"(۱)**

اس کا مطلب فقیہ ملت علامہ شاہ مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ: "یعنی اگر کسی نے اپنی غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ مثلاً یوں کہا کہ میں نے تجھے تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہوجائیں گی اور عورت مغلظہ ہوجائے گی بغیر حلالہ شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی اور اگر طلاق میں تفریق کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور دوسری تیسری لغو ہوجائے گی،(۲) **وهكذا فى الفتاوىٰ الامجديه لصدر الشريعة العلامة امجد علی علیه الرحمة والله تعالىٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والماب.**

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۹ رشوال المکرم ۱۴۲۲ھ

---

(۱) الفتاوىٰ العالمگيرية، ج:۱، ص: ۳۷۳

(۲) فتاویٰ فیض الرسول، ج:۲، ص: ۲۵۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اپنی بیوی سے کہا کہ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں کیا اس سے طلاق ہو جائے گی؟

مسئلہ از: مولانا محمد منصور علی قادری، مدرسہ فیضان، موضع خردوا، پوسٹ موئی، مسکنواں گونڈہ یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو خط لکھا کہ میں تمہاری شکایت سن سن کر عاجز آ گیا ہوں، اب ہمارے بس کی بات نہیں ہے اس لئے میں تمہیں آزاد کرتا ہوں ہم سے کوئی مطلب نہیں ہے، اس مسئلہ میں کیا زید کی بیوی ہندہ نکاح سے نکل گئی؟ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

(۲) زید کی بیوی ہندہ اپنے شوہر کے گھر جانے سے انکار کرتی ہے اور شوہر لے جانے کے لئے راضی ہے، ہندہ کہتی ہے کہ اگر ہم کو اس شوہر کے ساتھ بھیجا گیا تو ہم خودکشی کر لیں گے اور شوہر طلاق نہیں دے رہا ہے، اس سے چھٹکارہ کی کیا صورت ہے؟

مذکورہ بالا مسائل کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) صورت مسئولہ میں اگر زید نے اپنے خط کے اس جملے سے کہ "میں تمہیں آزاد کرتا ہوں" طلاق کی نیت کی تھی تو اس کی بیوی ہندہ پر ایک طلاق بائن پڑ گئی اور ہندہ زید کے نکاح سے نکل گئی، لیکن اگر وہ ہندہ سے دوبارہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو عدت کے اندر یا بعد عدت صرف نکاح کر لینا کافی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں امام اہل سنت علیہ الرحمہ والرضوان نے الفاظ کنایہ شمار کراتے ہوئے اس جملے کو بھی شمار کرایا کہ "میں نے تجھے آزاد کیا، پھر فتاویٰ ہندیہ کے حوالہ سے فرمایا کہ "ولو قال اعتقتک طلقت بالنیۃ کذا فی معراج الدرایۃ"(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ہندہ کے لئے اپنے شوہر سے چھٹکارے کی صورت یہی ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے اس سے طلاق اصل کرے، طلاق حاصل کئے بغیر ہندہ کے لئے زید کی زندگی میں اس سے چھٹکارہ کی ایک صورت یہ ہے کہ ہندہ قاضی شریعت کے پاس اپنا مقدمہ پیش کرے وہ بعد تحقیق فسخ نکاح کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴ر محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۵۰۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تمہیں اپنی زندگی سے بے دخل کرتا ہوں تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ ۱۷: راحت علی بن ثابت علی مرحوم، محلہ بدھیانی، ضلع سنت کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں ہم راحت علی ابن جناب ثابت علی جو محلہ بدھیانی ضلع سنت کبیر نگر کے رہنے والے ہیں ہماری شادی مورخہ ۹ جنوری ۱۹۹۴ء کو نکہت جہاں بنت اکرام اللہ جو مغل بازار پرانی بستی کے رہنے والے ہیں کے یہاں ہوئی تھی چوں کہ اب ہماری پریشانی یہ ہے کہ ہماری بیوی کے تعلق غلط لوگوں سے ہیں اور محترمہ نکہت جہاں کے چال وچلن میں کافی گراوٹ آجانے کی وجہ سے ہم برداشت نہیں کرسکتے اور نہ ہی کوئی ہندوستانی مسلم ایسا کرسکتا ہے اس لئے آج میں اپنے پورے ہوش وحواس میں رہتے ہوئے محترمہ نکہت جہاں کو اپنی زندگی سے بے دخل کرتا ہوں اور طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں آیا نکہت جہاں میرے عقد سے نکل گئی یا نہیں اور اگر نکل گئی ہے تو پھر اگر وہ رہنا چاہے تو شریعت مطہرہ سے کیا احکام صادر ہوتے ہیں۔ مدلل مفصل تحریر فرمائیں عین کرم ہوگا۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر راحت علی نے اپنے اس جملہ سے کہ "اپنی زندگی سے بے دخل کرتا ہوں" طلاق کی نیت کی تھی تو اب اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگئی کہ یہ بائنہ طلاق صریح رجعی سے ملی وہ بھی بائن ہوگئی۔ فان البائن یلحق الرجعی ویلحوقہ یبطل خیار الرجعۃ فیصیران بائنین کما صراحوا بہ (۱)

اس صورت میں راحت علی نکہت جہاں سے نئے مہر کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں اور اگر اس نے جملہ مذکورہ سے نیت طلاق نہ کی تھی تو اب نکہت جہاں پر دو طلاق رجعی واقع ہوگی کہ اگر ابھی عدت یعنی تین حیض کامل نہ گزرے تو رجعت کرسکتا ہے اور نکاح کی بھی حاجت نہیں اور اگر عدت گزر گئی ہے تو اب نئے سرے سے نئے مہر کے ساتھ نکاح کرکے اپنی زوجیت میں لاسکتا ہے۔ اس صورت میں بھی حلالہ کی ضرورت نہیں بشرطیکہ اس سے قبل طلاق نہ دیا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب الصحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۴۲۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تم سے اپنا رشتہ منقطع کرتا ہوں، تو طلاق ہوئی یا نہیں؟

مسئلہ از: عبدالرحمٰن بن سمیع اللہ ساکن پکری چوبے، پوسٹ جمدا شاہی بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کو خط لکھا اور اس میں یہ تحریر کیا کہ میں تم سے اپنا رشتہ منقطع کرتا ہوں۔

کیا اس صورت میں ہندہ پر طلاق پڑے گی یا نہیں مدلل جواب مرحمت فرمائیں۔ واضح رہے کہ یہ تحریر زید نے اپنی بیوی کے پاس آٹھ مہینہ قبل بھیجی ہے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

میں تم سے اپنا رشتہ منقطع کرتا ہوں اگر یہ جملہ بہ نیت طلاق لکھا تو اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگئی۔ فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ رقمطراز ہیں: "اگر اس نے رشتہ ختم کرتا ہوں کا جملہ طلاق کی نیت سے لکھا تو اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگئی۔"(۱)

اور طلاق بائن واقع ہونے کی صورت میں شوہر عورت کی مرضی سے نئے مہر کے ساتھ بغیر حلالہ عدت کے اندر یا عدت کے بعد نکاح کرسکتا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "اذا کان الطلاق بائنا دون الثلاث فله ان یتزوجها فی العدة وبعد انقضائها اه "(۲)

صورت مذکورہ میں اگر زید نے طلاق کی نیت سے مذکورہ جملہ کہا تو اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہوگئی۔ اب عورت کی مرضی سے نئے مہر کے ساتھ اس سے نکاح کرکے رکھ سکتا ہے۔" واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والماب.

الجواب الصحیح: محمد تفسیر القادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۵ر ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

---

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۲، ص: ۲۶۰

(۲) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۴۳۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی شادی شدہ نے کہا کہ ''میں جب جب شادی کروں گا تو میری بیوی کو تین طلاق'' اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد سراج احمد، نیپالی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں کہ زید کی شادی ہو چکی تھی پھر زید سے کسی شخص نے کسی وجہ سے قسم کھلایا تو زید نے یہ قسم کھایا ''میں جب جب شادی کروں گا میری بیوی کو تین طلاق'' تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کی شادی جو قسم کھانے سے پہلے ہوئی تھی وہ بیوی زید کے نکاح سے صرف اس قسم کھانے سے نکلے گی یا نہیں۔ بینوا توجروا

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

صورت مسئولہ میں زید کی بیوی پر صرف اس قسم کھانے سے طلاق نہیں پڑے گی کیوں کہ طلاق شرط سے مشروط ہے تو جب تک شرط واقع نہ ہوگی طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ رقمطراز ہیں کہ: ''جب طلاق کسی شرط مشروط کی جائے تو اس شرط کے واقع ہو جانے سے واقع ہو جائے گی۔ **فی الهداية اذا اضافه الى شرط وقع عقيب الشرط.**''(۱) **والله تعالیٰ اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب.**

سوال میں مذکور شرط یہ ہے کہ میں جب جب شادی کروں گا میری بیوی کو تین طلاق۔ اس شرط کا تعلق زمانہ مستقبل سے ہے لہٰذا اس قسم کھانے کے بعد جب بھی زید شادی کرے گا اس کی منکوحہ کو تین طلاق پڑ جائے گی۔ لیکن زمانہ ماضی میں جس عورت سے نکاح کر چکا ہے اس قسم سے اس پر طلاق نہیں واقع ہوگی۔ **والله تعالیٰ اعلم**

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہ — **کتبہٗ:** محمد اختر حسین قادری

۱۴۲۱/۴/۶ھ

کیا وقوع شرط سے پہلے طلاق ہو سکتی ہے؟

مسئلہ از: صغیر احمد مقام دیوریا ناصر، پوسٹ دانوکنیاں ضلع سنت کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین مسئلہ ذیل میں بکر نے اپنی والدہ سے اپنی بیوی کے متعلق کہا کہ اگر وہ میری بہن کی شادی سے پہلے میرے گھر آ گئی تو اس کو طلاق۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر اس کی بیوی اس کی بہن کی

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص: ۷۶۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شادی سے پہلے اس کے گھر نہ آئے تو کیا بکر اپنے سسرال جا کر اپنی بیوی سے مل سکتا ہے یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں بکر نے طلاق کو شرط پر معلق کیا ہے لہٰذا وقوع شرط سے پہلے طلاق نہ ہوگی اور بیوی بدستور بکر کے نکاح میں رہے گی اس لئے وہ اپنی سسرال جا کر بیوی سے مل سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۸/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باب ثبوت النسب

نسب ثابت ہونے کا بیان

حمل کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کیا ہے؟

مسئلہ از: احسان اللہ انصاری محلہ اسلام نگر قصبہ مکھر ضلع سنت کبیر نگر

زید کی منکوحہ ہندہ کے دو بچے ایک ۱۲ سال کا دوسری بچی ۸ سال کی اور دو بچے انتقال کر گئے۔ ہندہ مکان پر تھی اور زید خود روزی کی تلاش میں ۶ مارچ ۲۰۰۸ء کو ممبئی نکل گیا دوران سفر اسے معلوم ہوا کہ اسکی بیوی حمل سے ہے۔ یہ سن کر زید گھر چلا آیا اور بیوی سے دریافت کیا کہ حمل کیسا ہے بیوی نے کہا کہ حمل آپ ہی کا ہے اور زید پھر پردیس چلا گیا اور ہندہ کو ۱۱ فروری ۲۰۰۹ء کو بچہ پیدا ہوا زید کے چچا ہندہ کے ساتھ بازار جایا کرتے تھے اس وجہ سے گاؤں والوں نے زید کے چچا پر الزام لگایا کہ یہ حمل زید کے چچا کا ہے اور گاؤں والے برادری سے بائیکاٹ کر دیے اور زید کے چچا سے دریافت کرنے پر وہ کہتے ہیں کہ حمل میرا نہیں یہ سب بات جھوٹی ہے پھر ہندہ سے پوچھا گیا تو یہ کہتی ہے کہ ہم نے کسی سے کوئی غلطی نہیں کی اور یہ حمل میرے شوہر کا ہے اس کے بارے میں شریعت کا جو حکم ہو آگاہ فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

حمل کی مدت کم از کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ شرح وقایہ میں ہے: "اکثر مدۃ الحمل سنتان واقلھا ستۃ اشھر"(۱)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "حمل کی مدت کم از کم چھ مہینے اور زیادہ سے زیادہ دو برس کامل بے کم وبیش"(۲)

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ رقمطراز ہیں: "حمل کی کم از کم مدت چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال"(۳)

---

(۱) شرح الوقایہ، ج: ۲، ص ۱۴۵

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۸۷۴

(۳) بہار شریعت، ج: ۸، ص: ۱۳۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مگر وہ عورت جس کا شوہر زندہ ہو اگر چہ وہ بہت سالوں سے اپنی عورت سے دور ہو اس عورت کی اولاد اسی شوہر کی اولاد ہوگی۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں: ''عورت جس کا شوہر زندہ ہو اگر چہ وہ کتنے ہی برسوں سے اس سے کتنا ہی دور ہو اس کی اولاد شوہر کی اولاد قرار پائے گی اس کے لئے دس بیس پچاس سال کی کوئی مدت مقرر نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''الولد للفراش وللعاهر الحجر'' (۱)

لہٰذا صورت مسئولہ میں وہ بچہ شرعاً زید کا ہی ہے گاؤں کے جن لوگوں نے زید کے چچا پر الزام لگایا اور زید کے چچا کا حمل بتا کر زید و ہندہ کا بائیکاٹ کیا وہ شرعاً غلطی پر ہیں اور جھوٹا الزام لگا کر حق العبد و حق اللہ میں گرفتار ہیں ان پر لازم ہے کہ توبہ و استغفار کریں اور آئندہ بے تحقیق باتوں کے کہنے سننے اور پھیلانے سے پرہیز کریں۔ اور زید و ہندہ سے معافی مانگیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

شادی کے بعد چھ مہینے میں ہی بچہ پیدا ہو جائے

تو کیا ثابت النسب مانا جائے گا؟

مسئلہ از: محمد شمیم اختر برکاتی پرسالال شاہی بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بکر کی شادی ہندہ سے ہوئی۔ شادی کے ٹھیک چھٹے مہینے میں ہندہ سے ایک بچی پیدا ہوئی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ بچی ثابت النسب ہے کہ نہیں؟ اور اس صورت میں بکر کا نکاح ہندہ سے صحیح ہوا یا نہیں؟ اور جب بکر سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارا تعلق ہندہ سے شادی سے پہلے تھا یا نہیں تو اس نے اعتراف کیا کہ میرا تعلق پہلے سے تھا اور اس بات کا اقرار بھی کرتا ہے کہ بچی میری ہے۔ برائے کرم مفصل و مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں جب ہندہ کے بطن سے اس کے نکاح کے چھ ماہ بعد بچی پیدا ہوئی تو اگر وقت نکاح سے

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۸۷۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وقت ولادت تک مکمل چھ ماہ ہو جاتے ہیں، تو وہ بچی شرعاً ثابت النسب ہے۔ یعنی شوہر ہی کی مانی جائے گی اس لئے کہ حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال اور کم سے کم چھ ماہ ہے: جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ "اکثر مدة الحمل سنتان واقل مدة الحمل ستة اشهر كذا في الكافي. "(۱)

ہدایہ میں ہے: "ان جاءت به لستة اشهر فصاعدا يثبت نسبه اھ"(۲)

اور بکر کا ہندہ سے یہ نکاح بھی صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والماب.

الجواب صحیح : محمد قدرت اللہ رضوی غفرلہ کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۳/۱۱/۱۴۱۹ھ

شادی کے تین سال بعد بچہ پیدا ہوا تو ثابت النسب ہے یا نہیں؟

مسئلہ از: محمد شرافت حسین اشرفی علیمی، گرام پرسامپر سندور یا بازار، ضلع مہراج گنج، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے سلمیٰ سے شادی کی اور زید شادی کے بعد سلمیٰ کے ساتھ پانچ مہینے تک رہا اس کے بعد سعودیہ چلا گیا، اس کو تین سال کے قریب ہو گئے ادھر سلمیٰ کو تیسرا سال پورا ہونے والا تھا غیب جا کر ایک لڑکا پیدا ہوا اور ابھی تک زید گھر پر نہیں آیا ہے تو کیا وہ لڑکا زید کا ہے یا کسی غیر کا۔ کوئی کہتا ہے کہ زید کا ہے تو کوئی کہتا ہے کہ غیر کا۔ اور جب سلمیٰ سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ یہ زید ہی کا لڑکا ہے، میں قسم کھانے کے لئے تیار ہوں۔ حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں، مین کرم ہوگا۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

وہ لڑکا شرعاً زید کا ہی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"الولد للفراش وللعاهر الحجر" (۳)

اور درمختار میں ہے: "فلذا كتفوا بقيام الفراش بلادخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما مسافة سنة فولدت لستة اشهر منذتزوجها لعصوره كرامة و استحداما"(۴)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "صورت مستفسرہ میں وہ بچہ شرعاً بلاشبہ اسی شوہر کا ہے اسے اس کا انکار جائز نہیں ہے۔ پونے تین سال درکنار

(۱) الفتاوی العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۴۸۲ (۲) الهدایه، ج: ۲، ص: ۴۱۲

(۳) صحیح البخاری، ج: ۲، ص: ۹۹۹ (۴) الدر المختار، ج: ۱، ص: ۲۸۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تیس سال یا چالیس برس سے دونوں الگ ہوتے جب بھی بچہ اسی کا ہوتا"(۱) واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۱ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ

مرتد کا بچہ کیا ہے؟

مسئلہ از: محمد الیاس

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی نے وہابی غیر مقلد کی نماز جنازہ پڑھی اور گھر آکر اپنی عورت سے مباشرت کی، اور اسی رات میں حمل قرار پا گیا آیا وہ بچہ کیسا ہوگا اور وہ آدمی گنہ گار ہوگا کہ نہیں حالاں کہ دیوبندی غیر مقلد کی نماز جنازہ پڑھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے صاف صاف بیان کریں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: "وہابیت ارتداد ہے"(۲) اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "وہابی اپنے عقائد خبیثہ کے سبب اسلام سے خارج ہیں، "احکامھم احکام المرتدین"(۳) اور حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "غیر مقلدین حال کے اشد دیوبندی کفروں میں بھی یوں شریک ہیں کہ ان پر ان قائلوں کو کافر نہیں جانتے اور ان کی نسبت حکم ہے کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"(۴) حاصل یہ ہے کہ وہابی غیر مقلد اسلام سے خارج کافر ومرتد ہے۔

لہٰذا اگر کسی نے وہابی کے عقائد پر مطلع ہونے کے باوجود اس کو مسلمان جان کر اس کی نماز جنازہ پڑھی وہ بھی اسلام سے خارج اور کافر ہو گیا اور اس کا نکاح بھی ختم ہو گیا۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "پھر مرد معاذ اللہ ان میں کا ہو گیا تو نکاح فوراً فسخ ہو گیا:

"لان ردۃ الرجل فسخ فی الحال بالاجماع"(۵) اور بعد ارتداد اگر جماع کیا اور اس سے اولاد ہوئی تو وہ حرامی ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں ہے "اگر بعد نکاح ان میں سے کوئی معاذ اللہ مرتد ہو گیا اور اس کے بعد کے جماع سے اولاد ہوئی تو وہ بھی حرامی ہوگی۔"(۶)

---

(۱) الفتاوی الرضویۃ، ج:۵، ص: ۸۵۹

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص: ۳۲۹

(۳) الفتاویٰ المصطفویہ، ص: ۲۱۲

(۴) بہار شریعت، ج:۱، ص: ۷۱

(۵) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص ۱۰۸

(۶) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۵، ص: ۱۰۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

البتہ اگر لاعلمی کی بنا پر نماز جنازہ پڑھی ہے تو کوئی الزام نہیں مگر جاننے کے بعد سے توبہ واستغفار کر لینا چاہئے۔

هکذا قال العلماء الکرام و الفقهاء العظام فی الکتب الفقهیه و اللّٰه تعالیٰ و سبحانه اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷/ربیع الثانی ۱۴۲۴ھ

نکاح کے تین ماہ بعد بچہ کی ولادت کا حکم

مسئلہ از: غلام رسول، مقام سسوا بازار، پوسٹ سہاری سردھا ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلے میں زید کی شادی ہوئی اور اس کے تین مہینے بعد لڑکا پیدا ہوا تو زید کا نکاح ہوا یا نہیں اور اس لڑکے کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

زید کی شادی کے تین ماہ بعد اس کی بیوی سے پیدا ہونے والا بچہ شرعاً زید کا نہیں کیونکہ نکاح کے بعد وہ چھ ماہ سے کم مدت پر پیدا ہوا جبکہ حمل کی مدت کم سے کم چھ ماہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"اکثر مدة الحمل سنتان و اقل مدة الحمل ستة اشهر کذا فی الکافی."(۱)

البتہ اگر وہ حمل زنا کا تھا تو زید کا اس عورت سے نکاح صحیح ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے "حل تزوج الحبلی من الزنا ولایحل تزوج الحبلی من غیره." (۲)

پھر اگر وہ حمل زید کا ہی تھا تو بعد نکاح اس سے وطی بھی جائز ہے اور اگر دوسرے کا تھا تو جب تک بچہ پیدا نہ ہوا تھا اس درمیان اگر زید نے جانتے ہوئے اس سے وطی کی تو توبہ واستغفار کرے۔ ایسا ہی عامہ کتب فقہ میں تحریر ہے۔

واللّٰه تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۸/ربیع الآخر ۱۴۳۰ھ

---

(۱) الفتاویٰ العالمگیری، ج: ۱، ص: ۴۸۲

(۲) تبیین الحقائق، ج: ۲، ص: ۴۸۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باب النفقة و العدة

نفقہ اور عدت کا بیان

مطلقہ ایام عدت میں اپنے شوہر سے کیا کیا حق طلب کرسکتی ہے؟

مسئلہ از: رئیس احمد، منگلور

کیا فرماتے ہیں علمائے شرع متین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں

(۱) میری لڑکی کی شادی ایک مالدار گھرانے میں تقریباً ڈھائی سال پہلے ہوئی تھی جس کا ایک بچہ بھی ہے اب انہوں نے دو طلاقیں دے دی تو لڑکی ایام عدت میں اپنے اور اپنے بچے کے لئے شرعاً کیا کیا حق طلب کرسکتی ہے؟

(۲) کچھ علمائے کرام کا کہنا ہے کہ لڑکی اگر اپنے بچہ کو اپنا دودھ پلا رہی ہے تو اس کی کوئی اجرت نہیں لے سکتی ہے۔ شریعت مطہرہ میں اس کا کیا حکم ہے؟

(۳) اگر لڑکے والے مالدار ہیں تو لڑکی اپنے اور اپنے بچے کے اخراجات جیسے کھانا، کپڑا رہنے کا مکان کا بھاڑا اور دیگر ضروریات زندگی کے اخراجات کتنے مقدار میں متعین کرے۔ لڑکے والے کہتے ہیں کہ دو ہزار بھی زیادہ ہے۔ حالاں کہ وہ جس مکان میں رہتے ہیں اس کا بھاڑا پچیس ہزار روپے مہینے کا ہے لہٰذا اس رہن سہن کے اخراجات کو کیسے متعین کیا جائے گا؟

(۴) طلاق کے بعد بچے کو ماں اپنے پاس کب تک رکھ سکتی ہے۔ اس کے بعد اخراجات کا ذمہ دار کون ہوگا اور اگر بچہ اپنی ماں کے پاس رہنے کے لئے بولے تو ایسی صورت میں بچہ اپنے باپ کے میراث کا حقدار ہوگا یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

بیوی طلاق کے بعد اپنے شوہر سے مہر اور ایام عدت کا نفقہ کے علاوہ اور کوئی حق شرعاً نہیں طلب کرسکتی ہے(۱) اور بچے کے خرچ کا بھی ذمہ دار باپ ہے۔ بشرطیکہ اس بچے کا اپنا کوئی مال نہ ہو تو عورت بچے کا نفقہ بھی پائے گی البتہ ایام عدت میں بچے کی پرورش کا معاوضہ یا دودھ پلانے کا معاوضہ نہیں طلب کرسکتی ہے۔ درمختار میں ہے: "وتجب

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۵، ص:۹۲۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

النفقه لطفله الفقير"(۱)

بہار شریعت میں ہے:"ماں کی پرورش میں بچہ ہو اور وہ اس کے باپ کے نکاح یا عدت میں ہو تو پرورش کا معاوضہ نہیں پائے گی۔"(۲)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:" اذا استاجر الاب ام الصغير لارضاعه حال قيام النكاح بمال نفسه لايجوزو بعدالطلاق ان كان رجعيا لايجوز." (۳)واللہ تعالیٰ اعلم

(۲)جس بچہ کی ماں کسی کے نکاح یا عدت میں ہو تو اس کے بچے کو دودھ پلانے کی اجرت نہیں لے سکتی ہے۔جیسا کہ بہار شریعت وغیرہ کے حوالے سے جواب اول میں گزرا اور اگر نکاح یا عدت میں نہ ہو تو اب اجرت لے سکتی ہے۔چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:"ان كان الطلاق بائنا ففي ظاهر الرواية يجوز ولواستاجرها بعدانقضاء العدة لارضاع ولده منهاجاز"(۴)

اور بہار شریعت میں ہے:"بچہ کی ماں نکاح میں ہو یا طلاق رجعی کی عدت میں اگر دودھ پلائے تو اس کی اجرت نہیں لے سکتی۔طلاق بائن کی عدت میں لے سکتی ہے۔"(۵)

اس سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں ماں اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت اس کے باپ سے لے سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳)صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:"اگر مرد و عورت دونوں مالدار ہوں تو نفقہ مالداروں کا سا ہوگا اور اگر دونوں محتاج ہوں تو محتاجوں جیسا اور ایک مالدار اور دوسرا محتاج تو متوسط درجہ کا اور شوہر مالدار ہو اور عورت محتاج تو بہتر یہ ہے کہ جیسا آپ کھاتا ہو عورت کو بھی کھلائے مگر یہ واجب نہیں واجب متوسط ہے۔(۶)

اس تفصیل کی روشنی میں بہتر ہے کہ آپ چند دیندار نیک اور تجربہ کار لوگوں کو منتخب کرلیں وہ شوہر اور بیوی کے حالات کا صحیح جائزہ لے کر عورت اور بچے کے اخراجات متعین کردیں۔واللہ اعلم

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج: ۲،ص: ۶۷۰

(۲) بہار شریعت، ج:۸،ص: ۲۵۳

(۳) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج:۴،ص: ۴۳۴

(۴)بہار شریعت، ج:۴،ص: ۴۳۴

(۵) بہار شریعت، ج:۸،ص: ۲۷۵

(۶)حوالہ سابق، ج:۸،ص: ۲۶۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۴) اگر ماں طلاق کے بعد کسی ایسے شخص سے نکاح نہ کرے جو لڑکے کا محرم نسبی ہے۔ مثلاً چچا وغیرہ نہ ہو تو لڑکا سات برس کی عمر تک اور لڑکی نو برس کی عمر تک اپنی ماں کے پاس رکھے جائیں گے۔ اس مدت تک لڑکے اور لڑکی کی پرورش کا حق ماں کو ہے۔ درمختار میں ہے: " الحاضنة اما او غيرها احق بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقد ربسع وبه يفتى "(۱)

اسی میں ہے:

" والام والجدة لام اولاب احق بها حتى تشتهى و قد ربتسع وبه يفتى "(۲)

اس مدت کے بعد باپ کی اجازت سے رہ سکتا ہے اور بچے کے تمام اخراجات کا ذمہ دار اس کا باپ ہے بشرطیکہ اس بچے کا اپنا کوئی مال نہ ہو بچہ کسی کے پاس رہے اور کہیں رہے بہر حال اپنے باپ کے ترکہ کا حقدار ہے اسے ہر حال میں میراث ملے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ﴾ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب الصحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

شوہر شرابی وغیرہ ہو تو عورت کو اس سے چھٹکارہ حاصل کرنے کی کیا صورت ہے؟

مسئلہ از: محمد رئیس اسلام پورہ، مجھوامیر، ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ زید نے ہندہ کے ساتھ شادی کیا اور ہندہ کے گھر والوں کو معلوم بھی تھا کہ زید شراب وغیرہ پیتا ہے یا اس کے اندر افعال شنیعہ بھی پائے جاتے ہیں اور زید کی ہندہ کے ساتھ شادی ہوئے دس سال ہو گئے ہیں۔ زید ہندہ کو آٹھ سال سے خرچ وغیرہ نہیں دیتا ہے، اگر ہندہ مزدوری بھی کرتی ہے تو اسے مارتا اور گالی وغیرہ دیتا ہے۔ اس کے پاس جو پیسے وغیرہ رہتے ہیں وہ اسے چھین لیتا ہے اور اسے لے جا کر شراب وغیرہ پی لیتا ہے اور شراب کے نشے میں اپنے بدن پر خود چھری وغیرہ مار لیتا ہے اور زید ہندہ کو نہ کما کر کھلاتا ہے، نہ اس کی دوسری ضروریات پوری کرتا ہے اور زید نشے کی حالت میں اپنی بیوی بچوں پر بھی ہاتھ اٹھا لیتا ہے، اور ان کے کسی پریشانی میں کام بھی نہیں آتا ہے، اور ہندہ اپنے میکے میں تقریباً تین سال سے رہتی ہے، اور زید اپنی بیوی کو اپنے گھر بھی نہیں لے جاتا ہے۔ ایک مرتبہ زید کی لڑکی کا انتقال ہوا اس نے اپنی لڑکی کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی اور نہ اس کی

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۲، ص: ۶۴۰

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج ۲، ص: ۶۴۰

(۳) سورۃ النساء، آیت: ۱۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مٹی دی تو اس صورت میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید اپنی خبیث ورذیل حرکات کی بنا پر سخت ظالم وجابر حق اللہ وحق العبد میں گرفتار مستحق غضب جبار ہے، اس پر لازم ہے کہ ان حرکتوں سے باز آئے اور حق زوجیت ادا کرے یا بیوی کو طلاق دے دے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْسَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ﴾ (۱)

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَاتُضَارُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ﴾ (۲)

اور اگر زید طلاق نہیں دیتا تو ڈرا دھمکا کر جس طرح بھی ہو سکے طلاق لی جائے، اس کے علاوہ چھٹکارے کی کوئی شکل نہیں ہے۔ ہندہ کو بغیر طلاق کسی سے ہرگز ہرگز نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور زید جب تک اپنی اصلاح نہیں کر لیتا ہے مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۶ ربیع النور شریف ۱۴۲۴ھ

جو والدین کا خرچ نہ دے کیا وہ وراثت کا حقدار ہے؟

مسئلہ از: محمد یعقوب، دھانے پور، گونڈہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ابن زید نے ۱۸ سال تک تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا پھر فراغت کے بعد اپنے والدین سے کہتا ہے میں آپ لوگوں کے ساتھ کچھ نہیں کر سکتا یعنی میں آپ لوگوں کا ذمہ دار نہیں ہوں، نیز ابھی تک اس کے والدین مجبور نہیں ہیں۔ کیا میراث میں اس کو کوئی حصہ ملے گا یا نہیں؟ ایسے لڑکے کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں مرحمت فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۳۱

(۲) سورۃ الطلاق، آیت: ۶

(۳) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر والدین محتاج ہوں اور اولاد صاحب نصاب ہو تو والدین کا نفقہ اولاد پر واجب ہے اور اگر الگ سے اخراجات دینے کی وسعت نہ ہو تو والدین کو کھانے پینے میں اپنے ساتھ شریک کرے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "یجبر الولد الموسر علی نفقة الا بوین المعسرین"(۱)

اور اسی میں ایک مقام پر ہے: "قال ابو یوسف اذا کان الابن فقیرا کسوبا والاب زمنا یشارک الابن فی القوت بالمعروف"(۲)

اسی طرح فتاویٰ رضویہ(۳) اور فتاویٰ امجدیہ وغیرہ میں ہے۔ اور اگر والدین مجبور محتاج نہیں اور اولاد مالک نصاب ہوں پھر بھی والدین کی پاسداری اور نگہداشت نہیں کرتے تو یہ نہایت شقاوت اور بدبختی ہے اور برکات دارین سے محرومی کا سبب ہے۔ ابن زید کو والدین کی حتی الامکان خدمت کرنی چاہئے، رہا میراث کا معاملہ تو وراثت بحکم شریعت مطہرہ ہے اس سے کوئی محروم نہیں کرسکتا، اس لئے زید کا لڑکا زید کے ترکے سے بہرحال حصہ پائے گا۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ﴾(۴)

اور اگر زید خود میراث سے محروم کرنا چاہتا ہے تو بھی نہیں کرسکتا ہے اور اس کا لڑکا میراث سے ضرور حصہ پائے گا، ایسا ہی فتاویٰ رضویہ(۵) میں اور اس کے علاوہ دیگر کتب فقہیہ میں مسطور ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۳۰ر صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

---

(۱) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۵۶۴

(۲) الفتاوی العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۵۶۵

(۳) الفتاویٰ الرضویه، ج: ۵، ص: ۹۱۰

(۴) سورة النساء، آیت: ۱۱

(۵) الفتاویٰ الرضویه، ج: ۱، ص: ۳۲۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحلف والایمان

قال اللہ تعالیٰ

﴿وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾

(النحل/۹۱)

یعنی

اللہ کا عہد پورا کرو جب آپس میں معاہدہ کرو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم اللہ کو اپنے اوپر ضامن کر چکے ہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔

از ص: ۲۱۷ تا ص: ۲۲۳

کل فتاویٰ: ۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب الحلف والایمان

قسم اور منت کا بیان

قرآن مقدس کی جھوٹی قسم کھانے والے پر کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد اقرار خاں کان پور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے ان جھوٹی باتوں کو سچ ثابت کرنے کے لئے قرآن مقدس اٹھا کر جھوٹی قسم کھائے تو کھا سکتا ہے کہ نہیں اور اگر کھالیا تو اس کا گناہ کیسے معاف ہوگا قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل آسان اردو زبان میں جوابات عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر گزشتہ یا موجودہ چیز کے متعلق جان بوجھ کر قسم کھائی مثلاً قسم کھائی کہ میں نے فجر کی نماز پڑھ لی ہے جب کہ اس نے نماز فجر نہیں پڑھی تھی یا قسم کھائی کہ میرے پاس دس ہزار روپے ہیں، جب کہ اس کے پاس دس ہزار روپے نہیں تھے، تو قسم کھانے والا سخت مجرم وگنہ گار مستحق غضب جبار ہے اس پر فرض ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور بارگاہ الٰہی میں صدق دل سے نادم ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ. وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ (۱)

اور ارشاد نبوی ہے: "من حلف فقال انی بری من الاسلام فان کان کاذبا فھو کماقال" ۱ھ (۲)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "غموس و ھو الحلف علی اثبات شی او نفیہ فی الماضی او الحال یتعمد الکذب فیہ فھذہ الیمین یاثم فیھا صاحبھا وعلیہ فیھا الاستغفار والتوبۃ دون الکفارۃ" (۳)

---

(۱) سورۃ آل عمران، آیت: ۷۷

(۲) سنن ابی داؤد، ج: ۲، ص: ۴۶۴

(۳) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۲، ص: ۵۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ''جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی یعنی مثلاً جس کے آنے کی نسبت جھوٹی قسم کھائی تھی یہ خود بھی جانتا ہے کہ نہیں آیا ہے تو ایسی قسم کو غموس کہتے ہیں غموس میں سخت گنہ گار ہوا استغفار و توبہ فرض ہے مگر کفارہ لازم نہیں۔'' اھ(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

قرآن مقدس اٹھا کر قسم کھانے والے پر کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: شہیدہ خاتون پورینہ پانڈے بستی

ایک بات یہ ہے کہ قرآن کی قسم یعنی کسی بات پر قرآن اٹھوایا گیا اٹھوانے والے کے سامنے اٹھانے والا اپنی مرضی کا ادا اظہار نہیں کر سکتا تھا اس لئے قرآن اٹھالیا، کچھ دن بعد اپنی بات سے پھر گیا اس کے لئے کیا حکم ہے۔ شادی شدہ ہونے کی صورت میں اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا یا نہیں۔

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر آئندہ کام کرنے یا نہ کرنے کے لئے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھائی تو اس قسم کے توڑنے پر کفارہ لازم ہے یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو ایک ایک جوڑا کپڑا دے، یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر ان میں کسی ایک کی قدرت نہ رکھتا ہو تو لگاتار تین روزے رکھے۔ اگر کھانے اور جوڑے وغیرہ کی استطاعت کے باوجود روزے سے کفارہ ادا کیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ﴾ (۲)

قسم توڑنے کی صورت میں نکاح نہیں ٹوٹتا ہے بلکہ کفارہ لازم ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۵ رشوال المکرم ۱۴۲۸ھ

---

(۱) بہار شریعت، ج: ۹، ص: ۱۶

(۲) سورۃ المائدہ، آیت ۸۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

معمولی بات پر قرآن کو ہاتھ میں لے کر قسم کھانے پر کیا حکم ہے؟

مسئلہ: محمد حنیف عرف جمن، موضع کسہوا، پوسٹ کرمہیا، ضلع بستی (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں خسر اور بہو نے کسی امر کے بابت قرآن مجید ہاتھ میں لے کر قسم کھائی اور اب بہت افسوس کر رہے ہیں ان دونوں کا حکم شرعی تحریر فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

بیانِ سائل سے معلوم ہوا کہ خسر اور بہو نے ایک معمولی بات پر قرآن پاک ہاتھ میں لے کر قسم کھالی ہے اور انہیں اس بات کا افسوس ہے کہ معمولی بات پر ہم نے قرآن پاک کو کیوں اٹھالیا لہٰذا ان پر شرعاً کوئی کفارہ لازم نہیں ہے البتہ معمولی بات پر قرآن شریف اٹھا کر حلف لینا بہتر نہیں ہے اس لئے وہ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۸ر جمادی الآخر ۱۴۲۷ھ

متعین دنوں میں روزہ کی منت مان کر نہ رکھ سکا تو کیا کرے؟

مسئلہ از: جمیل الدین، محلہ گاندھی نگر، نظام آباد، آندھرا پردیش

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے منت مانی کہ اگر میری شادی ہندہ سے ہوگئی تو میں اس سال از یکم شعبان المعظم تا ۱۵ شعبان المعظم روزہ رکھوں گا۔ زید کی شادی ہندہ سے ہوگئی۔ زید اپنی منت پوری نہ کرسکا (روزہ اس سال نہ رکھا) اب زید کیا کرے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید اب پندرہ روزہ بطور قضا رکھے خاتم المحققین علامہ ابن عابدین قدس سرہ السامی تحریر فرماتے ہیں: "ان المعلق یتعین فیہ الزمان بالنظر الی التعجیل اما تاخیرہ فظاھر انہ جائز اذلا محذور فیہ" (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

(۱) ردالمحتار، ج:۳، ص:۷۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

روزہ کی منت مانی مگر اب نہ جسمانی قوت ہے نہ فدیہ کی حیثیت تو

مسئلہ: شمشاد علی حبیبی سابق چیئرمین فورم کورٹ سلطانپور

حضرت مفتی صاحب قبلہ!

آپ اس مسئلہ میں رہنمائی کریں کہ اگر کسی نے روزہ رکھنے کی منت مانی مگر اس کی حالت ایسی ہوگئی کہ نہ وہ روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ ہی اس کا عوض صدقہ دے سکتا ہے اب اس کے لئے کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر کسی شخص نے روزہ رکھنے کی منت مانی اور پھر اس کی حالت ایسی ہوگئی کہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے اور نہ ہی فدیہ دے سکتا ہے اور آئندہ بھی اسے روزہ رکھ پانے کی کوئی اُمید نہیں ہے تو اس کے لئے حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتا رہے۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہ ہوگا۔ غمز عیون البصائر میں ہے "فی المنتقی نذر ان یصوم ابدا فضعف عن الصوم لا شتغاله بالمعیشة له ان یفطر ویطعم لکل یوم نصف صاع من برا وصاعا من شعیر وان لم یقدر علی ذالک لعسرته یستغفر الله تعالیٰ." (۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد تمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم الفتاوی درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

بزرگوں کی نذر کا سامان علما وسادات لے سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ: ماسٹر محمد عرفان، بھوانی گنج، سدھارتھ نگر

کیا فرماتے ہیں مفتیان اسلام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے کسی بزرگ کے نام نذر مانی مثلاً یوں کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے نام ایک دیگ کھانا ہنوا کر تقسیم کروں گا تو اس کھانے کو علما اور سادات کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اولیائے کرام کے نام مانی جانے والی نذر حقیقت میں نذر شرعی نہیں ہے بلکہ نذر طرفی ہے جس کا مطلب

---

(۱) غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر، ج: ۱، ص: ۴۵۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نذرانہ ہوتا ہے اسے علما وسادات اور عوام سبھی کھا سکتے ہیں یہ صدقہ نافلہ کی قبیل سے ہوتا ہے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ حدیقہ ندیہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: "ومن هذا القبيل زيارة القبور والتبرك بضرائح الاولياء والصالحين والنذر بهم بتعليق ذلك على حصول شفاء وقدوم غائب فانه مجاز عن الصدقة على الخادمين بقبورهم." (۱)

البتہ جو نذر شرعی ہوتی ہے وہ خاص فقرا ومساکین کا حق ہوتا ہے اسے اغنیا وسادات نہیں لے سکتے ہیں سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہٗ ردالمحتار کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

"مصرف الزكاة هي ايضا مصرف النذر" (۲) والله تعالىٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

بھگوان یا کسی معبود باطل کی قسم کھانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد اقلیم امرڈوبھا، سنت کبیر نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ کسی مسلم نے جان بوجھ کر بھگوان کی قسم یا رام کی قسم کھائی تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

"باسمه تعالىٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

اگر "بھگوان کی قسم" سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جیسا کہ ہندو، خدائے قدوس کے لئے لفظ بھگوان بولتے ہیں تو یہ قسم حرام وگناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولنا حرام، بلکہ بحکم فقہا کفر ہے یہی حکم "رام کی قسم" کا بھی ہے، اور اگر اس سے مراد ہندوؤں کے معبود ہوں تو بلاشبہ کفر وارتداد ہے اور قائل اسلام سے خارج ہے کہ اس میں ان معبودان باطلہ کی تعظیم وتوقیر ہے اور ان کی تعظیم وتوقیر کفر ہے حدیث شریف ہے۔

"من حلف وقال في حلفه واللات فليقل لااله الاالله" (۳)

یعنی جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اور کہا قسم ہے لات کی تو وہ (کلمہ طیبہ) لا الہ الا اللہ کہے اس حدیث کے تحت حاشیہ میں ہے۔

---

(۱) الفتاوی الامجدیہ، ج: ۱، ص: ۳۵۹

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج: ۵، ص: ۱۷۹

(۳) سنن ابی داؤد، ج: ۴، ص: ۴۶۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"یحتمل ان یکون معناہ انہ سبق علی لسانہ فلیعدارکہ بکلمۃ التوحید لانہ صورۃ الکفر والافان کان علی قصدالتعظیم فھو کفر وارتداد یجب العود عنہ بالدخول فی الاسلام." (۱)

حاصل یہ ہے کہ قسم کھانے والے نے اس قسم سے خدا کی ذات مراد لی ہو یا غیر مسلموں کے معبودان باطلہ مراد لئے ہوں، دونوں صورت میں اس پر توبہ واستغفار تجدید ایمان ونکاح لازم ہے اور آئندہ ایسی بات سے پرہیز فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاودرس دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

(۱) سنن ابی داؤد، ج:۲،ص:۴۶۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحدود والتعزیر

قال اللہ تعالیٰ

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا﴾

(الفرقان/ ۶۸)

یعنی

اور اللہ کے بندے وہ کہ خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک نہیں کرتے اور اس جان کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے خدا نے حرام کیا اور زنا نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔

از ص: ۲۲۴	تا	ص: ۴۱۸

کل فتاویٰ: ۱۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحدود والتعزیر
حدود وتعزیر کا بیان

کسی کی منکوحہ کو بیوی کی طرح رکھنے والے پر کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: عبدالرحمٰن موضع پرساد مالی، پوسٹ رام پور، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عبدالرحمٰن کا لڑکا جمال احمد موضع پرساد مالی رام پور تھانہ منڈیرواں ضلع بستی یوپی کا رہنے والا اور رضوانہ خاتون کتاب اللہ خاں کی لڑکی موضع پرساد مالی پوسٹ رام پور تھانہ منڈیرواں کی رہنے والی ان دونوں سے محبت ہوگئی، مگر عبدالرحمٰن اور کتاب اللہ خاں ان دونوں کو معلوم نہیں تھا اور کتاب اللہ خاں نے اقبال احمد کے لڑکے محمد نعیم الدین موضع گنگولی تھانہ دودھارا تحصیل خلیل آباد ضلع سنت کبیر نگر کے رہنے والے سے شادی کردی اور لڑکی کو رخصت کیا مگر لڑکی نے نہ اس سے گفتگو کی اور نہ کوئی بات مانی اور وہاں سے فرار ہوکر عبدالرحمٰن کے گھر نے جمال احمد کو لے کر فرار ہوگئی۔ اور سال بھر دونوں غائب رہے پھر گھر کی طرف واپس ہوئے اور لڑکی کے شکم سے ایک بچی پیدا ہوئی اور ان دونوں نے عبدالرحمٰن کو کافی مارا اور ان کی اہلیہ کو کافی مارا۔ عبدالرحمٰن نے دونوں کو گھر سے باہر نکال دیا۔ رشتہ دار اور گاؤں کے لوگ ان کے یہاں سے کھانا پینا بند کردیا اب کیا کیا جائے کہ گاؤں کے لوگ اور رشتہ داران کے یہاں کھانا پینا شروع کردیں اور لڑکی اور لڑکا اپنی زندگی کس طرح گزاریں واضح طور پر تشریح فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں رضوانہ خاتون اور جمال احمد سخت مجرم، بدکار، جفاکار، مستحق نار وغضب جبار وقہار ہیں۔ دونوں پر لازم ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں اور علانیہ توبہ واستغفار کریں۔ مسجد میں کچھ ضرورت کی چیزیں مثلاً لوٹا، چٹائی، مصلیٰ وغیرہ رکھ دیں، اور میلاد شریف کرائیں کہ یہ سب چیزیں قبولیت دعا میں معاون ہوں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا﴾ (۱) اب اگر دونوں میاں بیوی بن کر

(۱) سورۃ الفرقان، آیت: ۷۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رہنا چاہیں تو پہلے محمد نعیم الدین سے طلاق لیں خواہ جس طرح بھی ہو پھر جب محمد نعیم الدین طلاق دے دے تو رضوانہ، مطلقہ کی عدت تین کامل حیض گزارے اس کے بعد عبدالرحمٰن کے لڑکے جمال احمد سے نکاح کرے۔ محمد نعیم الدین سے طلاق لئے بغیر ہرگز ہرگز رضوانہ کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر مذکورہ طریقے پر دونوں عمل کرلیں تو ان کا سماجی بائیکاٹ ختم کرکے برادری میں شامل کرلیا جائے۔ اور اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو سب لوگوں پر لازم ہے کہ ان دونوں کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔ ان سے بات، چیت، سلام کلام اٹھنا بیٹھنا سب بند کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۸ر صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

زید کا لڑکا بدکاری میں مبتلا ہو اور زید اس سے کوئی تعلق نہ رکھے تو کیا زید کا بائیکاٹ درست ہے؟

مسئلہ از: عبدالرحیم موضع پرسادمالی، پوسٹ رام پور، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا لڑکا بکر کی لڑکی کو لے کر فرار ہوگیا اور ایک سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا ہے کہ وہ دونوں میاں بیوی کی طرح رہ رہے ہیں۔ زید نے اپنے لڑکے کو بہت سمجھایا مگر وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آیا جس پر زید نے اسے اپنے گھر سے نکال دیا اور اپنا رشتہ ناطہ ختم کردیا ہے مگر زید کی برادری کے لوگ زید کا بائیکاٹ کئے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت میں شریعت کا کیا حکم ہے بیان فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں اگر واقعی زید نے اپنے بدکردار لڑکے کو سمجھایا اور غلط کاری سے باز آنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور اس سے اپنا تعلق ختم کرلیا تو اب اس پر کوئی الزام نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ (۲) یعنی اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ لہٰذا اس کا بائیکاٹ کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔ زید کی برادری کو چاہئے کہ زید کا بائیکاٹ ختم کرکے برادری میں شامل کرلیں ہاں اگر زید اپنے بیٹے کی

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۱۶۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حرکت پر راضی ہو تو یقیناً اس کا بائیکاٹ درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: نظام الدین قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۷ر صفر المظفر ۱۴۲۲ھ

غیر مسلم عورت سے ہمبستری کرنا زنا کا حکم رکھتا ہے یا نہیں؟

مسئلہ از: عبدالقیوم بستی

کرم طراز حضرت محقق سیدنا آقا مفتی صاحب آداب وتسلیمات وقدم بوسی بعد ادائے مراسم غلامانہ عرض اینکہ درج ذیل کا شرعاً فتویٰ عطا فرمانے کی دستہ بستہ معروض بندہ نوازی ہوگی۔ التماس کافرہ حربیہ سے مواصلت و مباشرت میں معاذ اللہ مومنہ کے ساتھ مباشرت کا حکم یکساں ہے یا کچھ مراعات ہیں یا کہ دونوں کو تعزیر وسنگسار

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

کسی بھی عورت سے زنا حرام وگناہ اور موجب سزا ہے مومنہ وکافرہ کی کوئی تفریق نہیں ہے۔ فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "غیر مسلم عورت سے کسی مومن مرد کا ہمبستری کرنا بھی شرعاً زنا ہے جو اسے زنا، نہ مانے وہ گمراہ نہیں تو جاہل ضرور ہے اور جاہل نہیں تو گمراہ ہے۔"(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۱ جمادی الاول ۱۴۳۰ھ

جس شخص کا سماجی بائیکاٹ ہو اس کو برادری میں شامل ہونے کی کیا صورت ہے؟

مسئلہ از: انتظامیہ غوثیہ انجمن کمیٹی بھٹیا تحصیل گنور، ضلع لکھیا، مدھیہ پردیش

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں (۱) سراج بیگ کی لڑکی صوفیہ بانو عمر اٹھارہ سال جو کہ محمد اسحاق علی کے لڑکے مفتو اعمر بالغ کے ساتھ ۱۲ جون کو بھاگ گئی۔ تاریخ ۱۳ جون کو تھانہ سلیما کے ذریعہ دونوں اپنے اپنے گھر آئے۔ (۲) ہم بستی والوں نے ان کو برادری سے بند کر دیا (۳) کچھ دنوں کے بعد سراج بیگ نے اپنی لڑکی صوفیہ بانو کو شہر میں لے جا کر دوسرے لڑکے کے ساتھ عقد کر دیا (۴) اب سراج بیگ برادری میں شامل ہونا چاہتے ہیں شریعت کیا حکم دیتی ہے۔

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۲، ص: ۵۶۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

سراج بیگ اور صوفیہ بانو اور محمد اسحاق اور ان کا لڑکا ٹنکو سب سخت مجرم وگنہ گار لائق غضب جبار ہیں۔ یہ سب علانیہ توبہ واستغفار کریں قرآن خوانی میلاد شریف اور خیرات وصدقات کریں۔ اگر یہ لوگ ایسا کرلیں تو برادری میں شامل کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۲ رذی الحجہ ۱۴۳۰ھ

کسی نے اپنی بھتیجی کے ساتھ زنا کیا تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد رفیق خاں، امام کپتان مسجد، رام پور، یوپی

بحضور جناب مفتی اسلام صاحب قبلہ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی

بعد سلام عرض ہے کہ ایک شخص نے اپنی حقیقی بھتیجی کے ساتھ بدفعلی کی ہے اور اس شخص نے اس بات کو تسلیم بھی کیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ مجھ سے جب یہ برا عمل ہوا تو میں نے دخول کیا اور پھر فوراً خدا کا خوف دل میں پیدا ہوگیا اور میں اپنی حرکت سے پلٹ گیا اور انزال بھی نہیں ہو پایا تھا اور میں بہت ہی شرمندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور برابر ایک مہینے سے توبہ کر رہا ہوں لہٰذا وہ آدمی میرے پاس آیا اور مذکورہ باتوں کو دہرایا اور کہا کہ شریعت کا حکم کیا ہے لہٰذا شریعت مصطفویہ میں اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ ہندوستان میں تو ہم اس کو کوڑے نہیں مار سکتے ہیں، کیا اس پر کفارہ ہے جس کو وہ ادا کرے اور اس کی بخشش کی کوئی صورت ہے۔ دونوں غیر شادی شدہ ہیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر یہاں اسلامی حکومت ہوتی تو دونوں کو سو سو کوڑے حد لگائی جاتی۔ لیکن جب یہاں حکومت اسلامیہ قائم نہیں تو دونوں پر صدق دل سے توبہ واستغفار لازم ہے۔ اگر ان کے جرم کا اظہار ہوگیا ہے تو علانیہ توبہ کریں اور رب العالمین کی بارگاہ میں نادم وشرمندہ ہوں، اور زیادہ سے زیادہ خیرات وصدقات کریں کہ یہ چیزیں قبولیت توبہ میں معاون ہوں گی اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فَاِنَّهٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ مَتَابًا﴾(۱)

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "التائب من الذنب کمن لاذنب لہ" (۲) زنا کی سزا رجم یا حد ہے۔ اس کا کفارہ نہیں ہے، بس صدق دل سے توبہ واستغفار کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

زنا کی تہمت لگانے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: مسیح الدین مقام وپوسٹ بیدی پور بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید وبکر جو کہ مسلم ہیں آپس میں دونوں میں رنجش چل رہی تھی اسی درمیان زید سے اور ایک ہندو سے جھگڑا ہو گیا تو زید نے بکر مسلم کو زنا کے الزام میں شامل کر دیا اور مقدمہ بھی کر دیا جب کہ یہ الزام بالکل جھوٹ ہے اور پولیس بھی تفتیش میں آئی پورے گاؤں والوں سے جانکاری حاصل کی معاملہ غلط نکلا لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید نے جو بکر پر الزام زنا لگایا ہے اس پر شریعت کا کیا حکم ہے اور گاؤں والوں کو زید کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے۔ حکم شرع بیان فرمائیں اور جو لوگ زید کا ساتھ دیں اور مل کر کھانا کھائیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے۔ بیان فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر کوئی شخص کسی عاقل بالغ آزاد مسلمان عفیف پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ سے ثابت نہ کر سکے تو جس پر الزام لگایا ہے اس کے مطالبہ پر اسی کوڑے مارے جاتے ہیں پھر اس کی گواہی کبھی قبول نہیں کی جاتی ہے۔ زنا کی تہمت لگانے کو قذف کہا جاتا ہے اور یہ گناہ کبیرہ حرام حرام اور اشد حرام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا﴾(۳) یعنی جو لوگ مسلمان مرد اور عورتوں کو ناکردہ باتوں سے ایذا دیتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ اٹھایا۔ اور ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً

---

(۱) سورۃ الفرقان، آیت: ۷۱

(۲) مشکوۃ المصابیح، ص: ۲۰۶

(۳) سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (۱) یعنی جو لوگ پارسا عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں پھر چار گواہ نہ لائیں ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہ لوگ فاسق ہیں۔

صورت مذکورہ میں زید زنا کی تہمت لگانے کے سبب سخت گنہ گار اور فاسق وفاجر ہے۔ اگر یہاں اسلامی حکومت ہوتی تو زید پر اسی کوڑے لگائے جاتے۔ اسلامی حکومت نہ ہونے کی بنیاد پر حکم ہے کہ زید بکر سے علانیہ معافی مانگے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں صدق دل سے توبہ واستغفار کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں ورنہ وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔ ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲) اور جو لوگ زید کا ساتھ دیں وہ بھی مجرم وخطا کار ہیں۔ ان پر بھی توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۸ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۸ھ

جو اپنی بیٹی سے زنا کرے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد فضل الرحمٰن مقام وپوسٹ پانڈو، ضلع ہزاری باغ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے اپنی بیٹی سے زنا کیا جب کہ اس بیٹی کی حقیقی ماں مرچکی ہے۔ زید نے پھر دوسری شادی کی ہے لہٰذا زید پر کیا حکم شرعی نافذ ہوگا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید بدکار سیاہ کار مجرم ومستحق غضب جبار اور سزاوار نار ہے اگر اسلامی حکومت ہوتی تو زید کو سنگسار کردیا جاتا۔ اب جب کہ یہاں اسلامی حکومت نہیں زید پر لازم ہے کہ دل سے توبہ واستغفار کرے اور راہ خدا میں صدقات وخیرات کرے کہ یہ چیزیں توبہ قبول ہونے میں معاون ہوں گی۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا﴾ (۳) اگر زید توبہ واستغفار نہ کرے تو مسلمان اس کا بائیکاٹ کردیں۔ قال اللہ ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ

---

(۱) سورۃ النور، آیت: ۴

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۳) سورۃ الفرقان، آیت: ۷۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱) اور زید نے جو دوسری شادی کی ہے اگر یہ اس لڑکی کی رضاعی ماں ہو تو فوراً مقاطعہ کرے اور اس سے جدا ہو جائے کہ جس طرح اپنی ماں حرام ہوگی یوں ہی اب اس لڑکی کی رضاعی ماں بھی زید پر حرام ہوگی۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: "یحرم من الرضاعة مایحرم من الولادة" (۲) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۸/ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ

زید نے اپنے بیٹے کی بیوی سے زنا کیا تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: مولانا وجہ القمر برکاتی، مقام وپوسٹ بتھریا، ڈومریا گنج، سدھارتھ نگر، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں زید نے اپنے لڑکے بکر کی بیوی ہندہ کے ساتھ زنا کیا جب کہ ہندہ کی رضا بالکل نہیں تھی یہ کام اس کے خسر زید نے بالجبر کیا اگر ہندہ اپنے شوہر بکر کے ساتھ نہیں رہ سکتی تو کیا زید نکاح کے ذریعہ اس کو اپنی بیوی بنا کے رکھ سکتا ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مدلل ومفصل عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر واقعی زید نے اپنے لڑکے بکر کی بیوی ہندہ کے ساتھ زنا کیا ہے "معاذ اللہ" تو اب ہندہ زید وبکر دونوں پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوگئی نہ بکر اسے رکھ سکتا ہے اور نہ ہی زید۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ (الی قولہ تعالیٰ) وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ (۳) اور آیت کریمہ "وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ" کی تفسیر میں مفسر قرآن علامہ ابوبکر جصاص قدس سرہ فرماتے ہیں۔

"النکاح اسم للوطی حقیقة علی مقتضی موضوعه فی اصل اللغة ویسمی العقد باسمه مجازا فوجب اذا کان هذا علی ماوصفنا ان یحمل قوله تعالیٰ و لا تنکحوا الایة علی الوطاء فاقتضی ذلک تحریم من وطیها ابوه من النساء علیه لانه لما ثبت ان النکاح اسم للوطی لم یختص بالمباح منه." (۴)

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت ۶۸ (۲) الصحیح لمسلم، ج: ۱، ص: ۴۶۶

(۳) سورۃ النساء، آیت: ۲۳ (۴) احکام القرآن للجصاص، ج: ۲، ص: ۱۱۲، ۱۱۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اوراورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ کے استاذ علامہ دہر ملا احمد جیون قدس سرہ فرماتے ہیں:

"و قیل المراد بالنکاح الوطی یعنی لاتؤطوا اماوطی اباء کم ففیه دلیل علی تحریم موطوئة الاب کلها سواء کان بنکاح او بملک یمین اوبزنا کما هو مذهبنا وعلیه کثیر من المفسرین هکذا فی المدارک" (۱)

اورفتاویٰ عالمگیری میں ہے: "تحرم المزنی بها علی اباء الزانی واجداده وان علوا وابنائه و ان سفلوا کذا فی فتح القدیر." (۲)

کنزالدقائق میں ہے: "الزنا یوجب حرمة المصاهرة" (۳)

علامہ ابن نجیم مصری قدس سرہ فرماتے ہیں: "ان الاعتبار لعین الوطالالکونه حلالا اوحراما" (۴)

ان تمام ارشادات کا حاصل یہ ہے کہ جس عورت سے کسی نے صحبت ووطی کرلی تواب وہ عورت اس وطی کرنے والے کے اصول وفروع سب پر ہمیشہ کے لئے حرام ہوجاتی ہے خواہ وہ وطی حلال ہو یا حرام ہو۔ یہی ارشادا کابر صحابہ مثل امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم، عبداللہ بن مسعود، بن عباس، جابر، ابی بن کعب اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور جمہور تابعین مثل حضرت حسن بصری امام شعبی، امام اوزاعی، مجاہد، حماد، سفیان ثوری وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہے البتہ اس حرام ہوجانے سے ہندہ بکر کے نکاح سے نہ نکلے گی بلکہ بکر پر فرض ہے کہ ہندہ کو فوراً طلاق دے کرالگ کردے۔ یا متارکہ کردے مثلاً کہہ دے کہ میں نے اسے چھوڑا۔ درمختار میں ہے: "بحرمة المصاهرة لایرتفع النکاح حتی لایحل لها التزوج باخر الابعد المتارکة وانقضاء العدة" (۵)

اب ہندہ عدت گزار کر کسی سنی مسلمان سے نکاح کرلے مگر زید کے لئے بذریعہ نکاح بھی حلال نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والماب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

---

(۱) التفسیرات الاحمدیه، ص: ۲۰۹

(۲) الفتاوی العالمگیریة، ج ۱، ص: ۲۷۴

(۳) کنز مع البحر، ج: ۲، ص: ۹۸

(۴) کنز مع البحر، ج ۲، ص: ۹۸

(۵) الدر المختار مع ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۳۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سالی سے زنا کرنے والے کا حکم

مسئلہ از: محمد ادریس، مقام وپوسٹ نچلول بازار ضلع مہراج گنج، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام حسب ذیل مسئلہ کے بابت:

(۱) زید دو سگی بہنوں سے ہمبستری کرتا ہے ایک اس کے نکاح میں ہے دوسری کو بھی رکھا ہے جس سے زنا کرتا ہے کیا ایسا کرنا زید کے لئے درست ہے۔ اگر نہیں تو زید پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوتا ہے۔ نیز اس کے ساتھ تعلقات قائم کرنا اس کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے۔ مفصل تحریر فرمائیں۔

(۲) بکر دن رات شراب پی کر مست رہتا ہے نہ پنج وقتہ نہ عید وبقرعید کی نماز پڑھتا ہے نہ ہی سماج سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ بیان فرمائیں یہ بھی تحریر فرمائیں کہ اس سے تعلق رکھنا اور اس کے یہاں کھانا پینا کیسا ہے؟ بینوا وتوجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) زید کا اپنی بیوی کی بہن سے زنا کرنا حرام اشد حرام ہے۔ یہاں اگر اسلامی حکومت ہوتی تو زید کو سنگسار کر دیا جاتا۔ زید پر لازم ہے کہ اس قبیح وحرام کام سے علانیہ توبہ واستغفار کرلے۔ کچھ خیرات وصدقات کرے اور آئندہ ایسی ذلیل حرکت سے باز رہنے کا عزم کرے اگر وہ ایسا کرلے تو ٹھیک ورنہ مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں اس سے میل جول سلام وکلام سب بند کردیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ.﴾ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) بکر فاسق وفاجر، بدکار، مجرم وگنہگار اور غضب جبار کا سزاوار ہے بکر پر واجب ہے کہ برے افعال وکردار سے باز آئے اور احکام الٰہیہ کی پابندی کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کا مکمل طور سے بائیکاٹ کردیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾. (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۱/ ذیقعدہ ۱۴۳۴ھ

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ایک لڑکی غیر مسلم کے ساتھ فرار ہوگئی تو؟

مسئلہ از: محمد جاوید، مقام برت پور پوسٹ لکھنیٹ ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں

''زید کی بہن (۱۷ سال) معاذ اللہ ایک غیر مسلم کے ساتھ فرار ہوگئی، زید نے تلاش کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر اب تک کوئی سراغ نہ ملا۔ اس نامحمود واقعہ کی وجہ سے زید کی برادری اور گاؤں والے اس سے قطع تعلق کررہے ہیں۔

مقصود طلب امر یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں کیا زید سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے؟ کیا زید سے تعلق رکھنے میں شرعاً کوئی قباحت ہے؟ جبکہ ظاہراً اس واقعہ میں اس کا قصور نہیں۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (۱)

کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

اگر زید نے واقعی کوئی قصور نہ کیا یعنی وہ بہن کی نقل وحرکت سے واقف نہ تھا اور اس غیر مسلم سے تعلقات کی اسے خبر نہ تھی یا خبر تھی اور بہن کو اپنی پوری کوشش بھر برائی سے روکتا رہا پھر بھی وہ ایسی حرکت کر بیٹھی تو زید کے بائیکاٹ کا حکم نہیں ہوگا نہ ہی اس سے قطع تعلق ضروری ہے اور اگر اس کی دانست میں یہ معاملہ تھا اور اس نے بہن کی غلط حرکت کو نظر انداز کیا تو بے شک زید مجرم ہے۔ اگر توبہ واستغفار کرلے تو اس سے تعلقات رکھے جائیں ورنہ اس کا بائیکاٹ کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد شفیق الرحمٰن

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۳/محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

---

(۱) سورۃ الفاطر، آیت: ۱۸

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جس کی لڑکی ہندو کے ساتھ فرار ہوگئی اس کا حکم

مسئلہ از: جملہ مسلمانان اہلسنت موضع منہیاں پوسٹ بیر پور (گور) ضلع بستی یوپی

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین وملت اس مسئلہ میں کہ مبارک حسین کی لڑکی جس کی عمر ۲۱ سال ہے ایک مسلم کے ساتھ فرار ہوگئی اور پھر دوسری لڑکی جس کی عمر ۱۸ سال ہے ایک غیر مسلم کے ساتھ بھاگ گئی اور ہندو بن کر زندگی گزار رہی ہے۔ والدین کا ان سے رابطہ آج بھی رہتا ہے اور سارا معاملہ مبارک حسین اور ان کے گھر والوں کی جانکاری میں ہوا ہے۔

ایک دوسرے معاملہ میں گاؤں والوں سے جھگڑا کرتے ہوئے مبارک حسین نے مسجد کی سخت بے حرمتی کی ہے جس کی وجہ سے گاؤں اور برادری کے کچھ لوگوں نے مبارک حسین کے گھر والوں کا سختی سے بائیکاٹ کر دیا ہے اور کچھ لوگ اب بھی اس کے ساتھ کھاتے پیتے اور تعلقات قائم رکھتے ہیں۔ گاؤں کی پنچایت میں مسجد ومدرسہ کے ممبران نے یہ حکم جاری کیا ہے کہ مبارک حسین اور ان کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے والوں کے گھر مسجد کے امام صاحب فاتحہ خوانی میلاد، جنازہ پڑھنے نہیں جائیں گے۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ بائیکاٹ نہ کرنے والوں کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟ نیز مسجد کے امام صاحب کے لئے ممبران کا یہ حکم جاری کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جن لوگوں نے مبارک حسین کا سماجی بائیکاٹ کیا ہے انہوں نے حکم شریعت پر عمل کیا ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ.﴾ (۱)

جو لوگ مبارک حسین کے ساتھ تعلقات برقرار رکھے ہوئے ہیں ان کو حکم شرعی سے آگاہ کر کے اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ مبارک حسین جیسے بے غیرت اور فاسق وفاجر کے ساتھ نہ رہیں اگر وہ لوگ مان لیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے بھی کنارہ کشی اختیار کر لی جائے اور ممبران مسجد ومدرسہ نے اصلاح معاشرہ اور سد باب مفاسد کے پیش نظر جو یہ فیصلہ کیا کہ امام صاحب مبارک حسین اور اس کا ساتھ دینے والوں کے گھر فاتحہ خوانی وغیرہ میں نہیں جائیں گے تو ان کا یہ فیصلہ بطور زجر وتوبیخ اور ازالہ مفاسد ومنکرات کے لئے درست ہے کہ تعزیراً اس طرح کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۸/ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی جرم میں منھ میں کالک لگا کر گھمانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد مظفر قادری، کرناٹک

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ گاؤں سماج میں اگر کوئی بہت بڑا جرم کر دیتا ہے تو لوگ اس کے منھ میں سیاہی پوت کر گاؤں میں گھماتے ہیں تو سزا کے طور پر منھ میں سیاہی لگانا کیسا ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"۔

الجواب بعون الملک الوھاب:

برائیوں کو روکنے کے لئے گاؤں سماج کے لوگ ایسی سزا دے سکتے ہیں کہ جس سے وہ خود شرعاً یا قانوناً مجرم نہ ہو جائیں ایسے مجرم کو گاؤں میں گدھے وغیرہ پر بیٹھا کر گھمانے میں حرج نہیں ہے مگر منھ میں کالک اور سیاہی لگانے کی اجازت نہیں ہے کہ یہ مثلہ ہے اور مثلہ حرام ہے۔ اس گرامی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"لاتغلوا ولاتغدروا ولاتمثلوا." (۱)

یعنی خیانت مت کرو دھوکہ مت دو اور صورت مت بگاڑو۔

علامہ اجل سیدنا امام نوی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"وفی ھذہ الکلمات من الحدیث فوائد مجمع علیھا وھی تحریم الغدر و تحریم الغلول و کراھۃ المثلۃ." (۲)

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ ربہ القوی قیم کی بحث میں تحریر فرماتے ہیں:

"منھ کیچڑ سے سانا صورت بگاڑنا ہے اور صورت بگاڑنا مثلہ ہے اور مثلہ حرام ہے، یہاں تک کہ جہاد میں حربی کافروں کو بھی مثلہ کرنا صحیح حدیث میں منع فرمایا جن کے قتل کا حکم فرمایا ان کے بھی مثلہ کی اجازت نہ دی۔

افسوس ان مسلمانوں پر کہ باہم کھیل میں ایک دوسرے کے منھ پر کیچڑ تھوپتے ہیں یا ہنسی سے کسی کے سوتے میں اس کے منھ پر سیاہی لگاتے ہیں یہ سب حرام اور اس سے پرہیز فرض۔" (۳)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سزا کے طور پر بھی منھ پر سیاہی لگانا ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

(۱) الصحیح لمسلم، ج:۲، ص:۸۲

(۲) المنھاج بشرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج:۲، ص:۸۲

(۳) الفتاوی الرضویۃ، ج:۳، ص:۶۶۷م

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لیٹ فیس اور مالی جرمانہ لینا شرعاً کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد تبسم، اورنگ آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے کوئی جرم کر دیا تو کیا اس سے کچھ رقم بطور جرمانہ لے سکتے ہیں؟ بعض مدارس عربیہ میں بھی یہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی طالب علم رخصت پر جانے کے بعد تاخیر سے آتا ہے تو اس سے لیٹ فیس کے نام پر کچھ روپیہ وصول کیا جاتا ہے ایسا کرنا کیسا ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

کسی جرم کی سزا میں مجرم سے مال وصول کرنا ناجائز وگناہ ہے، فقہ کی بے شمار کتب میں صراحت ہے کہ مالی جرمانہ ناجائز ہے۔ چنانچہ ردالمحتار میں ہے:

"فی شرح الآثار التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ اه والحاصل ان المذهب عدم التعزیز باخذالمال." (۱)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"جرمانہ کے ساتھ تعزیر کہ مجرم سے کچھ مال خطا کے عوض لے لیا جائے منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں۔" (۲)

لہٰذا کسی مجرم سے مالی جرمانہ لینا جائز نہیں ہے ہاں اس کی اصلاح کے لئے اگر کچھ رقم لے لی جائے اور پھر بعد اصلاح اسے لوٹا دی جائے تو اس کی اجازت ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"وفی البحر حیث قال وافاد فی النبرازیة ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول به امساک شئی من ماله عند مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه لاان یاخذه الحاکم لنفسه او لبیت المال کما یتوهمه الظلمة اذلایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی." (۳)

اور بعض مدارس میں لیٹ فیس کے نام سے جو رقم وصول کی جاتی ہے یہ بھی ایک قسم کا مالی جرمانہ ہے لہٰذا یہ بھی ناجائز وگناہ ہے اور لینے والے مجرم وگنہگار ہیں اس سلسلے میں "شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا فیصلہ یہ ہے:

---

(۱) رد المحتار، ج:۶، ص:۷۷

(۲) الفتاوی الرضویة، ج:۵، ص:۵۳۵

(۳) ردالمحتار، ج:۶، ص:۷۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"جو طلبہ ختم رخصت کے بعد دیر سے آتے ہیں ان سے لیٹ فیس کے نام پر لی جانے والی رقم ایک قسم کا مالی جرمانہ ہے اس کا لینا ناجائز ہے، البتہ تادیبی کارروائی کے طور پر چند روز ان کا کھانا بند کر دیں پھر اگر وہ مدرسہ میں کھانا چاہیں تو کھانے کا عوض لیا جا سکتا ہے اور اگر طالب علم پہلے سے ہی معاوضۂ خوراک دے کر کھاتا تھا تو اس کے معاوضۂ خوراک میں اضافہ بھی کر سکتے ہیں یا کوئی دوسری تادیبی کارروائی کی جائے البتہ معاوضۂ خوراک لینے میں اس امر کا لحاظ ضروری ہوگا کہ معاوضۂ خوراک وہی لیا جائے جو واقع میں معاوضہ ہوتا ہو اس سے زائد نہ ہو۔"(۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

وہابی دیوبندی کو خبیث مردود کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: عبید حشمت، ممبئی، مہاراشٹر

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع اس مسئلہ میں کہ کسی وہابی دیوبندی کو خبیث مردود کہنا درست ہے یا نہیں۔ اگر کوئی مسلمان ان کو مردود کہے تو وہ کس سزا کا مستحق ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

قرآن کریم میں کفار ومشرکین اور منافقین کے لئے شیطان کا کلمہ وارد ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ﴾(۲)

یعنی جب منافقین اپنے شیطانوں یعنی سرداروں کے پاس جائے تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں اس آیت کریمہ میں سرداران کفار ومنافقین کو شیطان فرما گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ منکرین رسالت اور گستاخان خدا ورسول کے لئے شیطان کا لفظ بولنا صحیح ہے اور وہابی دیوبندی اللہ ورسول کے سخت گستاخ اور کافر وبددین ہیں تو ان کو خبیث ومردود کہنا بھی بلاشبہ جائز وصحیح ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"گمراہ بددین کو شیطان کہا جا سکتا ہے اور اسے بھی جو لوگوں میں فتنہ پردازی کرے۔"(۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

---

(۱) فیصلہ نوان فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف، ص: ۲

(۲) سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۴

(۳) الفتاویٰ الرضویۃ، ج: ۵، ص: ۹۹۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اگر کافر حاکم کسی پر حد لگائے تو گناہ ختم ہوگا یا نہیں

مسئلہ از: محمد شاداب مہوبا، یوپی

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ اگر کسی کافر حاکم نے کسی مسلمان کو قتل یا زنا کی سزا میں حد لگائی تو وہ مسلمان گناہ سے پاک ہوگا یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مذہب حنفی میں محرمات کے ارتکاب پر حد لگانا امن عامہ کو برقرار رکھنے اور فتنہ وفساد کی روک تھام کے لئے ہے گناہ کا ازالہ توبہ سے ہوگا بغیر توبہ گناہ ساقط نہیں ہوگا فقہ کی جملہ متون وشروح وفتاوی اس تفصیل سے پر ہیں۔

چنانچہ درمختار میں ہے:

"ولیس مطھرا عندنا بل المطھر التوبۃ." (۱)

یعنی ہمارے نزدیک حد پاک کرنے والی نہیں ہے بلکہ توبہ گناہ سے پاک کرنے والی ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"فاذا حد ولم یتب یبقی علیہ الم المعصیۃ." (۲)

فتح القدیر میں ہے:

"فان المذھب ان الحد لایعمل فی سقوط الم." (۳)

کفایہ میں ہے:

"اذا الحد یقام علی کرہ منہ فلایکون محصلا للثواب اصلا فلا تحصل بہ الطھرۃ" (۴)

تبیین الحقائق میں ہے:

"والطھرۃ من الذنب لیست بحکم اصلی لاقامۃ الحد لانھا تحصل بالتوبۃ لابالاقامۃ الحد." (۵)

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج:۶، ص:۶

(۲) ردالمحتار، ج:۶، ص:۶

(۳) فتح القدیر، ج:۵، ص:۲

(۴) کفایۃ مع فتح القدیر، ج:۵، ص:۳

(۵) تبیین الحقائق، ج:۳، ص:۱۶۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حاشیہ حلبی میں ہے:

"قال علماء نا اذا ارتکب العبد ذنبا یوجب الحدفاجری علیه الحد لایحصل له التطهیر به من غیر توبة." (۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"الطهرة من الذنب لیست بحکم اصلی لاقامة الحدلانه تحصل بالتوبه لابالقامة التوبة." (۲)

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ حد لگانے سے گناہ ختم نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے لئے توبہ ضروری ہے۔اب یہ حد خواہ مسلم حکمراں کے ذریعہ لگائی جائے یا کافر کے ذریعے لگائی جائے دونوں کا حکم ایک ہے لہٰذا اگر کسی مسلمان کو جرم قتل وزنا میں کسی غیر مسلم حاکم نے حد لگائی تو محض اس حد لگنے سے وہ گناہ سے پاک نہیں ہوگا اس کے لئے توبہ ضروری ہے اور بعض احادیث یا کتب احناف میں جو یہ آیا ہے کہ حدود گناہ کا کفارہ ہیں تو اس کا مطلب یہی ہے کہ توبہ کے ساتھ حدود کفارۂ گناہ ہوتے ہیں۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتاودرس دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

(۱) حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق، ج:۳، ص:۳

(۲) الفتاویٰ العالمگیریة، ج:۲، ص:۱۴۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب السیر

قال اللہ تعالیٰ

﴿وَقَاتِلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴾

(البقرہ/۱۹۰)

یعنی

اور اللہ کی راہ میں ان سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو بیشک اللہ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

ازص:_____ تاص:_____

کل فتاویٰ:۱۶۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب السیر

سیر کا بیان

ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟

مسئلہ از: محمد سعید اختر عفی عنہ مدرسہ عربیہ اہل سنت انوار العلوم پچمن پور بستی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

یہ امر مثل آفتاب روشن ہے کہ برٹش گورنمنٹ کے قبضہ سے پہلے ہندوستان دارالاسلام تھا اور کوئی ملک جب دارالاسلام ہوگیا تو جب تک وہاں شعائر اسلام مثلاً جمعہ وعیدین اذان واقامت اور جماعت باقی رہیں گے وہ دارالاسلام ہی رہے گا۔ اگرچہ وہاں حکومت خالص کافروں کی ہو یا جمہوری ہو۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ جامع الفصولین کے حوالہ سے فرماتے ہیں "لما صارت البلدۃ دارالاسلام باجراء احکامہ فما بقی شئی من احکامہ وآثارہ تبقی دارالاسلام". (۱) لہٰذا ہندوستان میں اگرچہ جمہوری نظام قائم ہے مگر شعائر اسلام اب بھی باقی ہیں تو بحمدہ تعالیٰ ابھی بھی وہ دارالاسلام ہے۔ تفصیل اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے معرکہ الآراء اور عظیم تحقیقی رسالہ "اعلام الاعلام" میں دیکھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب الصحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۱ر جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ

(۱) الفتاویٰ الرضویۃ، ج:۳، ص:۴۰۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عرب میں کافر ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ از: محمد رضوان، ساکن بہادر گنج بازار، ضلع بلرامپور، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

زید کہتا ہے کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "إن الشيطان قد أئيسَ من ان يعبده المصلون في جزيرة العرب" (۱)

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"إن الايمان ليارز الى المدينة كما تارز الحية الى جحرها" (۲)

ان دونوں احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عرب میں لوگ کافر نہیں ہو سکتے اور ہمیشہ وہاں سچے اور صحیح مسلمان رہیں گے، بلکہ قیامت کے قریب بھی وہاں مسلمان رہیں گے۔ لہٰذا وہاں کے لوگوں کو گمراہ اور بدمذہب کہنا ان دونوں احادیث کا انکار کرنا ہے، اور وہاں اکثر اہل حدیث ہیں۔ لہٰذا اہل حق ہیں تو ان کو گمراہ کہنا خود گمراہ ہونے کی دلیل ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔ مگر جواب میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ سائل کا منشا الزامی جواب سے نہیں ہے اور نا ہی وہ الزامی جواب کو مانتا ہے کیوں کہ اس کی تشفی الزامی جواب سے نہیں ہوگی۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

زید اپنے قول میں جھوٹا ہے، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسیلمہ کذاب مدعی نبوت ہو کر کافر ومرتد ہوا اور بہت سے لوگ زکوٰۃ کے منکر ہو کر کافر ومرتد ہوئے اور وہ سب عرب کے رہنے والے تھے۔ حدیث پاک میں ہے "لما توفي النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم واستخلف ابوبكر وكفر، من كفر من العرب" (۳) یعنی جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ مقرر کر دیے گئے اور عرب کے کچھ لوگ کافر ہو گئے۔

زید نے جن احادیث کو نقل کر کے یہ دعویٰ کیا ہے کہ "لوگ عرب میں کافر نہیں ہو سکتے ہیں اور ہمیشہ وہاں

---

(۱) مشكوٰة المصابيح، باب الايمان بالقدر، ج: ۱، ص: ۱۹

(۲) الجامع الصحيح للبخاري، باب ان الايمان ليارز الى المدينة، ج: ۱، ص: ۲۵۲

(۳) صحيح البخاري باب قتل من ابى قبول الفرائض ج: ۲، ص: ۱۰۲۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سچے اور صحیح مسلمان رہیں گے" تو ان سے ہرگز ہرگز زید کا دعویٰ ثابت نہیں ہوسکتا ہے کیوں کہ پہلی حدیث کا ترجمہ خود ایک وہابی مترجم نے کیا ہے کہ "شیطان اس امر سے مایوس ہوگیا ہے کہ مصلی (مومن) جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کریں" (یعنی بت پرستی میں مبتلا ہوں) اور اسی وجہ سے وہ ان کے درمیان لڑائی جھگڑا پیدا کیا کرتا ہے۔(۱)

وہابی کے اس ترجمے سے واضح ہوگیا کہ شیطان کی عبادت کا مطلب ہے بت پرستی میں مبتلا ہونا یعنی اب ایسا نہیں ہوسکتا کہ جزیرۂ عرب کے مسلمان بت پرستی میں مبتلا ہوں، اسی حدیث کے تحت محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"طیبی گفتہ مراد مصلین مومنا نند و مراد بعبادت شیطان عبادت اصنام و اگرچہ اصحاب مسیلمہ و مانعی الزکوٰۃ براہ ارتداد افتند اما عبادۃ اصنام نہ کردند."(۲)

یعنی علامہ طیبی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ احادیث میں مصلیوں سے مراد مومن ہیں اور شیطان کی عبادت سے مراد بتوں کی پوجا ہے اور اگرچہ مسیلمہ کذاب کے ساتھی اور مانعین زکوٰۃ مرتد ہوئے لیکن ان لوگوں نے بتوں کی پوجا نہیں کی۔

اور اسی حدیث کے تحت "ملا علی قاری" علیہ رحمۃ الباری ارشاد فرماتے ہیں **"فی الحدیث انس من ان یعود احد من المؤمنین الی عبادۃ الصنم ویرتد الی شرکہ فی جزیرۃ العرب ولا یرد علی ذلک بارتداد اصحاب مسیلمۃ وما نعی الزکوٰۃ وغیرھم ممن ارتد وابعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانھم لم یعبد وا الصنم" (۳)**

یعنی حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جزیرۃ العرب میں کوئی مومن بت پرستی کی طرف لوٹ کر شرک نہ کرے گا، اور اس پر مسیلمہ کے ساتھیوں اور مانعین زکوٰۃ وغیرہ کے مرتد ہونے کا اعتراض نہ پڑے گا، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوگئے تھے۔ اس لیے کہ ان مرتدوں نے بتوں کی پوجا نہیں کی تھی۔

ان اقوال وارشادات سے مثل آفتاب یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کا یہ مطلب ہے کہ اب عرب کے مسلمان اپنے دین سے پھر کر بت پرستی نہ کریں گے۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب وہاں کافر نہیں ہوسکتے جیسا کہ زید نے سمجھ رکھا ہے، اور قوم کو دھوکہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ نیز حدیث مذکور میں

---

(۱) ترجمہ مشکوٰۃ، مترجم وھابی مطبوعہ کراچی، ج: ۱، ص ۲۳

(۲) اشعۃ اللمعات، ج: ۱، ص: ۸۳، مطبوعہ سکھر

(۳) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج: ۱، ص: ۱۱۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کوئی ایسا جملہ نہیں ہے جس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہوتا ہو کہ عرب میں کافر نہیں ہو سکتے۔ یہ سراسر زید کا فریب اور دھوکہ ہے۔ ابھی اوپر مسیلمہ کذاب اور منکرین زکوٰۃ کے متعلق آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

مزید اور سنیں۔ ۳۲۰ھ میں عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانہ میں قرامطہ نے مکہ معظمہ پر غلبہ حاصل کیا، مسجد حرام کے اندر ہزاروں حاجیوں کو قتل کر ڈالا، اور اتنے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ مقدس حجر اسود پر اپنا گرز مار کر اس کو توڑ ڈالا، جس کی تفصیل علامہ اجل شیخ الاسلام ''امام یوسف بن اسماعیل نبھانی'' رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف ''حجۃ اللہ علی العلمین''، ج:۲،ص:۸۲۹ پر دیکھی جا سکتی ہے۔ پھر خلیفہ معتصم باللہ کے دور ۶۵۴ھ میں مدینہ طیبہ پر رافضیوں کا قبضہ رہا۔ اسی زمانہ میں مسجد نبوی میں ایسی بھیانک آگ لگی کہ مسجد اور اس کی زیب وزینت کا تمام سامان خاکستر ہو گیا۔ خود مسجد نبوی کا امام اور قاضی شہر رافضی تھے، بلکہ حالات ایسے تھے کہ اہل سنت وجماعت کی کوئی کتاب مدینہ منورہ میں اعلانیہ نہیں پڑھ سکتا تھا۔ ان سب کی تفصیل علامہ ''سہودی'' علیہ الرحمۃ کی تصنیف لطیف ''وفاء الوفاء'' ج:۱،ص:۴۲۹ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

ان تمام شواہد سے واضح ہوا کہ زمانہ موجودہ یا آئندہ میں اگر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر گمراہوں کا تسلط ہو تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے بھی کئی سالوں تک گمراہوں، مرتدوں اور بدمذہبوں کا وہاں قبضہ رہ چکا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان کے ناپاک وجود سے اس مقدس سرزمین کو پاک کیا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عرب میں اب لوگ بت پرستی نہیں کریں گے۔ رہا کسی اور طرح سے کافر ومرتد ہو جانا تو حدیث میں کہیں نہیں ہے کہ عرب میں کافر نہیں ہو سکتے بلکہ واقعات وشواہد سے یہ بات ثابت ہے کہ وہاں کافر ومرتد ہوئے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

اب رہے نجدی وہابی تو یہ ایسے ظالم وجفا کار اور گستاخ خدا ورسول ہیں کہ جن کے ظلم وستم کی کہانی اور جن کے غلط اور باطل عقائد کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے دیوبندیوں کے شیخ الاسلام ''حسین احمد ٹانڈوی'' کی کتاب ''الشہاب الثاقب'' اور عالم اہل سنت علامہ ''مفتی عبدالقیوم ہزاروی'' کی تصنیف ''تاریخ نجد وحجاز'' اور غیر مقلدوں کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی کی ''ترجمان الوہابیہ'' کا مطالعہ کریں۔ حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی۔ بطور اختصار ان کے متعلق تحریر ہے کہ

وہابی وہ قوم ہے جو صرف اپنے کو مسلمان سمجھتی ہے، اور جو لوگ اس کے عقائد باطلہ کی موافقت نہیں کرتے ہیں، انہیں کافر ومشرک سمجھتی ہے۔ اسی لیے یہ لوگ اہل سنت وجماعت کے قتل کو جائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی شیخ الاسلام ''حسین احمد ٹانڈوی'' نے لکھا ہے

''محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا، اور چوں کہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال سمجھتا رہا اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائی، سلف صالحین اور انبیا کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے"۔(۱)

مزید ان کی گمراہیوں کو جاننے کے لیے مندرجہ بالا کتب کا مطالعہ کریں۔

الحاصل وہابی بلاشبہ ایک گمراہ اور بدمذہب فرقہ اور انگریزوں کا پیدا کیا ہوا ایک فتنہ ہے جس نے جبراً حرمین شریفین پر قبضہ جما رکھا ہے، وہاں پر قبضہ وتسلط جما لینا حق ہونے کی دلیل ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ ابو طاہر قرمطی اور رافضی جنہوں نے حرمین شریفین پر قبضہ کیا تھا وہ سب برحق ہوں، حالانکہ وہ یقیناً کافر و مرتد گمراہ وبدمذہب تھے، تو جس طرح ان لوگوں کا حرمین کریمین پر قابض ہو جانا ان کے حق ہونے کی دلیل نہیں ہے، یوں ہی وہابیوں کا قابض ہونا بھی قطعاً ان کے حق ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے۔

اور زید نے جو دوسری حدیث شریف پیش کی ہے اس سے بھی وہابیوں کا حق ہونا ثابت نہیں ہے کیوں کہ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایمان مدینہ طیبہ میں سمٹ کر رہ جائے گا، اور ظاہر ہے کہ یہ حدیث آج کل کے حالات پر صادق نہیں آسکتی، ورنہ لازم آئے گا کہ پوری دنیا کے مسلمان صاحب ایمان نہ ہوں حتیٰ کہ مکہ شریف اور نجدیوں کے دار السلطنت 'ریاض' میں بھی کوئی مسلمان نہ ہو کہ ایمان صرف مدینہ شریف میں رہے گا۔ اس لیے اس حدیث کا مطلب محدثین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ قرب قیامت اور دجال کے نکلنے کے وقت ایمان مدینہ شریف میں رہ جائے گا۔ چنانچہ "شیخ عبدالحق محدث دہلوی" قدس سرہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

"اصح آنست کہ از زمانہ خروج دجال کہ جز در مدینہ مطہرہ علم دین دراں زمانہ موجود نہ باشد"(۲)

صحیح تر بات یہ ہے کہ اس حدیث میں یہ خبر دی گئی ہے کہ دجال کے نکلنے کے وقت علم دین صرف مدینہ شریف میں رہے گا۔

لہٰذا زید کا اپنی حقانیت کے ثبوت پر اس حدیث کو پیش کرنا سراسر اس کی جہالت وحماقت ہے اور بھولے بھالے عوام کو دھوکہ دینے کا ایک حربہ ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں سے سخت پرہیز کریں اور ان کی باتوں کو ہرگز ہرگز نہ سنیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ الرضوی عفرلہ
سابق صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۸/ جمادی الاخرہ ۱۴۲۲ھ

(۱) الشهاب الثاقب على المسترق الكاذب، ص: ۴۲

(۲) اشعة اللمعات، ج: ۱، ص: ۱۲۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تقلید ائمہ کس دلیل سے ثابت ہے

مسئلہ از: محمد عارف برکاتی دار العلوم اہل سنت گھاس بازار، شاہی مسجد، ناسک

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ ذیل کے بارے میں۔ زید کہتا ہے کہ دین کے چار اماموں میں سے کسی ایک امام کے طریقہ پر احکام شرعیہ بجالانا اور اس کی پیروی کرنا واجب ہے تو کیا ان چاروں اماموں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول ہے؟ حضور والا سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں۔

"باسمہٖ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید کا یہ سوال اس کی جہالت وگمراہی پر دلالت کرتا ہے کیوں کہ شریعت مطہرہ کا بنیادی ماخذ صرف ارشاد رسول پاک علیہ التحیۃ والثناء میں منحصر ومحدود نہیں کہ جو حدیث میں ہو اسی کو مانا جائے اور بس، بلکہ احکام شرعیہ کے دلائل چار ہیں۔ قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس اور سب سے حکم ثابت ہوتا ہے حضرت علامہ ملا احمد جیون استاذ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر علیہما الرحمہ کی مشہور ومعروف کتاب "نور الانوار" میں ہے

"اعلم ان اصول الشرع ثلثة الکتاب والسنة واجماع الامة والاصل الرابع القیاس" (۱)

چنانچہ ان چاروں اماموں کی تقلید کا وجوب احکام شرعیہ کی تیسری دلیل "اجماع امت" سے ثابت ہے جیسا کہ علامہ "طحطاوی" قدس سرہ کے ارشاد سے واضح ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"ھذہ الطائفة الناجیة قد اجتمعت الیوم فی مذاھب اربعة وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیة والحنبلیة رحمھم اللّٰہ تعالیٰ ومن کان خارجاً عن ھذہ الاربعة فی ھذا الزمان فھو من اھل النار" (۲)

زید کو چاہیے کہ بارہ سو سال سے تمام مسلمان جس طریقہ پر چلے آرہے ہیں اسی کو مضبوطی سے پکڑ کر دارین کی سعادت حاصل کرے، اور غیر مقلدیت کے جراثیم سے اپنے کو بچائے۔

زید بتائے! کہ قرآن یا حدیث میں کہاں ہے کہ وضو میں چار فرض ہیں اور غسل میں تین فرض ہیں یوں ہی وہ بتائے! کہ قرآن وحدیث میں کہاں ہے؟ کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اوّل، حضرت عمر

(۱) نور الانوار، ص: ۷، ۸

(۲) الطحطاوی علی الدر المختار، ج: ۴، ص: ۱۵۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ دوم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ سوم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ چہارم ہیں یوں ہی قرآن یا حدیث میں کہاں ہے؟ کہ جہاز یا ٹرین پر نماز ہوگی یا نہیں اور یہ بھی بتائے کہ قرآن یا حدیث میں کہاں ہے کہ عرب کے ایک مخصوص خطہ کا نام ''مملکت سعودیہ عربیہ'' ہے اور یہ بھی قرآن وحدیث سے بتائے کہ قرآن حکیم پر زبر وزیر پیش لگانے کے لیے کہاں لکھا ہے۔ اگر یوں ہی شمار کرتے جایئے تو ہزاروں نہیں لاکھوں مسائل ایسے ملیں گے جن کا صراحتاً حکم نہ قرآن میں ملے گا نہ حدیث رسول میں ملے گا تو کیا زید ان سب کو ماننے سے انکار کردے گا؟ پھر یہ بھی پوچھیے کہ تم اپنے باپ کا نام بتاؤ اور قرآن یا حدیث میں دکھاؤ کہ میرے باپ کا یہ نام ہے اور یہی میرا باپ ہے۔ میرا یقین ہے کہ زید قیامت تک اپنے باپ کا ثبوت قرآن یا حدیث سے پیش نہیں کرسکتا ہے۔ لہٰذا اس طرح کی موشگافی کرکے گمراہی میں پڑنا یا لوگوں کو گمراہ کرنا سراسر گناہ اور موجب ضلالت ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

یکم شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ

کتابی کسے کہتے ہیں

مسئلہ: از کرناٹک

کرم طراز حضرت محقق مفتی صاحب آداب وتسلیمات بعد ادائے مراسم غلامانہ عرض ایں کہ درج ذیل کا شرعاً حکم وفتویٰ عطا فرمانے کی دست بستہ معروض، بندہ نوازی ہوگی۔

التماس: کتابی کافر کی تعریف کیا ہے؟ آج کل وہ کون لوگ ہیں؟

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

کتابی کافر وہ ہے جو ہمارے حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نبی اور کسی آسمانی کتاب پر اعتقاد رکھتا ہو۔ ''فتح القدیر'' میں ہے ''والکتابی من یومن بنبي ویقر بکتاب (۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے ''وکل من یعتقد دینا سماویا وله کتاب منزل کصحف ابراھیم علیه السلام وشیث وزبور داؤد علیهم السلام فهو من اهل الکتاب'' (۲)

---

(۱) فتح القدیر للعاجز الفقیر باب بیان المحرمات، ج:۳، ص:۲۱۹

(۲) الفتاوی العالمگیریة، باب فی بیان المحرمات، ج:۱، ص:۲۸۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہٰذا مذہب یہودیت ونصرانیت کے ماننے والے کتابی ہیں، مگر اس زمانے میں اکثر یہود ونصاریٰ بھی نیچری اور دہریہ ہوگئے ہیں تو اہل کتاب کی تعیین مشکل ہے، پھر بھی اگر کوئی کافر تعریف مذکور کا مصداق ٹھہرتا ہے تو وہ کتابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

رافضیوں کی قسمیں

مسئلہ: از سید ابرار حسین موضع بدرگنج، بنکٹوا، صابر پور، گونڈہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اور مفتیان اسلام ذوی الاحترام کہ رافضیوں کی کتنی قسمیں ہیں، بیان فرمائیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

رافضی کی تین قسمیں ہیں:

اوّل: غالی کہ منکر ضروریات دین ہوں۔ مثلاً قرآن کریم کو ناقص بتائیں، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، یا دیگر ائمہ اطہار کو انبیا سابقین خواہ کسی ایک ہی نبی سے افضل جانیں وغیر ذٰلک من الکفریات یہ لوگ یقیناً قطعاً اجماعاً کافر مطلق ہیں، اور ان کے احکام مثل مرتد ہیں۔ آج کل کے تمام رافضی تبرائی اسی قسم کے ہیں۔

دوم: تبرائی کہ عقائد کفریہ اجماعیہ سے تو بچتے ہوں مگر صحابہ کرام پر طعن وتشنیع اور سب وشتم کرتے ہوں۔ ان میں جو لوگ حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی خلافت کے منکر ہوں، اور ان پر سب وشتم کرتے ہوں، فقہائے کرام کے نزدیک وہ بھی کافر اور مرتد ہیں۔ مگر مسلک محقق کے مطابق یہ بدعتی ناری جہنمی کلاب نار ہیں۔

سوم: تفضیلی کہ تمام صحابہ کرام کو خیر سے یاد کرتے ہوں۔ خلفاء اربعہ کی امامت کو برحق مانتے ہوں۔ مگر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات شیخین سے افضل مانتے ہوں یہ صرف بدمذہب ہیں۔ ھذا خلاصۃ ما قال شیخ شیوخنا الکریم مجدد الملۃ والدین الامام احمد رضا القادری البریلوی رضی عنہ ربہ القوی فی الجزء الخامس من الفتاویٰ الرضویہ.(۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد شفیق الرحمٰن عفی عنہ

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷ر شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

(۱) العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، باب المحرمات، ج:۵، ص:۲۴۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا اعلان نبوت سے قبل نبی نہیں تھے؟

مسئلہ از: مولانا صوفی محمد کلیم مدرسہ غوثیہ ملسی خاص ضلع دیوریا، یوپی

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال یعنی اعلان نبوت کے پہلے نبی نہیں تھے۔ زید کا قول صحیح ہے یا غلط؟ اس پر اسلامی نقطۂ نظر سے کیا حکم لگے گا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

حدیث شریف ہے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "إنی عند اللہ مکتوب خاتم النبین، وان آدم لمنجدل فی طینتہ" (۱)

حضرت شیخ محقق علی الاطلاق "عبدالحق محدث دہلوی" رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ

"اس حدیث شریف کا خلاصہ وہ ہے جو "کنت نبیا، وآدم بین الماء والطین" کے لفظ سے لوگوں کی زبان پر مشہور ہے، اور ایک روایت میں "کتبت نبیا" ہے۔ یعنی میں اس وقت نبی لکھا گیا جب حضرت آدم علیہ السلام آب وگل کے درمیان تھے۔" (۲)

"شیخ محقق" مزید آگے تحریر فرماتے ہیں کہ

"اس مقام پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور کے پہلے نبی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اگر یہ مطلب ہے کہ آپ کا نبی ہونا مقدر ہو چکا تھا، اور آپ علم الٰہی میں پہلے ہی نبی تھے، تو ایسی نبوت تمام انبیائے کرام کو شامل ہے، کیوں کہ سب علم الٰہی میں پہلے ہی سے نبی تھے۔ اور اگر بالفعل نبی ہونا مراد ہے تو دنیا ہی میں ہوں گے، مگر اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حدیث کا مطلب ملائکہ اور ارواح میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وجود عنصری سے پہلے ان کی نبوت کا ظاہر کرنا ہے۔ (۳)

اور حضرت "ابوہریرہ" رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، ص: ۳۱۵

(۲) ترجمہ از اشعۃ اللمعات، ج: ۴، ص: ۴۷۴

(۳) ترجمہ از اشعۃ اللمعات، ج: ۴، ص: ۴۷۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"قالوا: یارسول اللہ! متی وجبت لک النبوۃ؟ قال: وادم بین الروح والجسد" (۱)

یعنی صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے لیے نبوت کب ثابت ہوئی؟ تو حضور نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ہی نبی تھے اور ان کے نبی ہونے کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی ظاہر کر دیا تھا۔ لہٰذا زید کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چالیس سال اعلان نبوت سے قبل نبی نہیں تھے سراسر غلط اور جہالت ہے اور ایسا شخص جاہل و گمراہ ہے اس کو اپنے جاہلانہ قول سے رجوع لازم اور توبہ و استغفار ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۷ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

غیر خدا کو حاضر و ناظر ماننا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد علی نظامی موضع سڑھوارہ، پوسٹ ہری ہر پور، ضلع کٹیہار، بہار

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ:

زید نے مجلس فاتحہ منعقد کی اور اس میں اس طرح دعا کی کہ: اے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم آپ کو حاضر و ناظر جان کر یہ دعا کرتے ہیں، ہماری دعا قبول فرمائیں۔ اے غوث اعظم ہم آپ کو حاضر و ناظر جان کر دعا کرتے ہیں، ہماری دعا قبول فرمائیں۔ اے خواجہ غریب نواز ہم آپ کو حاضر و ناظر مان کر یہ دعا کر رہے ہیں ہماری دعا قبول فرمائیں۔ اے اعلیٰ حضرت! ہم آپ کو حاضر و ناظر تسلیم کرتے ہوئے یہ دعا کر رہے ہیں ہماری دعا قبول فرمائیں۔ اے گروہ اولیا! ہم آپ کو حاضر و ناظر تسلیم کرتے ہوئے یہ دعا کر رہے ہیں ہماری دعا قبول فرمائیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس طریقے پر دعا کرنا از روئے شرع صحیح ہے؟ اور کیا حاضر و ناظر کا اطلاق غیر خدا پر صحیح ہے؟ اور یہ کہنا کہ ہماری دعا قبول فرمائیں تو کیا دعاؤں کا مجیب رب تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بھی ہے؟ نیز از روئے شرع اس جملہ کو بوقت دعا کہنا درست و صواب ہے؟ ہے تو کیوں؟ کتاب و سنت یا اقوال فقہاء کی روشنی میں شافی و کافی جواب عنایت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) جامع الترمذی، باب ماجا فی فضل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج: ۲، ص: ۲۰۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) حاضر وناظر کے معنی کی تشریح کرتے ہوئے حضرت مفتی "احمد یار خان نعیمی" علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"عالم میں حاضر وناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھے، اور دور وقریب کی آواز سنے، یا آن واحد میں تمام عالم کی سیر کرے، اور صدہا کوس پر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرے"۔(۱)

اس معنی کے اعتبار سے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے صدقے میں اولیا کاملین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بلاشبہ حاضر وناظر ہیں، جس پر بے شمار آیات واحادیث اور فقہائے کرام کے ارشادات شاہد ہیں۔

علامہ اجل "قاضی عیاض مالکی" قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"ان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته" (۲)

اس کے تحت "ملا علی قاری" رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لان روح النبی علیه السلام حاضرة فی بیوت اهل الاسلام" (۳)

یہی علامہ "ملا علی قاری" مرقاۃ باب ما یقال عند من حضرہ الموت کے آخر میں لکھتے ہیں:

"لا تباعد عن الاولیاء حیث طویت لهم الارض وحصل لهم ابدان مکتسبة متعددة وجدوها فی اماکن مختلفة فی آن واحد" (۴)

ان عبارتوں سے واضح ہوا کہ انبیاے کرام واولیاے عظام، اللہ جل مجدہ کی دی ہوئی طاقت سے عالم میں حاضر وناظر ہوتے ہیں، اس لیے سوال میں مذکور دعا کے جملے میں صالحین کو حاضر وناظر کہنا درست ہے اور اس طرح دعا کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم.

(۲) حاضر وناظر کا جو معنی اوپر مذکور ہوا، اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کا اطلاق غیر خدا پر ہی صحیح ہے۔ خدائے تعالیٰ کے لیے حاضر وناظر کہنا درست نہیں ہے، فقیہ ملت مفتی "جلال الدین احمد امجدی" قدس سرہ تحریر فرماتے

---

(۱) جاء الحق، حصہ: ۱، ص: ۱۳۸

(۲) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل فی المواطن التی یستحب فیها الصلاة علی النبی ﷺ، ج: ۲، ص: ۵۲

(۳) نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض، ج: ۳، ص ۴۶۴

(۴) مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح، باب مایقال عند من حضر الموت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہیں: ''اگر حاضر و ناظر بمعنی شہید و بصیر اعتقاد رکھتے ہیں یعنی ہر موجود اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے، اور وہ ہر موجود کو دیکھتا ہے تو یہ عقیدہ حق ہے، مگر اس عقیدے کی تعبیر لفظ حاضر و ناظر سے کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کرنا نہیں چاہیے، لیکن پھر بھی کوئی شخص اس لفظ کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بولے تو وہ کفر نہ ہوگا، جیسا کہ ''درمختار مع شامی'' ج:۳، ص:۳۰۷ میں ہے ''یا حاضر یا ناظر لیس بکفر'' (۱)

اور ایک دیوبندی مصنف مولوی ''محمد یوسف تاؤلوی'' نے بھی اللہ جل مجدہ کے لیے لفظ حاضر بولنے پر سخت ممانعت کی ہے، اور بولنے والوں پر نکیر کی ہے۔ دیکھئے ''جواہر الفرائد شرح، شرح عقائد، ص:۲۰۵'' **واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم.**

(۳) دعا قبول کرنے کا مطلب حاجت روائی کرنا ہے، اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے کرم سے اپنے مخصوص بندوں کو بلاشبہ یہ طاقت وقوت عطا فرمائی ہے کہ وہ حاجت روائی کریں۔ اس موضوع پر علمائے اہل سنت **کثرھم اللہ** کی بہت سی کتابیں منظر عام پر آگئی ہیں۔ ان کا مطالعہ کریں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم.**

الجواب صحیح: محمد نظام الدین القادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۳ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۳ھ

صرف ''لا الہ الا اللہ'' کہنے والے کا حکم

مسئلہ از: محمد وکیل احمد علیمی، مقام ناتھپور، پوسٹ بھمن جوت، ضلع گونڈہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں

کتاب ''مقام نبوت'' ص:۳۱۸ پر لکھا ہے کہ اگر مرتے وقت کسی مسلمان کی زبان پر **لا إله إلا الله** تو آتا ہے لیکن **محمد رسول الله** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنے کا اسے موقع ووقت نہیں ملتا تو وہ کافر مرے گا اور وہ جہنمی ہے، اس لیے کہ ایمان اللہ کی توحید میں نہیں بلکہ نبی کی نبوت کی تصدیق میں ہے، اور **لا إله إلا الله** میں اللہ تو ہے، **محمد رسول الله** نہیں اور اگر مرتے وقت کسی کی زبان پر **محمد رسول الله** تو آگیا **لا إله إلا الله** نہیں آیا تو وہ مومن مرے گا اور وہ جنتی ہے۔ اس لیے کہ **محمد رسول الله** کہنے میں اللہ بھی آگیا اور محمد بھی۔ اس کی وضاحت مطلوب ہے۔ ابو طالب کے لئے کلمہ ترضی استعمال کرنا کس حد تک درست ہے جب کہ ان کے ایمان کے بارے میں

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، باب العقائد، ج:۱، ص:۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نفی کی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عالم الغیب بولنا کیسا ہے؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) کتاب مذکور کی مندرجہ عبارت سراسر غلط اور باطل ہے۔ مصنف کتاب کو اسلام کے بنیادی عقائد واصول کی خبر رکھنی چاہیے اور ہرگز ایسی عبارت نہ لکھنی چاہئے، کیونکہ ظاہر ہے جب وہ مسلمان ہے اور صرف اسے "لا إله إلا الله" ہی کہنے کا موقع مل پایا کہ روح نکل گئی تو وہ کافر کیسے ہوگا؟ البتہ اگر وہ محمد رسول الله کا انکار کرتا، وہ بھی ہوش وحواس میں تو اس کا حکم جدا ہوتا لیکن یہاں تو اسے محمد رسول الله کہنے بھر کا وقت ہی نہ ملا، اور پہلے سے ہی وہ مومن تھا، اب وہ کیوں کر کافر ہوسکتا ہے؟ نبراس میں ہے:

"الإجماع منعقد على ايمان من صدق بقلبه وقصد الاقرار باللسان ومنعه مانع من خرس وهو عدم القدرة على التكلم من الفطرة اما لفقد السمع الذى هو آلة التعلم لآفة فى آلات التكلم ونحوه كصحف من مرض."(۱)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص دل سے تصدیق کرے، اور زبان سے اقرار کرنا چاہتا تھا کہ کسی وجہ (مثلاً گونگا پن یا بیماری میں نہ بولنے کی طاقت وغیرہ) سے زبان سے نہ کہہ پایا، تو باتفاق علمائے کرام وہ مومن ہے تو جو شخص مسلمان تھا، اور وقت انتقال پورا کلمہ زبان سے ادا کرنے کا موقع نہ پاسکا، وہ بدرجہ اولیٰ مومن ہی رہے گا۔ لہٰذا کتاب مذکور کی منقولہ عبارت سراسر خلاف اصول عقائد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) ابوطالب اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی اور مددگار رہے مگر ان کی موت کفر پر ہوئی ہے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾(۲)

مفسرین کرام کا اجماع ہے کہ یہ آیت "ابوطالب" کے حق میں نازل ہوئی۔ جلالین شریف میں ہے:

"نزل فى حرصه صلى الله عليه وسلم على ايمان عمه "ابى طالب" (۳)

اور مدارک التنزیل میں ہے:

---

(۱) النبراس شرح شرح العقائد، ص: ۲۵۳

(۲) سورۃ القصص: آیت: ۵۶

(۳) تفسیر الجلالین، ص: ۳۳۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"قال الزجاج: اجمع المفسرون علی انها نزلت فی "ابی طالب" (۱)

ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ مذکورہ آیت کریمہ "ابو طالب" کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ "ابو طالب" کی موت کفر پر ہوئی۔

ملک العلما علامہ سعود کاسانی علیہ الرحمہ ایک مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"والاصل فیه ماروی عن علی رحمة الله تعالیٰ عنه لا مات ابوه ابو طالب جاء الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال: یا رسول الله ان عمک الضال قد تو فی فقال: اذهب و غسله و کفنه وواره ولاتحدثن حدثا حتی تلقانی." (۲)

سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت "امام احمد رضا" قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ متواترہ سے "ابو طالب" کا کفر پر مرنا، اور دم واپسی ایمان لانے سے انکار کرنا، اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت ہے، جس میں کسی کو مجال دم زدن نہیں۔" (۳)

تفصیل کے لیے رسالہ "شرح المطالب فی مبحث ابی طالب" کا مطالعہ کریں، اور جب "ابو طالب" کا کفر پر مرنا یقینی ہے تو ان کے لیے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کا جملہ استعمال کرنا حرام حرام اشد حرام بلکہ بعض صورت میں کفر ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت "امام احمد رضا" قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"جب "ابو طالب" کا کفر اول کالنہار سے آشکار تو "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنے کا کیوں کر اختیار۔ اگر اختیار ہے تو اللہ عزوجل پر افترا، کفار کو رضائے الٰہی سے کیا بہرہ اور اگر دعا ہے کما ھو الظاھر تو دعا بالحال حضرت ذی الجلال سے معاذ اللہ استہزا۔ ایسی دعا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی۔ (۴)

آگے فرماتے ہیں۔ "علماء نے کافر کے لیے دعاء مغفرت پر سخت اشد حکم صادر فرمایا اور اس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے۔ پھر دعاء رضوان تو اس سے بھی ارفع واعلیٰ (۵)

لہٰذا ابو طالب کے لیے کلمہ "ترضی" کا استعمال ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگرچہ غیب کا علم رکھتے ہیں مگر آپ کے لیے عالم الغیب کا لفظ بولنا درست نہیں ہے۔ عالم الغیب کے بجائے عالم غیب کہا جائے گا۔ فقیہ ملت علامہ مفتی "جلال الدین احمد امجدی" قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔ "حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم غیب یعنی غیب داں ضرور ہیں، لیکن عالم الغیب کا اطلاق حضور پر جائز نہیں۔ (۶)

---

(۱) مدارک التنزیل، ج: ۲، ص: ۸۷۴ (۲) بدائع الصنائع، ج: ۲، ص: ۳۰

(۳) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب، ص: ۱۳ (۴) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب، ص: ۶۸

(۵) شرح المطالب فی مبحث ابی طالب، ص: ۶۸ (۶) فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۱، ص: ۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہ

کتبۂ: محمد اختر حسین قادری

۱۹ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلطی کی، یہ کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: عبدالرحیم خان سکریٹری مدرسہ انوار العلوم مڑیا خاص خلیل آباد ضلع سنت کبیر نگر، ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱ء۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

(۱) زید حافظ قرآن ہے، اس نے اپنے چند نوجوان ساتھیوں سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ غلطی کی ہے، اور دلیل میں قرآن شریف کی یہ آیت پیش کرتا ہے ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰى﴾ (۱)

اب زید کے لیے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

(۲) جس محلہ میں زید رہتا ہے، وہاں ایک مسجد ہے جو فی الحال جدید تعمیر کے مرحلے میں ہے۔ زید پہلے کبھی نماز پڑھتا تھا کبھی نہیں پڑھتا تھا، لیکن ادھر ایک ماہ سے اس مسجد میں وہ پانچوں وقت اذان دیتا ہے، اور امامت کرتا ہے اس کی اذان، اقامت اور امامت کا کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

انبیاء کرام خصوصاً سید المرسلین حضور نبی کریم سیدنا محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ (۲) یعنی اور رسول کی تعظیم اور تکریم کرو۔

حضرت علامہ "قاضی عیاض" علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"فاوجب اللہ تعالیٰ تعزیرہ وتوقیرہ والزم اکرامہ وتعظیمہ" (۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وتعظیم کو واجب قرار دیا اور ان کی تکریم وعزت کو لازم فرمایا۔ اور ایک جگہ پر ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ (۴) اور جو اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

---

(۱) سورۃ عبس، آیت: ۱-۲

(۲) سورۃ الفتح، آیت: ۹

(۳) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، باب تعظیم امرہ ووجوب توقیرہ، ج: ۲، ص: ۲۸

(۴) سورۃ الحج: آیت: ۳۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور یہ مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم نشانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تو آپ سب سے زیادہ تعظیم کے مستحق ہیں، اور آپ کی بارگاہ میں ذرہ برابر گستاخی و بے ادبی کرنے والا ایمان سے محروم، اور اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ چنانچہ علامہ حافظ ''ابن کثیر'' رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے، بدگوئی کرے، کوئی طعن یا عیب لگائے وہ قتل کردیا جائے گا۔''(۱)

اور حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی ''امجد علی اعظمی'' قدس سرہ فرماتے ہیں کہ

''نبی کی توہین یا مصحف شریف یا کعبہ معظمہ کی توہین اور کسی سنت کو ہلکا بتانا یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔(۲)

اور حضرت امام ابو یوسف ''کتاب الخراج'' میں فرماتے ہیں:

''ایما رجل مسلم سبَّ رسول الله صلى الله عليه وسلم او كذبه او عابه او تنقصه فقد كفر بالله تعالىٰ و بانت منه امراته.''(۳)

''جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے، یا حضور کی تکذیب کرے، یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے، یا کسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر خدا کا منکر ہوگیا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔''(۳)

حضور فقیہ ملت علامہ مفتی ''جلال الدین احمد امجدی'' لکھتے ہیں:

''کسی نبی کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنا یا ان کے لیے کوئی عیب ثابت کرنا کفر ہے۔(۴)

ان تمام اقوال وارشادات سے واضح ہوگیا کہ نبی کی شان گھٹانا کفر ہے، اور زید کا اپنے ساتھیوں سے حضور کی شان میں مذکورہ جملہ کہنا بلاشبہ حضور کی شان گھٹانا ہے۔ لہٰذا زید پر علانیہ توبہ واستغفار اور اپنے گستاخانہ قول سے رجوع کرنا لازم وضروری ہے اور ساتھ ہی تجدید ایمان، تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل سماجی بائیکاٹ کردیں اور اس سے سلام وکلام نشست وبرخاست سب ختم کردیں، ورنہ وہ بھی مجرم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۵)

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ (۶)

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، ج:۲، ص:۳۷

(۲) بہار شریعت، ج:۱، ص:۵۳

(۳) ردالمحتار، باب المرتد، ج:۶، ص:۲۸۴

(۴) انوار الحدیث، ص:۹۰

(۵) سورۃ الانعام آیت:۶۸

(۶) سورۂ ھود آیت:۱۱۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زید اپنے فاسد خیال کی تائید میں جس آیت کریمہ کو پیش کرتا ہے اسی سے متعلق علامہ اجل سیدی "اسماعیل حقی" رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں:

"ان عمر بن خطاب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بلغہ ان بعض المنافقین یؤم قومہ فلا یقرأ فیھم الا سورۃ "عبس" فارسل الیہ فضرب عنقہ" (۱)

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع ملی کہ کچھ منافقین اپنی قوم کی امامت کرتے ہیں، اور برابر سورۂ "عبس" ہی کی قرأت کرتے ہیں، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بلا کر قتل کر ڈالا۔

اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنے فاسد خیالات کی تائید میں مذکورہ آیت کریمہ پیش کرتا ہے تو وہ منافق صفت اور سخت مجرم و خطا کار ہے۔ بندے کو کیا حق ہے کہ اللہ جل جلالہ اور رسولان عظام کے مابین ہوئی اس طرح کی باتوں کا ذکر کرے۔ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں۔

"انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو لغزشیں واقع ہوئیں، ان کا ذکر تلاوت قرآن و روایت حدیث کے سوا حرام اور سخت حرام ہے، اوروں کو ان سرکاروں میں لب کشائی کی کیا مجال۔ مولیٰ عزوجل ان کا مالک ہے جس محل پر جس طرح چاہے تعبیر فرمائے وہ اس کے پیارے بندے ہیں۔ اپنے رب کے لیے جس قدر چاہیں تواضع فرمائیں۔ دوسرا ان کلمات کو سند نہیں بنا سکتا اور خود ان کا اطلاق کرے تو مردود بارگاہ۔" (۲)

لہٰذا زید اپنے اس قبیح قول سے فوراً توبہ و استغفار کرے، تجدید ایمان و نکاح کرے اور منافقوں کے طریقے کے بجائے صحابہ کرام و اولیا کرام کے راستے پر چلے اور گمراہی و بددینی پھیلانے سے باز آئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۲) جواب نمبر ایک سے اس سوال کا جواب بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ جب تک زید علانیہ توبہ و استغفار نہ کرے اور بدعقیدگی سے اس کی توبہ ثابت نہ ہو جائے اس کی اذان، اقامت اور امامت سب ناجائز ہے۔ اس کے فسق و فجور اور بدعقیدگی کے ظاہر ہونے کے بعد سے جتنی نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں سب کا لوٹانا ضروری ہے۔ امام فخر الدین زیلعی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

"کرہ امامۃ المبتدع ای صاحب الھوی" (۳)

بدعقیدوں کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔ اور جو لوگ اسے امام بنائیں گے وہ سب مجرم و گنہگار ہوں گے جیسا کہ "غنیۃ المستملی" میں ہے۔ "لو قدموا فاسقاً یأثمون" (۴) یعنی اگر کسی فاسق و فاجر کو امام بنائیں گے تو سب

(۱) تفسیر روح البیان، ج: ۱، ص: ۲۳

(۲) بہار شریعت، ج: ۱، ص: ۲۳

(۳) تبیین الحقائق، باب الامامۃ، ج: ۱، ص: ۳۴۵

(۴) غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص: ۵۱۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گنہگار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۵ر شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

کیا ہندو کافر نہیں ہے؟

مسئلہ از: محمد حبیب خاں قادری مقام بیلا پور، پوسٹ رانی گڑھ، ضلع بارہ بنکی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلہ پر کہ: کچھ آدمی آپس میں بیٹھ کر دین کی باتیں کر رہے تھے۔ اس میں سے ایک شخص نے یہ کہا کہ ہندو جو ہیں یہ کافر ہیں، تو اس میں ایک مولوی تھا اس نے کہا کہ ہندو کو کافر کہنا درست نہیں ہے۔ اس نے مکمل مخالفت کی کہ ہندو کو کافر نہیں کہنا چاہیے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔ کہنا چاہیے یا نہیں؟ اور جس نے مخالفت کی اس کے لیے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

شرع کی اصطلاح یہ ہے کہ جو مسلمان نہیں وہ کافر ہے۔ اس معنی کے لحاظ سے جو شخص بھی اسلام میں نہ ہو شرعاً وہ کافر ہے اور ہندو مسلمان نہیں بلکہ کافر کی بدترین قسم مشرک ہے تو وہ ضرور کافر ہے۔ اسے ضرور کافر کہا جائے گا۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے "شرع کی اصطلاح یہ ہے کہ جو مسلمان نہیں اسے کافر کہا جاتا ہے بایں معنی جو کوئی بھی اسلام میں نہ ہو شرع کے نزدیک کافر ہے۔"(۱)

مولوی مذکور کا قول کفر اور اس کا خیال سراسر غلط اور جہالت پر مبنی ہے۔

علامہ قاضی عیاض مالکی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں "نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل او وقف فیھم اوشک." (۲)

یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک کرے۔ لہٰذا اس مولوی پر توبہ وتجدید ایمان لازم ہے، اس کو سمجھایا جائے اگر نہ مانے تو اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی جائے اور سلام وکلام بند کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

(۱) العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویه، کتاب السیر، ج:۶، ص:۱۲۲

(۲) الشفا بتعریف حقوق المصطفی باب حکم من سب الله تعالیٰ وملئکته والبیاء ه، ج:۲، ص:۲۴۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سوکھا کے پاس کچھ پوچھنے کے لئے جانا کیسا؟

مسئلہ از: جلال الدین احمد مقام نوروں، ضلع کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علماء ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: زید وبکر عالم دین ہیں۔ لوگوں کے کہنے پر اپنے گمشدہ مال کے لیے ایک سوکھا کے پاس پتہ کرنے چلے گئے، اس کے کہنے پر ایک آدمی سے پوچھ گچھ کیے، مگر اس نے لینے سے انکار ہی کیا۔ دریافت طلب امر ایں کہ زید وبکر کے لیے حکم شرع کیا ہے؟ اگر تجدید نکاح ہے تو عورت تجدید نکاح کے لیے راضی نہیں اور تقریباً دس سال کا عرصہ گزر گیا اولادیں بھی ہوتی رہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟ شریعت مطہرہ سے مطلع فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید وبکر حرام کار وگنہگار ہوئے توبہ کریں اور آئندہ ایسی حرکت سے پرہیز کریں۔ محض پنڈت سے پوچھنے کی وجہ سے نکاح ختم نہ ہوگیا کہ تجدید نکاح کی ضرورت ہو ہاں اگر سوکھا کی کسی شرکیہ حرکت سے راضی ہو یا اس سے افعال شرکیہ کرائے تو خود کافر ہوگئے اور اب توبہ وتجدید ایمان ونکاح ضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۶ر محرم الحرام ۱۴۳۰ھ

نماز اور کلمہ جلالت "اللہ" کو مزاحیہ انداز میں بیان کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: حافظ محمد ادریس امام ٹنڈیل مسجد نیا محلہ چھترپور، مدھیہ پردیش

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ: ایک عالم صاحب دوران تقریر وہابیوں کی تردید اس انداز پر کررہے تھے، کہ نماز اور اللہ پاک کے نام کو منہ بگاڑ کر مزاحیہ انداز میں ایکٹنگ کے ساتھ ہلکے طور پر اس طرح لے رہے تھے، خود اور سامعین ہنس رہے تھے، تو بار بار اس طرح ان محترم ناموں کو تمسخر کے طور پر لینا، ان کے نماز کے انداز کو مزاح والا انداز بنا کر ہونٹ اور منہ اور گردن ترچھی کر کے ہلکے طور پر نماز نماز اللہ اللہ اللہ اکبر کہنا، اور خود ہنسنا اور سامعین کو ہنسانا، اس طرح سے اللہ پاک اور نماز کے نام کی بے ادبی، اور اہانت ہوتی ہے یا نہیں؟ ایسا کرنا اور واہ واہ کے ساتھ سننا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

(۲) ایک مزاحیہ انداز بنا کر کہنا کہ وہ لوگ نماز میں بجائے مسجد کے اسٹیشنوں پر مکر کرتے ہوئے سنیوں کو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دکھانے کے لیے اس طرح پڑھتے ہیں، کیا مسافر کو اسٹیشن میں نماز پڑھنا گناہ ہے؟ یا یہ کہ جو ایسی جگہ میں نماز پڑھتے ہیں وہ مکر کرتے ہیں۔ کیا اس طریقے سے عوام کی نظروں میں نمازی اور نماز کی اہمیت کم ہوتی ہے یا نہیں؟ اور اس طرح بیان کرنا اور سننا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الو

(۱) نماز ہو، یا اور کوئی نیک کام ہو، اگر اس میں کسی ناجائز کام کا ارتکاب کیا جائے جس کی بنا پر وہ نماز یا نیک کام بیکار اور برباد ہو جائے تو ایسے کام سے نفرت دلانے کے لیے بسا اوقات حقیر اور قابل نفرت چیزوں کا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"تلک صلـــوة المنافق، یجلس یرقب الشمس حتی اذا اصفرت وکانت بین قرنی الشیطان قام فنقر اربعاً" (۱)

یعنی یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ سورج کا انتظار کرتا ہے اور جب وہ ڈوبنے کے قریب ہو جائے، اور شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان آجائے، تو یہ اٹھ کر مرغ کی طرح چار چونچ مار لیتا ہے۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکروہ وقت میں نماز پڑھنے کو منافق کی نماز فرمایا، اور اس کو پرندہ کے دانہ چگنے سے تشبیہ دی ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے:

"نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم عن نقرة الغراب وافتراش السبع" (۲)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوے کی طرح چونچ مارنے اور درندے کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا۔

ایک اور حدیث پاک میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لایبسط احدکم ذراعیه انبساط الکلب" (۳)

تم میں کوئی شخص کتے کی طرح زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر نہ بیٹھے۔

ان حدیثوں میں نماز کے اندر ممنوع کام سے نفرت دلانے کے لیے کہیں کوے کی چونچ، اور کہیں کتے اور درندے کی طرح بیٹھنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کسی کام سے نفرت دلانے کے لیے معمولی چیزوں کو

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۶۰

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۸۴

(۳) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۸۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ذکر کر دیا جاتا ہے۔

اس تفصیل کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ عالم مقرر نے اپنی تقریر میں دیوبندیوں وہابیوں سے اور ان کی نمازوں سے نفرت دلانے کے لیے ایسا کیا ہے اور ان کی نمازیں یقیناً ایسی ہی ہیں کہ ان سے نفرت دلائی جائے کیوں کہ ان کے پیشوا مولوی ''اسماعیل دہلوی'' نے نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال لانے کو گائے اور گدھے کے خیال میں ڈوبنے سے بدتر بتایا جیسا کہ صراط مستقیم میں لکھا ہے(۱)

تو وہابیوں کی نماز بیل اور گدھے والی نماز ہوئی تو اب اگر کسی عالم نے وہابیوں کی نماز سے نفرت دلانے کے لیے سوال میں مذکور حرکتیں کیں، تو اس نے کوئی جرم نہ کیا، البتہ اتنی بات ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام مبارک زبان سے ادا کرنے میں ادب وتعظیم ملحوظ رکھنا لازم ہے۔ چنانچہ کلمہ جلالت کو پُر پڑھنے کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے علامہ ''شیخ زادہ'' قدس سرہ رقمطراز ہیں:

"ولان التفخيم مشعر بالتعظيم المناسب لاسم اللّٰه تعالىٰ فانه يستحق ان يبالغ فى تعظيمه" (۲)

لہٰذا عالم مذکور کو چاہیے کہ توبہ کریں اور اپنی گفتگو کو شائستہ اور مہذب انداز میں پیش کریں، اور بازاری طور وطریقے سے پرہیز کریں۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم .

(۲) وہابیوں کے مولویوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم پاگلوں اور جانوروں کی طرح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے وغیرہ وغیرہ۔ ان کفریہ عقائد کا رکھنے والا، یا ایسے عقیدے والوں کو مسلمان ماننے والا خواہ گھر یا مسجد میں نماز پڑھے یا اسٹیشن پر پڑھے، وہ درحقیقت نماز ہی نہیں ہے کہ نماز کے لیے ایمان شرط ہے، جب ایمان ہی نہیں تو نماز کیسی؟ اس لیے وہ مکر وفریب ہی ہے تاکہ سنی مسلمان ان کے ظاہری طور وطریقے سے متاثر ہو کر ان کے فرقہ میں شامل ہو جائیں۔ مقرر کا ان کی نماز کو مکر وفریب بتانا برحق ہے۔ مقرر کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اسٹیشن پر نماز گناہ ہے، وہاں نہ پڑھی جائے، بلکہ فرقہ وہابیہ کے مکر کو اجاگر کرنا ہے۔ لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم .

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

---

(۱) صراط مستقیم ومترجم، ص ۷۹

(۲) حاشیہ شیخ زادہ علی تفسیر البیضاوی، ج: ۱، ص: ۲۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مندر بنانے کے لیے زمین تحفہ دینے والے کا حکم

مسئلہ از: عبدالرحمٰن

حضرت مفتی صاحب قبلہ دام ظلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بعدہ عرض ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے ذوی الاحترام کہ زید شہر نرسنگھپور کے مالداروں مالگذاروں میں سے ایک مالدار شخص تھا جس کے مراسم کفار سے انتہا کو پہنچے ہوئے تھے جیسا کہ شہر کے باشندوں کا قول ہے کہ مالگذار زید نے کفار کو برائے ساختن مندر زمین کا پلاٹ وقف یا ہبہ یا تحفہ دیا تھا پھر کچھ عرصہ کے بعد زید کا انتقال ہوا جب ورثہ اور شرکاء میت جنازہ لے کر چلے تو بنام ''رام رحمٰن'' موسوم کفار کی ٹولی آئی جو جنازہ کے آگے آگے ڈھولک، جھانجھ، ہارمونیم بجاتے اور ساتھ ہی ساتھ اپنا دوہا شعر ''رگھوپتی رگھوراجہ رام، ایشور اللہ ایک ہی نام، سب کو گاتے ہوئے چل رہے تھے اور ان کے بعد مسلمان کلمہ تشہد بلند آواز سے پڑھ رہے تھے لیکن جب امام مسجد کو علم ہوا تو انہوں نے صدر مسجد اور ایک حافظ صاحب کو بھیجا کہ اس کو روکو یہ کیا ہو رہا ہے کوشش کے بعد کچھ وقفہ کے لیے بند کر دیا کچھ دور چلنے کے بعد پھر وہی راگ گانا شروع کر دیا جسے دیکھ کر امام مسجد واپس اپنے کمرے میں آ گئے اور کافی تعداد میں مسلمان بھی واپس ہو گئے اور کچھ مولوی وائمہ ومسلمان نے نماز پڑھی دفن وایصال ثواب میں شریک رہے اور بروز تیجہ دعائے مغفرت بھی کیا۔

(۱) دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے میت کی نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟ ناجائز یا جائز یا حرام یا کفر؟

(۲) شرکاء جنازہ اور دعائے مغفرت کرنے والے مولویوں کے لیے حکم شرع کیا ہے؟ توبہ تجدید ایمان یا کچھ نہیں؟

(۳) ان ورثہ میت کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے حکم شرع کیا ہے جو قدرت کے باوجود کفریہ کلمات کو سنتے رہے اور ساتھ شریک رہے۔ بینوا مفصلا تفصیلا توجروا اجرا جزیلا.

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) اگر یہ صحیح ہے کہ زید نے مندر بنانے کے لیے زمین تحفہ میں دی تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا اس سے بت پرستی پر اس کی رضامندی ظاہر ہوئی اور یہ کفر ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ''ان من ساعد علی ذالک فھو راض بالکفر والرضا بالکفر کفر'' (۱) اس کی نماز جنازہ پڑھنا حرام ہے بلکہ مذہب اصح پر کفر ہے ارشاد باری تعالیٰ

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ باب فی احکام المرتد، ج: ۲، ص: ۲۵۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے:﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ﴾(۱)

اور ردالمحتار میں ہے:"فالدعاء به كفر لعدم جوازه عقلا وشرعا ولتكذيبه النصوص القطعية" (۲) والله اعلم بالصواب

(۲) جانتے ہوئے اس کی نماز جنازہ پڑھنے والے توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح کریں درمختار ورد المحتار میں ہے:"وما فيه خلاف يومر بالتوبة والا ستغفار وتجديد النكاح احتياطاً" (۳) والله اعلم بالصواب

(۳) لا الہ اللہ محمد رسول اللہ! مسلمان کتنا ذلیل و بے غیرت اور بے حیا ہوگیا ہے کہ کفریات کو اپنی مجلس میں بھی کرتے دیکھ کر اف نہیں کرتا ہے جو لوگ ان کفری حرکات اور اقوال وافعال سے راضی رہے وہ سب توبہ وتجدید ایمان ونکاح کریں اور جو لوگ باوجود قدرت روکنے کے بجائے خاموش رہے وہ بھی علانیہ توبہ واستغفار کریں اور صدق دل سے بارگاہ خداوندی میں تائب ہوں۔ واللہ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتاء ودرس دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی

۵/ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ

جو کہے "عقائد کے جھگڑوں میں نہ جاؤ" اس کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد اعظم جامعی، کرلا، ممبئی

حضور سیدی الکریم مفتی اختر حسین صاحب قبلہ.....السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ میں کہ زید ایک نیتا شخص ہے جو کہتا ہے کہ آج لوگ ہم کو شیعہ وسنی کے نام پر، تبلیغی اور اہل سنت والجماعت کے نام پر، اہل حدیث کے نام پر یا پھر کسی اور نام پر آپس میں لڑاتے ہیں اور لڑا کر کمزور کرتے ہیں، آج ہم کو غور کرنا ہے کہ ہم انہیں عقائد کے جھگڑوں میں رہیں گے جب کہ ہمارے مخالفین مثلاً امریکہ اور یہود ونصاری وغیرہ اگر بم گراتے ہیں اور گولی چلاتے ہیں تو یہ پوچھ کر نہیں چلاتے کہ کیا تو تبلیغی ہے یا اہل سنت کا ہے یا پھر کوئی دوسرا ہے ارے یہی سوچ کر ہم پر حملہ ہوتا ہے کہ یہ "لا الہ الا اللہ

(۱) سورۃ التوبہ آیت ۸۴

(۲) ردالمحتار مطلب خلف الوعید، ج:۲، ص:۲۱۰

(۳) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج۶، ص:۳۹۰ کتاب الجهاد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

محمد رسول اللہ " کا پڑھنے والا ہے خدارا میں یہاں کھڑے اس مجمع سے اپیل کروں گا کہ عقائد کے جھگڑوں میں نہ جاؤ آج اسلام کو بچانا ہے اور ہم کو اپنے اللہ کو جو ہم سے روٹھا ہوا ہے اسی روٹھے ہوئے اللہ کو منانا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) مندرجہ بالا قول از روئے شرع کیسا ہے؟ (۲) اس قول کے قائل پر کیا حکم شرع ہے؟ (۳) اس کی تردید کیسا ہے؟ اگر درست ہے تو جو اس تردید سے روکے اس پر کیا حکم شرع ہے؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

اہل سنت و جماعت کے علاوہ جتنے فرقے بنام مسلمان ہیں سب گمراہ اور بدمذہب ہیں بلکہ بہت سے فرقے مثلاً رافضی قادیانی، وہابی، دیوبندی، اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں اور ان سب سے دور رہنے کا حکم اللہ جل مجدہ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ﴾ (۱)

اور فرماتا ہے ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم" (۳)

جو شخص تمام باطل فرقوں کے ساتھ اہل سنت و جماعت کو بھی شامل کرے اور ان کے اختلافات کو عقائد کا جھگڑا کہے تو وہ کفر کے ساتھ ساتھ ایمان کو اور باطل کے ساتھ ساتھ حق کو بھی جھگڑا مان رہا ہے اور جو ایمان اور حق کو جھگڑا کہے وہ گمراہ بدمذہب صلح کلی اور بددین ہے اس پر فرض ہے کہ اپنے ان اقوال خبیثہ سے توبہ و استغفار کرنے کے ساتھ تجدید ایمان و نکاح بھی کرے اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ علماء کرام پر فرض ہے ایسے شخص کا حتی المقدور رد کریں اور لوگوں کو اس کی گمراہی سے بچائیں ارشاد حدیث ہے:

"اذا ظهرت الفتن اوقال البدع فليظهر العالم علمه ومن لم يفعل ذالک فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفاً ولا عدلا" (۴)

اور جو ایسے شخص کی تردید سے روکتا ہو وہ آیت کریمہ ﴿مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ﴾ (۵) کا مصداق اور

(۱) سورہ ھود آیت: ۱۱۳
(۲) سورۃ الانعام آیت: ۶۸
(۳) الصحیح لمسلم، ج: ۱، ص ۱۰
(۴) الجامع لاخلاق الراوی، ص: ۳۰۸
(۵) سورۃ القلم، آیت: ۱۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اہل ایمان کا بدخواہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی
۲۹ ربیع الآخر ۱۴۳۶ھ

علمائے دین کی توہین کرنا اور لاعلمی میں کسی کافر کیلئے دعائے مغفرت کرنا کیا ہے؟

مسئلہ از: محمد محسن بولٹن، انگلینڈ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل اشعار کے بارے میں جس کو زید نے ویڈیو کلپ کے ذریعہ لوگوں میں عام کئے ہیں اشعار کچھ یوں ہیں۔

(۱) برکت اٹھ گئی ہے دنیا سے اسلام کا اس میں کچھ کوئی قصور نہیں، امام بگڑے ہیں آج مسجد کے بے چاری امت کا کوئی قصور نہیں

(۲) بنے گا دوزخ کا ایندھن بڑے بڑے علماء اور مولوی، حدیث ہے یہ میرے نبی کی قوم کا اس میں کوئی قصور نہیں۔

(۳) مسجدوں کو کھیل کود کا میدان بناتے دکھائی دیتے ہیں، آج کے امام امت کو الو بناتے دکھائی دیتے ہیں۔

(۴) کہتے تھے کل کہ حرام ہے یہ ٹی وی ویڈیو کیمرہ، وہی بدمعاش عالموں رات دن ٹی وی پر دکھائی دیتے ہیں۔

(۵) آیا وقت بڑا بے ڈھنگا آج امام بنا بے ڈھنگا، کہیں یہ جھگڑا کروائیں کمیٹیوں کو خوب نچائیں۔

صورت مسئولہ میں از روئے شرع زید پر کیا حکم عائد ہوگا؟ اور کیا وہ مسجد کا عمومی ممبر یا کمیٹی ممبر رہ سکتا ہے؟ جو قوم میں بدامنی کا ذریعہ بن رہا ہے؟ جواب دے کر رہنمائی فرمائیں۔

ایک مسئلہ یہ ہے کہ زید کی والدہ ہندوستان میں فوت ہوئی زید سنی ہے۔ بکر نے والدہ کے حق میں دعا کی، نیز قرآن خوانی میں شرکت کی اور خود دعائے مغفرت کی، پانچ دن کے بعد ظاہر ہوا کہ زید کی والدہ پہلے شوہر سے الگ ہوگئی تھی اور دوسرا نکاح کیا تھا شوہر ثانی اور اس کے خاندان والے دیوبندی ہیں مگر بکر حلفیہ اللہ ورسول کو گواہ بنا کر کہتا ہے کہ میں نے لاعلمی میں دعا کی تو کیا بکر عند الشرع معذور ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

نوٹ: شوہر اول اور اس کے تمام بیٹے سنی ہیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اس میں شک نہیں کہ آج کل بہت سے علماء وائمہ مساجد ایسے افعال وحرکات کرنے لگے ہیں جو شریعت کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خلاف اور عالمانہ وقار سے ہٹ کر ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ عوام دن بدن علماء سے دور اور بدظن ہوتے جارہے ہیں، مگر زید نے مذکورہ اشعار میں مطلقاً علماء اور ائمہ کے متعلق جو کچھ لکھا اور پھر اسے ویڈیو کلپ کے ذریعہ عام کیا اس سے یہی ظاہر ہے کہ وہ علمائے دین اور ائمہ مساجد کی تحقیر اور توہین کر رہا ہے اور مطلقاً علمائے دین کی توہین کفر ہے الاشباہ والنظائر میں ہے: "الاستهزاء بالعلم و العلماء كفر"(۱)

لہٰذا زید پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہو تو تجدید نکاح لازم ہے اگر زید توبہ اور تجدید ایمان کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ مسلمان اس کا بائیکاٹ کردیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲)

اور اسے کسی مسجد و مدرسہ کا کوئی عہدہ نہ دیں کیوں کہ اس میں اس کا اعزاز ہے جب کہ وہ شخص شرعاً قابل مذمت واہانت ہے تبیین الحقائق میں ہے: "لان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعاً" (۳) واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) بکر نے لاعلمی میں زید کی والدہ کے لیے دعائے مغفرت کی اگر بالفرض زید کی والدہ وہابیہ ہوتی تب بھی عدم علم کی بنا پر بکر معذور ہوتا فتاوی بحر العلوم میں ہے: "اگر کسی نے لاعلمی میں کسی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھی یا اس کی امامت کی تو معذور ہے" (۴) صورت مذکورہ میں تو یہی متعین نہیں کہ زید کی والدہ وہابیہ تھی۔ لہٰذا بکر پر کوئی الزام نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاء و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی
۳ر رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

چھٹ منانا دیوالی میں دیا جلانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد کوثر ربانی، سیتامڑھی، بہار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مثلاً زید وعمرو بکر کسی گاؤں کے

(۱) الاشباہ والنظائر مع الحموی، ج: ۲، ص: ۸۷

(۲) سورۃ الانعام آیت ۶۸

(۳) تبیین الحقائق، ج: ۱، ص: ۳۴۵

(۴) فتاوی بحر العلوم، ج: ۲، ص: ۵۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باشندے ہیں، زید غیر مسلم کے ساتھ مل کر چھٹ مناتا ہے اور عمرو روپیہ پیسہ دے کر چھٹ منانے میں غیر مسلم کی مدد کرتا ہے اور بکر دیپاولی کے دن اپنے گھر میں دیا جلاتا ہے جواب مرحمت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

کسی مسلمان کا چھٹ منانا، پیسہ دے کر اس میں مدد کرنا اور دیوالی منانا حرام حرام اشد حرام بلکہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے۔ جامع الفصولین میں ہے: "قال ابوبکر بن طرخان من خرج الی السدة (قال القاری ای مجمع اھل الکفر) کفر اذفیه اعلان الکفر و کانه ایمان علیه وعلی قیاس السدة الخروج الی النیروزوالموافقة معھم فیما یفعلو نه فی ذالک الیوم کفر" (۱)

اور جو کفر فقہی کا ارتکاب کرے اس پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں "جو مرتکب کفر فقہی ہے اس پر تجدید اسلام لازم ہے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے" (۲)

زید وعمرو وبکر پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح لازم ہے اگر وہ ایسا کرلیں تو ٹھیک ہے ورنہ مسلمان ان کا بائیکاٹ کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی
۱۶ر محرم الحرام ۱۴۳۶ھ

---

(۱) جامع الفصولین ج:۲، ص:۳۱۳

(۲) الفتاوی الرضویه کتاب السیر ج:۶، ص:۱۴۹

(۳) سورۃ الانعام، آیت:۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا کافر کو کافر کہا جا سکتا ہے؟

مسئلہ از: مولانا محمد مہدی حسن مقام افرول، پوسٹ چکمورف، ضلع ویشالی بہار

(۱) کافر کو کافر کہا جا سکتا ہے کہ نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مؤمن کو مؤمن جاننا، یوں ہی کافر کو کافر جاننا ضروریات دین سے ہے۔ بلاشبہ کافر کو کافر ہی کہا جائے گا۔ اس میں کہہ سکنے کی کیا بات ہے؟ قرآن شریف میں بے شمار جگہوں پر کافر کو کافر کہا گیا ہے۔ ارشاد باری عز اسمہ ہے ﴿قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ (۱) تم فرماؤ کہ اے کافرو!

دیکھئے! اس میں صاف صاف کافر کو کافر کہہ کر پکارا جا رہا ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ کافر کو کافر کہنا ہی حکم قرآن وحدیث ہے۔ بلکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ البتہ اگر اسے کافر کہتے ہیں فتنہ وفساد کا صحیح اندیشہ ہو تو غیر مسلم کہا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد تفسیر القادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۴۱۹/۲/۸ھ

کسی ولی کو نبی سے افضل کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: احمد رضا قادری علیمی، متعلم دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

کیا موقف ہے علمائے اہل سنت ومفتیان دین وملت کا مسئلہ ذیل کی نسبت۔

ہفت روزہ "نئی دنیا" غریب نواز نمبر ص: ۳۵، ۲۰ تا ۲۶/ اکتوبر ۱۹۹۸ء میں ایک شخص مسمی بہ محمد سعید صدر فیڈریشن آف اوریسہ بہار (رانچی) نے سیدنا غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ شعر کہا۔

تیری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح وخضر سے اعلیٰ مقام ہے تیرا

اس شعر کے قائل کا شرع متین کے آئینے میں کیا حکم ہے؟

---

(۱) سورۃ الکافرون، آیت: ۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام انبیا کرام علیہم السلام اولیاء عظام سے افضل ہیں "طریقہ محمدیہ فصل اول باب ثانی" میں ہے:

"ان الاجماع منعقد علی ان الانبیاء افضل من الاولیاء" (۱)

اس بات پر اجماع ہے کہ انبیا کرام اولیاء عظام سے افضل ہیں۔

اور "حدیقہ ندیہ" میں ہے:

"التفضیل علی نبی تفضیل علی کل نبی" (۲)

یعنی کسی ایک نبی پر کسی کو فضیلت دینا تمام نبیوں پر فضیلت دینا ہے۔

اور جو کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل کہے، وہ باجماع مسلمین کافر و بے دین ہے۔ "طریقہ محمدیہ" میں ہے:

"تفضیل الولی علی النبی مرسلا، کان اولا، کفر وضلال، کیف؟ وهو تحقیر النبی بالنسبة إلی الولی، اوخرق للاجماع، حیث اجمع المسلمون علی فضیلة النبی علی الولی" (۳)

ولی کو نبی پر فضیلت دینا خواہ وہ نبی رسول ہوں یا نہ ہوں کفر و گمرہی ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ اس میں ولی کی بہ نسبت نبی کے مرتبہ کو گھٹانا ہے۔ یا یہ اجماع کے خلاف ہے کیوں کہ نبی کا ولی سے افضل ہونے پر اجماع قائم ہے۔

"ارشاد الساری شرح صحیح بخاری" میں ہے:

"النبی افضل من الولی، وهو امر مقطوع به، والقائل بخلافه کافر" (۴)

قطعی طور پر نبی ولی سے افضل ہیں، اور جو شخص اس کے برخلاف کہے وہ کافر ہے۔ مذکورہ شعر میں حضرت خواجہ غریب نواز، ولی کامل، عارف باللہ "معین الدین" چشتی اجمیری قدس سرہ کو حضرت "مسیح" و حضرت "خضر" علیہما السلام سے اعلیٰ مرتبہ والا کہا گیا ہے، اور یہ دونوں حضرات انبیا کرام میں سے ہیں۔ حضرت "عیسیٰ مسیح" علیہ السلام کا تو نبی ہونا واضح و متعین ہے۔ حضرت "خضر" علیہ السلام بھی جمہور کے نزدیک نبی ہیں جیسا کہ "تفسیر کبیر" میں ہے:

"قال الاکثرون ان ذلک العبد کان نبیا" (۵)

---

(۱) طریقہ محمدیہ، ج: ۱، ص: ۸۴

(۲) الحدیقة الندیة، ج ۱، ص: ۳۱۵

(۳) الحدیقة الندیة، ج: ۱، ص: ۳۱۶

(۴) ارشاد الساری بشرح صحیح البخاری، کتاب العلم، ج: ۱، ص ۱۷۵

(۵) التفسیر الکبیر، ج: ۱۱، ص: ۱۴۸، مطبوعه دار احیاء التراث العربی، بیروت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہٰذا مذکورہ شعر ''خواجہ غریب نواز'' علیہ الرحمہ یا کسی اور ولی کی شان میں کہنا کفر ہے۔ اس کے قائل ومعتقد اسلام سے خارج کافر و بے دین ہیں۔ ان پر توبہ، تجدید ایمان اور اگر شادی شدہ ہیں تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد تفسیر القادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۱ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

ایمان وکفر سے متعلق چند سوالات

مسئلہ از: مولانا گلزار حسین موضع بھولا پور، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں بلا کسی تجدید وتاویل کے، عند الشرع قرآن پاک کی روشنی میں، بواسطہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے، بلا کسی تاخیر کے، مدلل ومسکت جواب عنایت فرمائیں۔ عین کرم ہوگا۔

سوال:۱- ایمان کسے کہتے ہیں؟ اور اوصاف ایمان کی پہچان کیا ہے؟ مفصل طور پر بیان فرمائیے۔

سوال:۲- ایمان کا دارومدار کس چیز پر ہے؟ نیز روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ، کلمہ اور قربانی، صاحب ایمان ہونے سے پہلے کے ارکان ہیں یا کہ صاحب ایمان ہونے کے بعد ادا کیے جائیں؟

سوال:۳- زید سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے۔ لیکن نماز پنج وقتہ پابندی سے ادا نہیں کرتا ہے، کبھی پڑھتا بھی ہے، اور کبھی نہیں بھی پڑھتا اب ایسے شخص کو کافر کہنا کیسا ہے؟ اگر کسی نے ایسے شخص کو کافر کہہ دیا تو کافر کہنے والے شخص کے بارے میں از روئے شرع شریف کیا حکم ہے؟ جواب عطا فرمائیں۔

سوال:۴- کافر کی نماز جنازہ میں شریک ہونا کیسا ہے؟ نیز اگر کوئی شخص شریک ہوا تو اس کے بارے میں از روئے شریعت کیا حکم ہے؟

سوال:۵- بکر کے کہنے کے مطابق زید کافر ہے۔ مگر زید کا انتقال ہو گیا ہے اور بکر نے خود ہی زید (کافر) کی نماز جنازہ پڑھی کیا یہ درست ہے؟ اگر حکم شرعی ہو کہ نہیں تو پھر اب کیا ہونا چاہیے؟

سوال:۶- زید جو کہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے۔ جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لیے گیا تو بکر نے اسے مشرک کہہ کر نکال دیا اور نماز جمعہ نہیں پڑھنے دیا ایسی صورت میں بکر کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟

سوال:۷- زید سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے لیکن پوری طرح شریعت کا پابند نہیں رہ پاتا ہے۔ البتہ اکثر میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل پاک وعرس پاک، بڑے اہتمام اور احترام کے ساتھ منعقد کرتا ہے۔ جس میں صرف علمائے اہل سنت ہی شریک ہوتے ہیں، اور تلاوت قرآن پاک اور نعت خوانی اور تقریر علمائے کرام کی ہوتی ہے، جس

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں بلا تفریق سبھی لوگ شرکت کرتے ہیں، اور سلام وقیام بھی ہوتا ہے جس میں سرکار اعلیٰ حضرت کا کلام کثرت سے پڑھا جاتا ہے، اور اعلیٰ حضرت ہی کا کلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' اور ''یا نبی سلام علیک'' وغیرہ خوب دھوم دھام سے پڑھا جاتا ہے۔ ایسی محفل کو پیر، خدا اور رسول کی بارگاہ کہنا عند الشرع کیسا ہے؟

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

ان تمام باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ایمان ہے جو ضروریات دین سے ہیں۔ حضور صدر الشریعہ علامہ ''امجد علی اعظمی'' رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین سے ہیں''۔(۱)

شرح عقائد نسفی میں ہے:

''الإیمان فی الشرع ھو التصدیق بما جاء بہ رسول اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم من عند اللّٰہ'' (۲) واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

جو شخص ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو، اور کوئی فعل وعمل وقول اس سے ایسا نہ صادر ہو جو منافی اسلام ہے تو ایسا شخص مومن ہے۔ مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام ''احمد رضا'' فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ

''جب وہ کہتا ہے کہ میں مسلمان ہو چکا ہوں تو اسے مسلمان ہی سمجھا جائے گا، جب تک اس سے اب کفر جدید نہ ظاہر ہو۔''(۳)

اور دوسری جگہ فرماتے ہین کہ:

''اہل قبلہ وہی ہے جو ضروریات دین پر ایمان لاتا ہو، اور کوئی قول، فعل قاطع ایمان اس سے صادر نہ ہو، ورنہ صرف قبلہ کی طرف ہماری سی نماز پڑھنا، اور ہمارا ذبیحہ کھانا بنصوص قطعیہ قرآن ایمان کے لیے کافی نہیں۔ منافقین یہ سب کچھ کرتے تھے اور یقیناً کافر تھے۔''(۴) واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۲) ایمان کا دار ومدار تصدیق قلبی پر ہے، کیوں کہ اصل ایمان تو صرف ضروریات دین کی تصدیق کا نام ہے۔ علامہ قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''الایمان فی الشرع فالتصدیق بما علم بالضرورۃ انہ من

(۱) بہار شریعت، ایمان وکفر کا بیان، ج: ۱، ص: ۵۲

(۲) شرح العقائد، ص: ۹۰

(۳) العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، ج: ۹، ص: ۱۶۲

(۴) العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، ج: ۹، ص: ۱۱۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا التوحید والنبوۃ اھ۔(۱)

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اصل ایمان صرف تصدیق کا نام ہے، اعمال بدن تو اصلاً جز وایمان نہیں، رہا اقرار تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا تو عند اللہ مومن ہے، اور اگر موقع ملا، اور اس سے مطالبہ کیا گیا، اور اقرار نہ کیا تو کافر ہے، اور مطالبہ نہ کیا گیا تو احکام دنیا میں کافر سمجھا جائے گا، مگر عند اللہ مؤمن ہے اگر کوئی کام خلاف اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔"(۲)

آدمی روزہ، نماز و دیگر ارکان اسلام اور عبادتوں کا مکلف ایمان لانے کے بعد ہوتا ہے۔ حالت کفر میں یہ اعمال واجب نہیں ہوتے بلکہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد واجب ہوتے ہیں۔ چنانچہ اصول فقہ کی مشہور و متداول کتاب "منار" اور اس کی شرح "نور الانوار" میں ہے:

"والصحیح انهم لا یخاطبون باداء ما یحتمل السقوط من العبادات، ای المذهب الصحیح لنا ان الکفار لا یخاطبون بأداء العبادات التی تحتمل السقوط مثل الصلوٰة والصوم" (۳)

صحیح یہ ہے کہ وہ لوگ (کفار) ان عبادتوں کی ادائیگی کے مخاطب نہیں ہیں، جو سقوط کا احتمال رکھیں یعنی ہمارا مذہب صحیح یہ ہے کہ کفار کو ان عبادات کی ادائیگی کا مکلف نہ بنایا گیا جن میں سقوط کا احتمال ہو جیسے نماز اور روزہ۔

اسی میں چند سطر بعد ہے:

"فانه تصریح بانهم لایکلفون بالعبادات الابعد الایمان."(۴)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۳) ایمان کے بعد نماز اہم العبادات ہے جو مکلف یعنی عاقل، بالغ مومن ہے اس پر نماز فرض عین ہے۔ نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے، اور جو شخص قصداً چھوڑے اگرچہ ایک ہی وقت کی، وہ فاسق ہے، ایسی بہت سی احادیث ہیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصداً نماز کا ترک کفر ہے۔ بعض صحابہ کرام مثلاً فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اور بعض ائمہ کرام مثلاً امام احمد بن حنبل وغیرہ بھی تارک نماز کو کافر مانتے ہیں مگر امام اعظم و دیگر ائمہ کرام قصداً تارک نماز کی تکفیر نہیں کرتے۔

اعلیٰ حضرت "امام احمد رضا قادری بریلوی" رضی عنہ ربہ القوی "حلیہ" کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں

"ذهب الجمهور ومنهم اصحابنا ومالک والشافعی واحمد فی روایة الی انه لایکفر." (۵)

لہٰذا سنی صحیح العقیدہ مسلمان بے نمازی کو کافر کہنا بہت سے صحابہ کرام اور ائمہ عظام کے مذہب پر صحیح ہے، اور امام اعظم نیز بہت سے صحابۂ کرام کے مذہب پر صحیح نہیں ہے۔ اگر بے نمازی کو کافر کہنے والا حنفی ہے، تو اس پر لازم ہے

(۱) التفسیر البیضاوی، ص:۱۸

(۲) بہار شریعت، ایمان و کفر کا بیان، ج:۱، ص:۵۲

(۳) نور الانوار، ص:۶۴

(۴) نور الانوار، ص:۶۴

(۵) العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة، کتاب الصلاة، ج:۲، ص:۱۹۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہ قصداً نماز ترک کرنے والے کو مذہب حنفی کے مطابق کافر کہنے سے کف لسان کرے۔اسی میں احتیاط ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۴) کافر کی نماز جنازہ پڑھنی ناجائز وحرام بلکہ کفر ہے۔قرآن کریم کا ارشاد ہے ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ (۱) اور کبھی نہ پڑھئے نماز جنازہ ان میں سے کسی پر جو مرجائے اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر۔

اس آیت کی تفسیر میں ''ملا احمد جیون'' رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''هی الآیة التی استدل بها علی ان الصلوٰة علی الکافر لا یجوز''(۲)

یعنی اسی آیت کے ذریعہ استدلال کیا گیا کہ کافر کی نماز جنازہ جائز نہیں۔اور کسی کافر کی نماز جنازہ میں شریک ہونے والا اگر اس کے کفریات کو جانتا تھا اور پھر اسے مسلمان سمجھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھی تو اس پر توبہ واستغفار وتجدید ایمان اور اگر بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی فرض ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۵) بکر کے قول کے مطابق اگر واقعی زید کافر تھا، اور موت سے پہلے اس کی توبہ کا ثبوت نہیں، تو اب اس کی نماز جنازہ پڑھنی بہرحال جائز نہیں، اور اگر مرنے سے پہلے اس نے اپنے کلمات کفریہ سے توبہ کرلیا تو اب اس کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ودرست ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

''التائب من الذنب کمن لا ذنب له'' (۳) واللہ تعالیٰ اعلم.

(۶) زید اگر واقعی سنی صحیح العقیدہ تھا اور اس نے کوئی فعل شرک نہیں کیا تھا تو بکر کا اسے مشرک کہنا خود ہی ناجائز وحرام بلکہ کفر ہے۔حدیث پاک میں ارشاد ہے:

''من دعا رجلاً بالکفر او قال عدو اللّٰه ولیس کذلک الاحار علیه'' (۴) جس نے کسی مسلمان شخص کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ کر پکارا حالانکہ وہ شخص ایسا نہیں ہے تو یہ اسی کی طرف لوٹے گا۔

بکر پر توبہ واستغفار لازم ہے اور اگر زید نے واقعی کوئی فعل شرک کیا تھا تو بکر کا اس کو مسجد سے نکالنا صحیح ودرست ہے۔مگر یہ جب صحیح ہے کہ زید سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور وہ اپنے شرک پر مصر رہے اور اگر اس نے توبہ کرلی تو مسجد سے نکالنا اور اس کو مشرک کہنا بہرحال ناجائز وحرام ہے۔حدیث شریف ہے:

''التائب من الذنب کمن لا ذنب له'' (۵) یعنی گناہ سے توبہ کرنے والا اس کی طرح ہے جس نے

(۱) سورة التوبة، آیت: ۸۴
(۲) التفسیرات الاحمدیة، ص: ۴۶۹
(۳) مشکوٰة المصابیح، باب الاستغفار، ص ۲۰۶
(۴) الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، ج: ۱، ص: ۵۷
(۵) مشکوٰة المصابیح، باب الاستغفار، ص: ۲۰۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کوئی گناہ کیا ہی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۷) جو مجلس ''میلاد شریف'' منکرات شریعہ سے خالی ہو، اور وہاں صحیح روایات واقوال بیان کیے جاتے ہوں۔ ذکر خدا اور رسول اور تذکرۂ صلحاء وبندگان دین کیا جاتا ہو، تو ایسی مجلس کو نسبت وتعلق کے لحاظ سے بارگاہ خدا ورسول کہنا درست ہے۔ البتہ اگر کوئی استہزاء ایسا کہے گا تو عند الشرع مجرم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

الجواب صحیح: محمد تفسیر القادری — ۱۱ رجب المرجب ۱۴۱۹ھ

سنی ہونے کی قسم کھائے تو؟

مسئلہ از: خالد حسین موضع تالبی، پوسٹ سمرا، مہراج گنج، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ میں۔

زید اور اس کے گھر والے سب اہل سنت عقائد کے ہیں لیکن چند دن ہوئے کہ زید گاؤں والوں سے کشیدگی کی بنا پر گاؤں کی مسجد سے علاحدہ ہو کر دیوبندیوں کی مسجد میں جمعہ ادا کرنے جانے لگا، پھر گاؤں والوں اور رشتہ داروں نے منع کیا کہ آپ وہاں نہ جائیں تو زید نے جانا بند کر دیا اور تقریباً ۶ ماہ سے اب جہاں اسے موقع ملا سنیوں کی مسجد میں نماز ادا کرنے لگا۔ فی الحال زید کو رشتہ کی ضرورت پڑی تو کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ دیوبندی ہیں تو انہوں نے مندرجہ ذیل لوگوں کے سامنے قسم کھایا کہ میں دیوبندی نہیں ہوں اور نہ دیوبندیوں سے میل جول رکھتا ہوں۔

(۱) حضرت مولانا شہاب الدین صاحب نظامی (۲) جناب ممتاز علی صاحب (۳) محمد منظور صاحب (۴) محمد اسحاق صاحب (۵) حضرت مولانا رمضان علی صاحب (۶) جناب خیر اللہ صاحب.

اب دریافت طلب یہ ہے کہ آیا زید کا دیوبندی ہونا مشکوک ہے؟ اب جب کہ زید نے قسم بھی کھالیا اور توبہ بھی کیا اور معافی چاہا ایسی صورت میں زید کے وہاں رشتہ لینا کیسا ہے۔ وضاحت کے ساتھ جواب مرحمت فرمائیں۔

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر زید مذہب اہل سنت ہی کو حق جانتا اور مانتا ہے اسکے علاوہ دیگر مذاہب باطلہ کے پیروکار قادیانی، شیعہ، دیوبندی، وہابی وغیرہ کو گمراہ وبددین اور کافر مانتا ہے تو بلاشبہ وہ مسلمان ہے۔ صورت مسئولہ میں برصحت قول مستفتی زید سنی ہے۔ اس کے یہاں رشتہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بکذا فی فتاویٰ فیض الرسول (۱) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ رضوی — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۶/۱۰/۱۴۱۹ھ

(۱) فتاوی فیض الرسول، باب العقائد، ج: ۱، ص: ۵۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آپریشن والا آدمی محشر میں کیسے اٹھے گا؟

مسئلہ از: حافظ مجیب اللہ، مقام دیوریا، پوسٹ رامپور، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:

(۱) زید کو شدید چوٹ لگی، ہاتھ پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی اور ڈاکٹروں نے علاج کیا اور آپریشن کے ذریعہ دوسری ہڈی لگائی۔ کیا دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد جب اپنی قبر سے اٹھے گا تو ایسے ہی جوڑ لگا رہے گا یا پھر قدرتی بن جائے گا؟

(۲) بکر کو ہرنیا کی بیماری ہوگئی، اور پیٹ میں گولہ کی شکایت ہوگئی، اور ڈاکٹروں کے مشورہ سے آپریشن ہوا۔ کیا دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد جب اپنی قبر سے اٹھے گا تو ایسے ہی رہے گا یا پھر قدرتی بن جائے گا؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

بعث بعد الموت یعنی مردوں کا قبروں سے اٹھنا اس طرح ہوگا کہ اللہ جل مجدہ اپنی قدرت کاملہ سے ان کے اجزائے اصلیہ کو جمع فرما کر ان میں روح ڈال دے گا۔ چنانچہ شرح عقائد میں ہے:

"البعث ھو ان یبعث اللہ الموتی من القبور بان یجمع اجزائھم الاصلیۃ ویعید الارواح إلیھا" (۱)

بعث بعد الموت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مردوں کے اجزائے اصلیہ کو جمع کر کے ان میں روح ڈال کر ان کی قبروں سے اٹھائے گا۔

اور اجزائے اصلیہ ان اجزاء کو کہا جاتا ہے جن سے روح اولاً متعلق ہوتی ہو۔ چنانچہ علامہ "عبد العزیز" قدس سرہ فرماتے ہیں:

"قیل: الاجزاء الاصلیۃ ھی الاجزاء التی تعلق بھا الروح اولا" (۲)

آپریشن کے بعد جو ہڈی لگی وہ اجزائے اصلیہ میں نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ نہیں اٹھایا جائے گا۔ اسی جواب سے آپ کے دوسرے سوال کا جواب بھی واضح ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ رضوی غفرلہ — **کتبہ:** محمد اختر حسین قادری

۱/۱۱/۱۴۱۹ھ

دیوبندی کا نکاح وجنازہ اور اس کی اقتدا کا حکم

مسئلہ از: محمد اسد اللہ علیمی

مدرس دار العلوم اہل سنت علیمیہ فیض العلوم، مقام وپوسٹ ہنومان گنج بازار، ضلع بستی، یوپی

---

(۱) شرح العقائد، ص: ۱۰۱

(۲) النبراس، ص: ۲۱۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں:

(۱) لڑکا سنی صحیح العقیدہ ہے، اور لڑکی دیوبندی کی ہے تو کیا اس کا نکاح پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ مع دستخط ومہر کے جواب تحریر فرمائیں۔

(۲) کسی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر نہیں پڑھا سکتے تو اگر پڑھا دیا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور اس کی نماز جنازہ میں شریک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر کوئی مجبوری ہو جیسے رشتہ دار ہوں اور نماز جنازہ میں شریک ہوئے مگر اس دیوبندی امام کی اقتدا نہیں کی، صرف کھڑے رہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۳) کسی دیوبندی امام کے پیچھے اگر ہم نے اپنی نیت کر کے نماز پڑھی تو ہماری نماز ہوگی یا نہیں؟ اس مجبوری کے ساتھ کہ اگر نہیں کھڑے ہوتے ہیں تو لوگ برا سمجھیں گے۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے براہ راست، یا پیشوایان دیوبندیہ مولوی رشید گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل انبیٹھوی اور اشرف علی تھانوی جن کے عقائد کفریہ مندرجہ براہین قاطعہ، تحذیر الناس اور حفظ الایمان کے باعث علمائے عرب وعجم، مفتیان حل وحرم نے ان کے کفر وارتداد کا فتویٰ دیا، اور یہاں تک تحریر فرما دیا کہ "من شک فی کفرهم وعذابهم فقد کفر" انہیں اپنا امام وپیشوا ماننے کی وجہ سے کافر ومرتد ہیں، اور فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ مرتدین مرد ہوں یا عورت ان کا نکاح کسی سے نہیں ہو سکتا۔

فتاویٰ رضویہ شریف میں فتاویٰ ہندیہ سے نقل فرمایا:

"لا یجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذلک لا یجوز نکاح المرتد مع احد کذا فی المبسوط" (۱)

لہٰذا لڑکا یا لڑکی میں سے کوئی بھی دیوبندی عقائد رکھنے والا اس کا نکاح کسی سنی یا سنیہ سے پڑھانا ناجائز وحرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) جواب نمبر ایک ہی سے اس سوال کا جواب بھی واضح ہے کہ کسی بھی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھانا ناجائز وحرام وکفر ہے۔ جس نے دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھا دی اس پر اعلانیہ توبہ واستغفار لازم ہے۔ بلکہ اگر دیوبندی کے کفری عقائد پر اطلاع رکھتے ہوئے اسے مسلمان سمجھ کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی ہے تو ایسے شخص پر توبہ، تجدید ایمان، اور بیوی رکھتا ہے تو تجدید نکاح بھی فرض ہے۔ اگر توبہ وتجدید ایمان نہیں کرتا ہے تو خود اس کے جنازہ میں شریک ہونا

(۱) العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة، کتاب النکاح، ج:۵، ص:۱۹۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جائز نہیں۔ پھر دیوبندی کوئی بھی ہو اس کے جنازہ میں کسی طرح کی شرکت جائز نہیں۔ ایسوں سے رشتہ ہی کرنا کب جائز ہے کہ ان سے رشتہ داری کے دباؤ میں آکر ان کے جنازہ میں شرکت کرنی پڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) ماسبق کے جوابوں سے اس سوال کا جواب بھی واضح ہے کہ جب دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں تو خود ان کی نماز نماز نہیں، اور جب انہیں کی نماز باطل ہے تو ان کی اقتدا یا ان کے پیچھے ان کے ساتھ رکوع، سجود وغیرہ کرتے ہوئے کسی سنی کی نماز کیسے صحیح ہو جائے گی؟ صرف دیوبندی کے برا سمجھنے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا خیال تو ہو گیا، مگر کتنے شرم کی بات ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی شانہائے اقدس میں گستاخیاں کرنے والے بلکہ صریح گالیاں لکھنے اور بیان کرنے والے، وہ لوگ جو اللہ و رسول جل جلال و صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں، ان کی اقتدا میں کھڑے ہوتے وقت اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا ذرا بھی لحاظ و پاس نہیں یہ کیسا ایمان ہے؟ اور کیسے مسلمان ہیں؟ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور سنیوں کے دلوں میں اپنی اور اپنے پیارے رسول کی سچی محبت و عظمت جاگزیں فرمائے۔ (آمین)

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۲۹ ربیع الغوث ۱۴۲۰ھ

دیوبندی امام کی اقتدا کرنے والے کا حکم

مسئلہ از: مبارک رضا، مقام کلیان پور، پوسٹ کلی گاؤں، ضلع دربھنگہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ: زید نے دیوبندی امام کے پیچھے جان بوجھ کر نماز ادا کی، تو اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز زید کے یہاں شادی بیاہ کرنا کیسا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب مدلل و مفصل تحریر فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ و تقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

دیوبندی یا تو براہ راست شان الوہیت و بارگاہ رسالت کے گستاخ ہونے کی وجہ سے، یا تو پھر طواغیت اربعہ پیشوایان دیوبندیہ مولوی رشید گنگوہی، مولوی خلیل انبیٹھوی، مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی جن کے بارے میں ان کی عبارات کفریہ مندرجہ براہین قاطعہ، تحذیر الناس و حفظ الایمان کی وجہ سے علمائے عرب و عجم و مفتیان حل و حرم نے ان کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا اور یہاں تک فرمادیا کہ "**من شک فی کفرھم و عذابھم فقد کفر**" یعنی وہ ایسے کافر و مرتد ہیں کہ جو ان کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ ایسوں کو اپنا امام و پیشوا ماننے کی وجہ سے اسلام سے خارج و کافر و مرتد ہیں۔ ان کی نماز نماز ہی نہیں کہ ان کی اقتدا میں کسی مسلمان کی نماز

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صحیح ہو۔لہٰذا زید پر فرض ہے کہ اعلانیہ توبہ کرے اور اپنی نماز جو دیوبندی کی اقتدا میں ادا کی تھی از سر نو پڑھے۔
اگر زید توبہ نہیں کرتا ہے تو علاقہ کے سنی مسلمانوں پر جنہیں اس واقعہ فاجعہ کا علم ہو فرض ہے کہ زید کا سخت وشدید مقاطعہ وبائیکاٹ کریں تا کہ وہ توبہ پر مجبور ہو جائے، اور جب تک وہ توبہ صحیح نہ کرے اس کے یہاں شادی وبیاہ کرنا، اور اس سے راہ ورسم رکھنا ناجائز ہے۔قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۱) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

کتبہٗ: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہٗ
۲۷ر جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ

دیوبندی فرقہ کو اچھا سمجھنے والا کیا ہے؟

مسئلہ از: ذوالفقار احمد رضوی، متعلم دارالعلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی، یوپی
ایسا شخص جو فرقہ دیابنہ سے تعلق رکھے، اور انہیں اچھا سمجھے، اور منع کرنے پر باز نہ آئے، اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

دیابنہ اپنے عقائد کفریہ صریحہ کی وجہ سے، یا کم از کم اساطین دیوبندیہ مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید گنگوہی، مولوی خلیل انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی (جن کی عبارات کفریہ مندرجہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، اور حفظ الایمان کی وجہ سے علمائے عرب وعجم، مفتیان حل وحرم نے ان کے کفر وارتداد کا حکم لگا کر ہر ایک کے بارے میں تصریح فرمادی کہ "من شک فی کفرھم وعذابھم فقد کفر" یعنی یہ چاروں ایسے کافر ومرتد ہیں کہ جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ خود کافر ہے) کو اپنا امام وپیشوا ماننے کی وجہ سے اسلام سے خارج اور کافر ومرتد ہیں، جو انہیں اچھا سمجھ کر ان سے تعلقات رکھے گا اس کا بھی حکم انہیں جیسا ہوگا، انہیں سمجھایا جائے اگر سمجھانے پر باز نہ آئیں تو ان سے فوراً الگ ہو جانا ضروری ہے۔کما قال تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۲) واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۱۴ر رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸
(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مردہ سمجھنے والے کا حکم

مسئلہ از: قاضی امان اللہ

مفتی ومیر واعظ جنوبی کشمیر وسرپرست اعلیٰ ادارۂ تحقیقات اسلامیہ، اسلام آباد، کشمیر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد وصال مردہ ہیں، وہ سنتے نہیں ہیں، اگر چہ قبر انور پر صلوۃ وسلام پیش کیا جائے، کیسا ہے؟ اور شرعاً ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟ اور اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب

علمائے ملت اسلامیہ سلف وخلف کا عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد وصال بھی حیات حقیقی دنیوی کے ساتھ زندہ ہیں، اور جس طرح حیات ظاہری میں وصال سے پہلے امت کے جمیع اعمال واحوال اور سارے عالم کو ملاحظہ فرماتے رہتے تھے۔ عالم میں کہیں بھی درود وسلام پڑھا جائے آپ بنفس نفیس سنتے تھے بعد وصال بھی سارے عالم کی خبر رکھتے، اور درود وسلام پڑھنے والوں کے درود کو خود سنتے ہیں۔

اکابر علمائے محدثین نے حیات انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام سے متعلق مستقل رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔ خاتم المحدثین سند المحققین حضرت امام علامہ "جلال الدین سیوطی" علیہ الرحمہ نے اس باب میں ایک مستقل رسالہ "انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء" تصنیف فرما کر علمائے متقدمین واجلہ محدثین کے رسائل وتصانیف سے اس سلسلے میں بہت سی روایتیں نقل فرمائی اور ارشاد فرمایا:

"حیاۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قبرہ وسائر الانبیاء معلومۃ عندنا علما قطعیاً لما قام عندنا من الادلۃ فی ذلک وتواترت بہ الأخبار"(۱)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضۂ انور میں زندہ رہنا، اور دیگر انبیائے کرام کی حیات کا ہمیں یقینی علم ہے۔ اس لیے کہ ہمارے پاس اس سلسلے میں بہت سی دلیلیں اور متواتر حدیثیں ہیں۔

اور محدث جلیل حضرت امام علامہ "بیہقی" علیہ الرحمہ کے ایک رسالہ "حیاۃ الانبیاء" کا ذکر فرما کر کچھ دلائل اس سے نقل فرمائے۔ چنانچہ بعض حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

(۱) انباء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء، مشمولہ الحاوی للفتاوی، ج:۲، ص:۱۳۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"قال النبی ﷺ مررت لیلة اسری بی علی موسیٰ علیه السلام وهو یصلی فی قبره" (۱)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(۲) محدث جلیل حضرت "ابونعیم اصفہانی" اپنی کتاب "الحلیۃ" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں "قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ومررت بموسیٰ لیلة اسری بی وهو قائم فی قبره بین عائله وعویله" (۲)

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی قبر مبارک میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

(۳) حضرت "ابویعلی محدث" اپنی مسند میں اور "امام بیہقی" اپنے رسالہ "حیاۃ الانبیاء" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں:

"ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون" (۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب نبی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں۔

(۴) امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور حضرت دارمی اپنی اپنی مسندوں میں اور امام بیہقی "دعوات کبیر" میں حضرت اوس بن اوس صحابی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:

"قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان من افضل ایامکم یوم الجمعة، فیه خلق آدم، وفیه قبض، وفیه النفخة، وفیه الصعقة، فاکثروا علیّ من الصلوٰة فیه، فان صلواتکم معروضة علیّ، قالوا: یا رسول الله! کیف تعرض صلواتنا علیک وقد ارمت؟ قال ان الله حرم علی الأرض اجساد الانبیاء" (۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے، تو اس دن مجھ پر بہت درود بھیجو، اس لیے کہ تمہارا درود میرے پاس پیش ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ کے حضور اس وقت کیسے پیش ہوگا جب (بعد وصال) آپ کا جسم باقی نہ رہے گا؟ تو حضور نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیا

(۱) الصحیح لمسلم، باب فضائل موسی علیه السلام، ج: ۲ ص: ۲۶۸

(۲) حلیة الاولیاء، ج: ۸، ص: ۳۳۳

(۳) سنن ابی داؤد، ج: ۱، ص: ۱۵۰

(۴) سنن ابن ماجه، ص: ۱۱۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرام کے جسم کو زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ان کو کھائے۔

شیخ محقق حضرت شاہ ''عبدالحق محدث دہلوی'' علیہ الرحمہ حدیث مذکور کی شرح میں ''اشعۃ اللمعات'' میں فرماتے ہیں:

''درحیات انبیا متفق علیہ است ہیچکس رادروے خلافے نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی چناں کہ شہدارا است''(۱)

حضرات انبیائے کرام کی زندگی پر اہل حق کا اجماع واتفاق ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اور حضرات انبیا کرام کی یہ زندگی جسمانی دنیاوی اور حقیقی زندگی ہے۔ شہیدانِ کرام کی زندگی کی طرح معنوی اور روحانی نہیں۔

محدث جلیل ابن ماجہ اپنی مسند میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں میں راوی ہیں:

''قال ان اللّٰہ حرم علی الأرض ان تاکل اجساد الأنبیاء فنبی اللّٰہ حی یرزق''(۲)

بعد وصال سرکار کے حضور ہمارا درود کس طرح پیش ہوگا، حضرت ابوالدرداء کے اس سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیائے کرام کے اجسام کو کھائے، لہٰذا اللہ کا نبی زندہ ہے اسے روزی دی جاتی ہے۔

شیخ محقق حضرت شاہ ''عبدالحق محدث دہلوی'' علیہ الرحمہ اپنے رسالۂ مبارکہ ''سلوک اقرب السبل'' میں فرماتے ہیں:

''باچندیں اختلافات وکثرت مذاہب کہ درعلمائے امت است یک کس رادریں مسئلہ خلاف نیست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی است براعمال امت حاظر وناظر وبرطالبان حقیقت راومتوجہاں آں حضرت رامفیض ومربی''(۳)

فروعیات میں اتنے اختلافات اور کثرت مذاہب کے باوجود جو علماء امت میں ہیں کسی ایک شخص کا بھی اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم (بعد وصال) بغیر شائبہ مجاز، اور گنجائش تاویل، حقیقی زندگی کے ساتھ موجود اور باقی ہیں۔ اعمال امت کا مشاہدہ فرمانے والے، اور باخبر ہیں، اور بالخصوص حقیقت کے طلبگاروں اور اپنی بارگاہ کے امیدواروں کو فیض پہنچانے والے، اور ان کی تربیت فرمانے والے ہیں۔

فقیہ عظیم الشان حضرت علامہ ''حسن بن عمار مصری شرنبلالی'' علیہ الرحمہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''نورالایضاح''

---

(۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، ج ۱، ص: ۶۱۳

(۲) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز، ص: ۱۱۹

(۳) سلوک اقرب السبل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں فرماتے ہیں:

"وما هو مقرر عند المحققين انه صلى الله عليه وسلم حي يرزق متمتع بجميع الملاذ والعبادات غير انه حجب عن ابصار القاصرين عن شريف المقامات" (۱)

یعنی یہ چیز محققین علما کے نزدیک پایۂ ثبوت کو پہنچی ہوئی ہے، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (بعد وصال) بھی زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، لذت حاصل کی جانے والی سبھی چیزوں اور عبادات سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ بعد وصال مقامات شریفہ کو دیکھنے سے قاصر نگاہوں سے روپوش ہیں۔ حضرت سیدنا شاہ "فضل رسول" قادری بدایونی قدس سرہ عقائد کی مشہور کتاب "المعتقد المنتقد" میں رقمطراز ہیں:

"إنه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الآن حي يرزق في علو درجاته ورفعة حالاته" (۲)

یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی زندہ ہیں، اور اپنے بلند درجات اور عظیم حالات کے مطابق روزی پاتے ہیں۔

مجدد دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت "امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی" علیہ الرحمہ والرضوان حیات انبیا بعد وصال کو اپنے انداز میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے — لیکن ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات — مثل سابق وہی جسمانی ہے
اوروں کی روح کتنی ہی لطیف — ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح — اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
وہ ہیں حی ابدی رضا — صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

معاذ اللہ! ہزار بار معاذ اللہ! ایسا گندہ عقیدہ کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وصال مردہ ہیں، وہ سنتے نہیں ہیں اگرچہ قبر انور پر صلوٰۃ وسلام پیش کیا جائے" یہ زمانۂ حال کے وہابیوں اور دیوبندیوں کا گندہ عقیدہ ہے، جو اپنے عقائد کفریہ باطلہ کی وجہ سے کافر ومرتد اور بے دین ہیں۔ اساطین دیوبندیہ کے عقائد کفریہ ملعونہ کے باعث علمائے عرب وعجم، مفتیان حل وحرم نے انہیں کافر ومرتد قرار دیتے ہوئے صاف تصریح فرمائی کہ وہ اپنے عقائد کفریہ ملعونہ کے باعث ایسے کافر ومرتد ہیں کہ "من شک في كفرهم وعذابهم فقد كفر" جو ان کے کافر اور مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ تفصیلی حکم کے لیے "حسام الحرمین" کا مطالعہ ضروری ہے۔ الحاصل سوال میں

(۱) نور الایضاح، ص: ۱۹۵

(۲) المعتقد المنتقد، ص ۱۴۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مذکور عقیدہ رکھنا سراسر الحاد وزندقہ اور بددینی کا واضح نمونہ ہے اور ایسا گندہ عقیدہ رکھنے والے وہابیہ دیابنہ ہیں جو اسلام سے خارج اور کفار ومرتدین ہیں۔ فقط. واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

کتبۂ: محمد قدرت اللہ الرضوی

قرآن کو نہ ماننے والا کیسا ہے؟

مسئلہ از: مطیب اللہ، مقام جبھیا واں، پوسٹ کدرہاں، ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

جن لوگوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں مانتے، ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم نافذ ہوگا؟ مدلل جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

قرآن شریف کو نہ ماننا کفر ہے۔ "فتاویٰ تاتارخانیہ" میں ہے "اذا انکر آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ من القرآن وفی الخزانۃ اوعاب، فقد کفر." (۱) لہٰذا برصدق قول مستفتی جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہم قرآن کو نہیں مانتے وہ سب اسلام سے خارج اور کافر ومرتد ہوگئے۔ اگر شادی شدہ ہیں تو ان کی بیویاں ان کے نکاح سے نکل گئیں۔ کسی سے بیعت ہیں تو بیعت ختم ہوگئی۔ ان لوگوں پر توبہ وتجدید ایمان اور تجدید نکاح فرض ہے، اگر وہ لوگ ایسا نہ کریں تو ان کا بائیکاٹ کردیا جائے۔ قرآن کا ارشاد ہے ﴿لَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲) واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب.

کتبۂ: محمد اختر حسین قادری

۲/۵/۱۴۲۱ھ

نظریۂ وحدت ادیان کے احکام

مسئلہ از: علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

جانشین حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ کچھوچھہ شریف، مقیم حال، احمد آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں۔

(۱) دین اسلام کا دوسرے ادیان باطلہ سے کیا کسی معنی میں اتحاد ہوسکتا ہے؟ اگر نہیں تو جو کوئی اس اتحاد کو کم از کم

(۱) الفتاوی التاتارخانیۃ، کتاب احکام المرتدین، ج: ۱، ص: ۲۵۰

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صحیح سمجھتا ہے اس کے لیے حکم شرعی کیا ہے؟ اور اگر اتحاد ہوسکتا ہے تو شرعی دلیل سے اس کو مدلل فرمادیا جائے۔

(۲) کیا کسی مسلمان کے لیے ادیان باطلہ کے احترام کی کوئی گنجائش ہے؟ اگر گنجائش ہے تو اس کو بھی شرعی دلیل کی روشنی میں واضح فرمادیا جائے۔

(۳) کیا کوئی مسلمان ادیان باطلہ کو قبول کرسکتا ہے؟ اگر قبول نہیں کرسکتا تو جو ادیان باطلہ کے تسلیم وقبول کو درست باور کرتا ہے اس کے لیے کیا حکم شرعی ہے؟ اور اگر قبول کرسکتا ہے تو اس کے لئے بھی دلیل پیش کی جائے۔ اس مقام پر یہ خیال رہے کہ مذکورہ بالا سوالات صرف اور صرف ادیان باطلہ کا احترام اور ادیان باطلہ کے تسلیم وقبول سے متعلق ہیں لہٰذا جواب میں صرف اسی کو سامنے رکھ کر جواب عطا فرمایا جائے اور خلط بحث سے گریز کیا جائے۔

(۴) کیا کسی مسلمان کے لیے جائز ہے کہ کسی ایسی تنظیم کی رکنیت قبول کرے، جس کے دستور کی دفعات میں ادیان باطلہ سے اتحاد، ادیان باطلہ کا احترام، اور ادیان باطلہ کو تسلیم وقبول کر لینے کو تنظیم کے مقاصد ونصب العین کے طور پر پیش کیا گیا ہو؟ اگر جائز نہیں بلکہ حرام ہے، تو جس مسلمان نے ایسی تنظیم کی رکنیت اختیار کرلی ہے، اس کے لیے حکم شرعی کیا ہے؟ اور اگر جائز ہے تو اس کو بھی شرعی دلائل کی روشنی میں پیش کیا جائے۔

(۵) اس مسلمان کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے جو نہ تو اپنے دین کے اصول وضوابط سے انحراف کرتا ہے، مگر دوسرے ادیان باطلہ کو بھی صحیح ودرست اور برحق سمجھتا ہے؟

(۶) شریعت میں معبودان باطلہ، یا کسی باطل دین کے مذہبی رہنماؤں کو برا بھلا کہنے، اور گالی گلوج دینے سے اگر منع کیا گیا ہے تو کیا اس سے ان معبودان باطلہ، یا ان رہنماؤں کا احترام مقصود ہے، یا خود اپنے معبود برحق اور اپنی مقدس ہستیوں کو غیروں کی جوابی گالی گلوج اور طعن وتشنیع سے بچانا مطلوب ہے؟ مدلل طور پر واضح فرمایا جائے۔

گزارش ہے مذکورہ بالا سوالات کے جوابات میں اثباتاً یا نفیاً جو کچھ بھی ارشاد ہو وہ شرعی دلائل سے مدلل ہو۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) دین اسلام کا کسی دین باطل وکفر سے اتحاد کا مطلب ایمان وکفر اور حق وباطل کا ایک ہوجانا ہے، جو بحکم قرآن وحدیث کفر ہے، اور ایسے اتحاد کو صحیح سمجھنا کفر کو صحیح سمجھنا ہے۔ "فتاویٰ رضویہ" میں ہے:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ (۱) تم میں جو ان سے دوستی کرے گا وہ بے شک انہیں میں سے ہے۔ قرآن کی عظیم شہادتیں کہ ان سے وداد واتحاد کفر ہے اور یہ کہ اس کے مرتکب نہ ہوں گے مگر کافر" (۲)

(۱) سورة المائدة، آیت: ۵۱

(۲) العطايا النبوية في الفتاوى الرضوية، كتاب السير، ج: ۶، ص ۹۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

آیت مذکورہ کے تحت عمدۃ المفسرین "ابوبکر رازی جصاص" قدس سرہ رقم طراز ہیں:

"ان کان الخطاب للمسلمین فھو اخبار بانه کافر مثلھم بموالاته ایاھم" (۱)

لہٰذا دین اسلام کا ادیان باطلہ سے اتحاد کو صحیح سمجھنے والے پر لازم ہے کہ ایسے کفری عقیدہ سے توبہ کرے۔ تجدید ایمان اور تجدید نکاح و بیعت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) ادیان باطلہ کی تعظیم و احترام کفر ہے۔ فقیہ بے نظیر علامہ "علاء الدین حصکفی" قدس سرہ فرماتے ہیں:

"الاعطاء باسم النیروز والمھرجان لا یجوز ای الھدایا باسم ھذین الیومین حرام وان قصد تعظیمه کمایعظمه المشرکون یکفر قال ابو حفص الکبیر لوان رجلاً عبد اللّٰه خمسین سنة ثم اھدی لمشرک یوم النیروز بیضة یرید تعظیم الیوم فقد کفر وحبط عمله" (۲)

اور "غمز عیون البصائر" میں ہے:

"اتفق مشائخنا ان من رای امر الکفار حسناً فقد کفر" (۳)

اور "الاشباہ والنظائر" میں مرقوم ہے:

"تبجیل الکافر کفر فلو سلم علی الذمی تبجیلاً کفر" (۴)

علامۂ اجل "ملا علی قاری" علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

"من اھدی یوم النیروز وارادبه تعظیم النیروز کفر" (۵)

ان تمام اقوال وارشادات سے صاف ظاہر ہے کہ کسی مسلمان کے لیے ادیان باطلہ کے احترام و تعظیم کی کوئی گنجائش نہیں ہے، بلکہ ان کی تعظیم کفر ہے جو شخص ادیان باطلہ کے احترام و تعظیم کو صحیح سمجھے۔ اس پر توبہ و استغفار اور تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم.

(۳) ادیان باطلہ کو قبول کرنا یا قبول کرنے کو صحیح سمجھنا کفر ہے۔ ایسا اعتقاد رکھنے والا کافر اور خارج از اسلام ہے۔ اس پر توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم.

(۴) جانتے ہوئے ایسی تعظیم کی رکنیت ناجائز و حرام بلکہ کفر ہے، اور رکنیت قبول کرنے والا مستحق نار و غضب

---

(۱) احکام القرآن للجصاص، ج:۲، ص ۲۴۴

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج۵، ص: ۴۸۱

(۳) غمز عیون البصائر، ج:۲، ص ۱۰۹

(۴) الاشباہ والنظائر مع الغمز، ج:۲، ص: ۱۸۹

(۵) شرح الفقه الاکبر، ص: ۲۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جبار ہے، ایسے شخص پر لازم ہے کہ رکنیت مسترد کرے، توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح کرے۔ اگر وہ ایسا کر لے تو ٹھیک ہے، ورنہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۵) ادیان باطلہ کو صحیح وبرحق سمجھنے والا مومن نہیں کافر ہے۔ وہ لاکھ دعویٰ اسلام کرے ہرگز مسموع نہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (۲) ادیان باطلہ کو برحق سمجھتے ہوئے دعویٰ ایمان کرنا اجماع نقیضین کی صحت کا ادعا ہے، ایسے اعتقاد والے پر تجدید ایمان ونکاح فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۶) معبودان باطلہ اور ادیان باطلہ کے مذہبی رہنماؤں کو برا کہنے کی ممانعت ان کی تعظیم کی بنا پر نہیں، بلکہ اپنے معبود برحق اور جلیل القدر ہستیوں کو ان ظالم وجاہل پرستاروں کے طعن وتشنیع سے بچانے کے لیے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ (۳) اس آیت کریمہ کے تحت "درمنثور" میں ہے:

"عن ابن عباس فی قوله : لا تسبوا الذين يدعون من دون الله" الآية قال: قالوا: يا محمدا لتنهين عن سب اوشتم الهتنا او لنهجون ربک فنهاهم الله ان يسبوا اوثانهم فيسبوا الله عدواً بغير علم." (۴)

امام "فخر الدین رازی" قدس سرہ فرماتے ہیں:

"نهى الله عن هذا العمل فانک متى شتمت الهتهم غضبوا فربما ذكروا الله بما لا ينبغى من القول فلاجل الاحتراز عن هذا المحذور وجب الاحتراز عن ذلک المقال" (۵)

علامہ صاوی قدس سرہ رقمطراز ہیں:

"قوله فيسبوا الله اى يترتب على ذلک سب الله ففى الحقيقة النهى عن سب الله" (۶)

ان تمام ارشادات کا حاصل یہی ہے کہ معبودان باطلہ کو برا کہنے کی ممانعت ان کی تعظیم کے لیے نہیں، بلکہ

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) سورۃ آل عمران، آیت:: ۸۵

(۳) سورۃ الانعام، آیت: ۱۰۸

(۴) الدر المنثور فی التفسیر المأثور، ج: ۳، ص: ۷۱

(۵) التفسیر الکبیر، ج: ۱۳، ص: ۱۳۹

(۶) حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، ج: ۲، ص: ۳۵، ۳۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

معبود برحق کو برا کہنے سے روکنے کی بنا پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری
الجواب صحیح: محمد شفیق الرحمٰن عفی عنہ
الجواب صحیح: انوار احمد بغدادی

کتبہ: محمد اختر حسین قادری
۶ رمحرم الحرام ۱۴۲۷ھ

کیا یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں؟

مسئلہ از: نور الزماں بدھیانی، خلیل آباد، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ یزید کو کافر کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کہہ سکتے ہیں تو مسلمان کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

یزید پلید کو کافر کہنے کے متعلق اختلاف ہے۔ سیدنا امام "احمد بن حنبل" رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین اسے کافر کہتے ہیں، اور ہمارے "امام اعظم" رضی اللہ عنہ نے کافر کہنے سے احتیاطاً سکوت اختیار کیا۔ "بہار شریعت" میں ہے۔

"ہاں یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے میں علمائے اہل سنت کے تین اقوال ہیں اور ہمارے "امام اعظم" رضی اللہ عنہ کا مسلک سکوت، یعنی ہم اسے فاسق وفاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں نہ مسلمان۔" (۱)

اور "ملا علی قاری" علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اختلف فی اکفار یزید، قیل: نعم، یعنی لما عنہ ما یدل علی کفرہ من تحلیل الخمر، وما تفوہ بعد قتل الحسین واصحابہ انی جازیتھم بما فعلوا باشیاخ قریش وصنادیدھم فی بدر، وامثال ذلک، وقیل: لا: اذ لم یثبت لنا عنہ تلک الاسباب الموجبۃ ای لکفرہ، وحقیقۃ الامر التوقف فیہ، ومرجع امرہ الی اللہ سبحانہ" (۲) واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

---

(۱) بہار شریعت، ج: ۱، ص: ۷۷

(۲) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۸۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی کی صحابیت کا انکار کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد مبشر رضا پورنوی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ: زید کہتا ہے کہ خلفائے راشدین کے علاوہ کسی صحابی کی صحابیت کا انکار کفر نہیں ہے۔ بکر کہتا ہے کہ کفر ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے "اصحابی کالنجوم" زید وبکر کے اقوال میں کس کا قول درست ہے اور کس کا غلط؟ غلط کہنے والے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جن کی صحابیت نص سے ثابت ہے ان کی صحابیت کا انکار کفر ہے، اور ان کے علاوہ کی صحابیت کا انکار کفر تو نہیں مگر گمرہی ضرور ہے۔ "ملا علی قاری" علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں:

"فقد اجمعوا علی ان من انکر صحبة ابی بکر الصدیق کفر بخلاف انکار صحبة غیرہ لورود النص فی حقه" (۱) زید وبکر دونوں اس مسئلہ میں اصل حقیقت سے بے خبر ہیں۔ لہٰذا بغیر علم دونوں کو حکم شرعی بیان کرنے سے اجتناب لازم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ (۲)

واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۶ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

کسی مسلمان کو کافر کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محبان جہانیان کمیٹی، باڑمیر، راجستھان

کیا فرماتے ہیں علماے دین، ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی معزز سادات خانوادہ ایک زمانہ سے سادات سے مشہور ہو، اور زمانہ کے لوگ اسے سادات سمجھتے اور تسلیم کرتے ہوں (اپنے آبا واجداد وعلماء سے انہیں سید سنتے اور تسلیم کرتے ہوئے دیکھ کر) اور اس خانوادہ کی تقویٰ وطہارت سے متاثر ہو کر اچھی

(۱) شرح الفقه الاکبر، ص: ۸۵.

(۲) سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۳۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خاصی تعداد میں لوگ اس سادات خانوادہ کے بزرگوں اور موجودہ صاحب سجادہ سے حلقہ ارادت وعقیدت رکھتے ہوں (اس سادات خانوادہ کے ان کے شجرۂ نسب بھی موجود ہے جس پر اکابر سندھی علماء مشائخ کے تصدیقی دستخط بھی موجود ہیں) ایسے میں اگر کوئی دوسرے پیر صاحب جو پہلے اس خانوادہ کو سادات سے تسلیم کرتے رہے، اور اس سادات خانوادہ کے ذریعہ قائم کردہ ادارہ کے جلسہ دستار فضیلت، اور یہاں پر آرام فرما بزرگوں کے اعراس میں شرکت فرماتے رہے ہیں، اور خود اپنے قائم کردہ ادارہ کے سالانہ جلسہ میں ان حضرات کو مدعو کرتے رہے۔

لیکن اب ادھر کچھ سالوں سے حسد وبغض کی بنیاد پر اگر یہ تاثر لوگوں میں دینے کی کوشش کر رہے ہیں، کہ یہ خانوادہ سادات سے نہیں ہے صرف اسی پر بس نہ کرتے ہوں بلکہ ان خانوادہ کے کچھ مشائخ جو یہاں پر آرام فرما ہیں جن کی بزرگی وکرامتیں یہاں کے لوگوں کی زبان زد ہیں، اور ان بزرگوں کے آستانہ پر اچھی خاصی تعداد میں لوگ حاضری دیتے ہوں، تو ایسے بزرگوں کے بارے میں اس طرح کے کلمات لوگوں میں کہنا کیسا ہے کہ "یہ ولی وغیرہ نہیں تھے اور ان کی درگاہ پر لوگ بلا مطلب جاتے ہیں، وہ ولی تو کجا مسلمان بھی نہیں تھے، بلکہ وہ بھیل تھے، اور جادوگر تھے (جبکہ ان کے خانوادہ کے کچھ لوگ گجرات کے علاقہ پچھم اور پاکستان کے صوبہ سندھ میں بھی موجود ہیں جنہیں سبھی لوگ بالاتفاق سادات سے تسلیم کرتے ہیں۔ کیا یہ بغض وحسد کی بنیاد پر نہیں ہے؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

اگر بلا تحقیق سیادت سے انکار کرتے ہیں، تو ایذائے مومن کے جرم میں گرفتار ہیں، اور بلا وجہ شرعی ایذاء مومن حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (۱)

اور ارشاد حدیث ہے:

"من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰه" (۲)

اور کسی مسلمان کو مسلمان نہ ماننا کفر ہے۔ حدیث شریف ہے:

"لیس من دعا رجلاً بالکفر او قال عدوّ اللّٰه ولیس کذالک إلّا حار علیه" (۳)

---

(۱) سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۸

(۲) المعجم الاوسط: ج ۴، ص ۳۷۳

(۳) الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، ج: ۱، ص: ۵۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

''درمختار'' میں ہے "یکفر ان اعتقد المسلم کافراً به یفتی" (۱)

لہٰذا اگر واقعی پیر صاحب نے سوال مذکور کی باتیں کہی ہیں تو ان پر توبہ واستغفار ضروری ہے۔ ساتھ ہی ایک مسلمان کے مسلمان ہونے کا انکار کرنے پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۱۹ر محرم الحرام ۱۴۳۱ھ

عقائد وہابیہ کی تردید

مسئلہ از: محمد رفیع، ڈڈنہا، ہالینڈ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ: زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم برزخ سے کسی کی بھی مدد نہیں کر سکتے، جو اس عقیدہ کو مانے مشرک ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ: حضور مر کر مٹی میں مل گئے اور یہ کہتا ہے کہ: انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے وسیلے سے بھی دعا مانگنا شرک ہے، اور یہ کہتا ہے کہ: بزرگوں کو مسجد کے قریب دفن کرنا قبر اور مزار بنانا زیارت کرنا شرک ہے، اور یہ کہتا ہے کہ حضور کو علم غیب نہیں ہے۔ اگر ہے تو تھوڑا سا، اور یہ کہتا ہے کہ: حضور کا میلاد منانا، صلاۃ وسلام پڑھنا، نعت شریف، حلقہ ذکر کرنا، گیارہویں شریف منانا، انگوٹھا چومنا معمولات اہل سنت جو ہیں، ان کو کرنا بدعت وحرام ہے۔

زید جو ایسا عقیدہ رکھتا ہے، اور جو اس کو مانے اور اس کی تائید کرے ان سب پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

بلاشبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس ظاہری دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی بعطاء الٰہی تصرف واختیار اور امداد کی قدرت وطاقت رکھتے ہیں، اور اپنے فریادیوں کی فریاد رسی بھی فرماتے ہیں، اور ان کی حاجت روائی بھی کرتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے:

"عن ابی الجوزاء قال: قحط أهل المدينة قحطاً شديداً فشكوا الى عائشة، فقالت: انظروا قبر النبی صلی الله عليه وسلم، فاجعلوا منه كوى إلىٰ السماء حتى لا يكون بينه وبين السماء سقفٌ، ففعلوا فمطروا مطراً حتى نبت العشب، وسمنت الابل حتى تفتقت من الشحم

(۱) الدر المختار، مع رد المحتار، باب التعزیر، ج:۳، ص:۱۸۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فسمی عام الفتق رواہ الدارمی" (۱)

یعنی حضرت ابو جوزاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ طیبہ میں شدید قحط ہوا۔ خلق خدا پریشان ہوگئی۔ لوگوں نے ام المؤمنین حضرت "عائشہ صدیقہ" رضی اللہ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضور کی قبر مبارک سے ایک منفذ آسمان کی طرف بناؤ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے۔ انہوں نے ایسا کیا تو بکثرت بارش ہوئی۔ سبزہ اگا اور اونٹ اس قدر موٹے ہوگئے کہ چربی کی کثرت کی وجہ سے کھالیں پھٹ گئیں۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام "عام الفتق" رکھا گیا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ قحط سالی کی شکایت خیر القرون میں مسلمانوں نے حضرت "عائشہ" رضی اللہ عنہا سے کی، اور حضرت عائشہ نے قبر انور سے حاجت برآری کی تلقین فرمائی اور پھر الحمد للہ قبر اطہر سے ایسی مدد ہوئی کہ خوشحالی اور فراخی کا دور دورہ ہوگیا، بلکہ وہ سال ہی فراخ حالی میں مشہور ہوگیا۔ اب اگر ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے تو معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ حضرت "عائشہ صدیقہ" اور "خیر القرون" کے مسلمان اور اس وقت سے لے کر آج تک اس پر اعتقاد رکھنے والے دنیا بھر کے مسلمان کافر و مشرک ہوئے۔

غور فرمائیں! کہ زید نے بیک جنبش زبان صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے تمام مسلمانوں کو مشرک کہہ دیا۔ والعیاذ باللہ رب العالمین.

جب کہ کسی ایک بھی مسلمان کو کافر و مشرک کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے تو جو پوری دنیا کے مسلمانوں کو مشرک کہے اس کا کیا حال ہوگا؟ حدیث شریف میں ہے:

"لیس من دعا رجلاً بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذالک إلا حار علیہ" (۲)

یعنی جو کسی کو کفر پر پکارے، یا خدا کا دشمن کہے، اور وہ واقع میں ایسا نہ ہو تو اس کا کہنا خود اسی پر پلٹ آئے گا۔

"حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ" میں ہے:

"کذالک یا مشرک ونحوہ" (۳)

یعنی یوں ہی کسی مسلمان کو کافر و مشرک وغیرہ کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، باب الکرامات، ص ۵۴۵

(۲) الصحیح لمسلم، باب الایمان، ج: ۱، ص: ۵۷

(۳) الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ، ج: ۲، ص ۱۵۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

''درمختار'' میں ہے:

''یکفر ان اعتقد المسلم کافراً به یفتی ''(۱) یعنی جو مسلمان کو کافر سمجھے قول مفتی پر وہ خود کافر ہے۔

امام اجل علامہ ''قاضی عیاض'' قدس سرہ رقمطراز ہیں:

''کذالک نقطع بتکفیر کل قائل قال قولاً یتوصل به إلیٰ تضلیل الأمة وتکفیر جمیع الصحابة'' (۲) یعنی جو کوئی ایسی بات کہے، جس سے تمام امت یا تمام صحابہ کی تضلیل وتکفیر کی طرف راہ نکلے وہ یقیناً کافر ہے۔

یونہی انبیاے کرام اور اولیاء عظام سے ان کی حیات ظاہری میں اور پھر اس ظاہری دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد استمداد واستغاثہ اور ان سے توسل پوری امت مسلمہ میں شائع وذائع اور جاری وساری ہے۔

امام شیخ الاسلام ''شہاب رملی انصاری'' کے فتاویٰ میں ہے:

''سئل عما یقع من العامة من قولهم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذٰلک من الاستغاثة بالانبیاء والمرسلین والصالحین وهل للمشائخ اغاثة بعد موتهم ام لا؟ فاجاب بما نصه ان الاستغاثة بالأنبیاء والمرسلین والأولیاء والعلماء والصالحین جائزة، وللانبیاء وللرسل والأولیاء والصالحین اغاثة بعد موتهم''(۳)

یعنی ان سے سوال ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء ومرسلین واولیاء وصالحین سے فریاد کرتے ہیں، اور ''یا شیخ فلاں'' وغیرہ کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیا بعد وفات مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء ومرسلین اور اولیا وعلما سے مدد مانگنی جائز ہے، اور وہ بعد انتقال بھی مدد فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ محقق علامہ ''عبدالحق محدث دہلوی بخاری'' قدس سرہ فرماتے ہیں:

''حجۃ الاسلام ''امام غزالی'' گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوے در حیات، استمداد کردہ می شود بوے بعد از وفات''(۴)

یعنی حجۃ الاسلام ''امام محمد غزالی'' نے فرمایا ہے کہ جس سے زندگی میں مدد طلب کی جاتی ہے اس سے اس کی وفات کے بعد بھی مدد طلب کی جاسکتی ہے۔

---

(۱) الدر المختار، مع رد المحتار، باب التعزیر، ج:۳، ص:۱۸۳

(۲) الشفا بتعریف حقوق المصطفی، باب حکم من سب الله تعالیٰ ومئلکة وانبیاء ہ : ج:۲، ص:۲۴۷

(۳) فتاوی الرملی فی فروع الفقه الشافعی، ج:۴، ص ۳۳ ۱

(۴) اشعة اللمعات، ج:۱، ص:۷۱۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور حضور سیدنا شیخ ''عبدالقادر جیلانی'' قدس سرہ فرماتے ہیں:

''من استغاث بی فی کربة کشفت عنه، ومن نادی باسمی فی شدة، فرجت عنه، ومن توسل بی إلی اللّٰه عزوجل فی حاجة، قضیت له'' (۱) یعنی جو مجھے کسی تکلیف میں مدد کو پکارے، وہ تکلیف دور کردوں گا، اور جو کسی مصیبت میں میرا نام لے تو وہ مصیبت دفع کردوں گا، اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے۔

ان شواہد کے علاوہ ہزاروں دلائل وشواہد علمائے اہل سنت کی کتابوں میں مرقوم ہیں جن سے استمداد وتوسل کا جواز ثابت ومتحقق ہے۔

لہٰذا زید بے قید کا ان امور کو شرک قرار دینا حد درجہ جرأت وبے باکی بلکہ گمراہی وبددینی ہے کہ اس میں پوری امت مسلمہ کو مشرک قرار دینا ہے۔ و العیاذ باللّٰه تعالیٰ.

اور زید کا یہ کہنا کہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے۔ (معاذ اللہ) صریح حدیث کے خلاف اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی کھلی گستاخی اور کفر ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''إن اللّٰه حرم علی الأرض أن تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللّٰه حی یرزق'' (۲)

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیا کے جسموں کو کھائے۔ چنانچہ اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ رزق دیے جاتے ہیں۔

امام اجل علامہ ''زرقانی'' قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں:

''فی الکامل للمبرد مما کفر به الفقهاء الحجاج، انه رای الناس یطوفون حول حجرته صلی اللّٰه علیه وسلم، فقال: إنما یطوفون باعواد ورمة، قال الدمیری کفّروه بهذا لانه تکذیب لقوله صلی اللّٰه علیه وسلم ''ان اللّٰه حرم علی الأرض ان تاکل اجساد الأنبیاء'' (۳)

یعنی ابوالعباس مبرد نے کامل میں لکھا کہ ان باتوں میں جن کے سبب علمائے کرام نے حجاج ظالم کو کافر کہا، ایک یہ ہے کہ اس نے لوگوں کو روضہ انور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے دیکھ کر کہا کہ کچھ لوگ لکڑیوں اور گلے ہوئے جسم کا طواف کررہے ہیں۔ علامہ ''کمال الدین دمیری'' نے فرمایا: علماء نے اس کے اس قول پر اسی وجہ سے تکفیر کی کہ اس میں ارشاد نبوی کی تکذیب ہے۔ بیشک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیا کا جسم کھانا حرام فرمایا ہے۔

---

(۱) بهجة الاسرار، ص: ۱۲۰

(۲) سنن ابی داؤد، ج: ۱، ص ۱۵۰

(۳) شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة: ج: ۱، ص: ۹۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یونہی زید کا یہ قول کہ بزرگوں کو مسجد کے قریب دفن کرنا قبہ ومزار بنانا اور زیارت کرنا شرک ہے، اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تھوڑا سا علم غیب تھا، اور یہ کہ میلاد منانا، صلوٰۃ وسلام پڑھنا، اور دیگر معمولات اہل سنت سب بدعت وحرام ہیں۔ یہ سب زید کی گمراہی وبدمذہبی پر دال ہے۔ غرضیکہ زید پر اس کے عقائد باطلہ وفاسدہ اور کفریہ کی بنا پر حکم کفر ہے۔ اگر بیوی رکھتا ہے تو بیوی اس کے نکاح سے باہر ہوگئی۔ زید پر لازم ہے کہ فوراً اپنے کفری عقائد سے توبہ واستغفار کرے۔ تجدید ایمان وتجدید نکاح کرے۔ اگر وہ ایسا کرلے تو ٹھیک ورنہ مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ:

﴿ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱)

اور جو شخص زید کے مذکورہ عقائد کو صحیح مانے، اور اس کی تائید کرے اس پر بھی بحکم فقہا حکم کفر ہے۔ ایسے شخص پر بھی لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے۔ تجدید ایمان ونکاح کرے۔ ''الاعلام بقوطع الاسلام'' میں ہے:

"من تلفظ الكفر يكفر" (الى قوله) وكذا من ثنى عليه او استحسنه او رضى به يكفر" (۲)

اور علامہ ''ابن نجیم مصری'' قدس سرہ فرماتے ہیں:

"من حسن كلام اهل الاهواء او قال معنوى او كلام له معنى صحيح ان كان ذلك كفراً من القائل كفر المحسن" (۳) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۶ رذی القعدہ ۱۴۳۰ھ

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) الاعلام مع سبل النجاۃ، ص ۳۶۶

(۳) البحر الرائق، ج: ۵، ص: ۱۲۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سنی کہلانے والا اگر کہے ہم بھی وہابی دیوبندی ہوگئے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد غیاث الدین برکاتی نصیب گنج بازار لکھاہی پوسٹ مرزاپور، بلرام پور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ سنی کہلانے والا شخص اگر عناداً یہ کہے کہ ہم بھی وہابی دیوبندی ہوگئے یا یہ کہے کہ سنیوں سے اچھے تو دیوبندی وہابی ہیں اور بغیر توبہ واستغفار کئے ہوئے اب بھی اپنے آپ کو سنی مسلمان کہلاتا ہے تو ایسے شخص کے متعلق حکم شرع عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ رقمطراز ہیں: "جس نے جس فرقہ کا نام لیا اس فرقہ کا ہوگیا مذاق سے کہے یا دوسری وجہ سے" (۱) اسی سے اس سنی کہلانے والے کا حکم واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۶ رشعبان المعظم ۱۴۳۱ھ

اسلام وسنیت کی توہین کرنے والے کا حکم کیا ہے؟

مسئلہ از: عبداللطیف از حاجی عمر نگر یا متولی مسجد

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک سید کہلانے والے جو اپنے آپ کو شیخ طریقت کہتے ہیں اور پیری مریدی بھی کرتے ہیں وہ محفل سماع مع مزامیر یعنی گانے بجانے کے آلات کے ساتھ جائز کہتے ہیں نیز وسیقی کے آلات کے ساتھ محفل سماع منعقد کرتے مریدوں کو اس میں جمع کرتے ہیں نیز رقص بھی کرتے ہیں اور ان کے مریدین پیر مذکور کے قدموں میں روپے نچھاور کرتے ہیں ان حرکات کو پیر صاحب جائز ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اس پر ایک مفتی صاحب سے پیر مذکور کا لوگوں کے درمیان مع آلات موسیقی کے محفل سماع کے جواز وعدم جواز پر مباحثہ ہوا۔ درمیان بحث انہوں نے کہا میں نے اپنی پہلی ملاقاتوں میں ہی آپ لوگوں سے کہہ رکھا تھا کہ اسلام وسنیت دونمبر کی چیز ہے اور کمیونٹی امپورٹنٹ ہے نیز آگے چل کر درمیان بحث کہا کہ یہ کو آپریٹ کو کوئی اس معنی میں نہ لے کہ میں ان کتابوں کے حوالہ سے یا اسلامی طور پر شریعت کے لئے کر رہا ہوں بلکہ صرف آپ کی قومیت کے لئے کو آپریٹ کر رہا

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۱۰۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوں۔ مفتی صاحب نے ان کے مذکورہ دونوں جملوں کی روشنی میں کہا یہ جملے خلاف شرع ہیں بلکہ اسلام وسنیت کو دو نمبر کی چیز کہنا اور قومیت کے اتحاد کو اہم بتلانا کفر ہے آپ پر توبہ وتجدید نکاح لازم ہے پیر صاحب یہ فتویٰ تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں۔ پیر مذکور نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ لکھ کر دے دیجئے۔ مفتی صاحب نے لکھ کر دیا آیا یہ جملے کلمات کفر سے ہیں یا نہیں؟ کیا یہ کفر عود کرے گا مفتی صاحب کی طرف یا نہیں۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

پیر مذکور کا یہ کہنا ہے کہ اسلام وسنیت دو نمبر کی چیز ہے کمیونٹی کی یونائٹی امپورٹنٹ ہے سراسر غلط اور کلمات کفر ہیں کیوں کہ اس میں اسلام وسنیت پر قومی اتحاد کو ترجیح دینا اور اسلام وسنیت کو ہلکا سمجھنا ہے جو کفر ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ "اذا قال الرجل لغیرہ حکم الشرع فی ھذہ الحادثۃ کذا فقال ذلک الغیر من برسم کار می کنم نہ بشرع یکفر عند بعض المشائخ"(۱)

اسی مسئلہ کے تحت فتاویٰ رضویہ میں ہے" اقول وصورۃ النازلۃ اشد من ھذا بکثیر فان ھذا اخبار عن عملہ والرجل ربما یعمل بالمعصیۃ و لایرضاھا فیکون عاصیا لا کافرا لعدم الاستحسان والاستحلال بخلاف مانحن فیہ فانہ صریح فی عدم قبول الشرع وترجیح الرسم علیہ فکان کالمسئلہ قبلھا رجل قال لخصمہ اذھب معی الشرع قال پیادہ بیارتا بروم ہے نہ روم یکفر لانہ عاند الشرع اھ"(۲)

بہار شریعت میں ہے:"علم دین اور علماء کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالم علم دین ہے کفر ہے یوں ہی شرع کی توہین کرنا۔"(۳)

اسی طرح دوسرا جملہ کہ "میں شریعت کے لئے نہیں کر رہا ہوں بلکہ صرف آپ کی قومیت کے لئے کر رہا ہوں بہت سخت اور قابل گرفت ہے۔ علاوہ اس کے پیر مذکور نے مفتی صاحب کا بیان کردہ فتویٰ شرعیہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ الگ کفر ہوا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے" رجل عرض علیہ خصمہ فتوی الائمۃ فردھا وقال چہ بارنامہ فتوی آوردہ قیل یکفر لانہ رد حکم الشرع "(۴) حاصل کلام یہ ہے کہ پیر کے کلمات کفریہ پر مفتی

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ، ج:۲، ص:۲۷۲

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۱۵۹

(۳) بہار شریعت، ج:۹، ص:۱۷۲

(۱) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج:۲، ص:۲۷۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صاحب کا حکم شرع بتانا اور اس پر تجدید ایمان اور جدید نکاح کا حکم دینا حق اور درست ہے۔ یہ حکم خود مفتی صاحب پر عائد نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۳۰ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

شنکر اور کرشن کو پیغمبر کہنے والے کا حکم کیا ہے؟

مسئلہ از: راجو بابا محبوب مستری قصبہ شاہ گڑھ، ضلع ساگر (ایم۔پی)

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) زید اپنے آپ کو آل رسول کہتا ہے اور ولی کہتا ہے اس کے باوجود کفریہ جملے استعمال کرتا ہے۔

(۲) کرشن جی کو سولہواں اوتار ملا ہے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستر ہواں اوتار ملا ہے؟

(۳) شنکر کرشن کو پیغمبر کہتا ہے۔

(۴) ہندو دھرم سب سے پہلا دھرم اور آخری دھرم ہے۔

(۵) اپنی آرتی اتر واتا اور عورتوں سے پیر چھواتا ہے۔

(۶) نماز ایک وقت کی نہیں پڑھتا نماز کے وقت ٹی وی چلوا کر ڈینس کرتا اور اس کے ساتھ کچھ مسلمان بھی مست رہتے ہیں۔

(۷) کہتا ہے جس نے میری مخالفت کی اس انسان کو پاگل بنادیں گے کسی کام کا نہیں رکھیں گے۔

(۸) غریب نواز رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا غریب نواز کو آل رسول ماننے سے انکار کر دیا۔

(۹) اپنے ناف سے سانپ نکال کر ڈروا تا ہے ایسے شخص کو ولی ماننا کیسا ہے؟

(۱۰) جو اپنے گھروں میں پناہ دیتے ہیں ایسے کفریہ جملوں کو سنتے اور دیکھتے ہوئے ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید کے متعلق سوال میں جتنی باتیں مذکور ہیں ان میں سے بعض گمراہی بعض کفر بعض ناجائز وحرام ہیں کرشن کو سولہواں اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستر ہواں اوتار ملنے کی بات کہنا سراسر گمراہی اور جہالت ہے۔ کرشن اور شنکر کو پیغمبر ماننا بھی گمراہی ہے۔ ہندو دھرم پہلا دھرم اور آخری دھرم کہنا گمرہی بلکہ کفر ہے۔ اپنی آرتی اتروانا کفر وشرک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔عورتوں سے پیر چھوانا حرام ہے۔نماز نہ پڑھنا ٹی وی چلا کر رقص کرنا ناجائز وحرام ہے۔غرضیکہ زید اپنی ان قبیح حرکتوں اور کفریہ باتوں کی بنا پر گمراہ وبدمذہب بلکہ دائرہ اسلام سے باہر ہے۔زید ولی نہیں بلکہ شیطان ہے۔مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں اور جن لوگوں نے اس کے کلمات کفریہ سننے کے باوجود اسے اپنا دینی رہبر اور پیر مانا اور اسے پناہ دی وہ سب بھی توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح کریں اور زید سے قطع تعلق کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

کفار کے مذہبی تہواروں میں شریک ہونا کیسا ہے؟

مسئلہٗ از: مولانا محمد فخر الدین حشمتی رضا نگرندی ناکہ بھیونڈی، مہاراشٹر

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں مہاراشٹر میں ہندو لوگ گنپتی کا تہوار مناتے ہیں اس موقع پر مسلمان حضرات بھائی چارگی کے نام پر بینر و پوسٹر کے ذریعہ مبارک باد دیتے ہیں ان کا سواگت کرتے ہیں اور جو لوگ ان کے جلوس کے موقع پر روڈ پر کھڑے ہوکر اپنا قیمتی وقت صرف کرتے ہیں جب کہ ان کے جلوس میں مرد وعورت سب بے حیا ہوکر ایک ساتھ ناچتے گاتے اور رنگ بھی اڑاتے ہیں جب کہ رنگ لوگوں کے اوپر بھی پڑتا ہے۔

ایک محلہ میں ہندو مسلمان دونوں ہیں اس موقع پر مسلمان نوجوان خود ان کے جلوس میں شامل ہوکر ڈھول بجا کر ان کا ساتھ دیتے ہیں اور بھائی چارگی کا شور مچاتے اور مسلمان بچے ہندوؤں سے روپے لے کر ان کی مورتی کو ندی میں ڈوباتے ہیں اور مورتی پر وہ لوگ جو کھوپڑا (ناریل) چڑھاتے ہیں وہ لے جا کر کھاتے ہیں اور جن لوگوں کی دکان روڈ پر ہے وہ لوگ بیٹھ کر یہ شیطانی کھیل دیکھتے ہیں اور بولتے ہیں ہماری دکان ہے ہم چھوڑ کر کہاں جائیں ان تمام لوگوں پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب عنایت فرمائیں۔نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

کفار کے مذہبی تہواروں میں شریک ہونا ان کے مذہبی جلوس کا استقبال کرنا اور ان کے مذہبی تہواروں اور جلوسوں کو مبارک باد دینا سب حرام حرام اشد حرام بلکہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے۔علامہ اجل علاء الدین حصکفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "الاعطاء باسم النیروز والمھرجان لایجوز ای الھدایا باسم ھذین الیومین حرام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وان قصد تعظیمه کما یعظمه المشرکون یکفر قال ابو حفص الکبیر لو ان رجلا عبدالله خمسین سنة ثم اهدی لمشرک یوم النیروز بیضة یری تعظیم الیوم فقد کفر و حبط عمله"(۱)

اور عمدۃ المحققین حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری رقمطراز ہیں: "من اهدی یوم النیروز و ارادبه تعظیم النیروز کفر"(۲)

اور غمز عیون البصائر میں ہے" اتفق مشائخنا ان من رای امر الکفار حسنا فقد کفر"(۳)

الاشباہ والنظائر میں ہے تبجیل الکافر کفر فلو سلم علی الذمی تبجیلا. کفر."(۴)

ان سب عبارات کا حاصل یہ ہے کہ کافروں کے تہواروں جلوسوں کا احترام واعزاز اور ان کا استقبال کرنا سب کفر ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار جوان کے کسی فعل کی تحسین ہی کرے باتفاق ائمہ کافر ہے۔"(۵)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"جنہوں نے بت کے لانے پر شکریہ ادا کیا اور خوش ہوئے ان پر بھی بحکم فقہا کفر لازم ہے۔"(۶)

صدر الشریعۃ علامہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں" کفار کے میلوں تہواروں میں شریک ہو کر ان کے میلے اور جلوس مذہبی کی شان وشوکت بڑھانا کفر ہے جیسے رام لیلا اور جنم اسٹمی اور نومی وغیرہ کے میلوں میں شریک ہونا"(۷)

ان تمام اقوال وارشادات سے مثل آفتاب روشن ہے کہ کفار کے مذہبی تہواروں، جلوس اور ان کے دیوی دیوتاؤں کی تعظیم واحترام اور استقبال ومبارک بادی یوں ہی ان میں شرکت سب کفر ہے لہٰذا جو مسلمان کنپتی یا ان کے کسی مذہبی تہواروں میں شریک ہوتے ہیں ان کے جلوس کی آمد پر مبارک باد دیتے ہیں ان کا استقبال کرتے ہیں ان سب پر واجب ہے کہ فوراً توبہ واستغفار کریں تجدید ایمان ونکاح کریں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۵، ص: ۵۸۱، مکتبه نعمانیه

(۲) شرح فقه اکبر، ص: ۳۲۰

(۳) غمز عیون البصائر، ج: ۲، ص: ۲۰۳

(۴) الاشباه مع الغمز، ج: ۲، ص: ۱۸۹

(۵) الفتاوی الرضویه، ج: ۶، ص: ۱۲۵

(۶) الفتاوی الرضویه، ج: ۶، ص: ۵

(۷) بهار شریعت، ج: ۹، ص: ۱۷۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"جو مرتکب کفر فقہی ہو جیسے دسہرے کی شرکت یا کافروں کی جے بولنا اس پر تجدید اسلام لازم ہے اور اپنی عورت سے تجدید نکاح کرے اھ"(۱)

رہے وہ لوگ جو ایسے جلوس کا تماشہ دیکھتے ہیں خواہ اپنی دکان میں بیٹھ کر یا کسی اور جگہ سے یوں ہی جو لوگ بتوں پر چڑھائے ناریل کھاتے ہیں ان سے پیسہ لے کر مورتیوں کو ندی میں ڈبوتے ہیں تو ان میں سے بعض حرام اور بعض ناجائز کام کرنے والے ہیں سب پر ایسے امور سے اجتناب ضروری اور توبہ واستغفار لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

حکم شرع کا انکار کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئلہ: محمد سمیع انصاری محلہ بھرپورہ شہر گورکھپور (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید ایک سنی مسجد کا امام اور ایک دارالعلوم کا سند یافتہ عالم ہے مگر وہ بریلی شریف سنی ادارہ مبارک پور براؤں شریف وغیرہم اداروں کے فتاویٰ ماننے سے نہ صرف انکار کرتا ہے بلکہ ان فتاویٰ کی نقل مسجد سے ہٹا دیتا ہے اس کا اور موذن کا کہنا ہے کہ یہ فتویٰ ہماری مسجد میں نہیں چل سکتا ہے ایسے امام اور موذن وکمیٹی کے بارے میں کیا حکم ہے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

حکم شرعی کا انکار اور تکذیب کفر ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "رجل عرض علیہ خصمہ فتوی الائمۃ فردھا وقال این چہ بارنامہ فتویٰ آوردہ قیل یکفر لانہ ردحکم الشرع و کذا لو لم یقل شیئا لکن القی الفتوی علی الارض وقال این چہ شرع است کفر"(۲) اس لئے امام اور موذن اور کمیٹی کے جن لوگوں نے فتویٰ ماننے سے انکار کیا ان پر حکم کفر ہے اور ان لوگوں پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار اور تجدید ایمان و نکاح کریں اور امام جب تک توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح نہ کرے مسلمان اس کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۱۴۹

(۲) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۲، ص: ۲۷۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

علما کی توہین کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد شاہد رضا محلہ شاہ جورہ پوسٹ التفات گنج ضلع امبیڈکر نگر

کیا فرماتے ہیں علماے دین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی شخص علماے کرام کے بارے میں یہ کہے کہ روپے کے لئے بدفعلی بھی کر سکتے ہیں تو ایسا کہنے والے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ وضاحت کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین کرم ومہربانی ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

یہ جملہ سراسر علماے دین کی توہین ہے اور ان کی توہین کفر ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: "اگر علماے دین کو اس لئے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کفر ہے"(۱)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ مجمع الانہر میں ہے: من قال لعالم عویلم استخفافا فقد کفر جو کسی عالم کو مولویا تحقیر کے لئے کہے وہ کافر ہے۔(۲) بہرحال علماے کرام کی شان میں ایسا جملہ کہنے والے پر لازم ہے کہ وہ توبہ و استغفار کرے اور تجدید ایمان ونکاح بھی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۸/رجب المرجب ۲۵ھ

ہولی کھیلنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد طاہر علی مقام، پوکھر بھنڈا، پوسٹ دھکدہی، نیپال۔

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید روزہ ونماز کا پابند ہے اور اس کے پاس کرانے اور دیگر اشیا کی دکانیں ہیں اور زید حضرت صوفی نظام الدین صاحب سے بیعت ہو چکا ہے اور ہولی کے موقع پر رنگ، روغن اور پچکاری وغیرہ بھی فروخت کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہولی بھی کھیلتا ہے اور ہولی کے موقع پر غیر مسلم کے یہاں دعوت بھی کھاتا ہے، اس مسئلہ کے بارے میں شرعی احکام کیا ہیں، مرحمت فرمائیں۔

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۹، ص: ۱۴۰

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۹، ص: ۱۳۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ہولی کھیلنا اور کافروں کے مذہبی تہواروں میں ان کو اچھا سمجھ کر شرکت کفر ہے ورنہ سخت ناجائز وحرام حرام اشد حرام۔ حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "ہولی ہندوؤں کی آتش پرستی کا ایک خاص دن ہے جس میں آگ کی پرستش کرتے اور اپنے طور پر خوشی مناتے ہیں۔ ہولی کھیلنا یا اس زمانہ میں بدن یا کپڑے پر رنگ ڈالنا یا ڈلوانا خاص شعار ہنود ہے اور ایسے امور کا ارتکاب کفر ہے۔ حدیث شریف میں ہے "من تشبہ بقوم فھو منھم" (۱)

اور اسی میں ہے: "کفار کے تہواروں میں شریک ہونا حرام اور سخت حرام بلکہ کفر ہے۔" (۲)

زید بے قید پر لازم ہے کہ اپنی ان کافرانہ حرکتوں سے توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان ونکاح اور تجدید بیعت بھی کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں ورنہ وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ و اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۵ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ

بتوں کے سامنے سجدہ کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد وارث امجدی، ایڈوکیٹ الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید ایک سرکاری محکمہ میں ملازم ہے اور اسے کبھی کبھی سرکاری حکم پر مندروں میں بھی جانا پڑتا ہے، زید وہاں جا کر بتوں کے سامنے سجدہ کرتا ہے، زید کا بتوں کے سامنے سجدہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

بتوں کو سجدہ کرنا کفر ہے، سجدہ کرنے والا اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ علامہ اجل سیدی الکریم قاضی

---

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۴، ص: ۱۵۱

(۲) حوالہ سابق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عیاض مالکی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"و کذلک نکفر بکل فعل اجمع المسلمون انه لایصدر الامن کافروان کان صاحبه مصرحا بالاسلام مع فعله ذلک الفعل کالسجود للصنم وللشمس." اھ(۱)

اور سید المتکلمین علامہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں: "لان سجود العبادة لغیر الله کفر"(۲)

اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "سجدۂ تحیت اگر بت یا چاند یا سورج کو کرتا ہے تو ضرور اس پر حکم کفر ہے"(۳)

لہٰذا زید بتوں کو سجدہ کرنے کی وجہ سے اسلام سے خارج اور کافر ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی، اگر کسی سے بیعت تھا تو بیعت ختم ہو گئی۔ زید پر فرض ہے کہ فوراً توبہ و استغفار کرے، پھر سے کلمہ طیبہ پڑھ کر داخل اسلام ہو اور تجدید نکاح و بیعت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمه جل مجده اتم و احکم

کتبۂ: محمد اختر حسین قادری

۱۴ر صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

جو کافر اسلام لانا چاہے اس کی مخالفت کرنے والوں کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: اختر حسین، چھتر گانواں پوسٹ پریلا تر ہریا، ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ (۱) ہندہ کافرہ جو مسلمہ ہونا چاہتی ہے اور زید اسے مسلمہ بنانا بھی چاہتا ہے لیکن گاؤں کے کچھ لوگ زید کے اس امر پر راضی نہیں اور زید پر لعن طعن کرتے ہیں اس لئے کہ ہندہ ذات کے اعتبار سے کمتر ہے اور اگر زید گاؤں والوں کی مخالفت کر کے اسے مسلمہ بنا دے تو فتنہ و فساد کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو مخالفت کرتے ہیں حالاں کہ یہ مسلمان ہیں۔ ان کے بارے میں حکم شرع کیا ہے اور زید مسلمہ بنائے یا نہیں؟ (۲) اور اگر ہندہ مسلمہ ہو جائے تو اس سے نکاح کی صورت حال کیا ہوگی، زید خود کرے یا کسی دوسرے سے کرا دے۔ مدلل و مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

---

(۱) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج: ۲، ص: ۲۴۸، مطبع اصح المطابع ممبئی

(۲) التفسیر الکبیر، ج: ۲، ص: ۲۱۲

(۳) الفتاویٰ الرضویه، ج: ۹، ص: ۳۷۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) جو کافر تلقین اسلام چاہے اسے فوراً تلقین فرض ہے اور جس سے تلقین کو کہا اگر اس نے بلاوجہ شرعی تاخیر کی تو اشد کبیرہ گناہ میں مبتلا ہوا، بلکہ علمائے اسلام کے ارشاد کے بموجب تاخیر کرنا کفر ہے۔ چنانچہ عمدۃ المحققین حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری ارشاد فرماتے ہیں: "فی الخلاصۃ کافر قال لمسلم اعرض علی الاسلام فقال اذھب الی فلان العالم کفر لانہ رضی ببقائہ فی الکفر الی حین ملازمۃ العالم ولقائہ و لجھلہ بتحقیق الایمان لمجرد اقرارہ بکلمتی الشھادۃ فان الایمان الاجمالی صحیح اجماعا"(۱)

لہٰذا ہندہ کافرہ نے اسلام لانے کو کہا تو زید پر فرض تھا کہ فوراً اسے داخل اسلام کر لیتا، اس نے تاخیر کی اس کی وجہ سے وہ سخت مجرم وگنہ گار ہوا، اس پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار وتجدید ایمان کرے اور بیوی والا ہو تو تجدید نکاح کرے اور جو لوگ ہندہ کو مسلمان کرنے کی مخالفت کرتے ہیں وہ بدخواہ اسلام ومسلمین سخت جاہل ونادان اور مجرم وگنہ گار ہیں ان سب پر توبہ واستغفار، تجدید ایمان وتجدید بیعت ونکاح ضروری ہے۔ ایسا ہی فتاوی مصطفویہ (۲) میں مرقوم ہے۔

زید پر فرض ہے کہ ہندہ کو فوراً اسلام کی تلقین کرے واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) اگر ہندہ شوہر والی نہیں ہے تو اسلام لانے کے بعد جس کسی سنی صحیح العقیدہ مسلمان سے خواہ زید ہو یا کوئی اور اس کا نکاح ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ

فتوی کو نہ ماننے والے پر شرعی حکم کیا ہے؟

مسئلہ از: اختر علی، مقام وپوسٹ چوکوار، ضلع بستی یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید نے ایک دیوبندی کا نکاح پڑھایا اس پر ایک سنی ذمہ دار دارالافتاء سے فتویٰ منگایا گیا لیکن زید نے اس فتویٰ کو ماننے سے انکار کر دیا اور فتویٰ دینے والے عالم دین کو بھی برا بھلا کہا پھر کچھ دنوں بعد ایک شخص کے یہاں زندہ بچہ پیدا ہوا اور پیدائش کے بعد اس بچے کا انتقال ہو گیا مگر زید نے اس لڑکے کی نماز جنازہ نہ پڑھانے دیا جب کہ ایک مولانا صاحب نے اس سے نماز جنازہ

(۴) شرح الفقہ الاکبر، ص: ۲۱۸

(۵) الفتاویٰ المصطفویہ، ص: ۲۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پڑھانے کے لئے کہا اور کتاب دکھایا مگر وہ نہ مانا اور بغیر نماز جنازہ پڑھے بچے کو دفن کرا دیا۔

اب شریعت مطہرہ کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا ہم اس کی اقتدا میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟ کیا ایسے شخص سے نکاح، نماز جنازہ، میلاد شریف وغیرہ پڑھانا درست ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

حکم شرعی کا انکار کرنا کفر ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"رجل عرض علیہ خصمہ فتوی الائمۃ فردھا وقال ایں چہ بارنامہ فتوی آوردۂ قیل یکفر لانہ رد حکم الشرع"(۱)

اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "شرع مطہر کو ایسا ویسا یعنی حقیر جاننے والا قطعاً اجماعاً کافر، مرتد، زندیق، ملحد"(۲)

اور مسئلہ بتانے پر عالم دین کو برا کہنا اور ان کی توہین کرنا کفر ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں: "عالم دین کی توہین کو ائمہ نے کفر لکھا ہے، مجمع الانہر میں ہے:

"الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر" (۳)

اور جو بچہ زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا اسلام میں اس کی نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے بتانے کے باوجود نہ ماننا جہالت وگمراہی ہے۔ زید جس کے متعلق مذکورہ باتیں لکھی ہوئی ہیں وہ سخت فاسق وفاجر ظالم وجفا کار مستحق نار وغضب جبار ہے۔ اس پر افعال خبیثہ اور اقوال کفریہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے لازم ہے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے، تجدید ایمان، اگر بیوی والا ہو تو پھر سے نکاح کرے اور اپنی قبیح حرکتوں سے باز آجائے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو ٹھیک ورنہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔ سلام وکلام، نشست وبرخاست ختم کر دیں، نہ اس کے پیچھے نماز جائز نہ اس سے نکاح ومیلاد پڑھوانا جائز بلکہ سخت ناجائز وحرام ہے۔ جو لوگ زید کا ساتھ دیں گے وہ بھی مجرم وگنہ گار ہوں گے۔

صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں "عالم دین کی توہین کفر ہے اور گالی دینا تو سخت درجہ کی

---

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ، ج ۲/ص: ۲۷۳

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۹، ص: ۱۶۲

(۳) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۱، ص: ۵۷۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

توہین ہے اس شخص نے فتویٰ کو اپنے خلاف پا کر مفتی کو گالی دی تو تجدید اسلام کرے اور بیوی رکھتا ہو تو اس کے ساتھ جدید نکاح بھی کرے ورنہ اہل محلہ اور برادری کے لوگ اس سے مقاطعہ کریں۔"(۱) **واللہ تعالیٰ اعلم و علمه اتم و احکم**

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

الجواب حق و صواب: محمد نظام الدین القادری — ۸ر شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

غیر مسلموں سے تعلق رکھنا اور ان کے مُردوں کو جلانے کے لیے جانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: حشمت حسین نظامی و مصباحی مدرسہ اسلامیہ گنیش پور، بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی شخص غیر مسلموں سے تعلقات رکھتا ہو ان کے مردوں کو جلانے اور ان کے کھانے میں شرکت کرتا ہو تعلقات کے بنا پر اپنے مفاد کی خاطر غیر مسلموں کے تہوار کے موقع پر مورتیاں رکھواتا ہو درگا پوجا وغیرہ دیکھنے جاتا ہو درگا پوجا وغیرہ کے سارے اخراجات کو اپنے ذمہ بھی لیتا ہو مورتیوں کے اوپر خود بھی پھول وغیرہ ڈالتا ہو مندروں میں جا کر ٹیکا بھی لگواتا ہو اور صوم و صلوٰۃ کا پابند بھی ہو ایسے کو مسلمان تصور کیا جائے یا نہیں۔ بینوا توجروا

"باسمه تعالیٰ و تقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

سوال میں جتنی باتیں مذکور ہیں ان میں بعض حرام حرام اشد حرام ہیں۔ کافروں سے دوستی تعلقات اور ان کے مردے جلانے میں شرکت وغیرہ بہت اخبث نہایت اشنع ہے امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں "اگر دوستی و موالات باہر کافر کہ باشد حرام اشد کبیرہ اعظم است و اگر بر بنائے میل دینی باشد خود کفر قال تعالیٰ **ومن یتولهم منکم فانه منهم**۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "**من جامع المشرک و سکن معه فانه مثله**" جو مشرک سے یکجا ہو اور اس کے ساتھ رہے وہ اسی کے مانند ہے"(۲)

اور بعض باتیں مثلاً مورتیاں رکھوانا، ان پر پھول وغیرہ چڑھانا یا ٹیکا لگوانا یہ سب بدترین کفر ہے۔ اعلیٰ

---

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۴، ص:۴۰۲

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۹، ص:۱۴۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں "ماتھے پر قشقہ تلک لگانا یا کندھے پر صلیب رکھنا کفر ہے۔(۱)

اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "دسہرہ منانے والے سوال میں جو مذکور ہے ایسا کرنے والے از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں ان پر تجدید ایمان، تجدید نکاح لازم ہے۔ یہ لوگ اگر باز نہ آئیں، تجدید ایمان تجدید نکاح نہ کریں تو ان سے تا توبہ مقاطعہ کیا جائے۔ سلام کلام میل جول نشست برخاست یک لخت موقوف کیا جائے۔"(۲)

اور ایک جگہ خزانۃ الروایات سے نقل کرتے ہیں "وکذا الخروج الی لعب کفرة الهندفی الیوم الذی یدعوه الکفرة والموافقة معهم من تزیین البقور والافراس والذهاب الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا" (۳)

جس مسلمان نے مذکورہ کام کیا وہ اسلام سے خارج ہو گیا اس پر توبہ تجدید ایمان تجدید نکاح لازم ہے۔ اگر وہ ایسا کرلے تو ٹھیک ورنہ سب مسلمان اس کا بائیکاٹ کر دیں اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی مجرم اور گنہ گار ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب.

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

کیا صرف زبانی کلمہ پڑھنے سے کوئی کافر مسلمان ہو جائے گا؟

مسئلہ از: فیاض احمد نقشبندی، سلطان پور، بھاوالہ آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ (ہندو کافر) ہے وہ ایک مسلم لڑکی سے عشق کر بیٹھا اور کلمہ پڑھ کر اس کے ساتھ کورٹ میرج بھی کر لیا لیکن زید بظاہر کلمہ پڑھنے کے بعد بھی مذہب اسلام پر کاربند نہ رہا اور نہ ہی اس کا کوئی فعل وعمل اسلام کے مطابق ہے بلکہ اپنے اسی سابق افعال کفریہ پر ثابت قدم ہے جو بظاہر اس کے مسلمان ہونے پر دلالت بھی نہیں کرتا ہے پھر اس کے بعد زید (کافر) کے گھر والوں نے زید کی شادی کسی ہندو لڑکی سے کروادی۔ یہ شادی ہندو رسم ورواج کے مطابق انجام پائی پھر اس کے بعد اس نے مسلم لڑکی سے شادی رچانے کی بابت گفتگو کی اور شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ جب لڑکی کے والدین کو معلوم ہوا تو انہوں نے تفتیش کی

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۹، ص: ۱۵۰

(۲) الفتاویٰ المصطفویہ، ص: ۹۷

(۳) الفتاویٰ المصطفویہ، ص: ۹۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور زید کافر سے پوچھا تو اس نے لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا میں اس کی وجہ سے مسلمان ہو گیا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود زید (کافر) افعال کفریہ یعنی اپنے ہندو مذہب پر قائم ہے۔

(۱) زید ایسی صورت میں مسلمان ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

(۲) کلمہ پڑھنے کے بعد افعال کفریہ کے سبب مرتد ہوا یا نہیں؟ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) ایمان نام ہے ضروریات دین کی تصدیق کا شرح عقائد میں ہے۔ "الایمان ھو التصدیق بماجاء بہ من عنداللہ تعالیٰ ای تصدیق النبی بالقلب فی جمیع ماعلم بالضرورۃ مجیئہ بہ من عنداللہ تعالیٰ اجمالا اھ(۱)

حضور صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں "ایمان اسے کہتے ہیں کہ سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں۔"(۲)

ان ارشادات سے واضح ہے کہ مومن ہونے کے لئے دل سے ضروریات دین کو ماننا اور کفر سے توبہ کرنا ضروری ہے محض زبان سے کلمہ پڑھنے سے کوئی کافر مسلمان نہیں ہو جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ﴾ (۳)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں "رہی کلمہ گوئی مجرد زبان سے کہنا ایمان کے لئے کافی نہیں۔ منافقین تو خوب زور وشور سے کلمہ پڑھتے ہیں حالاں کہ ان کے لئے فی الدرک الاسفل من النار کا فرمان ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ"(۴) سوال میں زید کے متعلق جو تفصیل ہے اس کے پیش نظر زید ہرگز مسلمان نہیں واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جب وہ مسلمان نہیں ہوا تو مرتد نہیں کہا جائے گا بلکہ کافر اصلی ہے کیوں کہ مرتد وہ شخص ہے جو مسلمان ہو کر کافر ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

کسی سے ہلیو اللہ کہنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: علی حسین قادری، بسنپور واپوسٹ بسنپور وا، ضلع بستی

---

(۱) شرح العقائد، ص: ۱۲۶ (۲) بہار شریعت، ج: ۱، ص: ۵۲

(۳) سورۃ البقرہ، آیت: ۸ (۴) الفتاویٰ الرضویہ م، ج: ۱۴، ص: ۱۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عرض یہ ہے کہ زید کی شادی ہوئے ابھی چھ سال ہوئے ہیں ایک دن کی بات ہے کہ زید نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ مجھے دے تو اس کی بیوی نے کہا ھلیو اللہ یعنی لے لو تو اس سے ثابت ہوا کہ اس نے اپنے شوہر کو اللہ سے تشبیہ دی یعنی اپنے شوہر کو اللہ کہا تو بتائیں کہ زید یا زید کی بیوی اسلام سے خارج ہو گئے کہ نہیں اور نکاح ٹوٹ گیا کہ نہیں اس مسئلہ کو آپ حل کر دیں نہایت عین کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اس طرح کے جملوں کو بولنے سے کوئی نہیں سمجھتا ہے کہ مخاطب کو اللہ کہا جا رہا ہے نہ ہی بولنے والا یہ معنی مراد لیتا ہے بلکہ عام طور پر گفتگو میں لوگ اس طرح بولتے رہتے ہیں یہ محض ایک محاورہ ہے اس لئے یہ کفر نہیں ہے اور اگر واقعی بولنے والا یہی مطلب لے کہ مخاطب کو معاذ اللہ رب العالمین اللہ تصور کرے تو یقیناً وہ خارج از اسلام اور کافر ہو جائے گا اور اس پر تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۶ رذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

"اب قیامت تک جتنے بھی نبی آئیں گے" ایسا جملہ کہنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: قاری محمد جلال الدین برہانی زمبابوے، افریقہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک خطیب نے دوران وعظ صفا ومروہ کے درمیان حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سعی کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ "اب قیامت تک جتنے بھی نبی آئیں گے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی بن کر تشریف لائے اب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے بھی برگزیدہ بندے اس فرش گیتی پر تشریف لائیں گے ہر ایک کو حضرت رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رسول اعظم کے صحابہ کو بھی اولیائے کرام کو بھی جب جب عمرہ کرنا ہوگا تو حضرت ہاجرہ کے طریقے پر عمل کرنا ہوگا کیا اس میں کوئی جملہ کفر ہے۔ ایک عالم صاحب نے اس بیان پر کفر اور تجدید ایمان کا حکم دیا ہے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

خطیب کا یہ جملہ کہ "اب قیامت تک جتنے نبی آئیں گے" کفر ہے چنانچہ سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ رقمطراز ہیں "من یقول انہ کان نبی بعدہ او یکون او موجود وکذا قال یمکن

(۱) المعتقد المنتقد، ص: ۱۲۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ان یکون فھو کافر" (۱) یوں ہی خطیب کا یہ جملہ کہ "حضرت رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے طریقے پر عمل کرنا ہوگا" شان مصطفیٰ جان رحمت علیہ التحیہ والثناء کے خلاف اور نہایت سخت ہے اگر خطیب نے پہلا جملہ جان بوجھ کر کہا تو وہ دائرہ اسلام سے باہر ہوگیا اس پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے۔ خاتم المحققین علامہ شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "مایکون کفرا اتفاقا یبطل به العمل و النکاح "اھ (۱) اور اگر خطا سے ایسا جملہ نکل گیا تو عنداللہ کافر نہ ہوگا مگر قضاءً اس پر توبہ وتجدید ایمان کا حکم ہوگا اور زبان بہکنے کا دعویٰ معتبر نہ ہوگا۔ امام اجل علامہ قاضی عیاض مالکی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں" لایعذر لاحد فی الکفر بالجھالة ولابدعوی زلل اللسان" (۲)

علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:"اذا ارادان یتکلم بکلمة مباحة فجری علی لسانه کلمة الکفر خطاء و بلاقصد لایصدقه القاضی و ان کان لایکفر فیما بینه و بین ربه تعالیٰ"(۳)

سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں: "ائمة الدین لم یقبلوا زلل اللسان فی الکفر والا لاجترأ کل خبیث القلب ان یجاھر بسب الله و سب رسول الله صلی الله علیه وسلم و یقول زلت لسانی"(۴) اور ایک مقام پر فرماتے ہیں "لوعذرنابھذه الدعوی لانسدالباب وانقطع الخطاب وانجرات. الکلاب علی الجھر بالسباب فھذا ما اراده القاضی ونصاب واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب(۵)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ خطیب کی زبان سے نکلا ہوا یہ جملہ کہ "اب قیامت تک جتنے نبی آئیں گے" کفر ہے یونہی دوسرا جملہ کہ "حضرت رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے طریقے پر عمل کرنا ہوگا" بہت سخت اور قابل گرفت ہے لہٰذا خطیب مذکور توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح کرے۔ خواہ اس نے یہ جملے قصداً کہے یا خطا کے طور پر نکل گئے اور جس عالم نے خطیب کو تجدید ایمان ونکاح کا حکم دیا ہے وہ برحق ہے اس نے قابل تعریف کام کیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے سوال ہوا کہ "زید نے بکر سے بطور سوال کے پوچھا کہ قرآن کی سب باتیں صحیح ہیں؟ زید کہنا چاہتا تھا کہ کیا تفسیر کی سب باتیں صحیح ہیں مگر سہواً یہ الفاظ اثناء تقریر نکل پڑے حالاں کہ نہ یہ

---

(۱) ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۲۸۹

(۲) الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ج: ۲، ص: ۲۰۴

(۳) ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۲۸۹

(۴) الفتاویٰ الرضویه، ج: ۶، ص: ۱۷۶

(۵) المستند المعتمد بناء نجاة الابد، ص: ۱۵۳، ۱۵۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مقصود ہے زید سے نہ زید اس بات کا مقر ہے کہ معاذ اللہ قرآن مجید وفرقان حمید کی باتیں صحیح نہیں ایک قابل مفتی صاحب نے زید پر فتویٰ دیا کہ زید کافر ہوگیا اور اس کو کافر سمجھ کر توبہ کرائی اور کلمہ شریف پڑھوایا دونوں کے لئے شرع مطہرہ سے کیا حکم نافذ کیا جائے گا۔

آپ نے جواب تحریر فرمایا کہ: زید کی زبان سے جو لفظ نکلا بلاشبہ کلمہ کفر ہے اور اس پر تجدید اسلام لازم ہے اور مفتی کا حکم صحیح ہے "المفتی انما یفتی بالظاهر والله یتولی السرائر" واقع میں اس کی زبان بہکی تو عنداللہ کفر نہ ہوگا مگر مفتی بڑا، لیں اس دعویٰ کو قبول نہ کرے گا شفاء شریف میں ہے" لایقبل دعوی زلل اللسان" (۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: فقیر ضیاء المصطفی قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — ۲۸ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

کلمہ مذکور معنی کفری میں صریح ہے اور صریح محتاج نیت نہیں لہٰذا صریح کے بموجب عمل ضرور ہوگا اگرچہ نیت برخلاف صریح کچھ بھی ہو لہٰذا نیت نہ سنی جائے گی اور تاویل مسموع نہ ہوگی۔ شفاء میں ہے "التاویل فی لفظ صراح لایقبل" پھر جب کہ اطلاق صریح ہے بے نیت تو بدرجہ اولیٰ صریح پر عمل لازم ہے کہ اس صورت میں خلاف صریح کا احتمال منفی اور صریح اپنے معنی میں متعین اور یہی صورت اس مسئلہ میں متحقق ہے کہ خطیب نے اصلاً کوئی مراد مانع کفر نہ بتائی جس سے ظاہر ہے کہ اس لفظ کے بولتے وقت اس کی کوئی نیت نہ تھی لہٰذا صریح کا متبین معنی کفری میں متعین ٹھہرا جس سے اس پر توبہ وتجدید ایمان لازم یوں ہی اس کا دوسرا کلمہ رسول مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس شریف کے سخت خلاف ہے۔ اس سے بھی تجدید ایمان کرے۔ فالجواب صحیح والمجیب نجیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

قال بفمه وامر برقمه فقیر محمد اختر رضا قادری ازهری

۱۵ اپریل ۲۰۱۰، بروز جمعرات

ہندوؤں کے مذہبی جلوس میں شرکت کرنے والے کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد طارق رضوی پمپری پونہ، مہاراشٹر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید اپنے آپ کو سنی صحیح العقیدہ بتاتا ہے جب کہ وہ ہندوؤں کے گنپتی تہوار کے موقع پر ہونے والے جلوس کا ہار وغیرہ پہنا کر استقبال کرتا ہے نیز وہ دیوبندیوں

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۶، ص: ۱۸۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے جلسہ وجلوس میں شریک ہوکر چندہ بھی دیتا ہے ایسی صورت میں زید کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں گا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ہندوؤں کے مذہبی جلوس کا استقبال کرنا کفر ہے۔امام اجل علامہ ابن بزار کردری حنفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں" الخروج الی نیروز المجوس والموافقة معهم فیما یفعلونه فی ذالک الیوم کفر"(۱)اسی طرح دیوبندیوں کے جلسے جلوس میں شرکت اگر انہیں مسلمان جان کر ہو تو یہ بھی کفر ہے ورنہ حرام ہے۔زید پر تجدید ایمان و تجدید نکاح اور توبہ واستغفار لازم ہے۔اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۲)واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم و احکم

الجواب الصحیح: محمد تفسیر القادری قیامی

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۵رمحرم الحرام ۱۴۲۵ھ

ہندوؤں کے مذہبی تہوار میں چندہ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ از: از محمد مجاہد الحق چشتی کالپی شریف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہے لیکن وہ کافروں کے تہوار مثلاً لکشمی پوجا وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے یعنی چندہ کرواتا ہے اور خود دیتا بھی ہے اور کافروں کے بنائے ہوئے بینر میں اس کی تصویر اس کے نام کے ساتھ ہوتی ہے۔اس پر اس کو کوئی اعتراض بھی نہیں،لہٰذا زید اور اس کے ہمنوا پر شریعت کا کیا حکم نافذ ہوگا۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مسلمان کا ہندوؤں کے مذہبی تہوار میں شرکت کرنا حرام ہے اور اگر اچھا سمجھ کر شرکت کریں تو کھلا ہوا کفر

---

(۱)الفتاویٰ البزازیه علی هامش الفتاویٰ الهندیة، ج: ۶، ص: ۳۳۳

(۲)سورۃ الانعام ،آیت:۶۸

(۳)غمز عیون البصائر ،ج: ۱،ص:۲۹۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہے۔غمز عیون البصائر میں ہے:" اتفق مشائخنا ان من رای امر الکفار حسنا فقد کفر"(۳) فتاویٰ رضویہ میں ہے"ہولی دیوالی یہ سب رسوم کفار ہیں مسلمانوں کو ان میں شرکت حرام اور بطور پسند کریں تو صریح کفر ہے۔"(۱) اس پر اور اس کے ہمواؤں پر لازم ہے کہ فوراً توبہ واستغفار کریں۔تجدید ایمان وتجدید نکاح کر کے اپنی عاقبت کو برباد ہونے سے بچائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ:محمد اختر حسین قادری

۲محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

احکام شرع کی تحقیر کرنا اور طریقت کو شریعت سے جدا ماننے والے کا حکم کیا ہے؟

مسئلہ از: شمس القمر مدرسہ عربیہ سعید العلوم یکماڈیہہ بچھمی پور، ضلع مہراج گنج

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید مشت بھر داڑھی نہیں رکھتا جوا تاش کا عادی ہے اور ہوش میں رہ کر بھی یہ کہتا ہے کہ نماز کیا چیز ہے؟ خدا کو یاد کرنا ہی تو ہے میں تو ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہوں اگر اسے کوئی مولوی یا نمازی نماز کی ترغیب کرے تو اس کا جواب ہوتا ہے کہ میں شریعت والوں سے دور رہتا ہوں۔ شریعت والے تو بس ظاہر ہی میں رہ جاتے ہیں اور نماز میں رکوع اور سجدے ہی شمار کرتے رہ جاتے ہیں۔ان کی نمازوں کا کیا مطلب؟ ہم تو طریقت حقیقت معرفت والے ہیں جن کا تعلق صرف باطن سے ہے نیز ڈھول کے ساتھ قوالیوں کی محفلوں میں شریک ہو کر جھومتا ہے اور کہتا ہے کہ ڈھول تاشے باجے تو خدا کا گن گاتے ہیں اور ان سے تو اللہ اللہ کی آواز آتی ہے ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔(۲) کیا شریعت کو ترک کر کے یا اس کی مخالفت کر کے طریقت ومعرفت یا حقیقت کا حصول ممکن ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱)داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "جزوا الشوارب وارخوا اللحی وخالفوا المجوس"(۳) یعنی مونچھیں کتراؤ اور داڑھیاں بڑھنے دو مجوسیوں کا خلاف کرو۔حضرت محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں"گزاشتن آں بقدر قبضہ واجب است"(۴) یعنی داڑھی کو ایک مشت تک چھوڑ دینا واجب ہے۔

(۱) الفتاوی الرضویۃ، ج:۶،ص:۱۵۳

(۲)الصحیح لمسلم،ج: ۱،ص:۱۲۹

(۳)اشعۃ اللمعات،ج: ۱،ص:۲۱۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور حضرت علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یحرم علی الرجل قطع لحیته" (۱) یعنی مرد کو اپنی داڑھی کاٹنا حرام ہے۔

اور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "داڑھی بڑھانا سنن انبیاء سابقین سے ہے۔ منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے" (۲)

اور جوا تاش وغیرہ کھیلنا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ﴾ (۳) یعنی شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا۔

اور یہ کہنا کہ نماز کیا چیز ہے خدا کو یاد کرنا ہی تو ہے میں تو ہر وقت نماز ہی میں رہتا ہوں اس جملے سے فرضیت کا انکار اور نماز کی تحقیر مفہوم ہوتی ہے جو کفر ہے۔ صدر الشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں "غرض اس قسم کی بات کرنا جس سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر ہوتی ہو یہ سب کفر ہے" (۴)

پھر یہ کہنا کہ نماز خدا کو یاد کرنا ہی تو ہے اس جملے میں رسول پاک علیہ التحیۃ والثناء کی اطاعت و فرمانبرداری سے روگردانی ہے۔ کیوں کہ نماز صرف یاد کرنا ہی نہیں بلکہ ایک بدنی عبادت ہے جس کی ادائیگی اس مخصوص طریقہ پر ہوتی ہے جسے حضور علیہ السلام نے یوں تعلیم فرمائی ہے کہ "صلوا کما رأیتمونی اصلی" (۵) یعنی اے مسلمانو! تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح کہ تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز ایسی عبادت ہے جسے مسلمان اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور سرکار نے مسلمانوں کو اپنی جیسی ہی نماز پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اسی لئے رسول پاک کے مبارک زمانے سے لے کر آج تک تمام مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ظاہری نماز پڑھتے چلے آئے اور پڑھ رہے ہیں۔ جب کہ کسی کی یاد ایسی ظاہری چیز نہیں جسے دیکھا جا سکے اس لئے نماز کی ایسی تشریح کرنا شیطانی طریقہ ہے اور رسول خدا علیہ السلام کی اتباع کے بجائے شیطان کی پیروی کرنا ہے اور پھر یہ کہنا کہ میں شریعت والوں سے دور رہتا ہوں الخ۔ ان جملوں میں شریعت اور ارباب شریعت اور علماے دین سب کی توہین و تحقیر پائی جاتی ہے۔ حالاں کہ شریعت اور اہل شریعت کی تحقیر کفر ہے۔

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۵، ص: ۲۶۱

(۲) بہار شریعت، ج: ۱۶، ص: ۱۹۷

(۳) سورۃ المائدہ، آیت ۹۰

(۴) بہار شریعت، ج: ۹، ص: ۱۷۲

(۵) مشکوۃ المصابیح، ص: ۶۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سیدی علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں "الاستخفاف بالشریعة ای عدم المبالات باحکامها و اهانتها و احتقارها کفر" (۱) یعنی شریعت کو ہلکا سمجھنا اس کے احکام کی پرواہ نہ کرنا اس کی توہین کرنا اسے حقیر جاننا یہ سب کفر ہے۔

اور شریعت کو علم ظاہر اور طریقت کو علم باطن کہہ کر دونوں کو ایک دوسرے کے مخالف بتانا شدید جہالت و گمراہی ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رضی عنہ ربہ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں "طریقت ہی شریعت ہے کہ اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع بڑے بڑے کشف راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو ہوتے ہیں پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نار جحیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔" (۲)

حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں "علم الباطن لایعرفه الا من عرف علم الظاهر" (۳) یعنی علم باطن صرف اسے حاصل ہوگا جو علم ظاہر رکھتا ہو۔

حضور محبوب سبحانی غوث اعظم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں "الشریعة المطهرة المحمدیة ثمرة شجرة الملة الاسلامیة شمس اضاءت بنورها ظلمة الکونین اتباع شرع یعطی سعادة الدارین احذران تخرج من دائرة ایاک ان تفارق اجماع اهله" (۴) یعنی پاکیزہ شریعت محمدیہ درخت دین اسلام کا پھل ہے۔ شریعت وہ آفتاب ہے جس کے نور سے کونین کی تاریکیاں جگمگا اٹھیں۔ شریعت کی پیروی دارین کی سعادت بخشتی ہے۔ خبردار اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا اور اہل شریعت سے جدا نہ ہونا۔

حضرت ابوسعید خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں "کل باطن یخالفه ظاهر فهو باطل" (۵) یعنی ہر وہ باطن کہ ظاہر جس کی مخالفت کرے وہ باطن نہیں باطل ہے۔ حضرت سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی ارشاد فرماتے ہیں "التصوف انما زبدة عمل العبد باحکام الشریعة" (۶) یعنی تصوف صرف احکام شریعت پر بندہ

---

(۱) الحدیقة الندیه، ص: ۲۹۹

(۲) الفتاوی الرضویه، ج: ۲۱، ص: ۵۲۴

(۳) الفتاوی الرضویه، ج: ۲۱، ص: ۵۳۰

(۴) بهجة الاسرار، ص: ۴۹

(۵) الرسالة القشیریه، ص: ۲۴

(۶) الطبقات الکبری، ج: ۱، ص: ۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے عمل کا خلاصہ ہے، اس طرح کے بے شمار اقوال وارشادات ہیں جن سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ طریقت شریعت سے جدا کوئی راستہ نہیں ہے۔ بلکہ طریقت ہی شریعت ہے۔ یوں ہی علم باطن بھی علم ظاہر کے مخالف اور اس سے متصادم نہیں بلکہ علم ظاہر علم باطن کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس کی مزید تفصیل کے لئے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کا عظیم الشان علمی شاہکار رسالہ مسمیٰ بہ "مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء" کا مطالعہ کریں۔

اور مزامیر کے ساتھ قوالی سننا ناجائز وحرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "امرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر" (۱) یعنی میرے رب نے مجھے باجے گاجے اور مزامیر کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔

اور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔ "قوالی حرام ہے اور حاضرین سب گنہ گار" (۲)

اور یہ کہنا کہ باجے خدا کے گن گاتے ہیں اور ان سے تو اللہ اللہ کی آواز آتی ہے۔ نہایت جہالت وگمراہی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ اب تک کہ ان تمام تفصیلات سے واضح ہو گیا ہے کہ زید بے قید بہت سے ناجائز اور حرام اور کفر کا مرتکب ہے۔ اس پر واجب ہے کہ تمام ان کفری باتوں اور حرام کاموں سے علانیہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان ونکاح کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں ورنہ وہ بھی مجرم ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "بالجملہ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل ایک ایک لحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ جس قدر باریک ہادی کی زیادہ حاجت لہٰذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "المتعبد بغیر فقه کالحمار فی الطاحون" یعنی بغیر علم شریعت کے عبادت کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ چکی کھینچنے والا گدھا۔ کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں پائے۔" (۴) اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کو ترک کر کے یا اس کی مخالفت کر کے طریقت و حقیقت اور معرفت کا حصول محال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

الجواب حق وصواب: فروغ احمد اعظمی — ۲ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ

---

(۱) مشکوۃ المصابیح، ص: ۳۱۸

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۹، ص: ۱۹۹

(۳) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۴) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۲۱، ص: ۵۲۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جادو، منتر ختم کروانے کے لیے بھگت وسوکھا کو بلانے والوں پر کیا حکم ہے؟

مسئلہ ۱۷: محمد نعیم الدین انصاری و جملہ مسلمانان باسوپٹی، ضلع مہوتری، نیپال۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ باسوپٹی کے جملہ مسلمانان مرد و عورت بچے بوڑھے سب کے سب ڈائن کے جادو منتر سے پریشان تھے اچانک زید کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی۔ یہاں تک کہ ڈاکٹروں نے استعفیٰ دے دیا اور کہا کہ زید کو کوئی بیماری نہیں ہے اس کے بعد زید نے ایک عالم باعمل اور مستان سے جانچ کروایا تو عالم باعمل اور مستان نے جانچ کرنے کے بعد جادو وسحر ثابت کیا بلکہ مستان نے کہا کہ آپ کو کسی عورت نے کچھ کھلائی تھی، تو زید نے اقرار کیا کہ فلاں عورت نے فلاں چیز کھلائی تھی۔ یہاں تک کہ مستان نے اس عورت کا نام بھی ظاہر کر دیا، اور کہا کہ وہی عورت آپ کو جادو منتر کے ذریعہ پریشان کر رہی ہے۔ ادھر زید کی طبیعت دن بہ دن بگڑتی جارہی تھی اور ایک دن زید پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور گاؤں کے پورے سماج کے مرد وعورت زید کو دیکھنے کے لئے ٹوٹ پڑے بالآخر جھاڑ پھونک کرنے کے بعد زید کو کچھ ہوش آیا تو زید نے کہا کہ فلاں عورت کو میرے پاس بلا کر لاؤ اگر وہ ہمارے جسم پر ہاتھ پھیر دے گی تو ہم ٹھیک ہو جائیں گے تو گاؤں والے زید کے اصرار پر اس عورت کو بلا کر لائے۔ جیسے ہی وہ عورت زید کے جسم پر ہاتھ پھیری زید کی طبیعت مکمل ٹھیک ہوگئی اور زید چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا تو گاؤں کے پورے سماج کو یقین ہوگیا کہ وہ عورت ڈائن ہے تو اس کے شوہر نے جواب دیا کہ اگر ہماری بیوی ڈائن ہے تو اس کو نکال کر دکھاؤ اس کے بعد ہی ہم یقین کریں گے ورنہ نہیں۔ تب گاؤں کے پورے مسلم سماج پریشان ومجبور ہو کر اتفاق رائے سے ڈائن کو نکالنے پر مجبور ہوگئے جس کے مدنظر ایک بھگت کو بلوایا گیا ازیں قبل وہ بھگت بھسوا اور بیر کھ بکھری اور پھٹن پورہ ان بستیوں میں ڈائن نکال چکا تھا۔ جس میں ہم لوگوں سے شیرنی بنوایا اس کے بعد وہ بھگت تھوڑی تھوڑی شیرنی گاؤں کے سبھی مسلم عورتوں کو کھلانے کے لئے دیا لیکن وہ بھگت کسی دیوی دیوتا، بھوت، پریت کا نام لینے کو نہیں کہا اور نہ کسی چیز کو چڑھوانا طلب کیا اور نہ دینے کو کہا بلکہ شیرینی لینے کے بعد ہم لوگوں نے اپنے طریقے سے کھایا۔ غور طلب ہے کہ وہ بھگت بظاہر غیر اسلامی طریقہ سے کچھ نہ کیا اور نہ کرایا فی نفسہ وہ کیا کیا ہم لوگ نہیں جانتے ہیں لیکن کچھ ہی دیر کے بعد دو عورتیں خود بخود پاگل کی طرح مجمع عام میں گرنے لگیں تو بھگت نے کہا کہ یہ دونوں عورتیں ڈائن ہیں اور یہ بھی کہا کہ ایک عورت اور ہے جو فرار ہوگئی ہے اور حقیقت میں بھگت کے آنے سے پہلے ہی فرار ہوگئی تھی اور ٹھیک دو تین دن بعد جب وہ دونوں عورتیں مکمل ہوش میں آگئیں تو گاؤں کے کچھ باشعور لوگوں نے ان دونوں عورتوں سے دریافت کیا کہ بتاؤ تم لوگ جادو منتر کس سے اور کیسے حاصل کی ہے تو ایک نے جواب دیا کہ اپنے ماں سے حاصل کی ہے اور دوسری نے جواب دیا جو عورت فرار ہوگئی ہے اس سے ہم حاصل کئے ہیں۔ پھر گاؤں والوں نے پوچھا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کہ زید کو اب تک کس نے پریشان کیا اپنے جادو منتر سے، دونوں عورتوں نے اقرار کیا زید کو ہم لوگوں نے ہی پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے جادو منتر سے۔

(۱) مندرجہ بالا باتوں سے کیا باسوپٹی کے مسلمانان پر توبہ یا تجدید نکاح لازم ہے کہ نہیں؟

(۲) جو مسلم عورتیں ڈائن نکلی ہیں اس کا کیا حکم ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) صورت مذکورہ میں مسلمانوں نے کوئی کفری فعل نہیں کیا، اس لئے ان پر تجدید ایمان ونکاح لازم نہیں ہے۔ البتہ ایک کافر کی تعظیم وتکریم کرنے کی وجہ سے ان پر توبہ لازم ہے۔ آئندہ اس طرح کے معاملہ میں کسی کافر کی طرف رجوع نہ کریں۔ حدیث شریف ہے: "انا لانستعین بمشرک" (۱) یعنی ہم کسی مشرک سے مدد نہیں مانگتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) سحر اور جادو سے متعلق علامہ ابوالبرکات امام نسفی قدس سرہ نے ایک آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے: "قال الشیخ ابو المنصور الماتریدی رحمه الله القول بان السحر علی الاطلاق کفر خطأ بل یجب البحث عن حقیقته فان کان فی ذلک ردما لزم فی شرط الایمان فهو کفر والافلا، ثم السحر الذی هو کفر یقتل علیه الذکور لاالاناث ومالیس بکفر و فیه اهلاک النفس ففیه حکم قطاع الطریق و یستوی فیه المذکر والمونث وتقبل توبته، اذا تاب" (۲) یعنی شیخ ابو منصور ماتریدی قدس سرہ نے فرمایا ہے مطلق جادو کو کفر کہنا غلط ہے بلکہ اس کی حقیقت کے متعلق گفتگو کرنے کے بعد کوئی حکم لگایا جائے گا۔ چنانچہ اگر جادو کرنے میں کسی امر ضروری دینی کا انکار لازم آتا ہے تو بلاشبہ ایسا جادو کفر ہے ورنہ نہیں پھر جو جادو کفر ہے اسے اگر کسی مرد نے کیا ہے تو اسے سزائے موت ملے گی اور اس کو قتل کر دیا جائے گا البتہ اگر جادو کرنے والی عورت ہے تو اسے قتل نہ کریں گے اور جو جادو کفر نہیں ہے مگر اس میں جان کو ہلاک وبرباد کرنا چاہا جاتا ہے تو اس کا حکم ڈاکو جیسا ہے اور اس میں مرد وعورت سب برابر ہیں۔

اور ڈاکوؤں کے حکم کے متعلق علامہ اجل امام برہان الدین مرغینانی قدس سرہ نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف میں بڑی تفصیل ذکر فرمائی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

---

(۱) مسند الامام احمد بن حنبل، ج:۷، ص: ۱۰۰

(۲) تفسیر النسفی، ج: ۱، ص: ۶۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"اخذ و اقبل ان یاخذ واما لا ویقتلوا نفساحبسهم الامام حتی یحد ثوا توبة"(۱)

اور آگے چل کر فرماتے ہیں: "وان قتلوا و لم یاخذوا مالا قتلهم الامام حدا" (۲) اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ڈاکو ڈاکہ زنی کی نیت سے نکلے لیکن ابھی نہ مال لوٹ سکے اور نہ کسی کی جان لے سکے تھے، کہ گرفتار کر لئے گئے تو حاکم اسلام ان کو قید میں ڈال دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ توبہ کر لیں اور اگر ڈاکوؤں نے مال تو نہیں لیا مگر جان لے لی تو ایسی صورت میں حاکم اسلام ان کو قتل کر دے گا۔

ان اقوال وارشادات کے پیش نظر معلوم ہوا کہ جو مسلمان عورتیں جادوگرنی ہیں اگر انہوں نے جادو کرنے میں کسی کفری قول یا فعل کا ارتکاب کیا ہے تو وہ کافر ہو گئیں اور ان پر تجدید اسلام اور توبہ لازم وضروری ہے۔ اگر وہ توبہ وتجدید ایمان نہیں کرتی ہیں تو سب مسلمان ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیں اور ان سے سلام وکلام سب کچھ بند کر دیں۔ مولیٰ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۳)

اور اگر ان جادوگرنیوں نے کوئی کفری قول وفعل تو نہیں کیا، مگر کسی کی جان کو اپنے جادو کے ذریعہ ہلاک کر دیا تو اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ان کو قتل کر دیا جاتا مگر موجودہ صورت حال میں ان پر لازم ہے کہ فوراً توبہ واستغفار علی الاعلان کریں اور اپنے کئے پر رب کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ کریں۔ کچھ خیرات وصدقات کریں کہ صدقات وخیرات قبول توبہ میں معاون ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا﴾ (۴) اور اگر توبہ واستغفار نہیں کرتی ہیں تو ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والماب.

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ الرضوی

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۰ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

جو کہے میں کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: حافظ ضمیر الحسن قادری رضوی بدھیانی خلیل آباد، کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں، کہ زید کہتا ہے کہ میں کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا ہوں چاہے سنی ہو، وہابی ہو، دیوبندی ہو غیر مقلد ہو قادیانی ہو وغیرہم۔ اور بکر کا کہنا ہے کہ کسی فرقہ سے نہ ہونا بھی ایک فرقہ ہے اور وہ کافروں کا فرقہ ہے (گروہ) کیا اس طرح بکر کا کہنا درست ہے اور زید کے خیالات کے بارے

(۱) الهدایه ج: ۲، ص: ۵۵۵ (۲) حواله سابق

(۳) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸ (۴) سورۃ الفرقان: ۷۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں شریعت مطہرہ کیا کہتی ہے معقول جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

حضور سید عالم مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "تفترق امتی علی ثلث و سبعین ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیه واصحابی"(۱) یعنی میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا بقیہ سب جہنمی ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ وہ جنتی فرقہ کون ہوگا؟ ارشاد فرمایا کہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ (وہی فرقہ حق ہے) اسی برحق وناجی فرقہ کو اہلسنت وجماعت کہا جاتا ہے۔ چنانچہ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے تفصیل کے ساتھ اس کی وضاحت فرمادی ہے۔

اور ایک دوسری حدیث ہے: "اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار" (۲) سواد اعظم کی پیروی کرو کیوں کہ جو اس سے الگ ہوا جہنم میں الگ گیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی اکثریت جس عقیدہ حق پر ہے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اسی طریقہ پر چلے اور یہ بات مثل آفتاب واضح ہے کہ امت محمدیہ کی اکثریت بحمدہ تعالیٰ اہلسنت وجماعت ہے تو اسی کی پیروی لازم وضروری ہے۔ جو اس سے الگ ہوگا وہ بددین، گمراہ ومرتد ہوگا۔ زید کا کہنا کہ میں سنی وہابی کسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتا ہوں گمراہی وبددینی بلکہ کفر ہے اور جو مسلک اہل سنت کو نہ مانے وہ بدمذہب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ﴾ (۳)

زید بے قید پر اپنے قول سے رجوع اور توبہ واستغفار تجدید ایمان ونکاح لازم ہے اور مسلک اہل سنت وجماعت کی اتباع وپیروی ضروری ہے۔ بکر کا ازراہ زجر وتوبیخ مذکورہ کلام کہنا درست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴ر ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۱

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، ص: ۳۱

(۳) سورۃ النساء، آیت: ۱۴۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کفر فقہی کے مرتکب کو، پیشوا بنانے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: شیخ محمد عباس، اڑیسہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کفر فقہی کا ارتکاب کرنے والے کو اس کا حال جان کر پیشوا بنانے والوں اور اسے بزرگ ماننے والوں کا کیا حکم ہے؟ ایسے لوگوں کے یہاں فاتحہ وغیرہ کروانے کے لئے بکر نام کے عالم دین زید نام کے عالم اور پیر کو لے کر جاتا ہے جب کہ ان لوگوں کے حال کو بکر اور زید اچھی طرح جانتے ہیں کیا بکر اوزید کو اپنا پیشوا بنایا جاسکتا ہے اور نماز میں ان کی اقتداء کی جاسکتی ہے اور کیا زید سے مرید ہونا صحیح ہے۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جو شخص کفر فقہی کا مرتکب ہوا ئمہ فقہا کے نزدیک کافر ہوتا ہے۔ تو بحکم شرع اس پر توبہ اور تجدید ایمان لازم ہے۔ علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں: "انہ یصیر مرتدا علی قول جماعۃ وکفی بھذا خسارا وتفریطاً" (۱) یعنی ایک جماعت کے قول کے مطابق یہ مرتد ہوگیا اور یہ خسارے اور گھاٹے کے لئے کافی ہے۔ اور علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "وفی شرح الوھبانیۃ للشرنبلالی مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد الزنی ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار و التوبۃ وتجدید النکاح" (۲) یعنی علامہ حسن شرنبلالی کی شرح وہبانیہ میں ہے کہ جو امر بالاتفاق کفر ہو اس سے ہر عمل باطل، اسی طرح نکاح باطل ہو جائے گا اور اس کی اولاد زنا کی اولاد ہوگی اور جس کے کفر میں اختلاف ہو اس پر استغفار توبہ یعنی تجدید ایمان اور تجدید نکاح کا حکم ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کفر فقہی کا مرتکب کم از کم گمراہ بددین اور بدمذہب ضرور ہے۔ اور ایسے شخص کے متعلق رسول گرامی وقار علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں: "من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام" (۳) یعنی جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کو ڈھا دینے میں مدد کی۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "اھل البدع کلاب اھل النار" (۴) یعنی گمراہ لوگ دوزخیوں کے کتے ہیں۔ اور ایک

(۱) الاعلام بقواطع الاسلام

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۳، ص: ۲۹۹

(۳) جامع الاحادیث، ج: ۱، ص: ۶۳

(۴) حوالہ سابق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور مقام پر ہے: "فایاکم و ایاھم لایضلونکم و لایفتنونکم"(۱) یعنی تم ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور رکھو وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ ان احادیث طیبہ سے واضح ہوگیا کہ بدمذہب لائق تعظیم وتوقیر نہیں بلکہ قابل توہین وتحقیر ہے۔ ایسے کو پیشوا بنانا، بزرگ ماننا، خود گمراہی وبدمذہبی ہے۔ لہٰذا جان بوجھ کر ایسے شخص کو پیشوا بنانے والا اور بزرگ ماننے والا گمراہ بدمذہب ہے۔ اس پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان ونکاح بھی کرے اور گمراہوں کے حال سے واقف ہوکر ان کے یہاں کھانے پینے والے فاتحہ وغیرہ کے لئے جانے والے سخت مجرم اور ناجائز امور کے مرتکب ہیں۔ ایسے لوگوں کو پیشوا بنانا ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنا ان سے مرید ہونا ہرگز درست نہیں ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کفر فقہی کے مرتکب کا حکم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"اہل سنت کو چاہئے کہ ان سے بہت پرہیز کریں ان کے معاملات میں شریک نہ ہوں۔ اپنے معاملات میں انہیں شریک نہ کریں خصوصاً ان کے پیچھے نماز سے احتراز واجب ان کی امامت نہ پسند کرے گا مگر دین میں مداہن یا عقل سے مجانب"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

الجواب حق وصواب: محمد نظام الدین القادری — ۷ رمحرم الحرام ۱۴۲۸ھ

کفار کے مذہبی رہنماؤں کے ساتھ تصویر کھنچوانے اور ان کا استقبال کرنے کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: تاج محمد خاں، مقام لاڈنوں

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین قرآن وحدیث کی روشنی میں (۱) جو شخص شہرت، ناموری کے لئے جین دھرم کے آچاریوں وسادھوؤں کے ساتھ تصویر کھنچواتا ہو اور ان کے شہر آنے پر ان کا استقبال، تعظیم، خواہش آمدید کرنے کے لئے جاتا ہو۔ (۲) آچاریہ کے یوم پیدائش کے موقع پر ہونے والی مجلسوں، تقریروں، تحریروں میں شامل ہوتا ہو (۳) ان کے پیدائش پر شائع ہونے والا کلینڈر جس پر دیوی دیوتا کے تصویر ہوں اپنے ہاتھوں سے افتتاح کرتا ہو۔ (۴) جو کفار کی مجلسوں میں عورت اور مردوں کا بغیر پردے کے ایک ساتھ بیٹھتا ہو اور ایک

(۱) الصحیح لمسلم، ج: ۱، ص: ۱۰

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج: ۳، ص: ۳۱۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ساتھ بیٹھنے میں عار محسوس نہیں کرتا ہو۔(۵) ان کی مذہبی تحریک میں بار بار شامل ہوتا ہو ان کے مذہبی رہنماؤں، ان کے تہواروں اور ان کے مذہبی مقاموں، میلوں پر مبارک باد دینے جاتا ہو ان کے آچاریوں کے اقوال کو اقوال زریں کہہ کر تعریف کرتا ہو۔ برائے کرم فتویٰ سے نوازیں اللہ رب العزت آپ کو خیر سے نوازے۔ آمین۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

کافروں کی تعظیم وتوقیر، یوں ہی تصویر کشی سخت ناجائز وحرام ہے۔ ان کے یوم پیدائش پر ہونے والی مجلسوں میں شرکت ان کے دیوی، دیوتاؤں کی تصویر پر مشتمل کلینڈر کا افتتاح مرد وعورت کے ساتھ بیٹھنا، سب حرام حرام اور اشد حرام ہے، اور مذہبی میلوں میں شرکت اور مبارک بادی دینا کفر ہے۔ غمز عیون البصائر میں ہے "اتفق مشائخنا ان من رای امر الکفار حسنا فقد کفر"(۱) یعنی ہمارے مشائخ کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے کافروں کے کسی کام کو اچھا سمجھا وہ کافر ہے۔

درمختار میں ہے "الاعطاء باسم النیروز والمهرجان لایجوز ای الهدایا باسم هذین الیومین حرام و ان قصد تعظیمه کمایعظمه المشرکون یکفر"(۲)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ فرماتے ہیں: "ان کے دیوتاؤں اور پیشواؤں اور مذہبی جذبات کا اعزاز درکنار جو ان کے کسی فعل کی تحسین ہی کرے باتفاق ائمہ کافر ہے۔"(۳) سوال میں مذکور بعض افعال حرام اور بعض کفر ہیں جو شخص ان حرکات شنیعہ کفریہ کا مرتکب ہے اس پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔ اگر توبہ کرکے از سر نو کلمہ طیبہ پڑھ کر تجدید نکاح نہ کرے تو مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں ورنہ وہ بھی مجرم وگنہ گار ہوں گے۔ قال الله تعالیٰ ﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾(۴) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴/ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ

---

(۱) غمز عیون البصائر، ج: ۲، ص: ۲۰۳

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۵، ص: ۴۸۱

(۳) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۱۲۵

(۴) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قرآن مقدس کو گالی دینے والے کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: شیخ افروز انصاری، دموانندن پور، ضلع چھندواڑہ، ایم پی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے بکر سے بحث کے درمیان اچانک قرآن کے متعلق فحش کلام (گالی) استعمال کی بعد میں اسے افسوس ہوا اور اس نے توبہ بھی کی لیکن اسے سکون نہیں مل سکا تو زید اب کیا کرے اور اس کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید قرآن پاک کی توہین کی بنا پر کافر ہوگیا۔ اس پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے۔ تجدید ایمان ونکاح اور تجدید بیعت کرے اور کچھ خیرات وصدقات بھی کرے کہ یہ چیزیں قبولیت توبہ میں معاون ہوں گی اور کثرت سے کلمہ و استغفار اور درود شریف کا ورد کرتا رہے۔ انشاء اللہ سکون قلب حاصل ہوگا کہ ذکر خدا اور رسول باعث اطمینان قلب ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ﴿ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (۱) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد نظام الدین القادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ

جو کہے سنی، دیوبندی فالتو کا جھگڑا ہے ہم اسے نہیں مانتے اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: فرید قادری، چھندواڑہ، ایم پی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ڈنگریہ جامع مسجد نیارہ کے صدر صاحب اور نندن جامع مسجد کے امام صاحب کے درمیان سنی وہابی مسئلہ پر گفتگو چل رہی تھی جس پر ڈنگریہ کے صدر صاحب نے کہا کہ ہم سنی وہابی کو نہیں مانتے اور نہ ان فالتو باتوں پر دھیان دیتے نہ مطلب رکھتے ہیں۔ یہ سن کر نندن کے امام نے کہا کہ سنی وہابی کے مسئلہ پر ہمارے علمائے کرام جو باتیں بتا گئے یا بتا رہے ہیں وہ سب کیا ہیں تو ایسی بات پر صدر صاحب نے کہا کہ وہ سب فالتو کی بکواس کرتے ہیں، اس میں کچھ فائدہ نہیں صرف لوگوں کو لڑانے بھڑانے کا کام کرتے ہیں، لہٰذا حضور والا سے گزارش ہے کہ اس طرح کی باتیں کرنے والے شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ

---

(۱) سورۃ الرعد، آیت: ۲۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مقدسہ کا کیا حکم ہے۔ آگاہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

سنی وہابی کا اختلاف ایمان وکفر کا اختلاف ہے اور علماے اہلسنت کا فرقہ وہابیہ دیابنہ کی مخالفت کرنا درحقیقت کفر کی مخالفت کرنا ہے۔ جس کو صدر مذکور نے بکواس کہا اور لڑائی جھگڑا قرار دیا اسی طرح اس کا یہ کہنا کہ ہم سنی وہابی کو نہیں مانتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایمان وکفر کچھ نہیں مانتے لہٰذا صدر مذکور اسلام سے خارج اور کافر ہو گیا۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

"کہ ایسی صورت میں عمرو سنی کیا؟ مسلمان بھی نہیں کہ اس کے نزدیک اسلام وکفر یکساں ہیں اور کفر کا رد (کرنا) جھگڑا ہے"(۱) صدر پر توبہ واستغفار تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔ اگر وہ توبہ وتجدید ایمان کر کے سنی صحیح العقیدہ نہ بنے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسے منصب صدارت سے برخاست کر کے اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں ورنہ وہ بھی مجرم وگنہ گار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب الصحیح: محمد قمر عالم قادری — **کتبہٗ:** محمد اختر حسین قادری

جو کاشی رام وغیرہ کی تصویر کو پھولوں کا گجرا پہنائے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: جواد حسین، محلہ ٹکیت کوربی باندا

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع پاک اس بارے میں کہ میرے گاؤں میں ایک سیاسی جلسہ ہو رہا تھا جس میں ہمارے گاؤں کے ایک مولانا صاحب کو منچ (اسٹیج) میں بیٹھالیا۔ موجودہ نیتاؤں نے اپنے سیاسی بیانات کے بعد مولانا صاحب کے ہاتھوں میں پھولوں کا گجرا دے کر کہا کہ کانشی رام جو سیاسی لیڈر تھا اس کی تصویر پر ہار ڈال دیجئے۔ مولانا موجودہ نیتاؤں سے مرعوب ہو کر بادل ناخواستہ گجرا پہنا دیا اور کچھ لوگوں نے اس پر پھول بھی برسائے۔

معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مولانا صاحب اور موجود رہنے والے جو اس کام پر راضی رہے ان پر شریعت کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۸۰

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

تصویر ذی روح کی تعظیم سخت ناجائز وحرام ہے۔ پھر اگر کسی معبود باطل کی تصویر ہے تو اس کی تعظیم کھلا کفر ہے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ فرماتے ہیں کہ "تصویر ذی روح کی تعظیم، خاصی بت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے"(۱)

اور فرماتے ہیں کہ: "قصداً تعظیم تصویر ذی روح کی حرمت شدیدہ عظیمہ میں نہ کوئی تقیید ہے نہ کسی مسلمان کا خلاف متصور اھ"(۲)

ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ "معبودان کفار پر پھول چڑھانا کہ ان کا طریقہ عبادت ہے، اشد واخبث کفر، الاشباہ والنظائر وغیرھا معتمدات اسفار میں ہے "عبادۃ الصنم کفر ولا اعتبار بما فی قلبہ" اھ (۳) صورت مذکورہ میں سیاسی لیڈر کی تصویر پر مولانا صاحب کا گجرا پہنانا اگرچہ تعظیم کی نیت سے نہ تھا مگر تعظیم و عبادت سے مشابہت ضرور رکھتا تھا اس لئے ایسا کرنا سخت ناجائز وحرام اشد حرام منجر الی الکفر ہے۔ مولانا صاحب پر اور ان کے اس فعل پر راضی رہنے والوں پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ مولانا صاحب تجدید ایمان ونکاح بھی کرلیں اور آئندہ اس طرح کی حرکت سے پرہیز کریں اگر وہ ایسا کرلیں تو ٹھیک ورنہ مسلمان ان کا بائیکاٹ کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۴)

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۶ر جمادی الآخر ۱۴۲۸ھ

آر ایس ایس کی یاترا میں شریک ہونا اور اس کا استقبال کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: منور خاں، مندسور (ایم پی)

بعدہ تسلیمات، کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع آر ایس ایس کے ایک گروگھنٹال کی ایک یاترا نکلی جس کا نعرہ تھا "تلک کرو خون سے، آرتی کرو گولی سے" اس کے علاوہ تین بچوں کو ڈرامائی لباس پہنایا گیا، اس میں ایک بچہ کو کرتا پائجامہ پہنا کر اور ٹوپی لگا کر اس کے چہرے پر ایک مصنوعی داڑھی لگائی گئی اس کے بعد اس کو ایک مین چوراہا پر پھانسی پر لٹکایا گیا یہ سب ڈرامائی کھیل صرف مسلمانوں کو دہشت زدہ اور ان کے حوصلوں کو تذلیل کرنے کے

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۹، ص: ۴۸ (۲) الفتاوی الرضویہ، ج: ۹، ص: ۶۲

(۳) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۱۴۹ (۴) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لئے کیا گیا اس گروگھنٹال کا استقبال جہاں دشمنان اسلام نے کیا وہیں کچھ مفاد پرست مسلمانوں نے بھی کیا اور دوسرے مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر اس استقبال میں لے گئے ان کے لئے حکم شرعی کیا ہے اور کیا ایسے لوگ دائرۂ اسلام میں ہیں یا نہیں اور ان سے دوسرے مسلمانوں کا ربط وضبط کیسا ہے؟ اور کسی مسجد یا کسی انجمن یا مدرسے کا صدر بنانا کیسا ہے؟ بینوا بالتفصیل توجروا عنداللہ

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ایسے جلوس کا استقبال حرام حرام اشد حرام بلکہ کفر انجام ہے۔ کہ وہ جلوس اظہار واعلان کفر وتذلیل ایمان واسلام اور تحقیر مسلمین کا ہے اور اس کا استقبال اس کی تعظیم وتوقیر ہے جو کفر ہے۔ جن لوگوں نے اس جلوس کا استقبال کیا سب پر توبہ تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہے۔ اگر وہ از سر نو کلمہ اسلام تجدید ایمان وتجدید نکاح نہ کریں تو ان سے مکمل مقاطعہ کرلیا جائے۔ ان سے سلام وکلام نشست وبرخاست یک لخت ختم کردیا جائے اور تا توبہ ہرگز ہرگز کسی مسجد یا مدرسہ کا صدر یا رکن نہ بنایا جائے۔ اگر مسلمان ان کا مکمل بائیکاٹ نہ کریں گے تو وہ بھی مجرم وگنہ گار ہوں گے۔ ایسا ہی فتاویٰ مصطفویہ میں ہے۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴ر صفر المظفر ۱۴۲۶ھ

جو غیر مقلد ضروریات دین کا منکر نہ ہو اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: غلام مصطفیٰ مدرسہ حبیبیہ کلثومیہ گوجیدرہ بھدرک

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ (۱) جو غیر مقلد ضروریات دین میں سے کسی شئی کا منکر نہ ہو حضرات متکلمین نے اسے کافر قرار دیا ہے یا نہیں (۲) ایسے غیر مقلد کے بچہ کو ولد الزنا کہنا جائز ہے یا نہیں (۳) ایسے غیر مقلد کا بچہ اگر صحیح العقیدہ عالم دین ہو تو اسے ولد الزنا کہنا درست ہے یا نہیں (۴) زید عالم دین کہلاتا ہے لیکن وہ ایک ایسے صحیح العقیدہ عالم دین کو ولد الزنا کہتا ہے جس کا والد غیر مقلد تھا مگر ضروریات دین میں سے کسی شی کا منکر نہ تھا۔ زید کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) الفتاویٰ المصطفویہ، ص: ۹۶، ۹۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں "ان میں ضروریات دین سے کسی شئی کا جو منکر ہے یقیناً کافر ہے۔ اور جو قطعیات کے منکر ہیں ان پر بحکم فقہا لزوم کفر ہے اور اگر کوئی غیر مقلد ایسا پایا جائے کہ صرف انہیں فرعی عملیات کے مخالف ہو اور تمام عقائد قطعیہ میں اہل سنت کا موافق ایسوں پر حکم تکفیر ناممکن ہے۔"(۱)

اس عبارت سے واضح ہے کہ جو غیر مقلد صرف فروعی اعمال میں مخالف اہل سنت ہو اور تمام ضروریات دین و عقائد قطعیہ کو مانتا ہو وہ متکلمین کے نزدیک کافر نہیں، البتہ اگر وہ علماے دیوبند کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے باوجود انہیں مسلمان مانتا ہے تو اب ارشاد ائمہ دین "من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" کے مطابق کافر ہے۔ علاوہ ازیں اگر چہ وہ غیر مقلد عندالمتکلمین کافر نہیں مگر کم از کم گمراہ و بدمذہب ہونا اور بحکم فقہا کافر ہونا اس کی تباہی و بربادی کے لئے کیا کم ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

"پھر اگر چہ ہم براہ احتیاط تکفیر سے زبان روکیں ان کے خسارو بوار کو یہ کیا کم ہے کہ جماہیر ائمہ کرام فقہاء اسلام کے نزدیک ان پر بوجوہ عدیدہ کثیرہ کفر لازم ہے۔"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) مذہب متکلمین کے مطابق ایسے غیر مقلد کے بچہ کو ولد الزنا کہنا جائز نہیں ایسا ہی فتاوی رضویہ میں مرقوم ہے۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم.

(۳) بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کو ایسے الفاظ سے یاد کرنا مسلمان کو ناحق ایذا دینا ہے۔ اور مسلمان کی ناحق ایذا شرعاً حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "من اذی مسلما فقد اذانی و من اذانی فقداذی اللہ" (۴) جب عام مسلمان کی نسبت یہ حکم ہے تو جو صحیح العقیدہ عالم دین ہو اسے ایسے لفظ سے یاد کرنا اور بھی زیادہ برا اور گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر بلاوجہ شرعی کہتا ہے تو ضرور مرتکب کبیرہ اور حق العبد میں گرفتار ہے اس پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور جس کو ایذا دی ہے اس سے معافی مانگے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: فروغ احمد اعظمی

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۹ھ

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۳۲ (۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۱۰، ص: ۲۳۶

(۳) الفتاویٰ الرضویہ ج: ۵، ص: ۲۶۳ (۴) المعجم الاوسط، ج: ۴، ص: ۳۷۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بلا ثبوت کسی کو دیوبندی کہنے والے پر کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد عبدالرشید قادری پیلی بھیتی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ (۱) جو شخص بلا ثبوت شرعی کسی سنی کو وہابی دیوبندی کہے یا کسی مسجد اہل سنت کے سنی امام کو بلا دلائل وشواہد کے دیوبندی خیال کا بتائے۔ شرعاً ایسے شخص پر کیا حکم عائد ہوتا ہے۔

(۲) کیا کچھ ایسی علامات بھی ہیں جن کی بنیاد پر کسی سنی آدمی سے زبانی وتحریری کسی قسم کی کوئی گفتگو کیے بغیر ہی اس پر وہابیت ودیوبندیت کا حکم لگایا جا سکے اگر ہیں تو وہ کیا ہیں؟

(۳) زید دیوبندی ہے اور دیوبندیوں کی مسجد ہی میں نماز پڑھتا ہے سمجھانے کے باوجود زید اپنے موقف یا طریقہ کار میں تبدیلی لانے کو تیار نہیں ہے مگر زید کے لڑکے جو عاقل وبالغ ہیں اپنے کو سنی بتاتے ہیں اور اہل سنت کی مسجد ہی میں نماز پڑھتے ہیں تو زید کے لڑکوں کو سنی مانا جائے یا نہیں ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کیا جائے یا نہیں؟

(۴) زید کے دیوبندی ہونے کی بنیاد پر اس کی بالغ اولاد کو دیوبندی کہنے والے لوگ راہ حق پر ہیں یا زید کی اولاد سنی مان کر مسلمانوں جیسا برتاؤ کرنے والے افراد حق وثواب پر ہیں۔

(واضح رہے کہ زید کی اولاد دونوں دینی تعلیم سے ناواقف اور نابلد اور خالصاً دنیادار ہیں)

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

وہابی دیوبندی بمطابق حسام الحرمین کافر ومرتد ہیں، تو کسی سنی صحیح العقیدہ کو بلا ثبوت وہابی، دیوبندی کہنا بلفظ دیگر کافر ومرتد کہنا ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لیس من دعا رجلا بالکفر او قال عدو الله ولیس کذالک الا حار علیه" (۱) یعنی جو کسی کو کافر کہے یا دشمن خدا کہے، اور وہ واقع میں ایسا نہ ہو تو اس کا کہنا خود اسی پر پلٹ آئے اور حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے۔ "کذلک یامشرک ونحو ذلک" (۲) یعنی یہی حکم کسی کو مشرک وغیرہ (مثلاً قادیانی وہابی دیوبندی وغیرہ کہنے کا ہے) درمختار میں ہے: "یکفر ان اعتقد المسلم کافراً به یفتی" (۳) یعنی جو کسی مسلمان کو کافر سمجھے تو قول مفتی بہ کے مطابق خود کافر ہے۔ لہٰذا جو

---

(۱) الصحیح لمسلم، ج: ۱، ص: ۵۷

(۲) الحدیقة الندیة، ج: ۲، ص: ۱۵۶

(۳) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۳، ص: ۸۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شخص کسی سنی صحیح العقیدہ کو بلا کسی ثبوت شرعی وہابی دیوبندی سمجھے، اور کہے تو وہ خود ایسا ہو جائے گا اور پھر اس پر تجدید ایمان ونکاح کے ساتھ اپنے قول سے رجوع اور جسے بلا ثبوت دیوبندی کہا اس سے معافی مانگنا لازم ہے۔ ہاں اگر بطور شتم اور تحقیر ایسا کہا تو یہ حکم نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) نیاز وفاتحہ سے چڑھنا قیام تعظیمی سے بھاگنا دیوبندی مولویوں کی تعریف وتوصیف کرنا علمائے اہل سنت پر علی العموم نکتہ چینی کرنا امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک سن کر ناک بھوں چڑھانا بات بات پر شرک وبدعت کا حکم لگانا، معمولات اہل سنت سے بیگانہ رہنا وغیرہ ایسی علامات ہیں جو آدمی کو شبہ بلکہ غالب گمان کے طور پر وہابیت ودیوبندیت کے دائرہ میں لاتی ہیں مگر حتمی طور پر اسے وہابی ودیوبندی نہیں کہا جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) زید کے جو لڑکے اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں اگر وہ واقعی سنی ہیں یعنی ''فتاویٰ حسام الحرمین'' کو حق مانتے ہیں مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کو ان کے کفریات قطعیہ کی بنا پر کافر ومرتد مانتے ہیں اور ضروریات اہل سنت میں سے کسی بات کا انکار نہیں کرتے ہیں تو بے شک وہ سنی ہیں اور ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو ایک مسلمان کے ساتھ سلوک کرنے کا قرآن وحدیث میں حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) اگر زید کی اولاد جواب نمبر ۳ کے معیار پر ہے تو جو لوگ ان کو دیوبندی کہتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں کہ بلا ثبوت شرعی کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔ چہ جائے کہ کسی کو وہابی دیوبندی کہنے کی اجازت ہو۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''اور بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں نہ کہ تکفیر'' (۱) ایسی صورت میں ان لوگوں پر لازم ہے کہ زید کی اولاد کو بلا تحقیق محض زید کے وہابی ہونے کی بنا پر وہابی دیوبندی کہنے سے توبہ کریں اور ان سے معافی مانگیں اور اگر ان لڑکوں میں وہابیت کی کوئی بات پائی جاتی ہے تو اگر چہ وہ اپنے کو سنی کہیں اور سنی مسجد میں نماز پڑھیں مگر انہیں وہابی کہنے والے حق پر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۱۰۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دیوبندیوں سے رشتہ کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: مولوی عبدالحمید، بارہ بنکوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ زید سنی ہے اور اس کی رشتہ داری دیوبندی کے گھر ہے، اور دیوبندی کے رشتہ داری ہونے سے علمائے کرام ان لوگوں کے گھر قربانی اور دعوت میں شرکت کرنے سے باز رہتے ہیں مفتی حضرات کا کہنا تھا کہ ان لوگوں کے گھر سنی مولوی دعوت اور قربانی میں شرکت مت کریں چوں کہ ایک مولوی جا کر ان لوگوں کے یہاں قربانی کیا اور دعوت بھی کھائی تو ان حضرات کے بارے میں قرآن وحدیث کا کیا حکم ہے۔ اس کا جواب دے کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے اسلام سے خارج اور کافر ہوتے ہیں۔ تفصیل کے لئے حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ وغیرہ کا مطالعہ کریں۔ ان سے رشتہ ناطہ ناجائز وحرام ہے۔ حدیث شریف ہے "**ولاتنا کحوھم ولاتصلوا علیھم.**" بدمذہبوں سے نہ نکاح کرو، نہ ان کی نماز پڑھو۔ زید نے اگر جانتے ہوئے دیوبندی کے یہاں رشتہ کیا تو وہ سخت فاسق وفاجر اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ظالم وجفا کار مستحق غضب جبار ہے۔ اس کا بائیکاٹ کرنا اور علمائے کرام کا اس کے گھر دعوت سے انکار کرنا بلاشبہ جائز ودرست ہے۔ **کما فی الفتاوی الرضویہ وغیرھا من الکتب الفقھیہ.** لیکن اگر خدشہ ہو کہ علمائے کرام کے نہ آنے جانے سے زید دیوبندی ہوسکتا ہے تو کسی ایک کا اس کے گھر آنا جانا ممنوع نہیں ہوگا۔ البتہ جلیل القدر علمائے کرام کو بہرحال اس سے بچنا چاہئے۔ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرتکب حرام کے گھر جانے کے متعلق فرماتے ہیں:

"عالم مقتدا کو بلاضرورت مطلق احتراز چاہئے، کہ اس کا گناہ عوام کی نظر میں ہلکا نہ ہوجائے۔ **فی الھندیہ عن الملتقط لایجوز الاختلاط الی رجل من اھل الباطل والشر الا بقدر الضرورۃ لانہ یعظم بین ایدی الناس**"(۱)

اگر مولوی صاحب نے مذکورہ بالا امر کے پیش نظر اس کے گھر جا کر قربانی کردی تو ان پر کوئی مواخذہ نہیں اور اگر علمائے کرام کے بتائے ہوئے مسئلہ کی مخالفت کی نیت سے ایسا کیا تو ان پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ واللہ

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۹، ص: ۱۹۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۶ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

کیا ہر دیوبندی کافر نہیں؟

مسئلہ از: محمد رحمت اللہ نوری خادم مدرسہ عربیہ نور العلوم، موضع ہرسیو کپور ۲، حاطہ ٹولہ، پوسٹ بچھمی پور، ضلع گورکھپور (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) زید ایک دار العلوم کا مفتی ہے جو ایک سنیہ کا نکاح وہابی کے ساتھ پڑھایا ہے اس پر شرع کا کیا حکم نافذ ہوگا؟

(۲) زید جو مفتی ہے ان کا کہنا ہے کہ ہر دیوبندی کافر نہیں ہے، اس کے متعلق شرع کا کیا حکم نافذ ہوگا؟

(۳) دیوبندی لڑکی کے ساتھ سنی لڑکے کا نکاح پڑھانا کیسا ہے؟ نکاح پڑھانے والے پر شرع کا کیا حکم نافذ ہوگا؟ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) اگر زید نے جانتے ہوئے سنیہ کا نکاح وہابی سے پڑھایا تو بلاشبہ وہ ظالم وجفا کار مرتکب حرام وگناہ کبیرہ ہے۔ اس پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور اس نکاح کے غلط ہونے کا اعلان کرے، اگر وہ تائب نہیں ہوتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔ اس سے سلام وکلام، نشست وبرخاست سب کچھ ختم کردیں ورنہ وہ بھی گنہ گار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (۱) واللہ تعالیٰ وسبحانہ اعلم

(۲) جو دیوبندی علمائے دیوبند کے کفری عقائد اور ان کے گندے خیالات سے واقف ہونے کے باوجود ان کو مسلمان اور دینی پیشوا مانے وہ کافر ومرتد اور اسلام سے خارج ہے کہ ان کے کفر میں شک کرنا اور کافر کو مسلمان جاننا کفر ہے۔ علمائے دیوبند کی کفری عبارتوں کی بنیاد پر علمائے حرمین طیبین نے فرمایا: "ومن شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" اور جو ضروریات دین میں سے کسی بات میں شک تو نہیں کرتا ہے اور نہ ہی دیوبندی علماء کی کفری

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باتوں اور ان کے گھناؤنے عقائد سے واقف ہے، صرف اپنی جہالت اور دیوبندیوں کے ورغلانے سے اپنے کو وہابی دیوبندی کہتا ہے، اور ضروریات دین سے نیچے درجے کے عقیدوں کی مخالفت کرتا ہے وہ بحکم متکلمین کافر تو نہیں مگر گمراہ وبدمذہب ضرور ہے۔ هكذا قال شيخ الاسلام الامام احمد رضا القادری رحمه الله فی الجزء الثامن من الفتاوی الرضوية. والله تعالیٰ اعلم

(۳) دیوبندی خواہ بمعنی مرتد ہو یا بمعنی بدمذہب وگمراہ، اس سے نکاح کرنا بلاشبہ ناجائز وحرام ہے اور نکاح پڑھانے والا مرتکب حرام اور ظالم وجفا کار ہے، اس سے قطع تعلق لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

الجواب حق وصواب: محمد تفسیر القادری قیامی — ۱۷ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۴ھ

جو کہے کہ ہم وہابی، سنی دیوبندی سب مانتے ہیں اس کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: حافظ محمد اقبال، مقام وپوسٹ بہرکلاں بہترین محلہ بڑا پوسٹ ساتھاں ضلع سنت کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں

(۱) حامد نے بکر کا نکاح پڑھایا وہ نہیں جانتا تھا کہ بکر دیوبندی ہے یا اہل سنت والجماعت کا ماننے والا ہے۔ جب کہ اس سے پوچھنے پر اس نے جواب دیا کہ ہم سب کو مانتے ہیں اور وہ درود وفاتحہ بھی کرتا ہے نیز حامد نے لڑکی کے گھر والوں سے بکر کے عقیدے کے بارے میں پوچھا، تو اس کا جواب یہ ملا کہ بکر اہل سنت والجماعت کا ماننے والا ہے لیکن چند علمائے کرام کا اس پر اعتراض ہے کہ وہ دیوبندیوں کے گاؤں کا رہنے والا اور وہ دکھاوے کے طور پر فاتحہ ودرود کرتا ہے اس مسئلہ کی رو سے حامد کے بارے میں کیا خیال ہے؟

(۲) بکر مسلمان تھا پھر اس نے کھلم کھلا کفر کیا اس بنیاد پر گاؤں کے رہنے والوں نے اس کو الگ رکھا اور وہ مذہب اسلام سے الگ بھی رہا بعد میں اس نے اسلام لانے کی خواہش ظاہر کی لیکن اسلام نہیں لایا۔ حامد نے مدرسہ کا دیگ وبرتن شادی میں استعمال کرنے کے لئے بکر کو دیا اور اس کے گھر قرآن خوانی کے لئے بچوں کو بھیجا اور ایصال ثواب بھی کیا۔

جب حامد سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا تو حامد نے جواب دیا کہ اس کے لڑکے کی بیوی نے قرآن خوانی کرائی اس بنیاد پر بچوں کو اس کے گھر بھیجا گیا لیکن بکر کے بچوں کا تعلق حقیقی طور پر بکر سے ہے اور بچوں کا سارا کاروبار اور دیگر ضروریات بکر سے ہے جب کہ بکر کا کفر واضح ہے۔

(زید نے بکر کی لڑکی کا نکاح پڑھایا) حامد نے مدرسہ کے سارے برتن کو شادی میں استعمال کرنے کے لئے دیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جس کو دیکھ کر زید نے بکر کی لڑکی کا نکاح پڑھایا۔ لہٰذا حامد اور زید کے بارے میں شرعی خیالات کا اظہار کریں۔

(۳) کیا مدرسین کی موجودگی کے باوجود اراکین مدرسہ کو یہ اجازت ہے کہ وہ کسی کافر کے گھر قرآن خوانی کے لئے مدرسہ کے طلبہ کو بھیجیں۔

(۴) مدرسہ کے برتن کو کافر کی شادی بیاہ میں استعمال کرنے کے لئے دینے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں بکر کے متعلق یہ جملہ کہ "اس سے پوچھنے پر اس نے جواب دیا کہ ہم سب کو مانتے ہیں" یہ جملہ بکر کے صلح کلی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس زمانہ میں وہابیت کی وبا بھی عام ہے۔ اس لئے حامد پر لازم تھا کہ بکر کے عقیدہ سے متعلق پوری تحقیق کر کے نکاح پڑھاتا۔ اب جب کہ اس پر بعض علما کو اعتراض ہے تو اس کی تحقیق کر لی جائے کہ بکر دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتا ہے۔ اگر ان کے کفریات کے جاننے کے باوجود ان کو مسلمان مانتا ہے تو حامد پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کر کے اس نکاح کے باطل ہونے کا اعلان کرے نیز نکاحانہ پیسہ بھی واپس کرے۔ ھکذا فی فتاوی فیض الرسول(۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) صورت مسئولہ میں جب کہ بکر نے کھلم کھلا کفر کیا تو وہ مرتد ہو گیا اور اس سے کسی بھی قسم کا تعلق رکھنا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں۔ اور حامد نے جو مدرسہ کی دیگ وغیرہ اس کو دی یہ بھی ناجائز کیا بلکہ بکر مرتد کا بائیکاٹ لازم اور ضروری تھا۔ لہٰذا اس پر بھی توبہ واستغفار لازم ہے۔ اور زید نے جس لڑکی کا نکاح پڑھایا اگر کسی صحیح العقیدہ سنی سے پڑھایا یا جب لڑکی بھی سنی صحیح العقیدہ تھی تو زید پر کچھ الزام نہیں ہے اور اگر لڑکی بھی بکر ہی کی طرح کافرہ تھی تو زید پر توبہ اور استغفار لازم وضروری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۳) کسی کافر کے گھر قرآن خوانی کے لئے بھیجنا ہرگز ہرگز جائز و درست نہیں ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ان پر توبہ واستغفار بلکہ تجدید ایمان ونکاح بھی لازم ہے۔

(۴) اگر دیگیں مدرسہ میں اس لئے ہیں کہ ان کو کرایہ پر دیا جائے تو کافر مرتد کے سوا کسی کافر کو دے سکتے ہیں، کہ کافر اصلی سے معاملات جائز و درست ہیں جب کہ مرتد سے کسی طرح کا معاملہ جائز نہیں ہے اور اگر دیگیں صرف مدرسہ کے کاموں کے لئے وقف ہوں تو کسی کو بھی ان کا دینا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ رضوی غفرلہ

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۸/۴/۱۴۲۲ھ

(۱) فتاوی فیض الرسول، ج: ۱، ص: ۶۰۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قادیانی کون فرقہ ہے؟

مسئلہ از: تفضل حسین، رام مانک پور، پوسٹ اہرورہ، ضلع مرزاپور، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک شخص ہم لوگوں کے گاؤں میں معلم بن کر آیا کہ ہم بغیر تنخواہ کے آپ کے بچوں کو قرآن وغیرہ پڑھائیں گے۔ کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ وہ قادیانی ہے۔ سوال کرنے پر اس نے سب کے سامنے اپنے کو احمدی فرقہ کا بتایا اور کہا کہ میں غلام احمد قادیانی کو چودھویں صدی کا مجدد سمجھتا ہوں، پھر جب پوچھا گیا کہ اس کو نبی بھی مانتے ہو؟ تو کہا کہ نہیں، پھر کہا کہ ظلی نبی مانتا ہوں، نبی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ جب کہا گیا کہ تمام دنیا کے علما غلام قادیانی اور اس کے ماننے والے کو کافر کہتے ہیں تو اس نے کہا کہ کہاں ہیں وہ علما وعلما تو سب کو کافر ہی کہتے پھرتے ہیں۔ علما کا کیا اعتبار، پہلے علماء اپنے کو دیکھ لیں، علماء قادیانی کو کافر کہتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ ہم لوگ کیا کرتے ہیں، ہم لوگ قرآن پڑھاتے ہیں، دین پھیلاتے ہیں، آپس میں پھوٹ نہیں ڈالتے ہیں۔ لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) قادیانی کون فرقہ ہے؟

(۲) اس کو مسلمان سمجھا جائے یا کافر؟

(۳) جو لوگ قادیانی کو تفصیل سے جاننے کے بعد بھی مسلمان اور اچھا کہیں اس کو مدرس ومعلم رکھنے پر اصرار کریں اس کو اپنے گھر میں جگہ دیں اور کھانا دیں، جو قادیانی کے خلاف ہو الٹا اسی کو برا جانیں اور دھمکی دیں، ان کا کیا حکم ہے، صاف صاف بیان کریں۔

(۴) قادیانی، احمدی فرقہ والے کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اگر پڑھ لیا ہے تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

(۵) اگر قادیانی آدمی نماز باجماعت میں شریک ہو تو اس کو کیا کیا جائے۔ ایک مولانا صاحب نے قادیانی کو جماعت سے ہٹا دیا تو بعض لوگ اس کو برا کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمان ہی تو تھا اس کو جماعت سے کیوں نکال دیا، ایسے لوگوں کا کیا حکم ہے اس کو واضح کریں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مرزا غلام احمد قادیانی مرتد و بے دین کا پیروکار اور ماننے والا فرقہ قادیانی کہلاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۴۰ء میں ہندوستان پنجاب کے مقام قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا، انگریزوں کی سازش سے اس ظالم نے تدریجاً منصوبہ بند طریقے سے مختلف قسم کے دعوے کرنا شروع کر دیے۔ سب سے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، ۱۸۸۲ء

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں دعویٰ کیا کہ اسے کثرت سے الہامات ہوتے ہیں، پھر ۱۸۸۸ء میں مہدی موعود بنا، ۱۸۹۰ء میں حضرت عیسیٰ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نہایت گستاخانہ الفاظ استعمال کئے اور اپنے کو عیسیٰ مسیح کا مثل قرار دیا۔ دیگر انبیاء کرام کی شان میں توہین اور گستاخی کی اور آخر کار ۱۹۰۱ء میں ظلی، بروزی اور غیر تشریعی نبی اور پھر اصلی نبی ہونے کا دعویٰ کر بیٹھا۔ اس کے مختصر عقائد اور خیالات فاسدہ و باطلہ لکھے جاتے ہیں:

مرزا کہتا ہے کہ ''خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔''(۱)

پھر اسی کتاب میں ایک جگہ کہتا ہے: ''حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الہام و وحی غلط نکلی تھیں۔''(۲) ایک جگہ اور کہتا ہے: ''اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔''(۳) ایک جگہ لکھتا ہے کہ ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول و نبی ہیں۔ (۴) اور کہتا ہے کہ ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''(۵)

ایک مقام پر کہتا ہے: '' رایتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ھو'' یعنی میں نے نیند میں ہو بہو خود کو اللہ دیکھا اور مجھ کو یقین ہو گیا کہ میں وہی اللہ ہوں۔''(۶) اور لکھتا ہے کہ میں احمد ہوں۔ جو آیت ''مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد'' میں مراد ہے(۷)

اور لکھتا ہے: ''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ و اس سے بہتر غلام احمد ہے۔''(۸)

یہ اور اس طرح کے بے شمار کلمات ملعونہ کفریہ باطلہ فاسدہ اور ضروریات دین کے انکار سے مرزا قادیانی کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

انہیں کفریات و ہذیانات کی بنیاد پر دنیا بھر کے علماے اسلام خصوصاً علماے حرمین طیبین نے مرزا قادیانی پر کفر و ارتداد کا حکم صادر فرمایا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے ضروریات دین کا انکار کرنے، انبیائے کرام کی شان میں گستاخی کرنے اور قرآن کریم کا انکار کرنے کی وجہ سے یقیناً بلا شک و شبہ کافر و مرتد ہیں، اور ایسے سخت کافر کہ جو ان کے کفریات پر یقینی اطلاع کے باوجود ان کو کافر نہ سمجھیں وہ خود کافر ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ امجدیہ، قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت، وغیرہ خصوصاً ''حسام الحرمین شریف'' کا مطالعہ کریں۔

---

(۱) ازالہ اوہام، ص: ۵۳۳ (۲) حوالہ سابق، ص: ۶۸۸

(۳) تتمہ حقیقت الوحی، ص: ۶۸، از مرزا (۴) ماہنامہ بدر، ۵ر مارچ ۱۹۰۶ء

(۵) دافع البلاء، ص: ۱۱ (۶) آئینہ کمالات اسلام، ص: ۵۶۴

(۷) ایک غلطی کا ازالہ، ص: ۶۷۳ (۸) دافع البلاء، ص: ۱۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مذکورہ بالا اقوال وتفصیلات سے واضح ہوگیا کہ:

(۱) قادیانی کافروں اور مرتدوں کا ایک گروپ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) کافر و مرتد خارج از اسلام ہے اس کے عقائد کو جان کر مسلمان ماننا کفر وارتداد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جو لوگ مرزا قادیانی کے کفریات کو جانتے ہوئے اسے اور اس کے ماننے والے کو مسلمان جانیں اور سوال میں مذکورہ باتیں انجام دیں تو بحکم شریعت مطہرہ وہ لوگ بھی کافر و مرتد ہیں، چنانچہ علماے حرمین طیبین نے قادیانی کے متعلق فرمایا: من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر" یعنی جو قادیانی کے کافر اور معذب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

ہندوستان میں ایسے لوگوں کے لئے حکم شریعت یہ ہے کہ مسلمان ان لوگوں کا مکمل بائیکاٹ کردیں اور جب تک وہ لوگ قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر نہ تسلیم کرلیں اور پھر اپنی غلطیوں سے تائب نہ ہوجائیں ان سے سلام وکلام سب ختم کردیں ورنہ وہ لوگ بھی مجرم وگنہ گار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ﴾(۱)

(۴) ان کے پیچھے نماز محض باطل اور ناجائز وحرام ہے اور کسی نے پڑھ لی تو نماز ہی نہ ہوئی۔ اس کا پھیرنا فرض ہے اور پڑھنے والا مجرم وخطا کار ہے۔ چنانچہ محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام قدس سرہٗ فرماتے ہیں: "ان الصلوٰۃ خلف اھل الاھواء لاتجوز"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) جب قادیانی اپنے عقائد کفریہ کی وجہ سے اسلام سے خارج اور کافر ہیں تو ان کی نماز شرعاً نماز نہیں لہٰذا جب وہ صف میں کھڑے ہوں گے تو وہ جگہ حقیقت میں خالی ہوگی جس سے قطع صف لازم آتا ہے اور قطع صف حرام ہے۔

مسلمانوں پر لازم ہے کہ قادیانیوں کو اپنی مسجد میں نہ آنے دیں اگر قدرت کے باوجود نہ روکیں گے تو خود گنہ گار ہوں گے۔ درمختار میں ہے: "ویمنع منہ کل موذولو بلسانہ"(۳) یعنی مسجد میں آنے سے ہر تکلیف دینے والے کو روکا جائے گا خواہ زبان ہی سے کیوں نہ تکلیف دیتا ہو۔

جو قادیانیوں کو صف سے ہٹانے پر ناراض ہوئے اگر وہ قادیانیوں کے عقائد کفریہ پر یقینی اطلاع رکھتے ہوئے ان کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ان کو جماعت میں شریک نہ کرنے پر برا کہتے ہیں تو ان پر توبہ واستغفار، تجدید ایمان

---

(۱) سورۃ الھود، آیت: ۱۱۳

(۲) فتح القدیر باب الامامۃ، ج: ۱، ص: ۳۰۴

(۳) الدر المختار مع الشامی، ج: ۱، ص: ۴۴۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ونکاح لازم ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم

کتبہ: محمد اختر حسین قادری
۹ رصفر المظفر ۱۴۲۳ھ

کسی سنی صحیح العقیدہ کو دیوبندی کہنے والے کا حکم کیا ہے؟

مسئلہ از: الحاج محمد امین، مقام و پوسٹ چوکوا ضلع بستی (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید و بکر کے درمیان پہلے سے ذاتی رنجش تھی۔ زید نے ایسے گاؤں میں جا کر ایک سنی شخص کا سنیہ لڑکی سے نکاح پڑھایا جہاں دیوبندی ہیں چوں کہ اس شخص کا کاروبار کسی دوسرے شہر میں ہے اور وہیں کے اثر سے سنی صحیح العقیدہ ہے نیاز و فاتحہ وہ اور اس کا باپ دونوں کرتے ہیں اور آج بھی وہ شخص اقرار کرتا ہے کہ ہم سنی ہیں لیکن بکر اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ایک ذمہ دار دارالافتاء سے فتویٰ لایا زید نے دیوبندی کا نکاح پڑھا فتویٰ میں وہی سب کچھ ہے جو دیوبندی کے نکاح پڑھانے میں ہونا چاہئے جس پر ہم سنی صحیح العقیدہ کا ایمان ہے۔ اسی درمیان بکر نے ایک ایسے شخص کا نکاح پڑھا جو آج بھی بدبودار دیوبندی ہے کھلم کھلا دیوبندی ہونے کا اعلان بھی کرتا ہے اور سنیوں کو برا بھلا کہتا ہے۔

دوسری بات ہے کہ کچھ دنوں بعد گاؤں میں ایک آدمی کے یہاں دو جڑواں بچے پیدا ہوئے۔ ایک کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ مردہ تھا دوسرے بچے کے بارے میں مذکور بکر کی بیوی کہتی ہے کہ بچے کی سانس چلی تھی اور اپنی بیوی کی خبر کی تصدیق کرتے ہوئے بکر بھی کہہ دیا کہ بچہ زندہ تھا اور بعد میں مرا ہے اسی کے ساتھ دو اور عورتیں بھی کہتی ہے کہ بچے کا ہاتھ ہلا تھا لیکن جنائی دائی اور اس کے ساتھ کی وہ متعدد عورتیں جو پیدائش کے پہلے سے وہاں موجود تھیں وہ کہتی ہیں کہ دونوں بچے مردہ پیدا ہوئے تھے۔ مردہ بچہ پیدا ہونے کی خبر باہر پہلے پہنچی۔ اس عورت کے گھر والے نے مردہ بچہ پیدا ہونے کا یقین کر لیا تو زید اپنے گھر سے بہار شریعت مصنفہ صدر الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان لا کر مسئلہ دکھایا کہ مردہ بچے کی نماز جنازہ نہیں ہے۔ ساتھ ہی پیدائش سے پہلے الٹرا ساؤنڈ کرایا گیا تھا جس میں ڈاکٹر نے کہا تھا کہ ایک بچہ تین سو گرام کا ہے اور دوسرا سات سو گرام کا ہے اور ڈاکٹر نے یہ بھی بتایا تھا کہ یہ بچے زندہ پیدا نہیں ہوں گے جس عورت کے بچے پیدا ہوئے وہ خود بھی ہوش میں تھی اور وہ بھی کہتی ہے کہ میرے بچے زندہ نہیں

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تھے اسی پر اتفاق کر کے بچے کو بغیر جنازہ دفن کر دیا گیا۔

یہاں بھی بکر ایک ذمہ دار دارالافتاء سے یہ لکھ کر فتویٰ لایا کہ ایک مولانا صاحب نے کتاب دکھائی مگر زید نہ مانا اور بغیر جنازہ دفن کرا دیا اب بکر دونوں فتوؤں کو لے کر پورے علاقے میں اور عزیز و اقارب میں زید کی تذلیل کر رہا ہے اور تفریق بین المسلمین کا مرتکب ہو رہا ہے باوجود کہ زید کا ذاتی اثر علاقے میں بہت زیادہ ہے۔

زید و بکر کے درمیان کشیدگی زیادہ ہونے پر تصفیہ کے لئے علاقے کے دو عالم اور حافظ جمع ہوئے اور صلح کرانی چاہی بھری پنچایت میں گاؤں کے لوگوں نے دو عالم و حافظ کے سامنے یہی بیان دیا کہ بہار شریعت زید نے خود دکھائی تھی کہ مردہ بچے کی نماز جنازہ نہیں ہے نہ کہ کسی مولانا صاحب نے ان عالم و حافظ نے گاؤں والوں کے سامنے تحریر لکھی اور دستخط کیا جو زید کے پاس اب بھی محفوظ ہے کہ کتاب زید نے دکھائی۔ یہ تحریر عالم دین نے لکھی ہے بوقت ضرورت زید وہ تحریر پیش کر سکتا ہے۔ ان دونوں عالم و حافظ کے نام یہ ہیں (۱) حضرت مولانا محمد بدرالدین احمد القادری فیضی نظامی (۲) حضرت حافظ محمد انیس احمد قادری نظامی۔

اب مندرجہ ذیل سوالات پیش کئے جا رہے ہیں بحوالہ قرآن و حدیث جوابات عنایت فرمائیں کرم ہوگا اور بین المسلمین فتنہ و فساد ختم ہوگا۔

(۱) جو پہلے سے کھلم کھلا دیوبندی ہو اس کا نکاح پڑھانا شرعاً کیسا ہے جب کہ بعد نکاح بھی دیوبندیت کا اعلان کرتا ہو۔

(۲) ایسا نکاح پڑھانے والے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

(۳) کسی سنی صحیح العقیدہ کو جو نیاز و فاتحہ کا صرف قائل ہی نہیں بلکہ عملاً بھی نیاز اور فاتحہ کرتا ہو اس کو دیوبندی کہنے والے کا کیا حکم ہے۔

(۴) ایسا نکاح پڑھانے والے اور سنی کو دیوبندی کہنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا اس سے میلاد پڑھوانا، فاتحہ کرانا، چراغی دینا، صدقہ زکوٰۃ کا مال دینا، کھلیانی کے موقع پر کھلیان دینا، اگر چہ وہ حقدار ہو شرعاً کیسا ہے۔

(۵) ایک ان پڑھ سنی صحیح العقیدہ مومن کو دیوبندی کہنے سے اگر خدانخواستہ چڑھ کر معاذ اللہ دیوبندی ہو جائے تو اس کا وبال کس پر ہوگا اور کیسا وبال ہوگا۔

(۶) ذمہ دار دارالافتا کو دھوکہ میں ڈال کر اور یہ کہہ کر فتویٰ لینا کہ مولانا صاحب نے بہار شریعت دکھائی مگر زید نے نہیں مانا جب کہ حقیقتاً زید نے خود بہار شریعت دکھائی ہو اللہ کے نزدیک کیسا ہے؟ بینوا توجروا

(۷) سوال میں مذکور باتوں کو لے کر اگر زید و بکر دونوں کے خاندان والے فتنہ و فساد کریں تو شرعاً اس کا وبال کس پر ہوگا۔ بینوا توجروا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر کافر ومرتد ہیں اور اسلام سے خارج ہیں جانتے ہوئے ان کا نکاح پڑھانا ناجائز وحرام اور زنا کا دروازہ کھولنا ہے اور اگر ان کے کفری عقائد پر اطلاع کے باوجود انہیں مسلمان جان کر نکاح پڑھایا تو پڑھانے والا بھی کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ **هكذا قال العلماء الكرام في كتب الفقه والفتاوى. والله تعالیٰ اعلم**

(۲) ایسا نکاح پڑھانے والا سخت فاسق وفاجر لائق نار ومستحق غضب جبار ہے۔ اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے۔ اس سے سلام وکلام نشست وبرخاست سب ناجائز ہے جب تک کہ توبہ نہ کرلے **قال الله تعالیٰ** ﴿وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۱) **والله تعالیٰ اعلم**

(۳) دیوبندیت کفر وارتداد ہے تو کسی سنی صحیح العقیدہ کو بلاوجہ دیوبندی کہنا معاذ اللہ رب العالمین خود کفر ہے۔ قائل پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان لازم ہے۔ البتہ بطور سب وشتم کہنے پر یہ حکم نہیں۔ **والله تعالیٰ اعلم**

(۴) سنی صحیح العقیدہ کا نکاح کسی سنی صحیح العقیدہ سے پڑھانا جائز ودرست ہے اور کسی سنی صحیح العقیدہ کو دیوبندی کہنے والے کے پیچھے نماز ناجائز ہے اور اس سے کسی طرح کا اسلامی تعلق رکھنا جائز نہیں۔ جب تک کہ وہ توبہ واستغفار نہ کرلے اور جسے بلاوجہ دیوبندی کہا اس سے معافی نہ مانگ لے۔ **والله تعالیٰ اعلم**

(۵) آدمی کو اتنا کمزور ایمان نہیں رکھنا چاہئے کہ کسی کے چڑھانے سے کفر اختیار کرلے۔ ہندو عموماً مسلمانوں کو برا کہتے رہتے ہیں تو ان کے کہنے اور چڑھانے سے کیا کوئی ہندو ہوجاتا ہے۔ معاذ اللہ لہٰذا جو دیوبندی ہوجائے گا وہ خود رب العزت کے وہاں جواب دہ ہوگا۔ البتہ جس نے اسے بھڑکایا اور بلاوجہ شرعی اسے تکلیف دی وہ بھی عذاب نار وغضب جبار کا سزاوار ہے۔ **والله تعالیٰ اعلم**

(۶) دھوکہ اور غدر کسی کافر سے بھی جائز نہیں چہ جائیکہ کسی ذمہ دار دارالافتاء کو دھوکہ دینا جس نے یہ ذلیل حرکت کی اس پر علانیہ توبہ واستغفار لازم ہے اور آئندہ ایسی خبیث حرکت سے پرہیز ضروری ہے اگر وہ توبہ واستغفار نہ کرے تو مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ **قال الله تعالیٰ** ﴿وَإِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲)

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۷) سوال میں مذکور تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ مجرم بکر ہے کہ سنی صحیح العقیدہ کو اسی نے دیوبندی کہا اور اسی نے دارالافتاء کو دھوکہ دے کر فتویٰ حاصل کیا اور اسی نے بہار شریعت کے دکھانے کو اپنی طرف غلط طور سے منسوب کیا۔ نیز افتراق بین المسلمین کا سبب بنا اس لئے وہی خطا کار اور مجرم ہے۔ لہٰذا بکر پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ واستغفار کرے اور اپنی غلط حرکتوں سے باز آئے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ اسی طرح زید اور اس کے گھر والوں نے زیادتی کی ہو تو ان پر بھی توبہ واستغفار ضروری ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو نفسانیت سے محفوظ فرما کر اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ زندگی گزارنے کی توفیق بخشے۔ (آمین) واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد تفسیر القادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۴ ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

دیوبندی کے یہاں عقد کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: ذاکر علی نظامی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) زید سترہ سال سے دیوبندی مسجد میں موذن ہے اور دیوبندی امام کی اقتدا میں نماز پنجگانہ ونیز جمعہ وعیدین باجماعت ادا کرتا ہے جب کہ اس قصبہ میں اہل سنت والجماعت کی مسجد وعیدگاہ ہے۔ زید سے کہا گیا کہ دیوبندی کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس کے جواب میں زید نے کہا کہ مجھ کو بریلوی، دیوبندی سے کوئی مطلب نہیں ہے، نماز ادا کرنی ہے اس قصبہ میں اہل سنت والجماعت کا شاندار ادارہ موجود ہے اور زید کا اس ادارہ سے آج تک کوئی تعلق نہ رہا اور نہ ہے۔ صورت مذکورہ میں زید کا شمار مسلک بریلوی میں ہے یا دیوبندی میں۔

(۲) زید کے یہاں اپنی لڑکی کا عقد کرنا کیسا ہے؟

(۳) جو شخص زید کے یہاں اپنی لڑکی کا عقد کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) اگر زید دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ کے عقائد باطلہ کفریہ مندرجہ براہین قاطعہ ص ۵۱، اور تحذیر الناس ص ۳، ۱۴، حفظ الایمان ص ۸ پر یقینی اطلاع رکھتے ہوئے ان کو کافر ومرتد اور خارج از اسلام نہیں مانتا بلکہ ان کو مسلمان سمجھتا ہے اور دیوبندی عقیدے کے امام کی اقتدا اور ان کی مسجد میں اذان ان کے کفری عقائد جاننے کے باوجود دیتا ہے یا بتانے کے باوجود یہ کہتا ہے کہ مجھے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دیوبندی بریلوی سے کوئی مطلب نہیں ہے تو ایسی صورت میں زید کافر و مرتد، ملحد و بے دین ہے۔ سوال میں مذکورہ باتوں کی بنیاد پر زید کا شمار اہل سنت و جماعت میں ہرگز نہیں ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم و ان لقيتموهم فلا تسلموا عليهم ولا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولا تواكلوهم ولا تناكحوهم ولا تصلوا عليهم و لا تصلوا معهم"(۱)

یعنی بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو ان سے سلام نہ کرو ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو، ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ بدمذہبوں کے یہاں شادی بیاہ کرنا ناجائز ہے اس لئے زید کے یہاں اپنی لڑکی کا عقد کرنا سراسر ناجائز و حرام اور بدانجام ہے اور اپنی لڑکی کو جہنم میں پہنچانا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ایسا شخص فاسق و فاجر، ظالم و جفاکار، مستحق نار اور لائق غضب جبار ہے، اور اپنی ایسی قبیح و ذلیل حرکت کی وجہ سے سخت مجرم و حرام کار ہے، اس پر لازم ہے کہ علانیہ توبہ و استغفار کرے اور زید کے یہاں سے اپنا رشتہ ختم کرے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل سماجی بائیکاٹ کردیں۔ اگر وہ بائیکاٹ نہیں کریں گے تو خود بھی مجرم و گنہ گار ہوں گے۔

قال اللہ تعالیٰ:

﴿ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (۲)

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحكم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

الجواب حق وصواب: محمد تفسیر القادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۰ر صفر المظفر ۱۴۲۳ھ

(۱) یہ حدیث مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، عقیلی اور ابن حبان کی روایات کا مجموعہ ہے۔

(۲) سورۃ الانعام آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جو شخص کہے کہ میں سنیت کو اپنے گاؤں سے مٹادوں گا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد عاشق علی، متعلم دار العلوم علیمیہ وحافظ گل محمد استاذ دار العلوم اہل سنت انوار العلوم تیگوڑیا بستی (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ڈاکٹر محمد یونس نے بھری محفل میں یہ قسم کھائی کہ میں اپنے گاؤں سے اہل سنت والجماعت کو مٹادوں گا اور قبلہ کی طرف منہ کرکے کہا کہ میں آج سے دیوبندی ہوگیا اور کئی مرتبہ پورے علماء اہل سنت کو گالیاں بھی دیں ایسے شخص کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے اور جو اس شخص کی مدد کرے اور اس کے وہاں کھائے پیئے اور تعلقات کو برقرار رکھے ایسے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ مدلل اور مفصل جوابات سے مستفیض فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ تفصیل کے لئے حسام الحرمین دیکھیں۔ اگر شخص مذکور نے واقعی اس طرح کہا ہے تو وہ کافر اور مرتد ہوگیا۔ اس پر توبہ وتجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے۔ اگر توبہ نہیں کرتا ہے تو تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کردیں۔ اس سے سلام وکلام نشست وبرخاست سب کچھ ختم کردیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَ اِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۱) جو مسلمان شخص مذکور سے جانتے بوجھتے ہوئے تعلقات رکھے وہ بھی حرام کار مستحق غضب جبار اور لائق نار ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھایا جائے اگر مان جائیں تو ٹھیک ورنہ ان کا بھی بائیکاٹ کردیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد شفیق الرحمٰن عفی عنہ

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۹/ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دیوبندیوں کی عبارتوں پر فتویٰ کفر دے مگر انکی اقتدا میں نماز پڑھے تو؟

مسئلہ از: محمد نظام الدین قادری دار العلوم انوار مصطفیٰ دھرول جام نگر گجرات

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ زید سعودی عرب کا باشندہ ہے اور سعودی عرب میں اکثر لوگ عقائد باطلہ سے وابستہ ہوتے ہیں زید کے سامنے جب ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب کتاب التوحید اور اشرف علی تھانوی کی کتاب حفظ الایمان اور اسمٰعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان اور خلیل احمد انبیٹھوی کی براہین قاطعہ اور قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس اور رشید احمد گنگوہی کی کتاب فتاویٰ رشیدیہ کی عبارتیں پیش کی گئیں تو اس نے بلا جھجک کفر کا فتویٰ دیا لیکن یا رسول اللہ یا غوث پکارنے پر اعتراض کرتا ہے۔ ہندوستان میں صلاۃ وسلام پر بھی معترض ہوتا ہے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ذکر کے وقت انگوٹھے بھی نہیں چومتا ہے۔ دیوبندی ائمہ کی اقتداء میں اپنی نماز کو جائز سمجھتا ہے گویا کہ ظاہری تمام اعمال میں دیوبندیوں سے مشابہت رکھتا ہے اس شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کیا حکم نافذ کرتی ہے۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ "جسے یہ معلوم ہو کہ دیوبندیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے پھر ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اسے مسلمان نہ کہا جائے گا کہ پیچھے نماز پڑھنا اس کی ظاہر دلیل ہے کہ ان کو مسلمان سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو مسلمان سمجھنا کفر ہے"(۱)

اسی سے زید بے قید کا حکم واضح ہے کہ وہ بھی ان بد باطن خبیث دیوبندیوں میں سے ہے رہا اس کا یہ معاملہ کہ دیوبندیوں کی عبارات کفریہ پر کفر کا فتویٰ دیتا ہے مگر اس کے باوجود دیوبندی اماموں کی اقتدا میں نماز بھی پڑھتا ہے یہ اس کی حد درجہ مکاری، دورخی پالیسی اور منافقانہ حرکت ہے جو ہرگز ہرگز اسے مفید نہ ہوگی۔ کیوں کہ دیوبندیوں کی عبارتوں پر کفر کا فتویٰ دینے کے باوجود ان کی اقتدا میں نماز پڑھنا اور تمام اعمال میں ان سے مشابہت رکھنا یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ زید لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے عبارتوں کو کفر تو قرار دے رہا ہے مگر قائلین کو کافر نہیں مانتا ہے۔ مسلمان ہی نہیں بلکہ امامت کے قابل بھی مانتا ہے لہٰذا زید بھی دیوبندی ہے اور اس پر دیابنہ کے احکام نافذ ہوں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۷۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ناواقفیت کی بنا پر تبلیغی جماعت کے چلوں میں جانے والے کا حکم کیا ہے؟

مسئلہ از: محمد نظام الدین قادری دار العلوم انوار مصطفیٰ دھرول گجرات

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ دور حاضر میں تبلیغی جماعت کے چلوں میں جانے والے حضرات تعلیمی حیثیت سے اردو پڑھنا بھی نہیں جانتے اور وہابی دیوبندی کے عقائد کفریہ سے ناواقف وبے خبر ہوتے ہیں اور تبلیغی جماعت کے مبلغین کے ظاہری لباس کو دیکھ کر اور ظاہری اقوال کو سن کر اور صرف دین کی ہمدردی میں ان کی چلہ کشی کے لئے تیار ہوگئے ایسے لوگوں کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

تبلیغی جماعت درحقیقت دیوبندی مذہب کی ایک شاخ دیوبندی عقائد ومسائل کی نشر واشاعت اور تبلیغ کرنے والی ایک پرفریب جماعت کا نام ہے اس جماعت کے عقائد وہی ہیں جو دیوبندی مذہب میں مذکور ہیں اور دیوبندی اپنے کفری عقائد مذکورہ تحذیر الناس ص ۳ و ۲۸ حفظ الایمان ص ۸ براہین قاطعہ ص ۵۱ وغیرہ کے سبب اسلام سے خارج اور کافر ومرتد ہیں۔ ان کے عقائد کفریہ باطلہ کی بنا پر عرب وعجم کے سیکڑوں علماے عظام ومفتیان کرام نے ان کے کافر ومرتد ہونے کا فتویٰ دیا اور فرمایا "من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر." جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ یوں ہی جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کو اپنا پیشوا مانے یا کم از کم مسلمان ہی جانے یا ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

البتہ اگر کوئی واقعی ان کے عقائد کفریہ پر آگاہ نہیں اور ناواقفی وسادہ لوحی اور ان کے مکر وفریب، دجل ودغا اور جماعت والوں کی ریاکاری اور مکاری کے باعث ان کے جال میں پھنس گیا اور تبلیغی جماعت کے ساتھ ہو گیا تو اس پر پہلے دیوبندیوں وہابیوں کے کفری عقائد وعبارات اور علماے عرب وعجم کے فتاوی پیش کئے جائیں۔ اگر وہ دیوبندی مذہب سے بیزاری کا اظہار کر دے اور علماے کرام کا فتویٰ مان لے تو اسے سنی کہا جائے گا ورنہ انہیں دیوبندیوں میں شمار ہوگا اور اس کا حکم دیوبندیوں جیسا ہوگا ایسا ہی فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۷۹ فتاویٰ مصطفویہ، ص: ۱۱۷ اور دیگر کتب فتاویٰ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی دیوبندی، ندوی مولوی کا علماء دیوبند کی کفریہ عبارت جاننے کے بعد یہ کہنا کہ مجھے کسی چھاپنے والے پر اعتبار نہیں ہے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد نظام الدین، دارالعلوم انوار مصطفیٰ دھرول گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ دیوبند، ندوہ یا کسی بھی دارالعلوم سے فارغ التحصیل مولوی حفظ الایمان تقویۃ الایمان، براہین قاطعہ، فتاویٰ رشیدیہ اور ان کے مصنفین جن پر علمائے اہل سنت نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور علمائے حرمین شریفین نے "من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر" کا حکم نافذ فرمایا ہے۔ ان سے قطعی نا آشنا ہے جب ان مردودوں کی کفری عبارتیں ان کو سنائی جاتی ہیں ان پر وہ مولوی بے ساختہ کفر کا فتویٰ دے دیتا ہے لیکن ان کے مصنفین نے یہ عبارتیں لکھی ہیں اس بات کا وہ قائل نہیں جب یہ کتابیں اسے دکھائی جاتی ہیں تو وہ بے اعتباری کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ چھاپنے والوں پر مجھے اعتبار نہیں اگر مصنفین نے واقعی ایسا ہی لکھا ہے تو وہ بلاشبہ کافر ہیں لیکن ایسا ہی لکھا ہے اس پر مجھے اعتبار نہیں۔ اب اس پر شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے آیا وہ مومن ہے یا کافر؟ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ندوہ، دیوبند یا کسی بھی دارالعلوم کے فارغ التحصیل مولوی کا علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات جاننے کے بعد ان کے متعلق یہ کہنا کہ چھاپنے والوں پر مجھے اعتبار نہیں ہرگز ہرگز قابل قبول نہیں بلکہ ایسا کہنے والا حد درجہ مکار وعیار ہے اور پختہ دیوبندی ہے کیوں کہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا کہ ان عبارات کے قائلین وحامیین پر علمائے عرب وعجم نے کفر وارتداد کا فتویٰ صادر فرمایا اور بحمدہ تعالیٰ اب تک وہ فتویٰ نافذ العمل ہے مگر کسی بھی دیوبندی مولوی یا خود ان کتابوں کے مصنفین نے آج تک ان کتابوں سے نہ تو اپنی بیزاری کا اعلان کیا اور نہ ہی ان عبارات کا انکار کیا بلکہ اپنی عبارات پر مصر رہ کر ان کی تاویلات کرتے رہے۔ چنانچہ مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان کی عبارات کے تعلق سے بسط البنان اور پھر تغییر العنوان رسالہ مرتب کیا۔ تحذیر الناس اور براہین قاطعہ کے مصنفین بھی اس کے منکر نہ ہوئے اور دیوبند کے مختلف کتب خانوں سے یہ سب کتابیں شائع ہو رہی ہیں اور آج بھی کسی دیوبندی حلقہ سے یہ آواز نہیں اٹھ رہی ہے کہ یہ کتابیں یا ان کی کفریہ عبارتیں ان کے اکابر کی نہیں ہیں بلکہ کتنے جری وبے باک اور گستاخ تو ایسے ہیں جو ان عبارات کو حق ودرست ثابت کرنے کے لئے مناظرہ کرتے ہیں۔ ان حالات ومشاہدات کے باوجود کسی شخص کا مذکورہ بالا بیان نا قابل اعتبار ہے اور مطلع ہو کر ان کی غلط تاویل کرنے والا ان کے قائلین کو اپنا پیشوا سمجھنے یا کم از کم مسلمان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ماننے والا انہیں کی مثل کافر و مرتد اور اسلام سے خارج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

دیوبندی، وہابی اور صلح کلی کسے کہتے ہیں؟

مسئلہ از: عبدالرشید قادری پیلی بھیتی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں کہ

(۱) دیوبندی وہابی کسے کہتے ہیں یا یہ کہ دیوبندیت کی صحیح تعریف کیا ہے؟

(۲) غیر مقلد وہابی کسے کہتے ہیں اور اس کی صحیح تعریف کیا ہے؟

(۳) صلح کلی کسے کہتے ہیں اور صلح کلیت کی صحیح تعریف کیا ہے؟

(۴) وہابی دیوبندی کہلانے والے عوام وخواص تمام افراد پر مطلقاً کیا حکم شرعی ہے؟

(۵) دیوبندی کہلانے والے تمام افراد پر جو حکم شرعی ہے وہی حکم دیوبندی کہلانے والے کسی فرد واحد پر بھی ہوگا یا اجتماعی وانفرادی صورت میں کچھ فرق ہے اگر فرق ہے تو کیوں؟

(۶) صلح کلی افراد پر مطلقاً حکم شرع کیا ہے۔ آیا یہ لوگ سنیوں کے حکم میں ہیں یا دیوبندیوں وہابیوں کے یا دونوں سے الگ ان کا کوئی اور حکم ہے؟ بینوا بالدلیل توجروا من اللہ الجلیل

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد فاسدہ کا ایسا متبع جو علمائے دیوبند یعنی مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے کفری عقائد کو برحق اور ان کو اپنا مذہبی پیشوا اور دینی رہنما مانتا ہوا سے وہابی دیوبندی کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲) محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد فاسدہ وباطلہ کا ایسا متبع جو تقلید ائمہ دین کو بدعت وحرام بلکہ شرک تک کہتا ہو ایسا شخص وہابی غیر مقلد کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

(۳) مذہب اہل سنت کی پیروی کا دعویٰ کرنے والے ایسے شخص کو صلح کلی کہتے ہیں جو بدمذہبوں کی تردید اور مخالفت کا مخالف ہو یا مذہب حق اہل سنت وجماعت کے علاوہ دیگر باطل فرقوں کو بھی حق وصحیح کہتا ہو یا باطل فرقوں کو غلط سمجھتے ہوئے بھی ان کے ساتھ راہ ورسم میل جول، سلام وکلام شادی بیاہ اور دعوت وتواضع رکھتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) جب مطلقاً وہابی دیوبندی کے متعلق حکم شرع معلوم کیا جائے گا تو کافر ہونے کا حکم ہوگا۔ سیدی اعلیٰ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری قدس سرہ رقمطراز ہیں: ''وہابیت ارتداد ہے''(۱)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: ''دیوبندی عقیدہ والے خود مرتد ہیں''(۲) ایک مقام پر فرماتے ہیں'' دیوبندیہ ان سے گمراہ تر صریح مرتد ہیں'' (۳) اور فرماتے ہیں'' طوائف مذکورین۔ وہابیہ و نیچریہ وقادیانیہ وغیر مقلدین ودیوبندیہ چکڑالویہ خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین ان آیات کریمہ کے مصداق بالیقین اور قطعا یقینا کفار مرتدین ہیں۔''(۴) ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ دیوبندیوں پر مطلقا حکم کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۵) چونکہ کسی شخص متعین اور فرد خاص پر کوئی حکم لگانے کے لئے اس فرد خاص کے متعلق جاننا ضروری ہے اس لئے کسی خاص شخص پر کفر وارتداد کا حکم لگانے سے پہلے اس کے عقائد کی تحقیق لازم ہے۔ آج کل بہت سے لوگ ایسے ہیں جو دیوبندی تو کہے جاتے ہیں بلکہ وہ خود اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں مگر علمائے دیوبند کے عقائد کفریہ خبیثہ سے ناواقف ہیں ایسے لوگوں پر کفر وارتداد کا حکم لگانے سے پہلے ان کے سامنے حسام الحرمین پیش کی جائے اور کبرائے دیابنہ مولوی رشید احمد، مولوی خلیل احمد، مولوی اشرف علی، مولوی قاسم وغیرہ کے اقوال کفریہ سے آگاہ کیا جائے اگر وہ فتاویٰ حسام الحرمین تسلیم کرلیں اور صاف صاف ان دیوبندی مولویوں کو بددین اور کافر ومرتد کہہ دیں تو ٹھیک ورنہ وہ بھی دیوبندی مرتدین میں مانے جائیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۶) اگر صلح کلی اس طرح کا ہے کہ بدمذہبوں، بددینوں وہابیوں اور دیوبندیوں کی تردید ومخالفت کو برا سمجھتا ہے تو وہ گمراہ ہے اور اگر اہل سنت کے علاوہ دیگر باطل فرقوں کے عقائد جاننے کے باوجود ان کو بھی حق اور صحیح سمجھتا ہے تو انہیں کے حکم میں ہے اور اگر باطل فرقوں کو غلط سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ میل جول رکھتا ہو سلام وکلام کرتا ہو شادی بیاہ کرتا ہو تو سخت فاسق وفاجر ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ صلح کلی کوئی مستقل فرقہ یا مذہب نہیں ہے بلکہ وہ ایک کلی ہے جس کے تحت مختلف افراد آتے ہیں اور ان میں ہر ایک کے لئے جداگانہ حکم ہے۔ ان میں سے بعض گمراہ وبدمذہب ہیں بعض کافر ومرتد ہیں اور بعض فاسق وفاجر ہیں۔ هذا ماتيسر لي بمطالعة كتب الفقه والكلام والعلم بالحق عندالمليک العلام وهو تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحكم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷ رشوال المکرم ۱۴۳۱ھ

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۳۲۹

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۵، ص: ۹۷۷

(۳) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۷۰

(۴) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۹۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حسام الحرمین شریف کو حق ماننے والے کو دیوبندی کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: شاکر رضا مقام حیدر ڈیہہ پوسٹ حسین آباد ضلع بلرام پور

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور حسام الحرمین شریف کی تصدیق کرتا ہے لیکن تقریباً پورا گاؤں وہابی ہے اور مسجد بھی وہابیوں کی ہے اس لئے وہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جاتا ہے۔ زید کے خاندان کے لوگ بھی سنی ہیں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زید وہابی ہے لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کو سنی مانا جائے گا یا نہیں اس کے یہاں رشتہ داری وغیرہ جائز ہے یا نہیں جو لوگ زید کو وہابی کہتے ہیں ان کے بارے میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ایسے شخص کے متعلق سوال ہوا جو لوگوں کی نظر میں مشتبہ تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"اس سے دریافت کریں کہ تو اسمٰعیل دہلوی ونذیر حسین دہلوی ورشید احمد گنگوہی واشرف علی تھانوی اور ان کی کتابوں تقویۃ الایمان ومعیار الحق وبراہین قاطعہ تحذیر الناس وحفظ الایمان وبہشتی زیور وغیرہا کو کیسا مانتا ہے؟ اگر صاف کہے کہ یہ لوگ بیدین گمراہ ہیں اور یہ کتابیں کفر ضلالت سے بھری ہوئی ہیں تو ظاہر یہی ہے کہ وہابی نہیں۔"(۱)

اس ارشاد واجب الاعتقاد سے واضح ہوا کہ جو شخص علماے دیوبند کی کفریہ عبارات کو جاننے کے بعد انہیں گمراہ اور بدمذہب ومرتد سمجھے وہ وہابی نہیں ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں جب زید اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور حسام الحرمین کی تصدیق کرتا ہے تو سنی ہے رہا اس کا اپنے گاؤں کی وہابی مسجد میں نماز پڑھنا تو اگر اس مسجد میں تنہا نماز پڑھتا ہے وہابی امام کی اقتدا نہیں کرتا ہے تو اس پر کوئی الزام نہیں اور اگر کسی وہابی امام کی اقتدا کرتا ہے تو اب اگر وہابی امام کے عقائد کفریہ پر مطلع ہو کر اسے مسلمان مان کر اقتدا کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں اور اگر اس وہابی کے عقائد کفریہ سے آگاہ نہیں صرف یہ جانتا ہے کہ یہ برے لوگ ہیں پھر بھی اقتدا کرتا ہے تو سخت گنہ گار ہے مگر اب بھی اسے وہابی ہرگز نہیں کہہ سکتے ہیں ہاں اس پر لازم ہے کہ وہابی کی اقتدا کرنے سے توبہ واستغفار کرے اور آئندہ اس کی اقتدا سے پرہیز کرے فتاویٰ رضویہ میں ہے "جو ان کے عقائد پر مطلع ہو کر انہیں مسلمان جانا در کنار ان کے کفر میں شک ہی کرے وہ بھی کافر اور جن کو اس کی خبر نہیں اجمالاً اتنا معلوم ہے کہ یہ برے لوگ بدعقیدہ بدمذہب ہیں وہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے سخت اشد

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج: ۶، ص: ۷۹، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گنہ گار ہوتے ہیں اور ان کی وہ نمازیں سب باطل و بیکار" (۱)

رہا اس کے یہاں نکاح اور رشتہ داری کرنا تو چوں کہ وہ اپنے آپ کو سنی کہتا ہے اور حسام الحرمین کی تصدیق کرتا ہے لہٰذا اس کے یہاں رشتہ کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس میں وہابیت کی کوئی بات نہ پائی جاتی ہو۔ اگر زید کے اندر کوئی بات وہابیت کی نہ دیکھی پھر بھی کچھ لوگ اسے وہابی کہتے ہیں تو وہ سخت مجرم و گنہ گار ایذاء مسلم کے جرم میں گرفتار ہیں ان پر لازم ہے کہ بلا ثبوت شرعی زید کو وہابی کہنے سے توبہ و استغفار کریں اور زید سے معافی مانگیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۴ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۲ھ

حضرت امیر معاویہ اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہما کے گستاخ کا حکم

مسئلہ: از اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ جودھپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں:

ایک شخص صحابی رسول ﷺ کا جب وہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے اور ان کی شان میں لعن طعن کرتا ہے اور ان کو جہنمی کہتا ہے، نیز امام اعظم کے یزید کے متعلق سکوت اختیار کرنے پر کہتا ہے "میں ایسے مذہب اور ایسے فتوی پر لعنت کرتا ہوں"۔ زید سے مذکورہ مسئلہ کا شرعی حکم معلوم کیا گیا، تو اس نے کہا، جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے، فقہی نظر سے وہ گمراہ ہے، صحابی کی شان میں گستاخی کرنا سخت ممنوع ہے، نیز امام اعظم کی شان میں گستاخی کرنا بھی سخت ممنوع ہے، البتہ یزید پر فقہائے کرام نے لعنت فرمائی ہے۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہنمی کہتا ہے اور ان پر لعن طعن کرتا ہے اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مذہب اہل سنت اور ان کے فتویٰ پر لعنت کرتا ہے، ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے۔

نیز زید کا جواب کہ ایسا شخص گمراہ ہے، کیا یہ جواب درست ہے، کیا صحابی رسول ﷺ کو جہنمی کہنے والا شخص اسلام سے خارج ہوگا یا نہیں؟ ان پر لعنت کرنا اور مذہب پر لعنت کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ اور زید اور مصدق کے لیے کیا حکم ہے؟

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۷۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول ہیں۔ اور کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرنے اور ان کو برا کہنے والا گمراہ وبددین اور اللہ ورسول کو ایذا دینے والا ہے۔

حدیث شریف ہے: "من اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذا الله ومن اذا الله یوشک ان یاخذه"۔(۱) یعنی جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی، تو اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی، اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی، تو قریب ہے کہ اللہ اسے گرفتار کرے۔

اور ردالمحتار میں اختیار کے حوالہ سے ہے: "اتفق الائمة علی تضلیل اهل البدع اجمع وتخطئتهم، وسب احد من الصحابة وبغضه لا یکون کفر الکن یضلل". (۲) یعنی ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام بدعتی فرقے گمراہ ہیں، اور کسی صحابی کو برا کہنا اور ان سے بغض رکھنا کفر تو نہیں ہے، مگر گمراہی ہے۔

اور ان میں سے کسی کو جہنمی کہنا، سخت گمراہی بلکہ بحکم فقہا کفر ہے، کیونکہ ان کو جہنمی کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ ان کو وہ مسلمان نہیں مانتا ہے اور جو کسی مسلمان کو کافر کہے، وہ خود ہی کافر ہے۔ حدیث شریف ہے: "من قال لا خیه یا کافر فقد باء بها احدهما". (۳) یعنی جس نے کسی مسلمان کو کافر کہا، تو وہ دونوں میں سے کسی ایک پر ضرور لوٹا، اور حکم شرع کی توہین بھی کفر ہے۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: "رجل عرض علیه خصمه فتوی الائمة فردها وقال: چه بارنامه فتوی آورده قیل یکفر لانه رد حکم الشرع"۔(۴)

لہٰذا جو شخص سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہنمی کہتا ہے، وہ خود جہنمی بلکہ جہنمی کتا ہے۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "من یکون یطعن فی معاویه فذالک کلب من کلاب الهاویة" (۵)۔ یعنی جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے

---

(۱) جامع الترمذی، ج:۲، ص:۲۲۶

(۲) ردالمحتار، ج:۲، ص:۲۸۷

(۳) الصحیح لمسلم، ج:۱، ص:۵۷

(۴) الفتاوی العالمگیریة، ج:۲، ص:۲۷۳

(۵) نسیم الریاض، ج:۳، ص:۴۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ایک کتا ہے۔ اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے فتویٰ پر جو لعنت بھیجتا ہے وہ خود مستحق لعنت اور بحکم فقہا کافر و بے دین ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: "الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر."(۱)

جس شخص نے مذکورہ باتیں کہی ہیں، اس پر فرض ہے کہ فوراً توبہ اور تجدید ایمان کر کے پھر سے مسلمان ہو اور اگر بیوی والا ہو، تو تجدید نکاح کرے، جب تک توبہ اور تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کر لے، مسلمان اس کا بائیکاٹ کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۲)

اور زید کا ایسے شخص کو فقہی نظر سے گمراہ کہنا، غلط ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جہنمی کہنے والا اور حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے مذہب و فتویٰ پر لعنت کرنے والا فقہی اعتبار سے صرف گمراہ نہیں بلکہ کافر ہے۔ لہٰذا زید اور اس کے بیان کردہ حکم کے مصدق توبہ کریں اور بغیر علم فتویٰ دینے کی جرأت نہ کریں۔ حدیث شریف میں ہے:

"من افتي بغير علم لعنته ملائكة السماء والارض."(۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

محمد اختر حسین قادری

خادم درس و افتا دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی، یوپی

صحابہ اور علماء کی شان میں گستاخی کرنے والے ایک جاہل پیر کا حکم

مسئلہ: از اراکین جماعت رضائے مصطفیٰ جودھپور۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین، مسئلہ ذیل میں:

بکر ایک پڑوسی ملک میں بے علم پیر ہے، جو علمائے دین کی توہین کرتا ہے اور سادات کرام کی بھی سخت توہین کرتا ہے اور خود کو سید بتاتا اور پیر کہلاتا ہے، مگر عامیانہ زبان بلکہ بازاری نہایت فحش زبان بولتا ہے، واٹس آپ پر اس کی آواز سنی جا سکتی ہے، کلپ کے ذریعہ جاری کیے گئے بیان میں بدمعاشوں کی زبان بولی گئی ہے مثلاً "اختری ملاؤں پر میں نے سخت ایکشن اٹھایا ہے، آپ کے تاج الشریعہ اختر رضا خان ازہری نے ہر آدمی پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے، تاج

---

(۱) مجمع الانهر، باب المرتد، ج: ۱، ص: ۶۵۹

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۳) کنز العمال، ج: ۱۰، ص: ۱۱۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الشریعہ نے بہت گندگی پھیلائی ہے، مسلک اعلیٰ حضرت گمراہ، اس پر چلنے والا گستاخ رسول کے زمرہ میں آتا ہے، اور تم کس منہ سے کہتے ہو کہ علی علیہ السلام مت کہو، حسن اور حسین علیہ السلام مت کہو، تم لوگ تو کفر کر رہے ہو، خارج از اسلام ہو بلکہ واجب القتل ہو، یہ میں نے زبانی فتوی دیا ہے اور لکھ کر بھی دے دوں گا۔ اور حضرت علی علیہ السلام پر حملے معاویہ نے کرائے اور عمار کو قتل معاویہ نے کرایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمار! تم لوگوں کو اللہ کی طرف بلانے والے ہوگے، مگر افسوس تم کو ایک جہنمی گروہ قتل کرے گا، جو علی کا نہیں وہ کسی کا نہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت گمراہ ہے، ہم اس کو ہرگز نہ مانیں گے، جو علی علیہ السلام تسلیم نہ کرے وہ گمراہ ہے" اور اپنے بیان میں کہا "اختر رضا ازہری، ہاشمی میاں اور الیاس قادری تینوں جہنمی ہیں۔"

ایسا شخص جس کے مذکورہ بالا اقوال ہیں، کیا توہین علماء کا مرتکب ہوا یا نہیں؟ جب کہ اس کا علمائے دین کی توہین کا باعث مسائل حقہ بیان کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ ایسی صورت میں یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہوا یا نہیں؟ اس کی بیوی نکاح سے نکل گئی یا نہیں، اور مسلک اعلیٰ حضرت جو حقیقتاً مسلک اہل سنت والجماعت ہے، اس مسلک حقہ کو گمراہ اور اس پر چلنے والوں کو گمراہ کہنا کیسا ہے؟

بکر کے مذکورہ بالا اقوال پر مطلع ہونے کے بعد، اور خود اپنے کانوں سے علمائے دین کے لیے سب وشتم اور فحش گوئی اور لعنت وملامت سننے کے بعد ایسے شخص کی تائید وحمایت کرنا اور اس کی غایت درجہ تعظیم وتوقیر کرنا، خود اور اپنی اولاد اور اہل خاندان کو اس کا غلام بتانا اس کی ہر ممکن معاونت اور حمایت کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟ ایسے پیر سے مرید ہونا، یا اس کی امامت میں نماز ادا کرنا، اس کو ولی جاننا اور اپنا پیشوا ماننا کیسا ہے؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

علماء دین اور سادات کرام کی توہین سخت حرام بلکہ بحکم حدیث کھلا نفاق اور بحکم فقہاء کفر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "ثلثة لا يستخف بحقهم الا منافق بين النفاق ذو العلم وذو الشيبة في الاسلام وامام مقسط."(۱)

اور مجمع الانہر میں ہے "الا ستخفاف بالاشراف والعلماء كفر." (۲) یعنی علماء وسادات کی توہین کفر ہے۔ اسی میں ہے۔ "من قال لعالم عويلم على وجه الاستخفاف فقد كفر." (۳)

---

(۱) المعجم الکبیر، ج:۸، ص:۲۳۸

(۲) مجمع الانهر، ج:۱، ص:۶۹۵

(۳) مجمع الانهر، ج:۱، ص:۶۹۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

عامی زبان استعمال کرنا یعنی گالی گلوچ کرنا اور فحش گوئی کرنا سخت ممنوع ہے۔ حدیث پاک ہے "سباب المومن فسوق" ۔ یعنی کسی مسلمان کو گالی گلوچ کرنا فسق ہے۔ نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند شیخ الاسلام والمسلمین تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کے متعلق یہ کہنا کہ آپ نے ہر آدمی پر کفر کا فتویٰ لگا دیا ہے، سراسر جھوٹ اور افترا و بہتان ہے۔

اور کسی پر جھوٹی تہمت اور بہتان لگانا سخت حرام و گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا﴾ (۱) یعنی اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کیے پر، ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

تاج الشریعہ، اسلام و سنیت کے سچے ترجمان و پاسبان ہیں اور امت مسلمہ کے لیے رب تعالیٰ کی عظیم نعمت اور نبی پاک ﷺ کی خاص عنایت ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور ان کا سایۂ کرم عالم اسلام پر تا دیر سلامت رکھے (آمین) انہوں نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہ فرمایا نہ لکھا، جو ان کے متعلق ایسی بات کہتا ہے وہ کذاب و دجال اور مکار ہے، اور مذہب اہل سنت کا ہی دوسرا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے، اس پر چلنے والے کو گستاخ رسول کہنا، بافظ دگر کافر کہنا ہے اور کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔

رسول پاک ﷺ فرماتے ہیں: " ایما امرء قال لاخیه یا کافر فقد باء بها احدهما" (۲)

اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے لفظ "علیہ السلام" بولنا جائز نہیں ہے یہ رافضیوں کی علامت ہے۔

خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: " واما السلام فنقل اللقانی فی شرح جوهرة التوحید عن الامام الجوینی انه فی معنی الصلوٰة فلا یستعمل فی الغائب ولا یفرد به غیر الانبیاء فلا یقال "علی علیه السلام" والظاهر ان العلة فی منع الصلاة ما قال فی صدر الاول وانما احدثه الرافضة فی بعض الائمة والتشبه باهل البدع منهی عنه فتجب مخالفتهم." (۳)

لہٰذا جو شخص سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کلمۂ "علیہ السلام" نہ کہنے والوں کو کافر اور خارج از اسلام کہتا ہے، وہ خود کفر کر رہا ہے اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تبرا کرنا حرام و گناہ ہے، ان

---

(۱) سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۸

(۲) الصحیح لمسلم، ج: ۱، ص: ۵۷

(۳) ردالمحتار، ج: ۱۰، ص: ۴۰۱، مسائل شتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پر تبرا کرنے والا جہنمی کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں "ومن یکون یطعن فی معاویة فهو کلب من کلاب الهاویة." (۱)

حاصل کلام یہ ہے کہ جس پیر نے مذکورہ باتیں بکی ہیں، وہ متعدد وجوہ سے حرام اور کفر کا مرتکب ہے اور بحکم فقہا کافر ہے، اس پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان ونکاح اور تجدید بیعت کرے، اگر وہ ایسا کرلے، تو اس کی تعظیم کرنا، اس سے مرید ہونا، اس کی اقتدا میں نماز ادا کرنا درست ہے، ورنہ اس کا مکمل بائیکاٹ کرنا واجب ہے۔ ارشاد قرآن ہے ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۲) اور جو شخص اس کی تائید وحمایت کرے، اس کا حکم بھی اسی طرح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ﴾ (۳)

لہٰذا اس کی تائید وحمایت کرنے والے پر بھی لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان ونکاح اور تجدید بیعت کرے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

محمد اختر حسین قادری

خادم درس وافتا دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی، یوپی

کسی عالم دین کو "کبیر داس سے بدتر" کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ :از ماسٹر محمد اسرار قادری، امجدی خلیل آباد سنت کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص کسی سنی صحیح العقیدہ عالم دین کو "کبیر داس" سے بدتر کہتا ہو تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب

کسی مسلمان کو کبیر داس سے بدتر کہنا کفر ہے کیونکہ اس میں قرآن کا انکار ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ﴾ (۴)

اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے۔

---

(۱) نسیم الریاض، ج:۳، ص:۴۳۰

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۳) سورۃ النساء، آیت: ۱۴۰

(۴) سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۲۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پھر ایک عالم دین کو "کبیر داس" سے بدتر کہنا اور بھی سخت ہے کہ اس میں عالم کی توہین ہے اور عالم دین کی توہین کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے۔

"الاستخفاف بالعلماء کفر ومن قال لعالم عویلم قاصدا به الاستخفاف کفر"(۱)

یعنی علما کی توہین کفر ہے جس نے توہین کے ارادہ سے کسی عالم کو مولویا کہا تو وہ کافر ہے۔

البتہ عالم دین کی توہین بحیثیت عالم دین کفر ہے کیوں کہ یہ درحقیقت علم دین کی توہین ہے چنانچہ الاشباہ والنظائر میں ہے۔

"الاستهزاء بالعلم والعلماء کفر" (۲) یعنی علم اور علما کا استہزا کفر ہے

اس کی شرح غمز عیون البصائر میں ہے۔

"ای بالعلم"(۳)

یعنی علما کا استہزا علم دین کی بنا پر کفر ہے۔

لہٰذا جس نے کسی عالم دین کو کبیر داس سے بدتر کہا وہ توبہ اور تجدید ایمان ونکاح کرے اور جس کو کہا اس سے معافی مانگے۔ ورنہ اس کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

۱۵ر صفر ۱۴۳۵ھ

دیوبندی کا نکاح پڑھانے کا حکم

مسئلہ از: مولانا عبد الحکیم علیمی سابق منیجنگ ایڈیٹر ماہنامہ فیضان رضا، جمدا شاہی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ زید جو عالم دین ہے انہوں نے اپنے گاؤں کے امام سے جبکہ وہ مجلس نکاح میں جا رہا تھا کہا کہ لڑکا دیوبندی ہے اس کا نکاح مت پڑھایئے، یہ کہنے کے بعد زید اپنے گھر گیا اور امام صاحب مجلس نکاح میں گئے پھر زید کو امام محلہ اور دیگر لوگوں نے بلایا تو اس نے زید سے کہا امام صاحب اگر آپ جان بوجھ کر کسی دیوبندی کا نکاح پڑھائیں گے تو آپ کا بھی باطل ہو جائے گا اور

(۱) مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر، ج:۲، ص:۵۰۹

(۲) الاشباه والنظائر، ج:۲، ص:۸۷

(۳) غمز عيون البصائر، ج:۲، ص:۸۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تجدید نکاح اور تجدید ایمان بھی کرنا ہوگا۔ بعد میں کچھ عوامی لوگوں نے لڑکی کو بغیر نکاح پڑھائے بارات کے ساتھ بھیج دیا اور وہاں دیوبندی امام کے ذریعے نکاح پڑھایا گیا۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں زید اور امام محلہ اور عوام کے متعلق شریعت مطہرہ کیا حکم ہے۔ مفصل اور مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ بینوا توجروا

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب بمطابق فتاویٰ حسام الحرمین کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہیں اور مرتد کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "لایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة" اھ۔(۱)

حضرت علامہ مفتی عبدالمنان عزیزی مصباحی مبارک پوری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"دیوبندی بحکم علمائے حرمین شریفین اسلام سے خارج ہیں۔ ان کے ساتھ سنیہ کا نکاح ہوتا ہی نہیں۔"(۲)

ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں

"زید اور اس نکاح میں شریک ہونے والوں نے اگر اس دیوبندی کو مسلمان سمجھ کر نکاح کیا یا نکاح میں شریک ہوئے تو یہ خود بھی اسی کے ساتھ دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے۔ ان پر توبہ، تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے۔"(۳)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ دیوبندی کے عقائد کفریہ جانتے ہوئے اس کو مسلمان سمجھ کر کسی سے اس کا نکاح کرنا اور کرانا اس نکاح میں شریک ہونا سب کفر ہے۔ لہٰذا زید عالم نے سچ کہا وہ حق پر ہے۔ مسئلہ بتانے پر امام صاحب نے نکاح نہیں پڑھایا انہوں نے شرع پر عمل کیا بہت اچھا کیا مگر جن لوگوں نے لڑکی کو دیوبندی کے گھر بھیج دیا وہ سب توبہ واستغفار کریں اور تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۳/محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

---

(۱) الفتاوی العالمگیریة، ج:۱،ص:۲۸۲

(۲) فتاوی بحر العلوم، ج:۲،ص:۴۰۷

(۳) فتاوی بحر العلوم، ج:۲،ص:۴۰۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہولی دیوالی منانا کیسا؟

مسئلہ از: محمد مختار عالم، سورت گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں

آج کل کچھ سنی بھائی کو دیکھا جاتا ہے کہ جب ہندوؤں کا تہوار آتا ہے جیسے ہولی، دیوالی اتران وغیرہ تو سنی بھائی ان کا تہوار مناتے ہیں اتران میں پتنگ اڑاتے ہیں دیوالی میں پٹاخے پھوڑتے ہیں ہولی میں رنگ لگواتے ہیں اور ہندوؤں کو مبارک باد دیتے ہیں جو ایسا کرے ان کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ جواب عنایت فرمائیں

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ہولی ہندوؤں کی آتش پرستی کا ایک خاص دن ہے جس میں وہ لوگ آگ کی پوجا کرتے اور خوشی مناتے ہیں یونہی دیوالی ان کے خاص تہواروں میں ہے جس میں آگ اور لچھمی کی پوجا کرتے اور خوشی مناتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان ہولی دیوالی یا کافروں کا کوئی مذہبی تہوار مناتا ہے تو وہ کافر ہے اور جو شخص ان تہواروں کی مبارک بادی دے تو وہ بھی بحکم فقہا کافر ہے:

"غمز عیون البصائر میں ہے: "اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسنا فقد کفر"(۱)

اس پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان فرض ہے اور اگر بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔ صدر الشریعہ علامہ امجد علی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"ایسے امور کا ارتکاب کفر ہے۔ حدیث میں ہے "من تشبہ بقوم فھو منھم۔" اس شخص پر توبہ فرض ہے اور تجدید نکاح لازم۔ (۲) واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۶ر ذیقعدہ ۱۴۳۴ھ

---

(۱) غمز عیون البصائر، ج: ۱، ص: ۸۹۵

(۲) فتاوی امجدیہ، ج: ۴، ص: ۱۵۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قرآن مجید پر پیر رکھ کر کھڑا ہونا کفر ہے

مسئلہ از: قاری افتخار احمد، مقام پٹر یا تکیوا، پوسٹ بجھوامیر، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید اپنی بیوی وگھر والوں کے سامنے اپنے پورے ہوش وحواس میں قرآن مجید کو اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور دونوں پیر قرآن مجید پر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ زید کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

باسمه تعالیٰ و تقدس

الجواب: بعون الملک الوهاب

قرآن مجید کو زمین پر پٹکنا اور اس پر پیر رکھنا قرآن کریم کی سخت توہین ہے اور قرآن کریم کی توہین کفر ہے۔

مجمع الانھر میں ہے:

"إذا استخف بالقرآن او بالمسجد او بنحوه ممايعظم في الشرع كفر." ملخصاً (۱)

خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ علامہ الشاہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ رقمطراز ہیں۔

"قرآن مجید کو زمین پر پٹکنا اس کی توہین ہے اور یہ کفر ہے۔" (۲)

لہٰذا زید قرآن کریم کی توہین کر کے کافر ہو گیا اس پر لازم ہے کہ فوراً توبہ واستغفار کرے اور تجدید ایمان و نکاح کرے۔ اگر وہ ایسا کر لے تو ٹھیک ورنہ مسلمان اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ.﴾ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: انوار احمد قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

رجب المرجب ۱۴۳۴ھ

---

(۱) مجمع الانھر، ج: ۱، ص: ۶۹۲

(۲) فتاوی امجدیہ، ج: ۴، ص: ۴۴۱

(۳) سورۃ الانعام آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

توہین علما کرنے والے کا حکم

مسئلہ از: عبداللہ، مظفر پور، بہار

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ گاؤں کے چند مولوی یا مولوی میرے پیشاب کے برابر ہیں تو ایسے شخص کے لئے شریعت مطہرہ میں کیا حکم ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

علمائے حق کی توہین محض عالم دین ہونے کی بنا پر کفر ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: "من قال لعالم عویلم علی وجه الاستخفاف فقد کفر." (۱)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ رقمطراز ہیں:

"مطلق علما کو یا خاص کر کسی عالم دین کو بوجہ علم دین برا کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ عورت فوراً نکاح سے نکل جائے گی۔" (۲)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں "فقہائے کرام توہین عالم را کفر داشتہ اند اھ (۳)

لہٰذا شخص مذکور علمائے دین کی سخت توہین کی بنا پر بلاشبہ مرتکب کفر ہوا۔ اگر بیوی والا ہے تو وہ نکاح سے نکل گئی۔ اس شخص پر فرض ہے کہ فوراً توبہ واستغفار کرے۔ تجدید ایمان ونکاح کرے اور علما سے معافی مانگے۔ اگر وہ ایسا کر لے تو ٹھیک ورنہ تمام مسلمان اس کا بائیکاٹ کر دیں ورنہ وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ.﴾ (۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ

---

(۱) مجمع الانہر، ج: ۱، ص: ۶۹۵

(۲) الفتاویٰ الرضویة، ج: ۶، ص: ۱۵۴

(۳) الفتاویٰ الرضویة، ج: ۶، ص: ۱۳۶

(۴) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بلاثبوت بدعقیدہ کہنا کیسا؟

مسئلہ از: ڈاکٹر عبدالعزیز نقشبندی رحمانی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک قوم جو اہلسنت والجماعت سے تعلق رکھتی ہے اس قوم میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا۔ ایک صحیح العقیدہ عالم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اس کے جنازہ میں موجود تمام حضرات صحیح العقیدہ سنی مسلمان تھے اس شخص کی تکفین وتدفین میں بھی تمام صحیح العقیدہ لوگ تھے اس شخص کے ایصال ثواب کے لئے زیارت اور چہلم کی تقریب میں بھی سب صحیح العقیدہ لوگ موجود تھے اور سنی مسجد میں اس شخص کے ایصال ثواب کے لئے تمام تقریب ہوئی تھی، لیکن بعد میں کچھ افراد کا کہنا ہے کہ مرنے والے شخص کا عقیدہ غلط تھا۔ سنی عالم نے کہا آپ اس شخص کا ثبوت پیش کریں تاکہ تمام حضرات جو مرنے والے کے نماز جنازہ یا تدفین یا تکفین اور میلاد اور قرآن خوانی میں حاضر تھے سب اجتماعی طور پر توبہ کریں، لیکن تین یا چار ماہ ہونے کے باوجود وہ لوگ ایسا ثبوت پیش نہیں کر سکے تو ان افراد کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے۔ ان لوگوں میں ایک حافظ قرآن بھی ہے تو کیا اس کے پیچھے صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کی نماز جائز ہے؟ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

کسی مسلمان کی طرف بغیر تحقیق اور بلاثبوت گناہ کبیرہ کی بھی نسبت کرنا ناجائز وگناہ ہے۔ تو بدعقیدگی کی نسبت کرنا بدرجہ اولیٰ ناجائز اور سخت گناہ ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ رقمطراز ہیں:

"بحال احتمال نسبت کبیرہ بھی جائز نہیں تا کہ تکفیر" (۱)

لہٰذا جن لوگوں نے بلاثبوت کسی سنی صحیح العقیدہ کو غلط عقیدہ کا بتایا وہ توبہ کریں بعد توبہ حافظ مذکور کے پیچھے نماز درست ہے جبکہ اور کوئی دوسری وجہ مانع امامت نہ پائی جاتی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

---

(۱) الفتاوی الرضویۃ، ج:۶، ص:۱۰۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ٹائی کا حکم، ڈاکٹر طاہر القادری کا حکم، ایک گیت کی شرعی حیثیت وغیرہ

مسئلہ از: مولانا عبدالجبار حنفی قادری، بلرام پوری

مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں شریعت مطہرہ بیضاء کا کیا حکم ہے؟

(۱) ٹائی کی حقیقت کیا ہے؟ اور مسلمانوں میں اس کی ابتداء کس سنہ سے ہوئی؟

(۲) ٹائی لگانے کا مقصد کیا ہے؟

(۳) جس عالم کے گھر کے بچے خواہ بیٹے بیٹیاں ہوں یا پوتے پوتیاں ٹائی لگا کر ہندی انگریزی اسکولوں میں پڑھنے جاتے ہیں اور وہ اس کو منع نہ کرتا ہو تو ایسے عالم سے میلاد شریف پڑھوانا تقریر کروانا ان کی اقتدا میں نماز ادا کرنا اور ان سے مسائل شرعیہ پوچھنا از روئے شرع کیسا ہے؟ اور ٹائی لگانے والا شخص مسلمان ہے یا خارج از اسلام ہے؟

(۴) منہاج القرآن نامی تحریک کے بانی ''ڈاکٹر طاہر القادری'' پاکستانی کے متعلق علمائے اہلسنت کا اور خاص کر مفتی صاحب آپ کا کیا موقف ہے؟

(۵) حکومت ہند یا کسی غیر مسلم یا مسلم ہی کے ماتحت چلنے والے ہندی انگریزی اسکولوں میں صبح کے وقت مسلم بچے اور بچیاں یہ ترانہ پڑھتے ہیں:

جن گن من ادھی نائک جئے ہے — بھارت بھاگ ودھاتا
پنجاب سندھ گجرات مراٹھا — دراوڑ اتکل بنگ
وندھ ہما چل یمنا گنگا — اچھجل جل دھی ترنگ
تو شبھ نامے جاگے — تو شبھ آشش مانگے
گاہے تب جے گاتھا جن گن من ادھی نائک جے ہے بھارت بھاگ ودھاتا
جئے ہے، جئے ہے، جئے ہے جئے جئے جئے جئے ہے

(۶) زید جب مسلمانوں سے ملتا ہے تو سلام کرتا ہے اور جب کفار و مشرکین سے ملاقات ہوتی ہے تو (الف) آداب عرض (ب) نمسکار (ج) نمستے (د) جئے رام جی کی کہتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا چاروں جملے تحیت و آداب کے ارادے سے بولنے سے اور خاص کر قصد الفظ 'جے رام جی کی' بولنے سے ایک مومن کے ایمان میں کوئی شرعی خرابی پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟ جبکہ ایک مسلمان اور عاشق رسول کی شان تو یہ ہوتی ہے:

کسی کی جئے و جے کیوں کر پکاریں کیا غرض ہم کو ہمیں کافی ہے سیدا اپنا نعرہ یا رسول اللہ

نیز لفظ جئے، کتنے معنی میں مستعمل ہے اور مقتدائے اہلسنّت اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا خاں قطب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زماں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کا کیا فتویٰ ہے قرآن وحدیث اور اقوال فقہا کی روشنی میں جواب ارقام فرمانے کی زحمت فرمائیں۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) ٹائی نصرانیوں کا مذہبی شعار اور علامت ہے اور وہ ان کے عقیدے کے مطابق حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے سولی پر لٹکائے جانے کی نشانی ہے۔ چنانچہ سیدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

"ٹائی لگانا اشد حرام ہے۔ وہ شعار کفار بدانجام ہے، نہایت بدکام ہے۔ وہ کھلا رد فرمان خداوند ذوالجلال والاکرام ہے۔ ٹائی نصاریٰ کے یہاں ان کے عقیدۂ باطلہ میں یادگار ہے حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے سولی دیے جانے اور سارے نصاریٰ کا فدیہ ہوجانے کی۔ والعیاذ باللہ۔"(۱)

وارث علوم اعلیٰ حضرت حضرت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے تحقیقی رسالہ "ٹائی کا مسئلہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"ٹائی کو کراس مانو شبیہ کراس مانو بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے۔"(۲)

فقیر کو یہ نہیں معلوم ہے کہ مسلمانوں میں ٹائی باندھنے کی ابتدا کب سے ہوئی اور نہ اصل مسئلہ سے اس کا کوئی تعلق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) عیسائی اپنی مذہبی یادگار کے تحت لگاتے ہیں اور مسلمان محض ایک فیشن اور زیب وزینت خیال کرکے باندھتے ہیں مگر ان کا یہ باندھنا حرام وگناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) جن اسکولوں میں ٹائی لگانا لازم ہو، ان میں بچوں کو تعلیم دلانا ناجائز وحرام ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"کالج ہو یا اسکول یا مدرسہ اگر اس میں دین اسلام یا مذہب اہلسنّت یا شریعت مطہرہ کے خلاف تعلیم دی جاتی تلقین کی جاتی ہے تو اس کی امداد بھی حرام اور اس میں پڑھوانا بھی حرام ہے۔"(۳)

لہٰذا عالم ہو یا غیر عالم کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بچوں کو ایسے اسکولوں اور مدرسوں میں پڑھائے اور جو بلا کسی

---

(۱) الفتاوی المصطفویة، ص: ۵۲۶

(۲) ٹائی کا مسئلہ، ص: ۱۲

(۳) الفتاوی الرضویة، ج: ۲، ص: ۲۹۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مجبوری کے اپنے بچوں کو ٹائی لگانے سے منع نہ کرے وہ مجرم وگنہگار ہے ایسے لوگوں سے اجتناب کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) ڈاکٹر طاہر القادری کے نزدیک آج دنیا میں جتنے مسالک پائے جاتے ہیں ان میں کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے یعنی شیعہ وہابی وغیرہ باطل فرقے اور اہلسنّت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں بحمداللہ مسلمانوں کے تمام مسالک اور مکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے۔"(۱)

ایک مقام پر کہتے ہیں "ہمارے نزدیک شیعہ سنی میں کوئی امتیاز نہیں ہے"(۲)

ایک مقام پر کہتے ہیں "میں شیعہ وہابی علماء کے پیچھے نماز پڑھنا صرف پسند ہی نہیں کرتا بلکہ جب موقع ملے ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔"(۳)

اپنی ایک تقریر میں کہتے ہیں کہ

"یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ اور مسیحی برادری اور مسلمان یہ تین مذاہب بی لیورز (مومن) میں شمار ہوتے ہیں یہ کفار میں شمار نہیں ہوتے ہیں۔"(۴)

اس طرح کے اور بہت سے عقائد ونظریات ڈاکٹر مذکور کی تقریر وتحریر میں موجود ہیں جن کی بنیاد پر ہندو پاک کے بے شمار علماء اہلسنّت نے اس کے گمراہ وبدمذہب بلکہ کافر ومرتد ہونے کا حکم دیا ہے۔ ہندوستان کے اکابر اہلسنّت میں سے تاج الشریعہ وارث علوم اعلیٰ حضرت سیدی مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری، جانشین محدث اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی کچھوچھوی، وارث علوم صدر الشریعہ محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری دامت برکاتہم العالیہ استاذ کریم حضرت علامہ مفتی محمد شبیر حسن رضوی صاحب شیخ الحدیث جامعہ رونا ہی نے خصوصیت کے ساتھ طاہر القادری کے بدمذہب وگمراہ بلکہ خارج از اسلام ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا ہے اور جو ان اکابر کرام کا موقف ہے وہی اس فقیر کا بھی موقف ہے۔ تفصیل فقیر کے رسالہ "طاہر القادری" عقائد ونظریات" اور حضرت بابرکت مفتی ولی محمد رضوی صاحب باسنی کی تالیف "طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے" کے علاوہ علماء پاکستان کی دو درجن سے زائد کتابیں جو طاہر القادری کے متعلق لکھی ہوئی ہیں ان سب میں دیکھ سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۵) جناب مولانا انور حسن صاحب استاذ فوقانیہ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی سے سوال میں مذکور اشعار کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ان اشعار کا درج ذیل مطلب بتایا۔

(۱) جن گن من ادھینا تک جئے ہے، بھارت بھاگیہ ودھاتا یعنی اے بھارتیہ عوام کے جھنڈ کی نمائندگی کرنے

---

(۱) فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہو، ص: ۶۵

(۲) چٹان لاہور، ۲۵ رمئی ۱۹۸۹ء

(۳) رسالہ دیدوشنید لاہور، ۴تا۱۹ / اپریل ۱۹۸۶ء

(۴) تقریر محفوظ سی ڈی مسٹر طاہر القادری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

والے اور بھارت کی قسمت کے معمار آپ کی فتح ہو۔

(۲) پنجاب سندھ گجرات مراٹھا، دراوڑ اتکل بنگ، وندھیہ ہماچل یمنا گنگا، اچھل جلدھیہ ترنگ، تو شبھ نامے جاگے، تو شبھ آشش مانگے، گاہے تو جے گاتھا، یعنی صوبہ پنجاب، سندھ، گجرات، مہاراشٹر، دراوڑ، اڑیسہ، بنگال وندھیہ اور ہماچل پردیش نیز گنگا جمنا جیسی پاکیزہ ندیاں اور لہروں سے لبریز سمندر آپ کے مبارک نام کا ورد کرتی ہیں، اور آپ سے دعا پانے کی التجا کرتیں اور آپ کی عظمت کے گن گاتی ہیں۔

(۳) جن گن منگل دایک جے ہے، بھارت بھاگ ودھاتا، جے ہے، جے ہے، جے ہے، جے جے جے ہے" یعنی بھارت کے لوگوں کو خوشیاں دینے والے، اور بھارت کی قسمت کے معمار آپ کی فتح ہو۔ جے ہو۔

بعد تحقیق یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ اشعار ۲۷ ستمبر ۱۹۱۱ء کو "کنگ جارج پنجم" کی آمد پر ایک بنگالی شخص رابیندر ناتھ ٹیگور نے اس کی تعریف وتوصیف میں لکھا۔ لہٰذا مسلمان بچوں سے اسے پڑھوانے کے بجائے درود وسلام یا اور کوئی دعا پڑھوائی جائے اور ان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ ان اشعار کی جگہ درود شریف یا کلمہ طیبہ کا ورد کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۶) "نمسکار" سنسکرت اور "نمستے" ہندی کے الفاظ ہیں ان کا معنی آداب وتسلیم اور بندگی ہوتا ہے جیسا کہ فیروز اللغات اردو ص ۱۳۷۹ پر ہے، اور غیر مسلموں سے سلام کے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں کافر کو بے ضرورت ابتدا بالسلام ناجائز ہے نص علیه فی الحدیث و الفقه اور ہندوستان میں وہ طرق تحیت جاری ہیں کہ بضرورت بھی انہیں سلام شرعی کی حاجت نہیں مثلاً یہی کہ لالہ صاحب، بابو صاحب، منشی صاحب یا بے سر جھکائے سر پر ہاتھ رکھ لینا وغیرہ ذالک۔" (۱)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں سے بلا ضرورت آداب وغیرہ کچھ نہیں کہنا چاہئے اور اگر کسی ضرورت ومصلحت کے تحت ایسا کرنا ہو تو "آداب" کہہ سکتے ہیں مگر نمسکار اور نمستے سے بچے رہا "جے رام جی کی" تو یہ بولنا حرام حرام اشد حرام ہے بلکہ بحکم فقہاء کرام کفر ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "جنہوں نے ہنود کے ساتھ وہ جے (جے رام چندر جی) بولی کافر ہو گئے ان کی عورتیں ان کے نکاح سے نکل گئیں"۔ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۲۵/ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج: ۹، ص: ۶۵

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج: ۶، ص: ۵۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دیوبندی عقائد سے ناواقف رشتہ داروں کا حکم

مسئلہ از: محمد جاوید عالم، اراریہ بہار۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ مذکورہ میں کہ زید کے ننیہال والے پہلے سنی تھے لیکن اب وہ لوگ دیوبندیوں سے میل جول رکھتے ہیں، جماعتوں کو کھانا کھلاتے ہیں، ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور وہ لوگ سنی دیوبندی عقائد سے ناآشنا ہیں البتہ چند فروعیات ومستحبات کو سنی دیوبندی عقائد سمجھتے ہیں۔ مثلاً چادر چڑھانا، فاتحہ دلانا کھڑے ہوکر سلام پڑھنا وغیرہ وغیرہ جوان چیزوں کو بجالاتا ہے وہ سنی ہے ورنہ دیوبندی ہے۔ لہٰذا اب زید کو کیا کرنا چاہئے۔ ان سے تعلقات رکھنا چاہئے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید کو چاہئے کہ ننیہال والوں کو بنرمی عقائد اہلسنت اور معمولات اہلسنت کی حقانیت وصداقت کو سمجھائے اور وہابیوں دیوبندیوں، تبلیغیوں کے کفری عقائد اور اللہ ورسول کی شان اقدس میں ان کے توہینی کلمات کو دکھائے اگر مان لیں تو ٹھیک ورنہ ان سے اپنے تعلقات منقطع کرلے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾(۱)

اور ارشاد فرماتا ہے "﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۷/ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

---

(۱) سورۃ التوبۃ، آیت: ۲۳

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سنی اور وہابی کو برابر کہنے والے کا حکم

مسئلہ از: نور محمد

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ

زید وہابی نما تقریباً چالیس سال سے اہل سنت وجماعت کے درمیان اپنے عقیدے کو چھپا رکھا ہے اور جب کبھی اس کی بدعقیدگی کی بدبو محسوس ہوتی تو سنی حضرات کہہ دیا کرتے تھے کہ ایسی باتیں نہ کرو تو زید جواب دیتا اور بڑے اچھوتے انداز میں اپنی صفائی پیش کرتا کہ تم لوگوں کو نہیں معلوم کہ میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کا ماننے والا ہوں جب یہ بات پڑھے لکھے لوگوں تک پہنچی تو زید سے سوال کیا گیا۔ زید اپنے کو حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا مقلد بتا کر چھٹکارہ پاتا رہا لیکن زید کے نماز پڑھنے کے طریقے کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ زید شافعی مسلک کا ماننے والا نہیں ہے۔ بہرحال زید جب کبھی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتا تو موذن صاحب کے تکبیر پڑھنے کے وقت ٹہلتا رہتا شروع سے آخر تک جبکہ سنی حضرات "حی علی الصلاۃ حی علی الفلاح" میں کھڑے ہو کر جماعت میں شریک ہوتے ہیں اور نماز پوری کرتے ہیں۔ زید سینے کا بٹن کھولے اور آستین آدھی کلائی تک موڑے نماز ادا کرتا ہے اور رکوع سے کھڑے ہونے پر دونوں ہاتھ پھینکتا رہتا ہے۔ زید رمضان المبارک میں آٹھ رکعت تراویح کی نماز پڑھ کر چلا جاتا ہے جبکہ سنی حضرات بیس رکعت تراویح کی نماز ادا کرتے ہیں۔

زید مزارات اولیاء اللہ کو مٹی کا ڈھیر بتاتا ہے۔ ان الفاظ میں "کیا مٹی کے ڈھیراں اور کیا ہے بتاؤ" زید اپنی نواسی کا رشتہ وہابی لڑکا سے پکا کر چکا ہے اور اپنے لڑکے کے لئے وہابی لڑکی تلاش کر رہا ہے جبکہ یہ علاقہ مسلک اعلیٰ حضرت کے ماننے والوں کا ہے۔ یہاں سنی کی دو مسجد ہے لیکن زید وہابی کی مسجد بنانے میں تعاون کی بات کر رہا ہے اور ایک سنی آدمی سے یہاں تک کہہ ڈالا کہ مجھے بولو میں چند دنوں میں مسجد تعمیر کرادوں گا جبکہ وہ لوگ سنی ہیں اور سنی مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں اور جن وہابیوں کو سنی لوگوں نے اپنی جماعت سے نکالا ہے زید ان لوگوں کے ساتھ دکان میں بیٹھ کر چائے پیتا ہے منع کرنے سے کہتا ہے کہ کیا سنی اور کیا وہابی سب برابر ہیں۔ تادیباً زید کو سمجھایا گیا ایسا نہ کرو وہابی کے پاس نہ بیٹھو ایسے لوگ منافق کہے جاتے ہیں اور منافق جہنم میں جائے گا۔ وہابی مرتد کی بخشش نہیں ہوگی اور تم پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرنے کے بعد کیا منہ دکھاؤ گے اور بدمذہب لوگوں سے تعلق رکھنے والے کو موت کے وقت ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ اور بروز قیامت بدمذہبوں کا حشر ابوجہل، شیطان، فرعون اور نمرود کے ساتھ ہوگا۔

یہ علاقہ حضرت سیدی سبطین رضا صاحب قبلہ کا ہے۔ یہاں کے لوگ مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق عقیدہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

رکھنے والے ہیں۔ وہابی بدمذہب سے سلام وکلام اوران سے تعلقات رکھنا رشتہ داری کرنا ناجائز وحرام سمجھتے ہیں۔ زید کے نہ سمجھنے پر اہل سنت وجماعت کے لوگوں نے زید کو ایک سال کے لئے اپنی جماعت سے عین بعد نماز جمعہ نکال دیا اور کہہ دیا کہ زید کا اپنا ایمان وعمل مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق بنا لینے کے بعد غور وفکر کیا جائے گا۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا گیا کہ زید کو خوشی وغم میں شریک کرنا یا زید کے خوشی وغم میں شریک ہونا زید کو مسجد میں آنا اور قبرستان میں جگہ دینا منع ہے۔ زید کو بکر نے گیارہویں شریف کے فاتحہ کی شیرینی دیا نہیں کھا کر پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔ زید کے گھر کی عورتیں سنیوں کی عورتوں کو فاتحہ کرنے پر طعنہ دیتی ہے۔ زید کی اکثر وبیشتر رشتہ داری وہابیوں سے ہے۔ زید ہمیشہ وہابی بدمذہب کی طرفداری کرتا ہے۔

(۱) زید کے ان حرکات وسکنات سے کیا پتہ چلتا ہے؟

(۲) زید تہتر فرقوں سے کس فرقے کا آدمی ہے؟

(۳) سنی یا وہابی؟ زید سنی ہے یا وہابی؟

(۴) زید کا ایمان وعمل مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق ہو جانے پر زید کو اہل سنت والجماعت میں شامل کر لیا جائے یا نہیں؟

(۵) مجدد اعظم امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کا خلاصہ جناب مفتی جلال الدین احمد امجدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب بدمذہبوں سے رشتے کے مطابق زید کے ایمان وعمل کو کئی برس تک پرکھا جائے یا نہیں کیونکہ اس سے پہلے ایسا ہو چکا ہے۔ ایک شخص وہابی تھا اس کے گھر کوئی بھی سنی رشتہ داری نہیں کرتے تھے وہ شخص جھوٹ ڈھونگی بن کر توبہ کر لی۔ سنیوں میں شامل ہو کر اپنے بچوں کی شادی بیاہ کرنے کے بعد پھر وہابی جماعت میں شامل ہو گیا کہیں زید بھی اس جیسا تو نہیں کرنا چاہ رہا ہے؟

(۶) زید کی طرفداری کرنے والے سنی مسلمان کے لئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

سوال میں مذکور زید کی حرکات وسکنات واضح طور پر بتا رہی ہیں کہ زید سنی نہیں ہے بلکہ گمراہ بدمذہب اور فرقہ وہابیہ سے ہے اور حد درجہ کا شاطر ومکار ہے۔ سنی حضرات اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں اور پھر جب وہ توبہ صادقہ صحیحہ کر لے اور علماء اہل سنت کو اس کی حالت کے مکمل صحیح ہو جانے پر اطمینان ہو جائے تو جماعت اہل سنت میں شامل کر لیا جائے۔ اس سے پہلے مسلمان زید سے کسی طرح کا کوئی تعلق نہ رکھیں اگر جانتے ہوئے بھی کوئی مسلمان زید کی حمایت کرتا ہے تو وہ سخت مجرم وگنہگار اور مستحق نار وغضب جبار ہے۔ مسلمان ایسے شخص کا بھی بائیکاٹ کر دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاِمَّا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۱)واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۳/ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

وندے ماترم اور بھارت ماتا کی جے کہنا کیسا؟

مسئلہ از: محمد مختار عالم سورت، گجرات

ہندوستان میں ہندو سلطنت چل رہی ہے اس میں بہت سی سیاسی پارٹیاں ہیں جیسا کہ کانگریس پارٹی، بھارتیہ جنتا پارٹی، وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل وغیرہ پارٹی ہے۔ ہر پارٹی کا الگ الگ نشان ہے جیسا کہ کانگریس میں ترنگا، دوپٹہ گلے میں ڈالتے ہیں، بی جے پی میں کیسری کلر کا دوپٹہ گلے میں ڈالتے ہیں یا تو سر پر باندھتے ہیں اس بی جے پی میں اپنے کئی مسلم بھائی بھی جڑے ہوئے ہیں تو ان مسلم بھائیوں کو بھی کیسری کلر کا دوپٹہ گلے میں ڈالنا پڑتا ہے یا سر پر باندھنا پڑتا ہے اور پھر وندے ماترم، جے بھارت ماتا وغیرہ بولنا پڑتا ہے جو بھی پارٹی ہو اس میں ہندو رسم ورواج اپنانا پڑتا ہے اور پھول، ہار سے ان ہندو نیتاؤں کو نوازا جاتا ہے۔ چاند کا ٹیکہ وغیرہ کروایا جاتا ہے تو اس میں شریک رہ کر یہ سب مسلم بھائیوں کے لئے کتنا ضروری ہے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

سوال میں مذکور سیاسی پارٹیوں میں سے بی جے پی، وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل کا حال سب کو معلوم ہے۔ یہ پارٹیاں اسلام دشمنی میں بدنام زمانہ ہیں۔ ان کے نظریات اور افعال وکردار سب اس بات پر کھلی شہادت ہیں کہ مسلمانوں کی تباہی وبربادی اور اسلام کا خاتمہ ان کے ناپاک منصوبوں میں ہے، اس لئے ایسی کسی بھی پارٹی میں مسلمانوں کی شرکت سخت حرام ہے اور ان کے علامتی رومال وغیرہ کو استعمال کر کے ان پارٹیوں میں ہونے کا اظہار بھی سخت گناہ ہے۔

رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"من کثر سواد قوم فھو منھم"(۲)

پھر جب کوئی مسلمان اس میں شرکت کرے گا تو اس پارٹی کے تمام کالے کرتوتوں میں وہ بھی معاون ہوگا۔

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) کنز العمال، ج: ۱، ص: ۲۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یہ الگ گناہ ہوگا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾(۱)

اور وندے ماترم کہنا اور جے بھارت ماتا بولنا کفر ہے اور ہندو رسم ورواج کا اپنانا حرام حرام سخت حرام بلکہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے۔غمز عیون البصائر میں ہے:

"اتفق مشائخنا ان من رای امر الکفار حسنا فقد کفر"۔(۲)

اور ہندو دیوتاؤں کو ہار پھول چڑھانا ناجائز ہے کہ یہ ان کی تعظیم ہے اور مشرک کی تعظیم جائز نہیں۔کتب فقہ میں کافر کی تعظیم کو صرف حرام ہی نہیں بلکہ کفر بتایا گیا ہے۔چنانچہ درمختار میں ہے:

"لو سلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر"(۳)

اور رہا ٹیکہ لگوانا تو یہ کھلا ہوا کفر ہے۔سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ رقمطراز ہیں:

'قشقہ' کہ ماتھے پر لگایا جاتا ہے صرف شعار کفار نہیں بلکہ خاص شعار کفر بلکہ اس سے بھی اخبث خاص طریقہ عبادت مہادیو وغیرہ اصنام سے ہے اس سے لگانے پر راضی ہونا کفر پر رضا ہے اور اپنے لئے ثبوت کفر پر رضا بالاجماع کفر ہے۔منح الروض الازہر میں ہے:

"من رضی بکفر نفسه فقد کفر ای اجماعا و بکفر غیره اختلف المشائخ."(۴)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سوال میں ذکر کردہ بعض امور کا ارتکاب حرام وگناہ اور بعض کا کفر ہے۔اگر کسی مسلمان نے ایسی حرکت کی تو اس پر توبہ واستغفار اور تجدید ایمان ونکاح ضروری ہے۔اسی سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ ان کاموں کا کرنا ضروری نہیں بلکہ اس سب کو چھوڑنا ضروری ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۷/صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

---

(۱) سورۃ المائدہ، آیت:۲

(۲) غمز عیون البصائر مع الاشباہ والنظائر، ج:۱، ص:۲۹۵

(۳) الدر المختار مع ردالمحتار، ج:۵، ص:۲۶۵

(۴) الفتاوی الرضویۃ، ج:۶، ص:۱۵۰، ۱۵۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ڈاکٹر طاہر القادری کے عقائد اور اس کا حکم

مسئلہ از: محمد آصف خان قادری گولہ بازار، خلیل آباد۔

کیا فرماتے ہیں حضرت مفتی صاحب قبلہ اس بارے میں کہ پاکستان کے ڈاکٹر طاہر القادری کے کیا نظریات ہیں اور ان پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ڈاکٹر طاہر القادری کی متعدد تحریرات اور بیانات کو خود فقیر نے پڑھا اور سنا خصوصاً ان کی کتاب "فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے" از اوّل تا آخر دیکھا۔ آنجناب کی تحریر وتقریر کا حاصل یہ ہے کہ آج دنیا میں بنام مسلم جتنے مسلک وفرقے پائے جاتے ہیں خواہ وہ وہابی، دیوبندی اور رافضی کی شکل میں ہوں یا خارجی اور نیچری اور قادیانی کی صورت میں ہوں سب کے سب بنیادی عقائد میں ایک ہیں ان تمام فرقوں میں اور اہل سنت وجماعت میں عقائد کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے اور جو اختلافات ہیں بھی تو وہ صرف فروعی اور جزئی ہیں لہٰذا عقائد کو نشانہ بنا کر کسی فرقہ کی تذلیل وتکفیر تو کیا اس کی تنقید وتفسیق بھی درست نہیں ہے چنانچہ آنجناب لکھتے ہیں۔

"بحمد اللہ مسلمانوں کے تمام مسالک اور مکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے۔ البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں جن کی نوعیت تعبیری اور تشریحی ہے اس لیے تبلیغی امور میں بنیادی عقائد کے دائرہ کو چھوڑ کر محض فروعات وجزئیات میں الجھ جانا اور ان کی بنیاد پر دوسرے مسلک کو تنقید وتفسیق کا نشانہ بنانا کسی طرح دانشمندی اور قرین انصاف نہیں" (۱)

بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ یہود ونصاریٰ اہل ایمان ہیں ان کو کفار میں شامل کرنا غلط ہے جیسا کہ آنجناب کی تقریر سی ڈی وغیرہ میں موجود ہے جسے فقیر نے خود سنا ہے۔

ڈاکٹر مذکور کا مندرجہ بالا نظریہ قرآن وحدیث اور ارشادات آئمہ دین کے سراسر خلاف ہے کیونکہ وہابیوں اور دیوبندیوں کے کفر وارتداد پر علماء حرمین کے علاوہ سیکڑوں علماء ہند وسندھ متفق ہیں حتی کہ دیوبندیوں کے عقائد کفریہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کے کفر میں شک کرنے والے کو بھی کافر قرار دیا ہے یونہی قادیانیوں اور رافضیوں کا حال ہے چنانچہ قادیانیوں کے کافر ہونے پر پورا عالم اسلام متفق ہے اور رافضیوں کے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

"ھؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین."

---

(۱) فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہو، ص: ۶۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یعنی یہ لوگ ملت اسلامیہ سے خارج ہیں اور ان کے احکام مرتدین کے احکام ہیں (۱)

اور فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

''اور ان کا فر مرتد ہونا عامۂ کتب معتمدہ خلاصہ وفتح القدیر وظہیریہ وعالمگیری وردالمحتار وعقود الدریۃ وبحر الرائق ونہر الفائق وتبیین الحقائق وبدائع وبزازیہ وبرجندی وانقرویہ وواقعات المفتین واشباہ ومجمع الانہر وطحاوی علی الدرونمنیہ ونظم الفرائد وبرہان شرح مواہب الرحمن و تیسیر المقاصد وشرح وہبانیہ ومغنی المستفتی وتنویر الابصار ومنح الغفار واصول امام شمس الائمہ وکشف البزدوی وشفا شریف وروضۃ امام نووی واعلام امام ابن حجر وکتاب الانوار وشرح عقائد ومنح الروض وفواتح الرحموت وارشاد الساری وفتاویٰ علامہ مفتی ابو سعود وعلامہ نوح آفندی وشیخ الاسلام عبداللہ آفندی واحمد مصری علی مراقی الفلاح وشبلی علی نربلعی وغیرہا سے ثابت وروشن ہے۔'' (۲)

جب کہ ڈاکٹر طاہر القادری ان تمام فرقوں کو اور اہل سنت وجماعت کو ایک مانتے ہیں اس کا واضح مطلب ہے کہ آنجناب کے نزدیک ایمان وکفر حق اور باطل سنی اور غیر سنی سب ایک ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اسی طرح ان کا یہ نظریہ کہ یہود ونصاریٰ اہل ایمان ہیں ان کو کفار میں شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ کھلم کھلا قرآن کی تکذیب اور اس کا انکار ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ﴾ (۳) یعنی بیشک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں اور ارشاد فرماتا ہے: ﴿ھُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِھِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ (۴) یعنی وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کے لئے اور ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ﴾ (۵) کتابی کافر ومشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے۔

ان آیات طیبہ کے علاوہ اور بھی متعدد آیات کریمہ ہیں جن میں صاف طور سے اہل کتاب کو کافر کہا گیا ہے

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ ج:۲، ص:۲۶۴

(۲) الفتاویٰ الرضویۃ، ج:۱۴، ص:۲۴۶

(۳) سورۃ البینۃ، آیت:۶

(۴) سورۃ الحشر، آیت:۲

(۵) سورۃ البینۃ آیت:۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہٰذا ڈاکٹر طاہر القادری نے اہل کتاب کو کافر نہ مان کر قرآن کریم کا صریح انکار کیا۔

یہ اس کا کھلا ہوا کفر ہے چنانچہ شفا شریف میں ہے "الا جماع علی کفر من لم یکفر احد امن النصاری والیھود وکل من فارق دین المسلمین اووقف فی تکفیر ھم او شک"(۱)

الحاصل طاہر القادری اپنے اقوال وافعال کی بنا پر اسلام سے خارج اور کافر و بے دین ہے اس کی تقریر وتحریر کا پڑھنا اور سننا ناجائز ہے ڈاکٹر مذکور کے متعلق علماء پاکستان خصوصاً حضرت علامہ قاری محبوب رضا قادری صاحب سابق مفتی دار العلوم امجدیہ کراچی نے بہت پہلے فرمایا ہے کہ وہ گمراہ گمراہ گر ہے اور بظاہر حکم کفر وارتداد سے بھی کوئی مانع نظر نہیں آتا ہے۔ حضرت علامہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے وہ بلاشبہ حق وصواب اور مطابق حکم شرع ہے۔ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی جل مجدہ وھو تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتاودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

۳۰ ربیع الاول شریف ۱۴۳۳ھ

محمد شفیق الرحمٰن عفی عنہ کمال احمد

طاہر القادری کی طرف منسوب تحریر اگر واقعی ان کی ہے تو یہ فتویٰ درست اور نہایت ضروری کام ہے۔

محمد سعید نورانی

دار العلوم مدینۃ العربیہ دوست پور سلطانپور

۳۰ ربیع الاول ۱۴۳۳ھ

مذاق کے طور پر مسائل بیان کر کے ہنسنا کھیلنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد مزمل حسین رضوی، بنگلور، کرناٹک۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ

ایک شخص کرسی پر خطبا کی نقل اتارتے ہوئے بطور مذاق کچھ مسائل بیان کرتا ہے اور سامنے چند حضرات اس پر ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب بعون الملک الوھاب:

اس طرح کرنا علم وعلما اور شریعت کے مسائل کا مذاق اڑانا ہے اور یہ کفر ہے البحر الرائق میں ہے۔

(۱) الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ج: ۲، ص: ۲۴۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"ویکفر بجلوسه علی مکان مرتفع والتشبه بالمذکرین ومع جماعة یسئلون منه المسائل ویضحکون منه ثم یضربونه بالمحراق وکذا یکفر الجمیع لاستخفافهم بالشرع"(۱)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے۔

"رجل یجلس علی مکان مرتفع یسألون منه مسائل بطریق الاستهزاء ثم یضربونه بالوسائد وهم یضحکون یکفرون جمیعا"(۲)

لہٰذا جو شخص بطور ہنسی مذاق علما کی نقل کرتے ہوئے مسائل بیان کرتا ہے اور جو لوگ اس پر ہنستے اور خوش ہوتے ہیں ان پر فرض ہے کہ فوراً توبہ واستغفار کریں تجدید ایمان ونکاح کریں اور آئندہ ایسی حرکت سے پرہیز کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

مردہ جلانے کو دفن کرنے سے بہتر بتانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد سلیم قادری، بردھیا بازار، خلیل آباد

حضور قاضی شریعت ضلع سنت کبیر ومفتی علیمیہ اس مسئلہ میں رہنمائی فرمائیں کہ ایک مسلمان نے چند ہندوؤں سے کہا کہ تمہارے یہاں ہی ٹھیک ہے کہ مردوں کو جلا دیا جاتا ہے ہم لوگ کے یہاں کتنی جھنجھٹ ہے۔ ایسا کہنا کیا ہے؟

باسمه تعالیٰ وتقدس

الجواب: بعون الملک الوهاب جو کام اور رسم ورواج کافروں کے ساتھ خاص ہو اسے اچھا جاننا اور اچھا کہنا باتفاق ائمہ دین کفر ہے غمز عیون البصائر میں ہے۔

"اتفق مشائخنا ان من رأی امر الکفار حسناً فقد کفر"(۳)

البحر الرائق میں ہے۔

"یکفر بتحسین امر الکفار اتفاقا حتی قالوا لو قال ترک الکلام عند اکل الطعام من

---

(۱) البحر الرائق ج:۵، ص:۲۰۷، کتاب السیر

(۲) الفتاوی العالمگیریة ج:۲، ص: ۲۷۰، کتاب السیر.

(۳) غمز عیون البصائر مع الاشباه والنظائر، ج:۲، ص:۲۰۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

المجوس حسن او ترک المضاجعة حالة المحیض منهم حسن فهو کافر"(۱)

فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

"جوان کے کسی فعل کی تحسین ہی کرے باتفاق ائمہ کافر ہے غمز عیون البصائر میں ہے۔من استحسن فعلا من افعال الکفار کفر باتفاق المشائخ"(۲)

ان ارشادات کا حاصل یہی ہے کہ کافروں کے کاموں کی تعریف وتحسین اوران کے مخصوص رسم ورواج کو اچھا کہنا کفر ہے لہٰذا جس مسلمان نے سوال میں مذکور بات کہی اس پر فرض ہے کہ ایسی بات سے توبہ کرے پھر سے کلمہ پڑھ کر تجدید ایمان کرے اور اگر بیوی والا ہو تو تجدید نکاح بھی کرے کیونکہ اس نے کافروں کی ایک مذہبی رسم مردہ جلانے کو ٹھیک بتایا اور حکم شریعت کا استہزا بھی کیا (معاذ اللہ رب العالمین) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

اہل قبلہ کی تعریف اوران کی تکفیر کا بیان

مسئلہ از: نور محمد نوری، الہ آباد، یوپی

حضرت مفتی صاحب قبلہ کی خدمت میں عرض ہے کہ آج کل بعض حضرات یہ مسئلہ بتاتے پھر رہے ہیں کہ جو اہل قبلہ ہیں ان میں کسی کی تکفیر جائز نہیں ہے اس لیے وہ لوگ وہابیوں، دیوبندیوں کی اقتدا بھی کرتے ہیں اوران کی تکفیر سے منع کرتے ہیں آپ ارشاد فرمائیں کہ اہل قبلہ کون ہیں اوران کی تکفیر کا کیا حکم ہے۔

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب بعون الملک الوهاب:

اعوذ بک من همزات الشیطن واعوذبک من ان یحضرون ومن کل هامة ولا مة وخناس یوسوس فی صدور الناس.

یہ امر بہت مشہور ومعروف ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے کتب عقائد وفقہ میں متعدد مقامات پر اس کی تصریح ہے بعض حضرات اپنی ناواقفیت کی بنا پر یہ کہتے ہیں کہ جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اس کا فر مت کہو کیونکہ وہ اہل قبلہ ہے اور آج کل بے دینی پھیلانے اور صلح کلیت کا زہر پلانے والے کچھ گمراہ پیر اور نام نہاد

(۱) البحر الرائق، ج:۵، ص:۲۰۸

(۲) الفتاوی الرضویة، ج:۶، ص:۱۲۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مولوی بھی اسی بات کی تشہیر کر رہے ہیں اور لوگوں کو گمراہ و صلح کلی بنانے میں لگے ہوئے ہیں ان صاحبان جبہ و دستار کے فریب میں آ کر نا معلوم کتنے لوگ اپنا ایمان برباد کر چکے ہیں کھلم کھلا وہابیہ دیابنہ کی اقتدا کر رہے ہیں روافض سے نکاح و بیاہ کر رہے ہیں اور جہنم میں جانے کا سامان فراہم کر رہے ہیں ان جاہل پیروں اور ان کے گمراہ مریدوں اور حاشیہ نشینوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہر کلمہ گو اہل قبلہ ہے لہٰذا اس کی تکفیر درست نہیں ہے بلکہ بعض جاہلوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے وہ کیسا ہی عقیدہ کیوں نہ رکھتا ہو ہم اسے کافر نہیں کہہ سکتے ہیں اگر ان مدعیان علم کی یہ بات صحیح ہو تو ابوجہل کو بھی اہل قبلہ کہنا ہوگا کیونکہ وہ بھی کعبہ مقدسہ کا طواف بہ نیت عبادت صحیح سمجھتا تھا اور اسے قبلہ مانتا تھا یونہی قادیانی جو تمام مکتبہ فکر حتی کہ دیوبندیوں کے نزدیک بھی کافر ہیں کافر نہیں کہے جا سکتے ہیں کہ وہ بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں ہمارا ذبیحہ کھاتے ہیں۔ العیاذ باللّٰہ تعالیٰ۔

واقعہ یہ ہے کہ یہاں اہل قبلہ کا لغوی معنی یعنی قبلہ والے مراد نہیں ہے بلکہ فقہا و متکلمین کی ایک خاص اصطلاح ہے جس کا معنی یہ ہے کہ جو تمام ضروریات دین اور اسلام کے قطعی و یقینی امور پر یقین و ایمان رکھتے ہوں اور انہیں دل سے تسلیم کرتے ہوں اور دین کی کسی بھی ضروری بات کے منکر نہ ہوں وہ اہل قبلہ ہیں چنانچہ فقہ حنفی کے عظیم شناور اور جلیل القدر محدث و متکلم علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری ارشاد فرماتے ہیں۔

"اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ماهو من ضروريات الدين" (۱)

علامہ عبدالعزیز فرہاروی شرح عقائد کی شرح میں رقمطراز ہیں۔

اهل القبلة فى اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين"(۲)

ان عبارتوں کا مطلب یہ ہے کہ اہل قبلہ وہ ہیں جو ضروریات دین کی تصدیق کرتے ہوں۔

اگر کوئی شخص نماز و روزہ تو کرتا ہے بلکہ صائم الدہر اور قائم اللیل ہے مگر کسی ایک امر ضروری دینی کا منکر ہے وہ اہل قبلہ نہیں ہے بلکہ کافر و بے دین ہے چنانچہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں۔

"فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم اه نفى الحشر او نفى علمه سبحانه وتعالىٰ بالجزئيات لا يكون من اهل القبلة"(۳)

یعنی پس جو شخص تمام عمر طاعت و عبادات کا پابند ہونے کے باوجود قدم عالم اور نفی حشر یا اللہ تعالیٰ کے عدم علم

---

(۱) شرح الفقه الاكبر، ص: ۱۸۹

(۲) النبراس، ص: ۳۴۲

(۳) شرح الفقه الاكبر، ص: ۱۸۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بالجزئیات کا معتقد ہو وہ اہل قبلہ نہیں ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

"لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الا سلام وان کان من اهل القبلة" (۱) فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں ہے۔ اذلانکفر احد امن اهل القبلة الا بانکار قطعی من الشریعة" (۲)

ان عبارات کا معنی یہی ہے کہ جو شخص ضروریات دین کا منکر ہو اس کی تکفیر ہوگی اگر چہ وہ اہل قبلہ سے ہو۔ رہا ائمہ دین کا یہ ارشاد کہ اہل قبلہ کی تکفیر ممنوع ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خارجیوں کی طرح گناہ کبیرہ اور محرمات کے ارتکاب پر ہم اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اہل قبلہ اگر ضروریات دین میں سے کسی امر کا انکار کریں تو بھی ان کی تکفیر نہ کی جائے علامہ عبدالعزیز فرہاروی تحریر فرماتے ہیں۔

"ومعنی عدم تکفیر اهل القبلة ان لا یکفر بارتکاب المعاصی ولا بانکار الا مور الخفیة غیر المشهورة" (۳)

یعنی فقہا نے جو یہ کہا کہ اہل قبل کی تکفیر نہ کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ معاصی کے ارتکاب کی بنا پر اور اسلام کے غیر مشہور اور مخفی امور کے انکار کی وجہ سے کافر نہ کہا جائے۔

فقیہ فقید المثال متکلم جلیل الشان مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا قادری رضی عنہ ربہ القوی اہل قبلہ کی تکفیر پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اصل بات یہ ہے کہ اصطلاح ائمہ میں اہل قبلہ وہ ہے کہ تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو ان میں سے ایک بات کا بھی منکر ہو تو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر مرتد ہے ایسا کہ جو اسے کافر کہے خود کافر ہے شرح فقہ اکبر میں ہے فی المواقف لا یکفر اهل القبلة الا فیما فیه انکار ما علم مجیئه بالضرورة او المجمع علیه کا استحلال المحرمات اھ" (۴)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہے اور کسی امر دینی ضروری کا منکر نہیں ہے وہ اہل قبلہ ہے اور جب تک اس میں کفر کی کوئی علامت ونشانی نہ پائی جائے اور کوئی بات موجب کفر اس سے صادر نہ ہو محض فعل حرام کے ارتکاب پر اس کی تکفیر نہیں کی جاسکتی ہے۔

---

(۱) رد المحتار، ج: ۱، ص: ۲۷۷

(۲) فتح المغیث شرح الفیة الحدیث، ص: ۱۴۲

(۳) النبراس، ص: ۳۴۲

(۴) تمهید ایمان، ص: ۳۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لیکن وہابیہ ودیابنہ اہل قبلہ ہیں ہی نہیں کیونکہ یہ ضروریات دین کے منکر اور اللہ ورسول کے گستاخ ہیں۔ چنانچہ ضروریات دین سے ہے کہ سرکار دوعالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مانا جائے مگر دیوبندیوں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر میں بالذات کچھ فضیلت نہیں''(۱)

اور لکھا کہ:

''بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''(۲)

پھر آگے لکھا:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''(۳)

ان عبارات میں خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء کا صریح انکار ہے جب کہ بے شمار احادیث طیبہ میں یہی معنی مذکور ہے اور سلف سے خلف تک یہی معنی مراد لیتے رہے لہٰذا اس معنی کا انکار ایک امر ضروری دینی کا انکار ہے جو کفر ہے اسی بنا پر عرب وعجم کے سیکڑوں علما نے مولوی قاسم کی تکفیر فرمائی ہے۔

یونہی نبی کی تعظیم وتوقیر ضروریات دین سے ہے اور ان کی توہین وتنقیص کفر ہے جب کہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کی توہین کرتے ہوئے یوں لکھا۔

''بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے''(۴)

اس طرح کی اور بہت کفری باتیں وہابیوں دیوبندیوں نے لکھی کہی اور چھاپی ہیں جن کی بنا پر دیوبندی عقائد والے کافر ومرتد اور اسلام سے خارج ہیں حتی کہ علمائے حرمین طیبین نے فرمایا۔

''من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر'' یعنی جو دیوبندی مذکورہ مولویوں کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے تفصیل کے لیے علمائے اہلسنت کے فتاوی اور کتب خاص کر حسام الحرمین اور الصوارم الہندیہ دیکھیں۔

---

(۱) تحذیر الناس ص:۳

(۲) تحذیر الناس ص:۱۶

(۳) تحذیر الناس ص:۳۳

(۴) حفظ الایمان ص:۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جان بوجھ کر وہابیوں دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں ان کی اقتدا کرتے ہیں ان کو کافر کہنے سے روکتے ہیں وہ یا تو خود وہابی دیوبندی ہیں یا صلح کلی اور گمراہ وبددین ہیں مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے بچنا لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

یہود ونصاریٰ کفار ہیں یا نہیں؟

مسئلہ از: محمد یٰس آنجینئر، بھیونڈی، مہاراشٹر

حضور محقق عصر مفتی اہل سنت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ:

یہود ونصاریٰ کافر ہیں یا نہیں اگر کوئی ان کو کافر نہ مانے تو اس کا کیا حکم ہے؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب بعون الملک الوھاب:

یہود ونصاریٰ یقیناً کافر ہیں متعدد آیات قرآنیہ اور تصریحات ائمہ اس پر شاہد عدل ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ"(۱)

یعنی بے شک وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے۔

اور فرماتا ہے۔

"اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ"(۲)

یعنی بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔

اور فرماتا ہے۔

---

(۱) سورۃ المائدہ آیت: ۷۲

(۲) سورۃ البینۃ آیت: ۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"هُوَ الَّذِیْ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ" (۱)

یعنی وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کے لیے۔

ان آیات کریمہ کے علاوہ اور بھی بکثرت آیات میں صاف اور صریح طور پر اہل کتاب یہود و نصاریٰ کو کافر فرمایا گیا ہے لہٰذا یہود و نصاری بلاشبہ کافر ہیں اور جو ان کو کافر نہ مانے وہ باجماع ائمہ خود کافر ہے علامہ اجل امام قاضی عیاض قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

"الاجماع علی کفر من لم یکفر احدا من النصاریٰ والیهود و کل من فارق دین المسلمین اووقف فی تکفیر هم او شک" (۲)

یعنی جو شخص یہود و نصاری اور دین اسلام سے جدا ہونے والے کو کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے میں توقف کرے یا شک کرے اس شخص کے کافر ہونے پر اجماع ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

وہابی دیوبندی کی جانچ اور تحقیق کا کیا طریقہ ہے؟

مسئلہ از: ابو محمد، خلیل آباد۔

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت کہ کسی مشکوک شخص کے بارے میں یہ تحقیق کیسے کی جائے کہ وہ سنی ہے یا وہابی دیوبندی ہے کیونکہ بہت سے لوگ وہابی جانے جاتے ہیں مگر جب ان سے پوچھا جائے تو اپنے کو سنی بناتے ہیں۔

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب بعون الملک الوهاب:

وہابی بہت مکار اور فریبی قوم ہے اس کے مذہب اور دین دھرم کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے جس طرح کے حالات ہوتے ہیں یہ قوم اسی طرح کا عقیدہ بنالیتی ہے جس کا مشاہدہ اور تجربہ ہے لہٰذا کسی مشکوک شخص کو جانچنے اور اس کی وہابیت و دیوبندیت کی تحقیق کے لیے معتبر عالم دین کا سہارا لیا جائے وہ عالم یا پھر وہابی عقائد سے واقف ذمہ دار سنی حضرات اس سے وہابیوں، دیوبندیوں کے پیشواؤں کے متعلق پوچھیں کہ تو اسماعیل دہلوی، نذیر حسین دہلوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، خلیل احمد بیٹھوی اور ان کی کتابوں تقویت الایمان، معیار الحق، براہین

---

(۱) سورۃ الحشر آیت: ۲

(۲) الشفا بتعریف حقوق المصطفی ج: ۲، ص: ۲۴۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قاطعہ، تحذیر الناس، حفظ الایمان اور بہشتی زیور وغیرہ کو کیسا جانتا ہے اور ''فتاوی حسام الحرمین'' کو مانتا ہے یا نہیں اگر صاف صاف کہہ دے کہ یہ لوگ بے دین اور گمراہ ہیں اور مذکورہ کتب وہابیہ کفر وضلالت سے بھری ہیں اور فتاویٰ حسام الحرمین برحق ہے تو ظاہر یہی ہے کہ وہ سنی ہے وہابی نہیں ہے اور اگر ان مولویوں کے متعلق صفائی دے یا ان کے بارے میں حکم شرع تسلیم کرنے سے حیلہ وحوالہ سے کام لے تو سنی نہیں ہے۔

اس کے علاوہ علمائے اہل سنت نے سنی ہونے کی ایک اور پہچان یہ بتائی ہے کہ اگر آدمی امام اہل سنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتا ہے تو سنی ہے اور اگر ان سے بغض رکھتا ہے تو سنی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

کیا عام دیوبندی وہابی بھی کافر ہیں

مسئلہ از: محمد ملک الظفر برکاتی، مکرم ڈیہہ ضلع بانکا، بہار

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل میں زید جو کہ جامع مسجد کا امام ہے وہ سنی، دیوبندی اور وہابی سب کا نکاح وجنازہ پڑھاتا ہے گاؤں والوں کے اعتراض کرنے پر وہ اس طرح جواب دیتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے جن علمائے دیوبند پر کفر کا فتویٰ دیا ان کو جو کافر نہ مانے وہ کافر ہے لہٰذا عوام جو اپنے آپ کو دیوبندی بتاتے ہیں نہ تو انہیں ان دیوبندی عالموں کے عقائد مذمومہ کے بارے میں کچھ معلوم اور نہ ہی انہیں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے اس فتویٰ کے متعلق کچھ معلوم جو علمائے دیوبند کے متعلق ہیں اس لیے یہ لوگ کافر نہیں، اور جب یہ لوگ کافر نہیں تو ان کا نکاح وجنازہ پڑھانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(۱) اب جواب طلب امر یہ ہے کہ زید کا دیوبندی اور وہابی کا نکاح وجنازہ پڑھانا کیسا ہے؟

(۲) اور اعتراض پر مذکورہ جواب دینا کیسا؟

(۳) زید کے پیچھے نماز پڑھنا اور وعظ ونصیحت سننا کیسا نیز زید کے متعلق حکم شرع کیسا ہے؟

کتاب وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہو۔

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

دیوبندی وہابی تین طرح کے ہیں (اول) وہ مولوی جنہوں نے اللہ جل جلالہ اور رحمت عالم حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کی شان میں گستاخیاں لکھیں اور چھاپیں اور باوجود تنبیہ اور مطالبہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اپنے کفر سے توبہ نہ کی بلکہ ضد اور ہٹ دھرمی دکھائی اور اپنی گستاخیوں پر جمے رہے یہ مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد قاسم نانوتوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی ہیں جن کے عقائد کفریہ مندرجہ براہین قاطعہ، تحذیر الناس، حفظ الایمان کی بنا پر ان طواغیت اربعہ کو کافر و مرتد فرمایا گیا اور سیکڑوں علمائے عرب و عجم اور مفتیان ہند و سندھ نے ان کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا اور فرمایا کہ "من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفرہ" یعنی جو ان کے عقائد کفریہ کو جان کر ان کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے اس کی تفصیل "فتاوی حسام الحرمین" "الصوارم الہندیہ" اور فتاوی رضویہ ششم میں دیکھی جاسکتی ہے (دوم) وہ دیوبندی جنہوں نے گستاخانہ عبارتیں تو نہ لکھیں مگر ان مذکورہ مولویوں کے عقائد کفریہ کو جانتے ہوئے ان کو مسلمان اور اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں بلکہ ان کے دفاع میں بحث و مناظرہ کرتے ہیں اور تحریر و تقریر سے ان کی حمایت کرتے ہیں یہ لوگ بحکم "الرضا بالکفر کفر" (۱) اور "من شک فی کفرہ وعذابہ" کافر و مرتد اور انہیں کے حکم میں ہیں۔

(سوم) وہ دیوبندی وہابی جو ان مولویوں کے گستاخانہ کلمات اور کفری عبارات سے واقف نہیں ہیں۔ مگر اہل سنت و جماعت کو شرک و بدعت میں مبتلا جانتے ہیں اور معمولات اہل سنت میں سے بہت امور کو شرک و بدعت کہتے ہیں اور مانتے ہیں یہ لوگ بھی بحکم فقہائے کرام کافر ہیں کیونکہ اہل سنت کو مشرک بدعتی سمجھنے کی وجہ سے خود ان پر حکم کفر لازم آتا ہے حدیث شریف میں ہے۔ "من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذالک الا حار علیہ" (۲) یعنی جس نے کسی مسلمان کو کافر یا اللہ کا دشمن کہا حالانکہ وہ شخص ایسا نہیں ہے تو یہ اسی کی طرف لوٹے گا۔ اس تفصیل کے پیش نظر پہلی اور دوسری نوع کے وہابی دیوبندی باتفاق فقہاء و متکلمین کافر و مرتد اور بے دین ہیں اور تیسری نوع کے وہابی دیوبندی کفریات لزومیہ کے سبب بحکم فقہائے کرام کافر و مرتد ہیں اور بحکم متکلمین عظام گمراہ و بد مذہب ہیں اور نکاح و نماز جنازہ کا جواز و عدم جواز کلامی مسئلہ نہیں بلکہ فقہی مسئلہ ہے تو اب فقہائے کرام کے اعتبار سے کسی وہابی دیوبندی کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"ولایجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ وکذالک لا یجوز النکاح المرتدۃ مع احد" (۳) اور کسی وہابی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَلَا

---

(۱) الفتاوی الخانیہ مع العالمگیریۃ، ج:۳، ص:۵۷۳

(۲) الصحیح لمسلم کتاب الایمان، ج:۱، ص:۵۷

(۳) الفتاوی العالمگیریہ، ج:۱، ص ۲۸۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ(۱) اس کے تحت تفسیرات احمدیہ میں ہے "هذه هی الآیة التی استدل بها علی ان الصلاة علی الکافر لایجوز بحال" (۲) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "لا تناکحوهم ولا تصلوا علیهم ولا تصلوا معهم" (۳) یعنی بدمذہبوں سے نکاح نہ کرو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ غور کریں جب بدمذہب کا یہ حکم ہے تو کافر و مرتد کا کیا حکم ہوگا حاصل کلام یہ ہے کہ زید کا وہابی دیوبندی کا نکاح و نماز جنازہ پڑھانا حرام و گناہ ہے اور اعتراض کرنے پر سوال میں مذکور جواب دینا سراسر جہالت و گمراہی اور مسائل شرعیہ سے بے علمی ہے اسے مسائل شرعیہ سے آگاہ کر دیا جائے اگر مان لے تو ٹھیک ورنہ اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے اس کی تقریر نہ سنی جائے اس سے تعلقات نہ رکھے جائیں کہ وہ کم از کم گمراہ و بدمذہب ہے اور حد درجہ کا مکار و صلح کلی اور دشمن اہل سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

کیا کفر فقہی کے مرتکب کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کہا جا سکتا ہے

مسئلہ از: محمد محسن رضوی جھانسی۔

کیا فرماتے ہیں حضور مفتی صاحب قبلہ اس مسئلہ میں کہ

ایک کتاب بنام "تکفیر مسلم پر تحقیقی نظر" دیکھی جس میں لکھا ہوا ہے۔

"کفر فقہی میں قائل کو ہرگز یہ نہیں کہا جائے گا کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا یا کافر و مرتد ہو گیا" (صفحہ:۵)

آپ سے دریافت طلب یہ ہے کہ کیا یہ صحیح ہے کہ کفر فقہی کے مرتکب کو ہرگز کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہا جا سکتا ہے۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

کفر فقہی کا معنی یہ ہے کہ آدمی نے جو قول یا فعل کیا بظاہر کفر ہے مگر تاویل قریب یا بعید کی گنجائش کی بنا پر کفر نہ ہو بلفظ دیگر جس قول یا فعل میں لزوم کفر ہو التزام کفر نہ ہو۔ جمہور فقہا لزوم کفر اور التزام کفر دونوں صورت میں حکم کفر

---

(۱) سورۃ التوبہ آیت: ۸۴

(۲) التفسیرات الاحمدیۃ، ص: ۴۴۵

(۳) المستدرک للحاکم، ج ۳، ص: ۶۳۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دیتے ہیں اور قائل کو کافر اور دائرہ اسلام سے باہر مانتے ہیں سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

''انکار دو طرح ہوتا ہے لزومی والتزامی، التزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شئی کا تصریحاً خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے، جیسے طائفہ تالفہ نیاچرہ کا وجود ملک وجن کا انکار کرنا اور لزومی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر منجر بکفر ہوتی ہے یعنی مآل سخن ولازم حکم کو ترتیب مقدمات وتتمیم تقریبات کرتے چلئے تو انجام کار اس سے کسی ضروری دینی کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلافت حقہ راشدہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر وامیر المومنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انکار کرنا اس قسم کے کفر میں علما اہلسنت مختلف ہو گئے جنہوں نے مآل مقال ولازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا''(۱)

حضور مفتی اعظم ہند تحریر فرماتے ہیں۔

''جمہور فقہا کے نزدیک اکفار متبین کافی عامہ حنفیہ و مالکیہ وحنبلیہ اور بہت شافعیہ کا یہی مسلک اور اکثر متکلمین وفقہائے محققین حنفیہ وغیرہم شارط تعیین لاجرم تاویل صحیح اگر چہ کتنی ہی بعید ہو متکلمین قبول کریں گے لیکن علمائے فقہا کے یہاں اس کا وہی حکم مثل طلاق صریح ہے کہ معنی ظاہر پر عمل اور احتمال بعید نامقبل۔(۲)

مذکورہ مسئلہ کو شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی صاحب علیہ الرحمہ یوں تحریر فرماتے ہیں۔

''کلمات اور افعال دو قسم کے ہیں ایک وہ جو کفر میں متعین جن میں کوئی پہلو قریب یا بعید اسلام کا نہیں دوسرے وہ جن کا ظاہر کفر۔ اگر چہ کسی تاویل بعید سے وہ کفر نہ ہو جمہور فقہا ثانی صورت پر حکم کفر دیتے ہیں محققین فقہا اور متکلمین ایسی صورت میں کف لسان کرتے ہیں''(۳)

ان عبارات سے مثل آفتاب روشن ہے کہ کفر دو طرح کا ہے ایک لزومی دوسرا التزامی لزومی کو کفر فقہی اور التزامی کو کفر کلامی بھی کہا جا سکتا ہے، سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے کفر کلامی کی مثال میں وجود ملک وجن کا انکار کرنا لکھا اور کفر فقہی کی مثال میں رافضیوں کا خلافت شیخین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انکار کرنا تحریر فرمایا ہے۔

اور بے شمار کتب فقہ وکلام اور اسفار معتمدہ میں خلافت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر کو کافر فرمایا گیا ہے بلکہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے منکر کو بھی کافر لکھا ہے چنانچہ خزانۃ المفتین میں ہے۔

---

(۱) الفتاوی الرضویۃ، ج:۶، ص:۲۶۲

(۲) فتاوی مفتی اعظم، ج:۷، ص:۶۴، ۶۵

(۳) فتاوی شارح بخاری، ج:۲، ص:۵۴۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع ولو انکر خلافة الصدیق رضی اللہ عنہ فھو کافر"(۱)

یعنی رافضی اگر مولی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سارے صحابہ سے افضل جانے تو گمراہ بدعتی ہے اور اگر خلافت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہو تو کافر ہے۔

حاشیہ شلبی میں ہے۔

"ان انکر خلافة الصدیق او عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فھو کافر"(۲)

فتاوی بزازیہ میں ہے۔

"من انکر خلافة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر فی الصحیح و من انکر خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر فی الاصح"(۳)

البحر الرائق میں ہے۔

"یکفر بانکارہ امامة ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی الاصح کانکارہ خلافة عمر رضی اللہ تعالی عنہ علی الاصح"(۴)

مجمع الانہر میں ہے:

"وان انکر خلافة الصدیق فھو کافر" (۵)

اس تفصیل سے سورج کی طرح یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ جو مرتکب کفر فقہی ہوا سے دائرہ اسلام سے خارج اور کافر کہنا درست ہے اب آخر میں مصنف کتاب مذکور کے مربی خاص شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی کچھ چشم کشا عبارات پیش کی جاتی ہیں آپ سے سوال ہوا "اگر زید ایسے قول مذکور کی رو سے صرف کفر فقہی کا مرتکب تھا تو اس کو کفر فقہی کی قید کے بغیر فلاں کتب کی رو سے کافر کہنا درست تھا یا نہیں؟"

آپ نے جواباً فرمایا

"درست تھا واللہ تعالیٰ اعلم"(۶)

---

(۱) خزانة المفتین ج: ۱، ص: ۲۸

(۲) حاشیة الشلبی علی التبیین ج: ۱، ص: ۱۳۵

(۳) الفتاوی البزازیة علی الھندیة ج: ۶، ص: ۳۱۸

(۴) البحر الرائق ج: ۵ ص: ۱۲۱

(۵) مجمع الانھر ج: ۱، ص: ۱۰۸

(۶) فتاوی شارح بخاری، ج: ۲، ص: ۴۲۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی نے پوچھا

''زید نے ابھی حالیہ الیکشن میں جے بھیم کا نعرہ لگایا زید از روئے شرع مسلمان رہا یا نہیں؟''

آپ نے لکھا:

''جے بھیم کا نعرہ لگانا کفر ہے اور لگانے والا کافر''(۱)

کسی نے پوچھا

''زید عالم دین ہے انہوں نے اختلافی کتاب کے بحث کے دوران یہ فحش گالی دی''

آپ نے جواب دیا

''ان اختلافی کتابوں میں اگر اہل سنت کی بھی کوئی کتاب تھی تو زید کافر و مرتد ہو گیا اسلام سے خارج ہو گیا۔''(۲)

کسی نے سوال کیا

''کوئی کہتا ہے کہ گدر گڈھ کی دیوی کی جے تو کوئی بولتا ہے کہ بوڑھا دیو کی جے''

اس کا جواب تحریر فرمایا

ہندو دیوتاؤں کی جے پکارو انا کفر اس لیے جو ادعلی مسلمان نہ رہا اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا''(۳)

آپ سے سوال ہوا۔

''ایک شخص نے اندرا گاندھی کے نام پر قرآن خوانی کرایا اس کا کیا حکم ہے؟''

آپ نے جواب رقم فرمایا

''یہ شخص اسلام سے خارج ہو کر کافر و مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔''(۴)

یہ پانچ عبارات شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کے مطبوعہ فتاوی شارح بخاری مرتبہ مولانا محمد نسیم مصباحی استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ سے حاضر ہیں ان تمام عبارات میں غور کریں گے تو

---

(۱) فتاوی شارح بخاری، ج:۲، ص:۵۴۸

(۲) فتاوی شارح بخاری، ج:۲، ص:۴۴۵

(۳) فتاوی شارح بخاری، ج:۲، ص:۵۳۵

(۴) ,, ,, ص:۵۵۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ سارے سوالات کا تعلق کفر فقہی سے ہے اور سب کے جواب میں شارح بخاری نے فرمایا کہ وہ کافر ہے، مرتد ہے، دائرہ اسلام سے باہر ہے، اسلام سے خارج ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کفر فقہی کے مرتکب کو بھی دائرہ اسلام سے خارج یا کافر و مرتد کہنا درست ہے لہٰذا کتاب مسمی بہ ''تکفیر مسلم پر تحقیقی نظر'' کا قول صحیح نہیں ہے اور مصنف کتاب کا دعویٰ نا قابل قبول اور عبارات فقہا کے خلاف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی
۹/ جمادی الآخرہ ۱۴۳۸ھ

''رہنے دے راز کھل گیا بندہ بھی تو خدا بھی'' یہ کہنا کیسا؟

مسئلہ از: ڈاکٹر پرویز الہ آباد، (یوپی)

کیا فرماتے ہیں مفتیان اسلام اس مسئلہ میں کہ اللہ جل مجدہ کے علاوہ کسی اور کو ''خدا'' کہنا کیسا ہے ایک شعر میں اپنے شیخ کے لیے کہا جا رہا ہے۔

''رہنے دے راز کھل گیا بندہ بھی تو خدا بھی تو''

اس کا پڑھنا کیسا ہے اگر کوئی کسی شخص کو خدا بولے اور کہے میں نے آقا اور مالک مراد لیا ہے تو اس کی یہ بات شرعاً معتبر ہے یا نہیں تفصیل سے بیان فرمائیں۔

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

لفظ ''خدا'' عرف عام اور عرف شرع میں کلمۂ جلالت ''اللہ'' کی طرح بطور علم ذات واجب الوجود کے لیے بولا جاتا ہے امت مسلمہ میں سلف سے لے کر خلف تک سب نے اس لفظ کو علم کے طور پر ہی استعمال کیا ہے اور اللہ جل مجدہ کے علاوہ کسی پر مطلقاً اس کا اطلاق مروی و منقول نہیں ہے حتی کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے بھی صفت کے طریقہ پر نہیں بلکہ علم کے ہی طور پر مستعمل ہے اور یہی اس کے علم ہونے کی علامت ہے علامہ اجل قاضی بیضاوی علیہ الرحمہ کلمۂ جلالت کے متعلق فرماتے ہیں۔

"قیل علم للذاتہ المخصوصۃ لانہ یوصف ولا یوصف بہ ولانہ لو کان وصفا لم یکن قولہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لا اله الا الله توحید امثل لا اله الا الرحمن" (۱)

یعنی کلمہ جلالت "اللہ" ذات واجب الوجود کا علم ہے اس لیے کہ یہ لفظ موصوف بنتا ہے بطور صفت نہیں لا یا جاتا اور اس لیے کہ اگر یہ علم نہ ہو بلکہ صفت ہو تو کلمہ "لا الہ الا اللہ" لا الہ الا الرحمٰن کی طرح کلمہ توحید نہ ہوگا"

علامہ بیضاوی قدس سرہ کے اس ارشاد سے واضح ہوا کہ جو لفظ بطور موصوف ہی مستعمل ہو کبھی صفت کے لیے نہ بولا جاتا ہو یہ اس کے علم ہونے کی دلیل ہے اور لفظ "اللہ" کا یہی حال ہے تو یہ علم ہے صفتی نام نہیں ہے یونہی لا الہ الا اللہ بلاشبہ کلمۂ توحید ہے اگر کوئی شخص "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہتا ہے تو اسے توحید و رسالت کا ماننے والا کہا جائے گا اگر یہ اسم صفت ہوتا تو لا الہ الا الرحمٰن" کی طرح اسے کلمہ توحید نہ مانا جاتا۔

اب لفظ خدا کو دیکھیں دنیا بھر کے مسلمان اسے اللہ تعالیٰ کا علم اور نام ہی کے طور پر بولتے ہیں بطور صفت اس کا استعمال نہیں ہوتا ہے اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم کلمہ طیبہ یوں پڑھے کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد خدا کے رسول ہیں تو بلاشبہ اس کا یہ کلمہ معتبر ہوگا اور اسے توحید و رسالت کا اقرار کرنے والا کہا جائے گا اور اگر کوئی مسلمان اللہ کی بجائے لفظ خدا بول کر کوئی کفری لفظ بولے مثلاً کہے "خدا سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے تو کافر ہو جائے گا فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

"یکفر باثبات المکان لله تعالیٰ فلو قال از خدا هیچ مکان خالی نیست یکفر"

بہار شریعت میں ہے۔

"خدا کے لیے مکان ثابت کرنا کفر ہے کہ وہ مکان سے پاک ہے یہ کہنا کہ اوپر خدا ہے نیچے تم یہ کلمہ کفر ہے"(۳)

اس طرح کی بے شمار عبارات و اقوال کتب فقہ و فتاویٰ اور دیگر مقامات پر موجود ہیں جن سے مہر نیمروز کی طرح روشن ہے کہ لفظ "خدا" اللہ رب العزت کے لیے بطور علم مستعمل ہے اور اس کے علاوہ کسی کے لیے بھی نہیں بولا جاتا ہے نہ عرف عام میں نہ عرف شرع میں۔ فتاوی مفتی اعظم میں ہے۔

"اللہ عزوجل پر ہی خدا کا اطلاق ہو سکتا ہے اور سلف سے لے کر خلف تک ہر قرن میں تمام مسلمانوں میں بلا نکیر اطلاق ہوتا رہا ہے اور وہ اصل میں "خود آ" ہے جس کے معنی ہیں وہ جو خود موجود ہو کسی اور کے موجود کیے موجود نہ

---

(۱) تفسیر البیضاوی، ص: ۵

(۲) الفتاوی العالمگیریة، ج: ۲، ص: ۲۵۹

(۳) بہار شریعت، ج: ۹، ص: ۴۶۲ مرتد کا بیان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوا ہو اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا کا۔"(۱)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ لفظ "خدا" اللہ تعالیٰ کے لیے بطور علم اور نام مستعمل ہے اور عرف عام و عرف شرع میں اس کا اطلاق صرف اللہ پر ہی ہوتا ہے اور شرع مطہرہ کا حکم ہے کہ اسمائے الٰہی میں سے جو اسم ذات باری تعالیٰ کے لیے خاص ہو کسی مخلوق پر اس کا اطلاق کفر ہے مجمع الانہر میں ہے۔

"اذا اطلق علی المخلوق من الاسماء المختصة بالخالق جل وعلانحو القدوس والقیوم والرحمن وغیرها کفر"(۲)

اور شرح فقہ اکبر میں ہے۔

"من قال لمخلوق یا قدوس او القیوم اوالرحمن اوقال اسما من اسماء الخالق یکفر الا ان یرادبها المعنی اللغوی لا الخصوص الا سمی" (۳)

ان دونوں عبارتوں کا مطلب یہی ہے کہ غیر اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے خصوصی ناموں میں سے کوئی نام بولنا کفر ہے البتہ شرح فقہ اکبر میں اتنا مزید ہے کہ اگر اس اسم کا ایسا معنی مراد لیا جو بندوں کی صفت بنے تو کفر نہیں ہے۔

بہر حال اتنی بات واضح ہے کہ اسمائے الٰہیہ میں سے جو اسم اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہو مخلوق کے لیے اس کا بلا تاویل بولنا کفر ہے اور جب صفاتی اسما کا یہ حکم ہے تو جو اسم علم ہو اس کا اطلاق بلاشبہ کفر ہوگا اسی لیے اگر کسی نے کہا "میں اللہ ہوں" یا کسی بادشاہ کو کہا "اے خدا" تو کہنے والا کافر ہو جائے گا فتاوی عالمگیری میں ہے۔

"ولو قال لواحد من الجبابرة ای خدای یکفر" (۴)

یعنی اگر کسی بادشاہ کو خدا کہا تو کافر ہو جائے گا۔

بلکہ فقہا فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص لفظ خدا کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے تاویل سے کرے تو بھی اس کی تاویل غیر معتبر ہوگی اور قائل پر حکم کفر ہوگا فتاوی عالمگیری میں ہے۔

"ولوقال من خدائم علی وجه المزاح یعنی خود آیم فقد کفر کذا فی التتارخانیة" (۵)

اس کے حاشیہ پر ہے۔

"خدا ایم وخود آیم ها تان اللفظتان متفقتان فی النطق مختلفتان فی المعنی فالا ولی

---

(۱) فتاوی مفتی اعظم، ج:۲، ص:۷ (۲) مجمع الانہر، ج:۱، ص:۶۰

(۳) شرح الفقہ الاکبر، ص:۲۳۸ (۴) الفتاوی العالمگیریة، ج:۲، ص:۲۸۱

(۵) الفتاوی العالمگیریة، ج:۲، ص:۲۶۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بمعنی انا الله " و الثانية بمعنى جئت من نفسي" (۱)

فقہائے کرام نے اس کی تاویل کو غیر معتبر کیوں فرمایا کتب دینیہ کی تتبع و تلاش کے بعد یہ حقیقت مثل سورج چمکتی نظر آئے گی کہ کلمہ "خدا" کا استعمال اللہ رب العزت کی ذات کے لیے صریح متبین و متعین ہے کہ جب بھی مطلقاً یہ لفظ بولا جاتا ہے تو عرف عام اور عرف شرع میں ذات باری تعالیٰ ہی مراد ہوتی ہے اور بہت مشہور ضابطہ ہے کہ لفظ صریح میں تاویل قابل قبول نہیں ہے چنانچہ شفا شریف میں ہے۔

"ادعاء التاويل في لفظ صراح لا يقبل" (۲)

یعنی صریح لفظ میں تاویل کا دعویٰ مقبول نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو خدا یونہی مرشد کو خدا کہنے پر مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے قائل کی تکفیر فرمائی حتی کہ اسے پسند کرنے والے کو بھی کافر قرار دیا چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"(جو) مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو "خدا" کہے یقیناً کافر مرتد ہے۔ من شک في عذابه و كفره فقد كفر" (۳)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

"مرشد کو خدا کہنے والا کافر ہے اور اگر مرشد اسے پسند کرے تو وہ بھی کافر ہے" (۴)

اب تک کی ساری تفصیلات سے یہ امر محقق ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو خدا کہنا کفر ہے لہٰذا سوال میں مذکور شعر کفری ہے بطور پسند اس کا پڑھنا حرام و گناہ اور کفر ہے پڑھنے پر تجدید ایمان و نکاح لازم ہے اور جو تاویل بتائی گئی وہ نا قابل قبول اور غیر معتبر ہے اگر اس طرح کی تاویل کا اعتبار ہوتا تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ جیسی عظیم محتاط شخصیت حکم کفر نہ لگاتی اور فتاوی عالمگیری میں "خدایئم" کی تاویل "خود آیم" کرنے کے باوجود حکم کفر نہ لکھا ہوتا لہٰذا یہ شعر بہر حال کفر پر مشتمل ہے اور خدا بمعنی مالک تاویل کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس شعر کو بطور پسند پڑھنا پڑھانا سننا سنانا کفر ہے۔

اور اگر بالفرض تاویل مذکور مان لی جائے تو بھی اس شعر کا پڑھنا حرام اور پڑھنے والے پر توبہ و تجدید ایمان

---

(۱) الفتاوى العالمگيرية، ج:۲، ص ۲۶۲

(۲) الشفا بتعريف حقوق المصطفى، ج:۲، ص:۲۱۰

(۳) الفتاوى الرضوية، ج:۶، ص:۳۰

(۴) الفتاوى الرضوية، ج:۶، ص:۱۱۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لازم ہے کیونکہ اگر ایسا لفظ بولا جائے جس کے دو معنی ہوں ایک مشہور و متبادر مگر کفری اور دوسرا غیر معروف اور غیر متبادر اور غیر کفری تو اس لفظ کو غیر کفری معنی میں لے کر بولنا بھی ناجائز و حرام ہے ردالمحتار میں ہے۔

"مجرد ایهام المعنی المحال کاف فی المنع" (۱)

لہٰذا جو شخص بطور پسند اور برضا و رغبت وہ شعر پڑھے اس پر تجدید ایمان و نکاح لازم ہے۔ ردالمحتار میں ہے۔

"مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولاده اولاد زنا وما فیه خلاف یؤمر بالا ستغفار والتوبة ای تجدید الاسلام وتجدید النکاح" (۲)

میں نے یہ تفصیل اس لیے کردی کہ آج کل بے دین صوفیوں کا ایک گروہ مسلمانوں میں بے دینی پھیلانے کے لیے پوری طرح کمر بستہ ہے اور بعض نام نہاد مولوی صاحبان ان کی حمایت کر کے اپنی اور قوم کی آخرت برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں مولیٰ تعالیٰ ایسوں کے شر سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور تصوف کے نام پر گمراہی پھیلانے والوں سے بچائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی،
یوپی۔ ۲۲ رشوال المکرم ۱۴۳۸ھ

اہل ہوی و بدعت کسے کہتے ہیں اور ان کا حکم کیا ہے؟ کیا وہابی رافضی اہل بدعت ہیں؟

مسئلہ از: سید محمد ثاقب رضوی بیتول۔ ایم پی

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ

اہل ہوی اور اہل بدعت کا لفظ جو کتب فقہ وغیرہ میں آتا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے اور ان کا کیا حکم ہے تفصیل سے بیان فرمائیں کرم ہوگا نیز بتائیں کہ وہابیہ دیابنہ روافض اہل بدعت ہیں یا کفار ہیں؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

فقہائے کرام اور متکلمین عظام کی اصطلاح میں عقائد اہل سنت کے خلاف عقیدہ رکھنے والوں کو اہل ہوی اور اہل بدعت کہا جاتا ہے غنیۃ المستملی میں ہے۔

---

(۱) ردالمحتار، ج:۳، ص:۲۵۳

(۲) ردالمحتار، ج:۶، ص:۳۹۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"المراد بالمبتدع من یعتقد شیئًا علی خلاف ما یعتقدہ اھل السنۃ والجماعۃ" (۱)

یعنی بدمذہب سے وہ مراد ہے جو کسی بات کا اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہو، بلفظ دیگر مذہب اہلسنت کے علاوہ بنام مسلم تمام فرقے اہل ہوی اور اہل بدعت ہیں، البتہ ائمہ دین نے اس بدعت کی دو قسم کی ہے۔

ایک بدعت مضلہ یعنی عقائد اہل سنت کے خلاف کوئی ایسا عقیدہ رکھنا جو حد کفر تک نہ ہو مثلاً تمام عقائد اہل سنت کو ماننے کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام صحابہ سے افضل ماننا۔

دوم بدعت مکفرہ یعنی عقائد اہل سنت کے خلاف کوئی ایسا عقیدہ رکھنا جو حد کفر تک پہنچا ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کو مجسم ماننا، قرآن مجید کو مخلوق کہنا، قرآن مجید کو محرف ماننا، حضرت عائشہ صدیقہ پر قذف لگانا، حضرت صدیق اکبر کی صحابیت کا انکار کرنا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کا قائل ہونا، خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین کا انکار کرنا، رسول کریم علیہ التحیۃ والثنا کی شان اقدس میں توہین کرنا شریعت کا مذاق اڑانا، مطلقاً علمائے دین کی تحقیر کرنا وغیر ذلک حاشیۃ الطحطاوی میں ہے۔

"الرافضی ان فضل علیا علی غیرہ فھو مبتدع ولو انکر خلافۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فھو کافر" (۲)

مجمع الانہر میں ہے

الرافضی ان فضل علیا فھو مبتدع وان انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر" (۳)

فتاوی بزازیہ میں ہے۔

الرافضی ان کا یسب الشیخین ویلعنھما والعیاذ باللہ تعالیٰ فھو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالیٰ وجھہ علیھما فھو مبتدع" (۴)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بدعتی صرف بدمذہب وگمراہ بھی ہوسکتا ہے اور کافر و مرتد بھی ہوسکتا ہے۔

اور جو اہل بدعت وہوی ہیں ان کا ایک حکم یہ ہے کہ وہ امت اجابت سے نہیں بلکہ مثل کفار امت دعوت سے ہیں۔ چنانچہ اصول بزدوی میں ہے۔

---

(۱) غنیۃ المستملی فصل الاولیٰ بالامامۃ، ص: ۵۱۵

(۲) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار باب الامامۃ، ج: ۱، ص: ۲۴۴

(۳) مجمع الانھر فصل الجماعۃ سنۃ موکدۃ، ج: ۱، ص: ۱۰۸

(۴) الفتاوی البزازیۃ علی الھندیۃ، ج: ۶، ص: ۳۱۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"صاحب الهوى المشهور به ليس من الامة على الاطلاق" (۱)

توضیح علی التنقیح میں ہے۔

"صاحب البدعة يدعو الناس اليها ليس هو من الامة على الاطلاق"(۲)

تلویح میں ہے۔

"لان المبتدع وان كان من اهل القبلة فهو من امة الدعوة دون المتابعة كالكفار" (۳)

یہ حکم بدمذہب وگمراہ اور کافر مرتد دونوں کو شامل ہے لہٰذا بحکم فقہ اہل سنت وجماعت کے علاوہ بنام مسلم تمام فرقے امت دعوت سے ہیں امت اجابت میں صرف فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

"خبثائے مبتدعین مثل وہابیہ ورافضیہ وغیر مقلدین امت اجابت سے نہیں کافروں کی طرح امت دعوت سے ہیں"(۴)

اہل بدعت کا دوسرا حکم یہ ہے کہ ان میں جو صرف گمراہ وبدمذہب ہیں اور بحکم متکلمین کافر ومرتد نہیں وہ اہل قبلہ ہیں اور جو کفر وارتداد کی حد تک پہنچ گئے وہ نہ امت اجابت میں ہیں اور نہ ہی اہل قبلہ ہیں شرح فقہ اکبر میں ہے۔

"اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ما هو من ضروريات الدين، فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم اونفى الحشر او نفى علمه سبحانه وتعالىٰ بالجزئيات لا يكون من اهل القبلة" (۵)

نیز اس شرح شرح عقائد میں ہے۔

"ومن قواعد اهل السنة ان لا يكفر مجهول من التكفير وهو النسبة الى الكفر احد من اهل القبلة معناه اللغوي من يصلى الى الكعبة او يعتقدها قبلة و فى اصطلاح المتكلمين من يصدق بضروريات الدين اى الامور التى علم ثبوتها فى الشرع واشتهر فمن انكر شيئًا من الضروريات كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله سبحانه بالجزئيات و فرضية الصلوٰة

(۱) اصول البزدوی باب الاهلية، ص: ۲۴۳

(۲) التوضيح على التنقيح باب الاهلية، ج: ۲، ص: ۲۳۷

(۳) التلويح مع التوضيح، // // //

(۴) الفتاوىٰ الرضويه، ج: ۶، ص ۴۳

(۵) شرح الفقه الاكبر، ص: ۱۸۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

والصوم لم یکن من اهل القبلة ولو کان مجاهدا فی الطاعات وکذلک من باشر شیئًا من امارات الکتذیب کسجود الصنم والاهانة بامر شرعی والاستهزاء علیه فلیس من اهل القبلة ومعنی عدم تکفیر اهل القبلة ان لا یکفر بارتکاب المعاصی ولا بالامور الخفیة الغیر المشهورة"(۱)

اہل بدعت کا تیسرا حکم یہ ہے کہ ان میں جو کافر و مرتد نہیں ہیں نماز میں ان کی اقتدا ناجائز و حرام ہے البتہ اگر کسی نے ان کی اقتدا میں نماز ادا کر لی تو نماز صحیح ہو جائے گی یعنی فرض ذمہ سے اتر جائے گا مگر اعادہ لازم ہے اور بہر حال ایسوں کی اقتدا کرنے کے سبب وہ گنہگار ہوگا۔ اور جو اہل بدعت مثل کفار و مرتدین ہیں ان کی اقتدا میں نماز باطل ہوگی اور فرض ذمہ سے ساقط ہی نہیں ہوگا تبیین الحقائق میں ہے۔

"قال المرغینانی تجوز الصلوة خلف صاحب هوی وبدعة ولا تجوز خلف الرافضی والجهمی والقدری والمشبه ومن یقول بخلق القرآن، حاصله ان کان هوی لایکفر به صاحبه تجوز مع الکراهة والافلا"(۲)

فتح القدیر میں ہے۔

"وجملته ان من کان من اهل قبلتنا ولم یغل حتی لم یحکم بکفره تجوز الصلوٰة خلفه وتکره ولا تجوز الصلاة خلف منکر الشفاعة والرویة وعذاب القبر والکرام الکاتبین لانه کافر لتوارث هذه الامور عن الشارع علیه السلام"(۳) غنیۃ المستملی میں ہے۔

"انما یجوز الاقتداء به مع الکراهة اذا لم یکن ما یعتقده یؤدی الی الکفر عند اهل السنة اما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز اصلا کالغلاة من الروافض اھ"(۴)

بدعت کے دیگر احکام کی تفصیل فتاوی رضویہ میں یوں ہے:

"ان سب کی کتب کا مطالعہ حرام ہے مگر عالم کو بغرض رد، ان سے میل جول قطعی حرام، ان سے سلام و کلام حرام، انہیں پاس بٹھانا حرام، ان کے پاس بیٹھنا حرام، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت حرام، مر جائیں تو مسلمانوں کا سا انہیں غسل و کفن دینا حرام، انہیں ایصال ثواب کرنا حرام، مثل نماز جنازہ کفر، قال اللہ تعالیٰ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ

---

(۱) النبراس، ص: ۳۴۱، ۳۴۳

(۲) تبیین الحقائق، ج: ۱، ص: ۱۳۴

(۳) فتح القدیر، ج: ۱، ص: ۳۶۰

(۴) غنیة المستملی، ص: ۵۱۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آئے پر ان ظالموں کے پاس نہ بیٹھ، اور فرماتا ہے۔ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ،اور نہ میل کرو ظالموں کی طرف کہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے گی۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایاکم وایاھم لا یضلو نکم ولا یفتنونکم ،ان سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں، دوسری حدیث میں ہے کہ فرمایا لا تجالسوھم ولا تشاربوھم واذا مرضوا لا تعودوھم واذا ماتو افلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم نہ ان کے پاس بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ نہ ان کے ساتھ پانی پیو، بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو مر جائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جاؤ نہ ان پر نماز پڑھو، رب عزوجل فرماتا ہے وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا ولا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ان میں کبھی کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنا نہ ان کی قبر پر کھڑا ہونا"(۱)

اور تفسیر عزیزی سورۂ قلم میں ہے۔

"درحدیث ست اذا لقیت الفاجر فالقه بوجه خشن ودرحقائق التنزیل مذکور راست که سهل بن عبدالله تستری فرموده اندمن صحح ایمانه واخلص توحیده فانه لا یأنس الی المبتدع ولا یجالسه ولا یواکله ولا یشاربه ویظهر له من نفسه العداوة ومن داهن بمبتدع سلبه الله تعالیٰ حلاوة الایمان ومن تحبب الی مبتدع نزع نور الا یمان من قلبه"(۲)

یعنی حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کسی فاجر سے ملو تو ترش روئی کے ساتھ ملو، اور تفسیر حقائق التنزیل میں مذکور ہے کہ امام سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے اپنے ایمان کو درست اور اپنی توحید کو خالص کر لیا وہ بدمذہب سے مانوس نہ ہوگا، نہ وہ بدمذہب کے پاس بیٹھے گا۔ نہ اس کے ساتھ کھائے پیئے گا۔ اور اس کے لیے اپنی طرف سے دشمنی ظاہر کرے گا۔ اور جو شخص کسی بدمذہب کے ساتھ مداہنت (یعنی چاپلوسی و پالیسی) کرے گا اللہ عزوجل اس سے ایمان کی حلاوت سلب کر لے گا۔ اور جو شخص کسی بدمذہب کا دوست بنے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے قلب سے ایمان کا نور نکال دے گا۔

اس تفصیل کے بعد اب وہابیہ ودیابنہ اور روافض کے عقائد واقوال دیکھیں مولوی حسین احمد ٹانڈوی مدرس دارالعلوم دیوبند نے عقائد وہابیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا۔

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۹۰، ۹۱

(۲) تفسیری عزیزی سورۃ القلم، ص:۴۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

''صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا، اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا کیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے۔ اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ یہود سے غرض کہ وجوہات مذکورہ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ وجہ کی عداوت ہے اور بیشک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہئے۔ وہ لوگ یہود ونصاریٰ سے اس قدر رنج وعداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔''(۱)

''محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم وتمام مسلمانان دیار مشرک وکافر ہیں اور ان سے قتل وقتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔''(۲)

''نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں اگر بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات ان کو برزخی ہے جو احادیث سے ثابت ہے بعض ان کے محفوظ جسم نبی کے قائل ہیں مگر بلا علاقۂ روح اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفاظ کریہہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں در بارۂ حیات نبوی علیہ السلام سنا جاتا ہے اور انہوں نے اپنے رسائل وتصانیف میں لکھا ہے۔''(۳)

''شان نبوت وحضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی اور ضعف اعتمادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعائیں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں، ان کے بڑوں کا مقولہ ہے۔ معاذ

(۱) الشهاب الثاقب على المسترق الكاذب، ص: ۴۲

(۲) الشهاب الثاقب على المسترق الكاذب، ص: ۴۳

(۳) الشهاب الثاقب على المسترق الكاذب، ص: ۴۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اللہ نقل کفر۔ کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ۔ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے"(۱)

الدرر السنیة فی الرد علی الوهابیة میں ابن عبدالوہاب کا یہ قول منقول ہے کہ

"ان الرّبابة فی بیت الحاطئة یعنی الزانیة اقل اثما ممن ینادی بالصلوٰة علی النبی صلی الله علیه وسلم"(۲).

یعنی زانیہ کے گھر رباب بجانے میں کم گناہ ہے بہ نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے سے۔

بعض وہابیوں کا یہ قول نقل کیا۔

"ان بعض اتباعه کان یقول عصای هذه خیر من محمد (صلی الله تعالیٰ علیه وسلم) لانها ینتفع بها فی قتل الحیة ونحوها ومحمد (صلی الله تعالیٰ علیه وسلم) قد مات ولم یبق فیه نفع اصلا وانما هو طارش وقد مضی"(۳)

یعنی اس کے بعض ماننے والے کہتے تھے کہ میری یہ لاٹھی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہتر ہے کیونکہ یہ سانپ وغیرہ مارنے کا کام دیتی ہے جب کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فوت ہو گئے اب ان سے بالکل کوئی نفع نہیں اٹھایا جا سکتا ہے وہ ایک ایلچی تھے جو چلے گئے۔

علامہ عبدالحکیم فرنگی محلی ان کے عقیدۂ شفاعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"کالوها بی المنکر للشفاعة"(۴)

بدعقیدہ جیسے وہابی جو شفاعت کا انکار کرتا ہے۔

ہندوستانی وہابی مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے لکھا۔

"رسول اللہ کا خیال نماز میں لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے"(۵)

اور لکھا "رسول خدا مر کر مٹی میں مل گئے"(۶)

---

(۱) الشهاب الثاقب علی المسترق الکاذب، ص:۴۷

(۲) الدرر السنیه فی الرد علی الوهابیة، ص: ۴۱

(۳) الدرر السنیة فی الرد علی الوهابیة، ص: ۴۲

(۴) قمر الاقمار حاشیة نور الانوار، ص: ۲۵۱

(۵) صراط مستقیم، ص:۵۷

(۶) تقویة الایمان، ص:۷۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مولوی رشید احمد گنگوہی وخلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا:

''شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے۔

شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے''۔(۱)

مولوی قاسم نانوتوی نے لکھا۔

''بلکہ بالفرض اگر بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔''(۲)

اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ:

''آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید، عمرو بکر ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''(۳)

ان عقائد کفریہ کے علاوہ اور بھی بے شمار فاسد وباطل عقائد ونظریات وہابیہ ودیابنہ کے ان کی کتابوں میں موجود ہیں جن کے سبب علمائے عرب وعجم نے وہابیہ ودیابنہ پر کفر وارتداد کا حکم صادر فرمایا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

''وہابیہ ونیچریہ وقادیانیہ وغیر مقلدین ودیوبندیہ وچکڑالویہ خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین ان آیات کریمہ کے مصداق بالیقین اور قطعاً یقیناً کفار مرتدین ہیں ان میں ایک آدھ اگر چہ کافر فقہی تھا اور صدہا کفر اس پر لازم تھے جیسے نمبر ۲ والا دہلوی مگر اب اتباع واذناب میں اصلا کوئی ایسا نہیں جو قطعاً یقیناً اجماعاً کافر کلامی نہ ہو''(۴)

اور روافض کے متعلق رقمطراز ہیں۔

''روافض زمانہ ہرگز صرف تبرائی نہیں بلکہ یہ تبرائی علی العموم منکر ان ضروریات دین اور باجماع مسلمین یقیناً قطعاً کفار مرتدین ہیں بہت عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے تمام جاہل مرد وعورت چھوٹے بڑے سب

---

(۱) البراهين القاطعة، ص: ۵۱

(۲) تحذير الناس، ص: ۲۸

(۳) حفظ الايمان، ص: ۸

(۴) الفتاوى الرضوية، ج: ۶، ص: ۹۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بالاتفاق گرفتار ہیں۔ کفر اول قرآن عظیم کو ناقص بتاتے ہیں، کفر دوم ان کا ہر تنفس سیدنا امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالیٰ و دیگر ائمہ طاہرین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرات عالیات انبیاے سابقین علیہم الصلوٰت والتحیات سے افضل بتاتا ہے

بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم کفار مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے"(۱)

ان تفصیلات سے مانند آفتاب روشن ہے کہ وہابیہ دیابنہ اور روافض زمانہ اہل بدعت کے ساتھ ساتھ کفار ومرتدین بھی ہیں اور ان کا حکم مرتدین کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

۲۴ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

کیا ندائے "یا محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درست ہے؟

مسئلہ از: محمد محفوظ عالم، مٹیا برج، کلکتہ

کیا فرماتے ہیں محققین کرام اس مسئلہ میں کہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے شرح صحیح مسلم میں تحریر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "یا محمد" کے ساتھ ندا کرنا درست ہے جب کہ ہم لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ اس طرح پکارنا ناجائز ہے بلکہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ وغیرہ کہنا چاہیے قول صحیح کیا ہے۔ آگاہ فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صحیح یہ ہے کہ رحمت عالم رسول کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا محمد" کہہ کر ندا کرنا اور پکارنا جائز نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا(۲)

اس آیت کریمہ کی متعدد تفاسیر کی گئی ہیں جن میں ایک تفسیر یہ ہے کہ رسول پاک علیہ التحیۃ والثناء کو "یا محمد" کہہ کر نہ پکارو کہ تعظیم واحترام کے خلاف ہے کیونکہ کوئی اپنے سے بڑے کو اس کا نام لے کر نہیں بلاتا بلکہ کسی وصف ولقب

(۱) رد الرفضة مشموله الفتاوی الرضویة م، ج: ۱۴، ص: ۲۵۹، ۲۶۲، ۲۶۸

(۲) سورة النور آیت: ۶۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کو استعمال کرتا ہے تو تم بھی پیغمبر اسلام کو ان کا نام لے کر مت بلاؤ اور "یا محمد کہنے کے بجائے یا رسول اللہ یا حبیب اللہ جیسے القاب و اوصاف سے یاد کرو چنانچہ حافظ ابن کثیر تحریر کرتے ہیں۔

"قال مقاتل فی قوله (لَاتَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ الخ) یقول لا تسموه اذا دعوتموه وقال مالک عن زید بن اسلام فی قوله (لَاتَجْعَلُوْالخ) قال امرهم الله ان یشرفوه وقوله (یا یها الذین آمنو لا ترفعوا اصواتکم)" (۱)

علامہ خازن لکھتے ہیں:

"وقیل لا تدعوه باسمه کما یدعوا بعضکم بعضا یا محمد یا عبدالله ولکن فخموه وعظموه و شرفوهٗ وقولوا یا نبی الله یا رسول الله فی لین و تواضع" (۲)

جاراللہ زمخشری لکھتے ہیں:

"لا تجعلوا تسمیته ونداء ه بینکم کما یسمی بعضکم بعضا وینادیه باسمه الذی سماه به ابواه ولا تقولوا یا محمد ولکن یا نبی الله ویارسول الله مع التوقیر والتعظیم الخ)" (۳)

علامہ بغوی فرماتے ہیں:

"قال مجاهد و قتادة لا تدعوه باسمه کما یدعو بعضکم بعضا یا محمد یا عبدالله ولکن فخموه وشرفوه فقولوا یا نبی الله یا رسول الله فی لین وتواضع" (۴)

علامہ محمود الالوسی فرماتے ہیں۔

"قیل: المعنی لا تجعلوا نداء ه علیه الصلوٰة والسلام وتسمیته کنداء بعضکم بعضا باسمه و رفع الصوت به والنداء وراء الحجرات ولکن بلقبه المعظم مثل یا نبی الله ویا رسول الله مع التوقیر والتواضع وخفض الصوت."

اخرج ابن ابی حاتم: وابن مردویه، وابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس قال: کانوا یقولون: یا محمد یا ابا القاسم فنهاهم الله تعالیٰ عن ذلک بقوله سبحانه (لا تجعلوا) الآیة اعظاما لنبیه صلی الله علیه وسلم فقالوا: یا نبی الله یا رسول الله ، وروی نحوهذا عن قتادة،

(۱) تفسیر ابن الکثیر، ج:۳، ص:۳۰۷

(۲) تفسیر الخازن، ج:۵، ص:۹۲

(۳) تفسیر الکشاف، ج:۳، ص:۷۹

(۴) تفسیر البغوی علی هامش تفسیر الخازن، ج:۵، ص:۲۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

والحسن، وسعید بن جبیر ومجاهد ، وفی احکام القرآن للسیوطی ان فی هذا النهی تحریم ندائه صلی الله علیه وسلم باسمه."(۱)

علامہ ابوحیان اندلسی فرماتے ہیں:

"ولا تجعلوا خطاب المعاصری الرسول علیه السلام لما کان التداعی بالاسماء علی عادة البداوة امروا بتوقیر رسول الله صلی الله علیه وسلم بأحسن مایدعی به نحویا رسول الله یا نبی الله ، ألا تری إلی بعض جفاة من اسلم کان یقول یا محمد و فی قوله کدعاء بعضکم بعضا اشارة الی جواز ذلک مع بعضهم لبعض إذلم یومر بالتوقیر و التعظیم فی دعائه علیه السلام الا من دعاه لا من دعا غیره وکانوا یقولون یا أبا القاسم یا محمد فنهوا عن ذلک" (۲)

علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔

"قال سعید بن جبیر و مجاهد: المعنی قولوا یا رسول الله، فی رفق ولین ، ولا تقولوا یا محمد، بتجهّم" (۳)

علامہ اسماعیل حقی البرسوی فرماتے ہیں:

"والمعنی لا تجعلوانداء کم ایاه وتسمیتکم له کنداء بعضکم بعضًا باسمه مثل یا محمد ویا ابن عبدالله ورفع الصوت به والنداء وراء الحجرة ولکن بلقبه المعظم مثل یا نبی الله ویا رسول الله کما قال تعالیٰ (یایها النبی یایها الرسول)" (۴)

تفسیر حسینی میں ہے۔

"یا ندا کردن شما او راوخواندن مررسول رابایدکه چون منادات یک دیگر نباشد که بمجرد نام خوانید بلکه باید که ازروئی تعظیم باشد چنانچه یا رسول الله یا نبی الله" (۵)

دبستان شافعی کے مشہور امام علامہ جلال الدین شافعی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں۔

"اخرج ابن ابی شیبة وعبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر وابن ابی حاتم عن

---

(۱) روح المعانی، ج:۱۷.۱۸، ص:۲۲۵

(۲) تفسیر البحرالمحیط، ج:۶، ص:۴۷۶

(۳) الجامع لاحکام القرآن، ج:۶، ص:۲۱۲

(۴) تفسیر روح البیان، ج:۱۸، ص:۱۸۴

(۵) تفسیر حسینی، ص:۵۷۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مجاهد فی الآیة قال امرهم الله ان یدعوه یا رسول الله فی لین و تواضع ولا یقولوا "یا محمد" فی تجهم واخرج عبد بن حمید عن عکرمة فی الآیة قال لا تقولوا یا محمد ولکن قولوا یا رسول الله "(۱)

اور رقمطراز ہیں:

"اخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویه وابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس فی قوله (لاتجعلوا اھ) قال کانوا یقولون یا محمد یا ابا القاسم فنها هم الله عن ذلک اعظا ما لنبیه صلی الله علیه وسلم فقالوا یا نبی الله یا رسول الله.

واخرج ابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس فی قوله (لا تجعلوا اھ) یعنی کدعاء احدکم اذا دعا اخاه باسمه ولکن وقروه وعظموه وقولوا له یا رسول الله و یا نبی الله"(۲)

مشہور متکلم اور مفسر امام فخر الدین رازی شافعی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں۔

"وثانیها لا تنادوه کما ینادی بعضکم بعضا "یا محمد" ولکن قولوا یا رسول الله یا نبی الله عن سعید بن جبیر" (۳)

علامہ اجل امام ابن العربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"المعنی الثالث ان معناه لا تسووا بین الرسول وبینکم فی الدعوة کل احدیدعی باسمه الا رسول الله فانه یدعی بحطته وهی الرسالة"(۴)

عظیم الشان مالکی فقیہ و مفسر علامہ صاوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"قوله لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم" ای نداء ه بمعنی لا تنادوه باسمه فتقولوا "یا محمد" ولا بکنیته فتقولوا یا ابا القاسم بل نادوه وخاطبوه بالتعظیم والتکریم والتوقیر بان تقولوا یا رسول الله یا نبی الله یا امام المرسلین یا رسول رب العلمین یا خاتم النبیین وغیر ذلک واستفید من الآیة انه لا یجوز نداء النبی بغیر مایفیدالتعظیم لا فی حیاته ولا بعد وفاته (۵)

جلیل القدر حنفی اصولی متکلم مفسر و فقیہ علامہ احمد جیون قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اولا تجعلوا نداء ه کنداء بعضکم بعضا باسمه ورفع الصوت به مثل یا احمد ویامحمد و لکن بلقبه المعظم مثل یا نبی الله و یا رسول الله "(۶)

---

(۱) الدر المنثور فی التفسیر المأثور، ج: ۵، ص: ۱۱

(۲) الدر المنثور فی التفسیر المأثور، ج: ۵، ص: ۱۰

(۳) التفسیر الکبیر، ج: ۲۳، ۲۴، ص: ۴۰

(۴) احکام القرآن لا بل العربی، ج: ۳، ص: ۱۴

(۵) الصاوی علی الجلالین، ج: ۳، ص: ۱۴۹

(۶) التفسیرات الاحمدیه، ص: ۵۷۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مفسر عظیم حضرت علامہ ابن جریر الطبری فرماتے ہیں۔

"حدثنی محمد بن عمر و قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا عیسی و حدثنی الحرث قال حدثنا الحسن قال حدثنا ورقاء جمیعاً عن ابن ابی نجیح عن مجاهد کدعاء بعضکم بعضا قال امرهم ان یدعوا یا رسول الله فی لین وتواضع ولا یقول یا محمد فی تجهم"(۱)

علامہ نظام الدین نیساپوری فرماتے ہیں:

"وعن سعید بن جبیر لا تنادوه باسمه ولا تقولوا یا محمد ولکن یا نبی الله ویارسول الله مع التوقیر والتعظیم والصوت المنخفض" (۲)

مفسرین کے واضح ارشادات ہیں جن سے مثل آفتاب روشن ہے کہ رحمت کائنات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "یا محمد" کے ساتھ ندا کرنی ناجائز ہے اسی موقف کو بیان کرتے ہوئے مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام رضا قادری قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

"بیہقی، امام علقمہ وامام اسود اور ابونعیم، امام حسن بصری وامام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی "لاتقولوا یا محمد ولکن قولوا یارسول الله، یا نبی الله" یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یا محمد نہ کہو یا نبی اللہ" یا رسول اللہ کہو امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ولہٰذا علما تصریح فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک ومولی تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے" (۳)

حاصل کلام یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "یا محمد" کہہ کر ندا کرنی قول محقق ومصحح کے مطابق درست نہیں ہے۔

میں نے علامہ سعیدی صاحب کی شرح مسلم شریف جلد اول صفحہ ۳۱۰ سے ۳۳۱ تک کا مطالعہ کیا جس میں انہوں نے "ندائے یا محمد" کے جواز پر کافی زور دیا ہے اور اپنے طور پر متعدد احادیث پیش کر کے اس کا جواز ثابت کیا ہے اور مانعین جواز پر چوٹیں کسی ہیں بلکہ ایک مقام پر سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے کلام میں تعارض وتسامح دکھانے کی بھی بزعم خویش کوشش فرمائی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ خود یہ آنجناب کا تسامح اور عبارتوں میں کامل توجہ نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔

---

(۱) جامع البیان فی تفسیر القرآن، ج:۹، ص:۱۳۴

(۲) غرائب القرآن ورغائب الفرقان علی هامش جامع البیان، ج:۹، ص:۱۲۰

(۳) تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین، ص:۶۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سعیدی صاحب اس بحث میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

''اب ہم خود اعلیٰ حضرت احمد رضا رحمہ اللہ کی کتاب مذکور (تجلی الیقین) کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''یا محمد'' کے ساتھ ندا کی ہے'' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی تحریر فرماتے ہیں۔ ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

''ما حلف الله بحیوة احد قط الا بحیوة محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال تعالیٰ ''لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُونَ وحیاتک یا محمد''

اس کتاب کے صفحہ ۲۶ پر اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ ندا کرنا حرام ہے۔

اور صفحہ ۲۸ پر یہ روایت استدلال میں پیش کی ہے جس میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''یا محمد'' کے ساتھ ندا کی ہے۔

ہم اس تعارض و تسامح سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث اور آثار کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''یا محمد'' کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔''(۱)

اولاً ہم یہ واضح کرتے ہیں کہ کیا واقعی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کلام میں تعارض و تسامح ہے یا پھر علامہ سعیدی صاحب کا ہی تسامح ہے سچی بات یہ ہے کہ یہاں سعیدی صاحب سے لغزش واقع ہوگئی ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کتاب مستطاب ''تجلی الیقین'' میں بہت وضاحت سے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دیگر انبیائے کرام کو ان کے اسمائے مبارکہ سے یاد فرمایا مگر اپنے محبوب سرکار ابد قرار علیہ التحیۃ والثناء کو کبھی نام لے کر مخاطب نہ فرمایا آپ کے کلمات یہ ہیں۔

''غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصاف جلیلہ والقاب جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے۔''

یایها النبی انا ارسلناک، یایها الرسول بلغ ما انزل الیک''(۲)

اب اہل علم غور فرمائیں کہ آیت مبارکہ ''لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ'' میں کیا قرآن عظیم نے ''یا محمد'' فرمایا ہے یا خود نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے کلمات ہیں ایک ادنیٰ طالب علم بھی کہے گا کہ یہ قرآن کریم کا ارشاد نہیں ہے بلکہ زبان رسالت مآب سے نکلے ہوئے کلمات مبارکہ ہیں تو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی دونوں عبارات متعارض کیسے ہوگئیں، منطق کی ابتدائی کتابوں میں بھی شرائط تعارض میں اتحاد

(۱) شرح صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۳۲۱

(۲) تجلی الیقین، ص: ۳۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مکان لکھا ملے گا یعنی تعارض وتناقض کے لیے ایک مکان میں ہونا شرط ہے جب کہ یہاں اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے کہ قرآن عظیم میں ''یا محمد'' کہہ کر خطاب نہیں ہوا ہے اور جملہ ''وحیاتک یا محمد'' ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس کا کھلا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث مبارک ہے تو نفی قرآن کریم میں ہونے کی ہے اور ثبوت حدیث مبارک میں ہے لہٰذا اتحاد مکان کی شرط مفقود ہونے کی بنا پر تعارض بھی مفقود ومعدوم ہے اور تجلی الیقین کی دونوں عبارتیں اپنے اپنے مقام پر درست اور بے غبار ہیں۔

ثانیاً علامہ سعیدی صاحب نے جن احادیث وآثار کو نقل کیا ہے ان تمام مقامات پر غور کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہوجاتی ہے کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اللہ جل مجدہ کی طرف سے اپنے لیے خطاب کا صیغہ ذکر کر فرمایا ہے تو ازراہ تواضع لفظ ''یا محمد'' ارشاد فرمایا ہے اور جب خود رب تعالیٰ نے اپنے محبوب پر اپنا کلام مبارک نازل فرمایا تو اس میں آپ کے اوصاف جلیلہ والقاب جمیلہ سے خطاب فرمایا ہے لہٰذا ان احادیث طیبہ کو بطور استدلال پیش کر کے یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ''یا محمد'' کہہ کر ندا کرنا جائز ہے یونہی جن بزرگوں کے اقوال میں کلمہ ''یا محمد'' مذکور ہے وہ سب مؤول اور مصروف عن الظاہر ہیں جن میں سے بعض کا ذکر خود سعیدی صاحب نے بھی کیا ہے۔

اس تفصیل کی روشنی میں یہ حقیقت مثل شمس وامس واضح ہوگئی کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''یا محمد'' کہہ کر ندا کرنے کی بجائے یا رسول اللہ جیسے کلمات طیبہ بولے جائیں قرآن مجید اور اس کی تفاسیر کے پیش نظر یہی قول ادب کو زیادہ ظاہر کرنے والا اور بارگاہ رسالت کی تعظیم وتوقیر پر روشن طریقے سے دلالت کرنے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

کتبہ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

شرک وکفر میں کیا فرق ہے؟

مسئلہ از: محمد شاہد محلہ بنجریا، خلیل آباد

کیا فرماتے ہیں علمائے محققین اس مسئلہ میں کہ

شرک کسے کہتے ہیں اور کفر کیا ہے دونوں ایک ہیں یا ان میں کچھ فرق ہے وضاحت فرما کر مشکور ہوں۔

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

لفظ شرک ایک شرعی اصطلاح ہے جس کا معنی ہوتا ہے اللہ جل مجدہ کے برابر کسی اور کو ماننا یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کسی شخص کو واجب الوجود یا اس کی کسی صفت کو قدیم اور مستقل یا اسے لائق عبادت ماننا چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے۔

"الا شراک هو اثبات الشریک فی الالوهیة بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس اوبمعنی استحقاق العبادة کما لعبدة الاصنام"(۱)

جس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ واجب الوجود یعنی جس کا وجود خود ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے صرف اللہ تعالیٰ ہے یونہی اس کی جملہ صفات قدیم غیر مخلوق ذاتی اور غیر متناہی ہیں اس کی ذات کے علاوہ کوئی واجب الوجود نہیں اور اس کی صفات کے علاوہ کسی کی کوئی صف ذاتی قدیم غیر مخلوق اور غیر متناہی نہیں یونہی اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اب اگر کوئی شخص اللہ جل مجدہ کے علاوہ کوئی اور ذات واجب الوجود مانے یا کسی اور کی صفت کو ذاتی قدیم اور غیر مخلوق مانے یا اس کے سوا کسی اور کو لائق عبادت جانے تو اس کا یہ اعتقاد شرک ہے اور ایسا شخص مشرک ہے۔

اور کفر کا معنی ہے ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری دینی کا انکار کرنا چنانچہ تفسیر بیضاوی میں ہے۔

"فی الشرع انکار ماعلم بالضرورة مجیٔ الرسول صلی الله تعالیٰ علیه وسلم به"(۲)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جن امور کے بارے میں عوام وخواص سب جانتے ہوں کہ یہ دین اسلام سے ہیں ان میں سے کسی کا انکار کر دینا مثلاً نماز وروزہ وغیرہ کا انکار کرنا۔

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ شرک وکفر میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے تو ہر شرک کفر ہے مگر ہر کفر شرک نہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو واجب الوجود یا معبود ماننا شرک بھی ہے اور کفر بھی مگر نماز یا روزہ کی فرضیت کا انکار کرنا یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننا کفر ہے مگر شرک نہیں لہٰذا ہر مشرک کافر ہے مثلاً ہندو بت پرست کہ بتوں کو معبود مانتے ہیں مشرک بھی ہیں اور کافر بھی۔ مگر ہر کافر مشرک نہیں مثلاً دیوبندی قادیانی وغیرہ کہ ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں تو یہ کافر ہیں مگر مشرک نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

انبیاء واولیاء کو وسیلہ بنانا کیا شرک وکفر اور حرام ہے؟

مسئلہ از: محمد صدیق چندیری، ایم پی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں وہابی کہتے ہیں کہ انبیاء واولیا کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا حرام بلکہ شرک

(۱) شرح العقائد، ص: ۱۶

(۲) التفسیر للبیضاوی، ص: ۳۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وکفر ہے کسی ذات کو وسیلہ نہیں بنا سکتے ہیں آپ ارشاد فرمائیں کہ زندہ یا وفات یافتہ صالحین خواہ انبیائے کرام ہوں یا اولیائے عظام ان کے وسیلہ سے دعا کرنا کیسا ہے؟ بالتفصیل جواب عنایت ہو۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

اللہ جل مجدہ کی بارگاہ کا قرب حاصل کرنے اور اس سے اپنی حاجت برآری کے لیے اس کے محبوب بندوں کو ذریعہ ووسیلہ بنانا بلاشبہ جائز ہے خواہ وہ حضرات اس ظاہری دنیا میں تشریف فرما ہوں یا دار آخرت کی طرف کوچ کر گئے ہوں ہم تفصیل سے اس سلسلہ میں کلام کریں گے۔ فاقول وباللہ التوفیق

کلمہ "وسیلہ" واحد ہے اس کی جمع وُسُل اور وَسَائل ہے جس کا معنی کسی کے ذریعہ قرب حاصل کرنا، اور جب رب کی بارگاہ میں کسی کو وسیلہ بنایا جائے تو اس کا مطلب ہے اس کے ذریعہ خدا سے قریب ہونا لغت کی عظیم کتاب "صحاح" میں ہے۔

"والوسیلة ما یتقرب به الی الغیر والجمع الوُسُل والوَسَائل یقال وَسَّلَ فلان الی ربه وسیلة اذا تقرب الیه بعمل"(۱)

اب وہ ذریعہ خواہ اعمال حسنہ ہوں یا ذوات قدسیہ اور محبوبین بارگاہ خدائے تعالیٰ یونہی وہ ذوات مبارکہ ظاہری حیات میں ہوں یا اس دنیا سے کوچ کر گئی ہوں لفظ "وسیلہ" اپنے معنی لغوی کے اعتبار سے سب کو شامل ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ.﴾(۲)

ایک مقام ہے۔

﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ.﴾(۳)

آیت مبارکہ میں اہل ایمان کو وسیلہ تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور واضح طور پر یہ فرمایا گیا ہے کہ قرب خدا وندی حاصل کرنے کے لیے وسیلہ ڈھونڈو اور کلمہ وسیلہ مطلق رکھا گیا ہے لہٰذا اس وسیلہ میں سب شامل ہیں۔ اعمال صالحہ بھی اور ذوات صالحین بھی اس عالم میں موجودین بھی اور دار آخرت کی طرف کوچ کر جانے والے بھی، یہی احادیث طیبہ آثار مبارکہ اور اقوال سلف وخلف سے ثابت ہے اور امت مسلمہ کا اسی پر عمل ہے امام طبرانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

---

(۱) الصحاح فی اللغة للجوهری، ج: ۶، ص: ۱۱۸

(۲) سورة المائدہ آیت: ۳۵

(۳) سورۂ بنی اسرائیل، آیت: ۵۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"عن انس بن مالک قال: لمّا ماتت فاطمة بنت اسد بن هاشم ام علی بن ابی طالب رضی الله عنه دخل علیها رسول الله صلی الله علیه وسلم(الحدیث) وفی اخره فلما بلغوا اللحد حضره رسول الله بیده اخرج ترابه بیده ، فلما فرغ دخل رسول الله صلی الله علیه وسلم فاضطجع فیه ، ثم قال: " الله الذی یحیی ویمیت و هو حیّ لا یموت، اغفر لامّی فاطمة بنت اسد، ولقنها حجتها، ووسع علیها مدخلها بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی؛ فانک ارحم الرّاحمین"(۱)

اس حدیث پاک میں ہے کہ رسول کائنات علیہ التحیۃ والثنا نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی چچی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مغفرت کے لیے خود اپنی مقدس ذات کے ساتھ تمام انبیاء کرام کو وسیلہ بنایا جس سے ثابت ہوا کہ محترم ومکرم ذوات کا وسیلہ بنانا سنت نبوی ہے چاہے وہ ذات اس دنیا میں ہو یا نہ ہو۔

بلکہ کسی مقدس ذات کا وسیلہ بنانا سنت آدم علی نبینا وعلیہ السلام بھی ہے چنانچہ امام حاکم قدس سرہ فرماتے ہیں:

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال: قال رسول الله ! لمّا اقترف آدم وکیف عرفت محمداً ولم اخلقه؟ قال : لانک یا ربی لمّا خلقتنی بیدک ونفخت فیّ من روحک رفعت راسی فرأیت علی قوائم العرش مکتوباً: لااله الاالله محمدرسول الله، فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک، فقال الله تعالیٰ: صدقت یا آدم ، انه لاحب الخلق الی ، واذ سألتنی بحقه فقد غفرت لک ، ولولا محمد ما خلقتک"ورواه الطبرانی،وزادفیه! "وهو آخر الانبیاء من ذرّیتک"(۲)

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بابرکت اور محترم ذات کا وسیلہ لے کر دعا کرنا صرف جائز ودرست ہی نہیں بلکہ قبولیت دعا کے لیے بہترین نسخہ ہے۔خواہ وہ ذات ظاہری حیات میں ہو یا وفات پا چکی ہو۔

ان حدیثوں کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث سے وسیلہ کا جواز مثل آفتاب روشن ہے چنانچہ امام ترمذی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر أتی النبی صلی الله علیه وسلم ، فقال: ادع الله ان یعافینی ، قال: "ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خیرلک"، قال: فادعه، قال فامره ان یتوضّا فیحسن وضوءَه ویدعو بهذا الدعاء (اللهم انی اسئلک، واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد، انی توجهت بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی بی، اللهم فشفعه فیّ)"(۳)

---

(۱) المعجم الاوسط، ج۸: ص:۶۷

(۲)المستدرک، ج:۲، ص:۶۷۲

(۳)جامع الترمذی، ج:۲ ص:۱۹۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

امام ابن ماجہ روایت فرماتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" من خرج من بیتہ الی الصلاۃ فقال: اللھم انی اسالک بحق السائلین علیک، واسالک بحق ممشایی ھذا، فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا رِیاء ولا سمعۃ، وخرجت اتقاد سخطک وابتغاء مرضاتک ، فاسالک ان تعیذنی من النار، وأن تغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اقبل اللہ علیہ بوجھہ واستغفرلہ سبعون الف ملکٍ" (۱)

اور امام طبرانی قدس سرہ الربانی روایت فرماتے ہیں:

"عن عثمان بن حنیف ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حاجۃ لہ، فکان عثمان لا یلتفت الیہ ، ولا ینظر فی حاجتہ، فلقی ابن حنیف فشکی ذلک الیہ، فقال لہ عثمان بن حنیف: ائت المیضاۃ فتوضّا، ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین، ثم قل: "اللھم انی اسالک واتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ، یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فتقضی لی حاجتی وتذکرحاجتک ورح حتی اروح معک، فانطلق الرجل فصنع ما قال لہ، ثم أتی باب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فجاء البواب حتی أخذ بیدہ فأدخلہ علی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فأجلسہ معہ علی الطنفسۃ حُنیفاً،فقال: ماحاجتک؟ فذکر حاجتہ وقضاھالہ ثم قال لہ: ماذکرت حاجتک حتی کان الساعۃ وقال: ما کانت لک من حاجتی فاذکرھا. ثم ان الرجل خرج من عندہ، فلقی عثمان بن حنیف، فقال لہ: جزاک اللہ خیرا،ماکان ینظر فی حاجتی ولایلتفت الی حتی کلمتہ فی، فقال عثمان بن حنیف: واللہ ما کلمتہ، ولکنّی شھدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، واتاہ ضریر فشکی الیہ ذھاب بصرہ، فقال لہ النبی صلی اللہ "فتصبر" فقال : یا رسول اللہ، لیس لی قائد و قدشق علیّ، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم :(ائتِ المیضاۃ فتوضّأ، ثم صلِّ رکعتین، ثم ادع بھذہ الدعوات ...) قال ابن حنیف فواللہ ما تفرقنا وطال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضرّ قط"(۲)

ان تفصیلات سے سورج کی طرح روشن ہے کہ مقدس اور بابرکت ذات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا بلاشبہ جائز ودرست بلکہ سنت نبوی، طریقۂ صحابہ اور آداب سلف صالحین میں ہے وسیلہ کو شرک وکفر اور بدعت

(۱) سنن ابن ماجہ، ج: ۱، ص: ۲۵۶

(۲) المعجم الکبیر، ج: ۹، ص ۳۰۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وحرام کہنا خود شرک وکفر میں مبتلا ہونا ہے جو شخص اسے شرک وکفر کہتا ہے وہ پوری امت مسلمہ بلکہ انبیائے کرام پر کفر و شرک کا الزام دیتا ہے لہٰذا ایسا کہنے والے پر خود حکم کفر عائد ہوتا ہے صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"اذا قال الرجل لاخیه یا کافر فقد باء به احدهما"(۱)

علامہ عابد باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی ارشاد فرماتے ہیں۔

"من دعا رجلا بالکفر بالله تعالیٰ او الشرک به و کذلک بالزندقة والا لحاد و النفاق الکفری"(۲)

فتاوی بزازیہ میں ہے۔

"یجب اکفار الخوارج فی اکفارهم جمیع الامة سواهم"(۳)

شفا شریف میں ہے:

"نقطع بتکفیر کل قائل قال قولا یتوصل به الی تضلیل الامة"(۴)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ انبیائے کرام اولیائے عظام اور بزرگان دین کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کرنا جائز و مستحسن ہے وہابیہ کا اسے شرک وکفر بتانا سراسر غلط ہے اور وسیلہ کو شرک وکفر کہنے کی بنا پر خود وہ کافر و بے دین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی۔

اپنے پیر کو خدا کہنے والے کا حکم

مسئلہ از: محمد فیاض احمد قادری، الہ آباد۔ یوپی

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے خدا کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ اگر کوئی اپنے پیر کو خدا کہے تو اس کا کیا حکم ہے۔

(۱) صحیح البخاری کتاب الادب، ج:۲، ص:۹۰۱

(۲) الحدیقة الندیة، ج:۲، ص:۲۱۱

(۳) الفتاوی البزازیة علی الهندیه، ج:۶، ص:۳۱۸

(۴) الشفا بتعریف حقوق المصطفی، ج:۲، ص:۲۷۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

عرف میں جو لفظ جس معنی کے لیے مستعمل ہو شرع میں بھی وہی معنی معتبر ہوتا ہے بشرطیکہ شرع نے کوئی اور معنی نہ بتایا ہو۔ چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے۔

"الاصل ان یعتبر فی الاسماء الشرعیة ما ینشی عنه من المعانی"(۱)

یعنی قاعدہ ہے کہ شرعی الفاظ جن معانی کا اظہار کرتے ہیں وہی معتبر ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے۔

"العرف الذی تحمل علیه الالفاظ انما هو المقارن السابق دون المتاخر ولذا قالوا لاعبرة بالعرف الطاری" (۲)

حاصل یہ ہے کہ شرعی کلمات اور فقہی مصطلحات کا جو معنی عوام وخواص میں رائج ہو اور شریعت میں بھی وہی معنی لیا جاہو تو وہی معنی مراد ہوگا جو رائج ہے اور حکم کا دارومدار اسی معنی پر ہوگا اور اس میں تاویل غیر معتبر ہوگی مثلاً لفظ "پیغمبر ہے۔ یہ لفظ نبی کے معنی میں مستعمل ہے جب بھی مطلق بولا جاتا ہے تو نبی کا معنی مراد ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کسی نے کہا میں پیغمبر ہوں اور یہ تاویل کرے کہ پیغام لیجانے والا ہوں تو اس کی یہ تاویل مسموع نہیں ہوگی اور اس پر حکم کفر گا چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے۔

"لوقال انا رسول الله اوقال بالفارسیة من پیغمبرؐ یرید به من پیغام می برم یکفر" (۳)

اور بہار شریعت میں ہے۔

اپنے کو کہے میں پیغمبر ہوں اور اس کا مطلب یہ بتائے کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تو وہ کافر ہے یعنی یہ تاویل مسموع نہیں کہ عرف میں یہ لفظ رسول و نبی کے معنی میں ہے"(۴)

اسی طرح اگر کوئی کہے "من خدائم" اور یہ تاویل کرے کہ من خود آئم یعنی میں خود آرہا ہوں تو اس کی یہ تاویل مقبول نہیں ہوگی اور اس پر حکم کفر نافذ ہوگا فتاوی عالمگیری میں ہے۔

"ولوقال من خدائم علی وجه المزاح یعنی خود آئم فقد کفر کذا فی التتارخانیة"(۵)

لفظ پیغمبر اور خدائم بولنے سے حکم کفر کیوں لگتا ہے اور اس کی تاویل معتبر نہیں مانی جاتی ہے وجہ وہی کہ لفظ

---

(۱) الفتاوی الرضویه ج:۳، ص:۵۷۲ (۲) الاشباه والنظائر مع الحموی ج:۱، ص:۲۸۲

(۳) الفتاوی العالمگیریة ج:۲، ۲۶۳ (۴) بہار شریعت ج:۳، ص:۱۷۱

(۵) الفتاوی العالمگیریة ج:۲، ۲۶۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

پیغمبر اور خدا نبی اور اللہ کے معنی میں اس طرح رائج ہے کہ دوسرے کسی معنی کی طرف ذہن جاتا ہی نہیں ہے لفظ خدا کے استعمال سے متعلق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں۔

''اللہ عزوجل پر ہی خدا کا اطلاق ہوسکتا ہے اور سلف سے لے کر خلف تک ہر قرن میں تمام مسلمانوں میں بلا نکیر اطلاق ہوتا رہا ہے۔ اور وہ اصل میں ''خود آ'' ہے جس کے معنی ہیں وہ جو خود موجود ہو کسی اور کے موجود کیے موجود نہ ہوا ہو اور وہ نہیں مگر اللہ عزوجل ہمارا سچا خدا۔''(۱)

تو جس نے خود کو نبی یا خدا کہا تو شرعاً اس کا مطلب یہی ہوگا کہ اس نے اپنے لیے نبوت والوہیت کا دعویٰ کیا لہٰذا وہ کافر قرار پائے گا اسی لیے جب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا کہ اگر کوئی حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یا اپنے پیر و مرشد کو خدا کہے تو اس کا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا

''کسی بات کی طرف نظر کرنے کی حاجت نہیں بعد اس کے کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہ کو خدا کہے یقیناً کافر مرتد ہے: ''من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر''۔(۲)

اور ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

''مرشد کو خدا کہنے والا کافر ہے اور اگر مرشد اسے پسند کرے تو وہ بھی کافر''(۳)

اس تفصیل سے مانند آفتاب روشن ہوگیا کہ مطلقاً لفظ ''خدا'' کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہی ہوگا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو خدا کہنا کفر اور کہنے والا کافر و مرتد ہے اور اسکی کوئی تاویل مقبول و معتبر نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

وظیفہ ''یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ'' کا ورد کیا شرک و کفر ہے؟

مسئلہ از: مولانا ذوالفقار نعیمی ایڈیٹر سہ ماہی جام شرافت مراد آباد۔

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ امت مسلمہ میں صدیوں سے وظیفہ ''یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ'' کا ورد جاری ہے جس کی برکات سے اہل ایمان فیضیاب ہو رہے ہیں مگر وہابی کہتے ہیں کہ اس کا ورد شرک و کفر ہے اس سلسلہ میں واضح اور قول فیصل آپ تحریر فرمائیں اور اس کا حکم بیان کریں۔

---

(۱) فتاوی مفتی اعظم، ج:۲، ص:۷

(۲) الفتاوی الرضویۃ، ج:۶ ص:۳۰۰

(۳) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۱۱۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

امیر کشور ولایت شہنشاہ بغداد غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کو رب قدیر نے جس مقام ولایت سے نواز کر روحانی قوت وطاقت عطا فرمائی اس سے ملت اسلامیہ کا ہر چھوٹا بڑا واقف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں ان کے نام کا ورد رائج ہے، انہیں مصیبتوں میں پکارا جاتا ہے، ان سے استغاثہ واستمداد کی جاتی ہے اور "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للّٰہ" کے کلمات سے ان کی ذات بابرکات سے مدد طلب کی جاتی ہے بارہویں صدی ہجری کے آغاز میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام سے اہل ایمان کا رشتہ توڑنے کی خاطر انگریزوں نے توحید کے نام پر ایک خطرناک تحریک بنام "وہابیت" کی داغ بیل ڈالی جس نے امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا تمام اکابرین ملت کو طعن وتشنیع اور سب وشتم کا نشانہ بنایا اور جن رسومات ومعمولات کے ذریعہ اہل اللہ سے وابستگی کا پتہ چلتا ہے سب کو کفر وشرک کا نام دے کر ختم کرنے کی منصوبہ جدوجہد کی۔ انہیں مذموم کوششوں کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ مذکورہ بالا وظیفہ قادریہ کو شرک وکفر کا نام دے کر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے دور کیا جانے لگا ان حالات کے پیش نظر علمائے اہل سنت حقانیت کو اجاگر کرنے کے لیے میدان میں اترے اور اسلام کے عقائد و معمولات کو دلائل وبراہین سے مزین کر کے امت کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ مذکورہ وظیفہ کے حوالے سے بھی علمائے اسلام بے شمار رسالے کتابچے اور فتاوی شائع کئے اور اس کی صحت وجواز کا حکم واضح کیا۔

اس مشہور وظیفہ کا اردو ترجمہ ہے: "اے شیخ عبدالقادر جیلانی خدا کے لیے کچھ عطا کیجئے" عربی کا یہ جملہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے اردو بول چال میں عموماً لوگ کہا کرتے ہیں خدا کے لیے پڑھ لکھ، اللہ واسطے دیدو وغیرہ وغیرہ جو لوگ اس وظیفہ کو ناجائز وحرام یا شرک کہتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اس میں وفات یافتہ کو ندا دینا اور پکارنا اور اس سے استغاثہ واستمداد کرنا ہے اور کسی وفات یافتہ کو ندا دینا اور اس سے مدد مانگنا ناجائز ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ان حضرات کی غلط فہمی اور اسلامی مسلمات ومعتقدات سے عدم واقفیت کی کھلی دلیل ہے، کیونکہ قرآن وحدیث اور اقوال علمائے اسلام کھلے طور پر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وفات یافتہ حضرات بھی سنتے ہیں لہٰذا ان کو ندا دینا اور انہیں پکارنا بلاشبہ جائز ہے یونہی ان سے استمداد کرنا بھی جائز ودرست ہے ہم اولا یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وفات یافتہ لوگ سنتے ہیں۔

چنانچہ نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء کا ارشاد گرامی ہے "ان المیت اذ وضع فی قبرہ انه یسمع خفق نعالهم اذا انصرفوا"۔(۱)

مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ دفن کر کے پلٹتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ ایک جگہ اور

(۱) الصحیح لمسلم: ج: ۲، ص: ۳۸۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ان المیت یسمع خفق نعالھم اذا ولوا مدبرین" (۱) مردہ جوتیوں کی آواز سنتا ہے جب لوگ انہیں پیٹھ دے کر پھرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مقام پر یوں فرمایا "ان المیت اذا دفن یسمع خفق نعالھم اذا ولوا منصرفین" (۲) مردہ جب دفن ہوتا ہے اور لوگ واپس آتے ہیں وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

ایک جگہ اور فرمایا: "والذی نفسی بیدہ ان المیت اذا وضع فی قبرہ انہ یسمع خفق لغاھم حین یؤ لون عنہ۔" (۳)

یعنی قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جب مردہ قبر میں رکھا جاتا ہے کفش ہائے مردم کی آواز سنتا ہے جب اسکے پاس سے پلٹتے ہیں۔ اور ایک مقام پر سید عالم ارشاد فرماتے ہیں: فانہ یسمع خفق نعالھم و نقض ایدیکم اذا ولیتم عنہ مدبرین (۴) وہ یقیناً تمہارے جوتوں کی چپچل اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز سنتا ہے جب تم اس کی طرف سے پیٹھ پھیر کر چلتے ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ شھدنا جنازۃ مع رسول اللہ فلما فرغ من دفنھا وانصرف الناس قال انہ الآن یسمع خفق نعالکم." (۵) کہ ہم ایک جنازہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر تھے جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ پلٹے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اب وہ تمہاری جوتیوں کی آواز سن رہا ہے۔

ان احادیث طیبہ سے مثل آفتاب واضح ہے کہ عام مسلمان اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور سنتے ہیں۔ یہ حال عام مسلمانوں کا ہے رہے مقربان بارگاہ تو ان کی قوت سماعت اور طاقت ادراک کا حال نہایت نرالا اور ارفع واعلیٰ ہوتا ہے وہ عالم بالا میں رہتے ہوئے بھی عالم زیریں میں اٹھنے والی آوازوں کی سماعت فرمالیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ عبدالرؤف مناوی فرماتے ہیں۔

"النفوس القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیۃ اتصلت بالملا ا لا علی ولم یبق لھا حجاب فتری و تسمع الکل کالمشاھد" (۶) یعنی پاک جانیں جب بدن کے علائق سے جدا ہوتی ہیں تو ملا اعلیٰ سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کوئی پردہ نہیں رہتا ہے سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: اذا مات الانسان کان للنسمۃ نشأۃ اخری فینشئ فیض الروح الالھی فیھا قوۃ فیما بقی من الحس المشترک تکفی کفایۃ السمع والبصر

(۱) المسند للامام احمد بن حنبل: ج: ۴، ص: ۲۹۶ (۲) کنز العمال، ج: ۱۵، ص: ۷۰۰

(۳) المستدرک للحاکم: ج: ۱، ص: ۳۸۰ (۴) شرح الصدور: ص: ۵۱

(۵) شرح الصدور، ص: ۵۴ (۶) التیسیر شرح جامع الصغیر، ج: ۱، ص: ۵۰۲

(۷ حجۃ اللہ البالغۃ: ص: ۱۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الکلام"(۷) جب آدمی مرجاتا ہے روح حیوانی کے لیے ایک اور اٹھان ہوتی ہے تو روح الٰہی کا فیض اس کے بقیہ حس مشترک میں ایک قوت ایجاد کرتا ہے جو سننے دیکھنے اور کلام کرنے کا کام دیتی ہے۔

اور جب یہ امر ثابت ہوگیا کہ وفات یافتہ حضرات سنتے، دیکھتے اور پہچانتے ہیں تو یہیں سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ انہیں پکارنا لفظ "یا" کے ذریعہ انہیں مخاطب کرنا اور ان سے مدد طلب کرنا بھی درست ہے۔ چنانچہ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں: "قیل لموسی الرضا رضی الله عنه علمنی کلاما إذا زُرتُ واحدا منکم فقال ادن من القبر و کبر الله اربعین مرة ثم قل السلام علیکم یا اهل بیت الرسالة انی مستشفع بکم و مقدمکم امام طلبی وارادتی وسالتی وحاجتی واشهد الله انی مومن بسرکم وعلانیتکم وانی ابرأ الی الله من محمد وال محمد من الجن والانس"۔(۱) یعنی امام علی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی مجھے ایک کلام تعلیم فرمایئے کہ اہل بیت کرام کی زیارت میں عرض کیا کروں؟ فرمایا! قبر سے نزدیک ہوکر چالیس بار تکبیر کہہ پھر عرض کر سلام آپ پر اے اہل بیت رسالت میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کو اپنی طلب وخواہش وسوال حاجت کے آگے کرتا ہوں، خدا گواہ ہے مجھے آپ کے باطن کریم وظاہر طاہر پر سچے دل سے اعتقاد ہے اور میں اللہ کی طرف بری کرتا ہوں ان سب جن وانس سے جو محمد وآل محمد ﷺ کے دشمن ہیں۔

اور حضرت امیر ابن الحاج قدس سرہ فرماتے ہیں: "الدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بهم معمول به عند علمائنا المحققین من ائمة الدین" (۲) یعنی قبور صالحین کے پاس دعا اور ان سے شفاعت چاہنا ہمارے علمائے محققین وائمہ دین کا معمول ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ فرماتے ہیں: اذا مات انقطعت العلاقة فلحق بالملئکة وصار منهم والهم کالهامهم وسعی فیما یسعون فیه ربما اشتغل هو لاء باعلاء کلمة الله ونصر حزب الله وربما کان لهم لمة خیر بابن آدم"(۳)

جب اہل اللہ مرتے ہیں علائق بدنی منقطع ہوکر ملائکہ سے ملتے اور انہیں میں سے ہوجاتے ہیں جس طرح فرشتے آدمیوں کے دل میں نیک بات کا القاء کرتے ہیں اور جن کاموں میں ملائکہ سعی کرتے ہیں یہ بھی کرتے ہیں اور کبھی یہ پاک روحیں خدا کا بول بالا کرنے اور اس کے لشکر کو مدد دینے یعنی جہاد وقتل کفار وامداد مسلمین میں مشغول ہوتی ہیں، اور کبھی بنی آدم سے نزدیک وقریب ہوتی ہیں کہ ان پر افاضۂ خیر فرمائیں۔"

ایک مقام پر یوں رقم طراز ہیں "دراولیائے امت واصحاب طریق اقوی کسی کہ بعدہ تمام راہ جذب باکثر وجوہ باصل ایں نسبت میل کردہ ودر آنجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اند ولہٰذا گفتہ اند کہ ایشاں در قبور خود مثل احیاء تصرف مے کنند" (۴) اولیائے امت واصحاب طریقت میں سب سے زیادہ قوی شخصیت

(۱) جذب القلوب، ص: ۱۳۸ (۲) المدخل. ج: ۱، ص: ۲۴۹

(۳) حجة الله البالغة: ص: ۳۵ (۴) همعات. ص: ۶۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جس کے بعد تمام راہ عشق مؤکد ترین طور پر اسی نسبت کی اصل کی طرف مائل اور کامل ترین طور پر اس مقام پر قائم ہو چکی ہے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں۔

اسی لیے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یہ اپنی قبروں میں زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں۔

ان عبارات سے یہ مسئلہ بالکل بے غبار ہو جاتا ہے کہ ارواح کرام کو ندا کرنا اور ان سے توسل وطلب دعا بلا شبہ جائز و درست ہے۔ اب آیئے خاص کر غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے استغاثہ اور ان کو ندا کرنے کے متعلق علمائے اسلام کے ارشادات سے قلب ونظر کو مسرور کریں۔ حضرت علامہ سیدی جمال مکی قدس سرہ کے فتاوی میں ہے

"سئلت عمن يقول في حال الشدائد يارسول الله او يا علي او ياشيخ عبدالقادر مثلاً هل هو جائز شرعا ام لا فاجبت نعم الاستغاثة بالاولياء ونداوهم والتوسل بهم امر مشروع ومرغوب لا ينكره الا مكابر او معاندو قد حرم بركة الاولياء الكرام، و سئل شيخ الاسلام الشهاب الرملي الانصاري الشافعي عما يقع من العامة من قولهم عند الشدائد يا شيخ فلان و نحو ذالك من الاستغاثة بالانبياء والمرسلين و الصالحين فاجاب بما نصه الا ستغاثه بالانبياء والمرسلين والاولياء الصالين جائزة بعد موتهم."(۱)

مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو سختیوں کے وقت کہتا ہے "یارسول، یاعلی، یا شیخ عبدالقادر، مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا، ہاں! اولیاء سے مدد مانگنا اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر مشروع وشئے مرغوب ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا دشمن انصاف، اور بے شک وہ برکت اولیائے کرام سے محروم ہے" شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری شافعی سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت مثلاً یا شیخ فلاں کہہ کر پکارتے ہیں اور انبیاء واولیاء سے فریاد کرتے ہیں، اس کا شرع میں کیا حکم ہے؟ امام ممدوح نے فتویٰ دیا کہ انبیاء و مرسلین واولیاء وعلمائے صالحین سے ان کے وصال شریف کے بعد بھی استعانت واستمداد جائز ہے۔"

علامہ رملی حنفی "فتاوی خیریہ" میں فرماتے ہیں: "قولهم يا شيخ عبدالقادر نداء فما الموجب لحرمته" (۲) لوگوں کا کہنا "یا شیخ عبدالقادر" یہ ایک ندا ہے پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے؟

حاصل کلام یہ کہ وفات یافتہ شخصیات کو ندا کرنا ان کو پکارنا اور ان کو یا علی یا غوث یا خواجہ وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرنا بلاشبہ جائز ہے اسے کفر وشرک بتانا سراسر غلط اور حماقت وجہالت اور گمراہی وبدینی ہے البتہ تمام اہل ایمان پر فرض ہے کہ ہر شئی میں حقیقی مؤثر ومتصرف اللہ تعالیٰ کو مانیں اور موت اور زندگی، تنگی وفراخی ہر ایک کا حقیقی مالک و

(۱) الفتاوىٰ الرضويه، م، ج:۹، ص: ۷۹۱/۷۹۲

(۲) الفتاوىٰ الرضويه، م، ج:۹، ص: ۷۹۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

خالق اسی کو جانیں اولیائے عظام اور صالحین کو اس کی بارگاہ میں واسطہ ووسیلہ سمجھیں کہ مؤثر وموجد حقیقی اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ بعض حضرات اس وظیفہ کے ناجائز بلکہ کفر ہونے کی ایک وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اس میں "شیئًا للہ" کی عبارت ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ غوث اعظم سے کچھ مانگا جارہا ہے اور جس کے لیے مانگا جارہا ہے وہ کوئی بندہ اور مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہے اور یہ مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہونے کی نسبت کرنا کفر ہے لہٰذا ایسے کلمات پر مشتمل وظیفہ ناجائز وحرام بلکہ کفر ہے۔

مگر یہ صرف ایک شبہ ہے جو تار عنکبوت سے کہیں زیادہ کمزور ہے کیونکہ کسی معمولی سے معمولی مسلمان کے بھی حاشیۂ خیال میں یہ بات نہیں آسکتی کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہے اور ہم اسے محتاج سمجھ کر غوث سے یا کسی اور بزرگ سے اس کے لیے کچھ مانگ رہے ہیں (معاذ اللہ رب العالمین) واقعہ یہ ہے کہ یہاں کلمہ جلالت کا تذکرہ صرف اور صرف سوال کی اہمیت بتانے کے لیے ہے نہ کہ اللہ جل مجدہ کو محتاج سمجھ کر اس کے لیے مدد طلب کرنا ہے، ہم دن رات اس طرح بولتے رہتے ہیں چنانچہ عام بول چال میں کہتے ہیں۔ اللہ کے لیے کچھ کمالو، خدا کے لیے کچھ دے دو، وغیرہ وغیرہ تو جس طرح سے یہ جملے کفر وشرک نہیں یونہی "شیئًا للہ" بھی کفر وشرک نہیں ہوسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ نے اس عبارت کے تعلق سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب اس عبارت کا ایک مطلب واضح ہے تو بلاوجہ کسی مومن پر بدگمانی کرکے غلط معنی اس کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے آپ لکھتے ہیں:

"وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانه یمکن ان یقول اردت اطلب شیئًا اکراما لله تعالیٰ اھ شرح وھبانیة (الی قوله) اما ان قصد المعنی الصحیح فالظاھر انه لا باس به."(۱)

ہمیں اسلاف کی محبت بخشے اور ان کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) وھو تعالیٰ اعلم۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی۔

☆☆☆☆

(۱) ردالمحتار

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المفقود

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿اِمْرَأَةُ الْمَفْقُوْدِ اِمْرَأَتُهٗ
حَتّٰی یَأْتِیَهَا الْبَیَانُ﴾

(سنن الدار قطنی، ج:۳، ص:۳۱۲)

یعنی

مفقود کی عورت جب تک بیان نہ آجائے
(یعنی اس کی موت یا طلاق نہ معلوم ہو) اسی کی عورت ہے۔

از ص:۴۱۹	تا	ص:۴۲۵

کل فتاویٰ:۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب المفقود

مفقود کا بیان

مفقود الخبر کی بیوی کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: مقصود احمد، سمرہوا، پوسٹ، سمھوابابو، ضلع مہراج گنج (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ہندہ کی شادی بکر کے ساتھ ہوئی تھی اور ہندہ پہلی مرتبہ بکر کے گھر آئی تھی، کچھ دنوں کے بعد بکر کمانے کے لیے باہر گیا اور پانچ سال کچھ مہینہ کا عرصہ گذر گیا لیکن بکر کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ، پھر ہندہ کے گھر والوں نے بکر کو بہت تلاش کیا لیکن اس کا کچھ پتہ نہیں چلا، اس کے بعد ہندہ کے گھر والوں نے کسی مفتی صاحب سے ہندہ کی دوسری شادی سے متعلق فتوی لیا اور مفتی صاحب نے دوسری شادی کے جواز کا فتوی دیدیا، پھر ہندہ کے گھر والوں نے ہندہ کی دوسری شادی کردی، اور شادی کرنے کے ایک مہینہ بعد بکر گھر پہ آگیا، تو اب اس شادی کے بارے میں کیا حکم ہے آیا وہ شادی جائز ہے کہ نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جس لاپتہ مرد کی موت وزندگی کا حال معلوم نہ ہو وہ مفقود الخبر ہے اور مفقود الخبر کی بیوی کے لیے مذہب حنفی میں یہ حکم ہے کہ وہ اپنے شوہر کی عمر نوے سال ہونے تک انتظار کرے، اور امام ابن ہمام علیہ الرحمہ والرضوان کا مذہب مختار یہ ہے کہ شوہر کی عمر ستر سال ہونے تک انتظار کرے، لقولہ علیہ السلام اعمار امتی مابین الستین إلی سبعین، مگر ضرورت ملجئہ کی صورت میں مفقود کی عورت کو حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر عمل کی رخصت ہے۔

ان کے مذہب کے مطابق مفقود کی عورت قاضی شریعت یا ضلع کے سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ عالم دین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے حضور فسخ نکاح کا دعوی کرے، وہ عالم اس کا دعوی سن کر چار سال کی مدت مقرر کرے، اگر مفقود کی عورت نے کسی عالم کے حضور فسخ نکاح کا دعوی نہیں کیا اور بطور خود چار سال تک انتظار کرتی رہی تو یہ مدت حساب میں شمار نہ ہوگی، بلکہ دعوی کے بعد چار سال کی مدت درکار ہے، اس درمیان اس کے شوہر کی موت وحیات معلوم کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں، جب یہ مدت گزر جائے اور اس کے شوہر کی موت وزندگی معلوم نہ ہو سکے تو وہ عورت پھر اسی عالم کے حضور استغاثہ پیش کرے، اس وقت وہ عالم اس کے شوہر پر موت کا حکم نافذ فرمائے گا، پھر عورت وفات کی عدت گزار کر جس سنی صحیح العقیدہ سے چاہے نکاح کر سکتی ہے، اس سے پہلے اس کا نکاح ہرگز کسی سے جائز نہیں۔

مذکورہ صورت میں چوں کہ ہندہ کا نکاح اس کے والدین نے شرعی طریقہ اپنائے بغیر کر دیا اس لیے وہ نکاح ہرگز جائز نہیں ہے، ہندہ بدستور بکر کی بیوی ہے اور جس مفتی نے مسئلہ بتایا۔ اس نے حکم شرعی بیان نہیں کیا بلکہ گمراہ کیا ہے۔ اس پر عمل کرنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد نظام الدین القادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۳ر جمادالآخرہ ۱۴۲۳ھ

کیا زن مفقود الخبر کا نکاح اس کے والدین کر سکتے ہیں؟

مسئلہ از: محمد قطب الدین لطیفی بلرامپوری متعلم دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں زید تین سال سے لاپتہ ہے اس کی کوئی خبر نہیں کہ مردہ ہے یا زندہ اس صورت میں زید کی بیوی ہندہ دوسرے سے شادی کر سکتی ہے یا نہیں اگر اس کے والدین دوسری جگہ شادی کر دیں تو ان کے بارے میں کیا حکم ہے نیز ان کے دوسرے لڑکی یا لڑکا سے شادی وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زن مفقود الخبر کے بارے میں امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک شوہر کی عمر ۷۰ برس کی نہ ہو اس وقت تک موت کا حکم نہ دیں گے نہ اس کی عورت کو نکاح کرنا جائز۔ مگر وقت ضرورت ملجۂ مفقود کی بیوی کو حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر عمل کی رخصت ہے۔ چنانچہ شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر شوہر کے مفقود الخبر" ہونے کی وجہ سے عورت دوسری شادی کرنے پر اتنی مجبور ہو جائے کہ دوسرا کوئی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چارہ کار نہ ہو حالت ملجۂ پیدا ہو جائے تو مذہب امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل کرنے کی اجازت ہمارے علما نے بھی دی ہے۔ خصوصاً اس دور پرفتن میں ہمارے علما کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ اس خصوص میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر فتویٰ دیا جائے"۔(۱)

البتہ شوہر کی موت کا فیصلہ قاضی اسلام کرے گا اور جس جگہ قاضی اسلام نہیں وہاں اس کی صورت یہ ہوگی کہ مفقود کی بیوی ضلع کے سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ عالم دین کے حضور فسخ نکاح کا دعویٰ کرے۔ وہ عالم اس کا دعویٰ سن کر چار سال کی مدت مقرر کرے۔ اگر مفقود کی عورت نے کسی عالم کے پاس فسخ نکاح کا دعویٰ نہ کیا اور بطور خود چار سال تک انتظار کرتی رہی تو یہ مدت حساب میں شمار نہ ہوگی بلکہ دعویٰ کے بعد چار سال کی مدت درکار ہے اس مدت میں اس کے شوہر کی موت وزندگی نہ معلوم ہو سکے تو وہ عورت اسی عالم کے حضور استغاثہ پیش کرے اس وقت وہ عالم اس کے شوہر پر موت کا حکم کرے گا پھر عورت عدت وفات گزار کر جس سنی صحیح العقیدہ سے چاہے نکاح کر سکتی ہے اس سے پہلے اس کا نکاح کسی سے ہرگز نہیں۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زید مفقود الخبر کی بیوی ہندہ کے سامنے اگر دوسری شادی کرنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے تو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کے مذکورہ حکم کے مطابق عمل کر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ بغیر اس کے کسی سے نکاح کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے اور اگر ہندہ کے والدین اپنی مرضی سے اس کا نکاح کر دیں تو وہ سخت مجرم وگنہ گار مستحق نار وغضب جبار ہوں گے۔ ان پر لازم ہوگا کہ فوراً اپنی لڑکی کو جس کے ساتھ نکاح کیا ہے اس سے جدا کر لیں اگر ایسا نہ کریں گے تو مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ ان سے مکمل قطع تعلق کر لیں ان کے ساتھ نشست وبرخاست شادی بیاہ سب ختم کر دیں ورنہ وہ بھی گنہ گار ہوں گے قال اللہ تعالیٰ ﴿ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

المجیب مصیب : محمد تفسیر القادری

کتبۂ: محمد اختر حسین قادری

۲۹ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ

اگر شوہر ایک طویل زمانہ سے "کوما" میں ہو تو عورت کیا کرے؟

مسئلہ از: عبدالرحمٰن۔ مریکہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بیمار ہوا اور پھر کوما میں چلا گیا تقریباً چھ سال سے بستر مرگ پر کوما کی حالت میں ہے اس کی بیوی اور ایک بچہ ہے گھر والوں نے دیکھ بھال بند کر دی ہے بیوی مزدوری کر کے

(۱) حاشیہ فتاوی امجدیہ، ج: ۲، ص: ۹۱

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اپنا خرچ اور شوہر کا علاج کراتی ہے مگر اب وہ عورت مزدوری کر کے دوا علاج اور اپنے خرچ کو نہیں نکال سکتی ہے عورت بالکل مجبور ہو چکی ہے بظاہر کوئی اس کی زندگی کا پرسان حال نہیں ہے اب عورت دوسرا نکاح کر کے عزت کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہتی ہے شریعت مطہرہ کی روشنی میں حکم بیان فرمائیں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ! اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے اور مہلک امراض سے محفوظ و مامون رکھے یہ ایک نئی صورت حال ہے مگر اسلام ہر مسئلے کا حل پیش کرتا ہے اگر چہ صراحۃً نہ ہو بلکہ دلالۃً اشارۃً اور کنایۃً ہو یہ مسئلہ مثل جنون ہے کہ اگر شوہر بالکل پاگل ہو جائے اور ایک عرصہ دراز سے بیوی بچوں سے بیگانہ حتی کہ اپنی زندگی سے بھی بیگانہ ہو تو کیا عورت کو فسخ نکاح کا اختیار شرع دیتی ہے تمام کتب حنفیہ میں مذکور ہے کہ جنون موجب فسخ نکاح نہیں ہے چنانچہ درمختار میں ہے "لا یتخیر احد الزوجین بعیب الآخر ولو فاحشا کجنون" (۱)

ردالمحتار میں ہے "وقد تکفل فی الفتح بردما استدل به الائمة الثلثة ومحمد بما لا مزید علیه" (۲)

کنز الدقائق میں ہے "لم یتخیر احدهما بعیب" (۳)

مجمع الانہر میں ہے: "لا خیار لها ان وجدت (المرأة) به (ای بالزوج) جنونا" (۴)

ان ارشادات سے مانند آفتاب روشن ہے کہ ہمارے مذہب امام اعظم میں جنون شوہر کے سبب عورت کو ہرگز کسی وقت تفریق کرانے کا اختیار نہیں ہوتا ہے یونہی صورت مذکورہ میں جو شخص ایک عرصہ سے "کوما" میں ہے اس کی بیوی کو بھی تفریق کا کوئی اختیار نہیں ہے تو شوہر کی موت یا طلاق کے بغیر وہ ہرگز کسی سے نکاح نہیں کر سکتی ہے وہ عورت صبر کرے اور اللہ رب العزت پر یقین کامل رکھے وہ ضائع فرمانے والا نہیں ہے۔

اور اگر بالفرض ظاہری اسباب ایسے نہیں ہیں کہ وہ عورت بغیر تفریق اور نکاح ثانی کے اپنی عزت اور زندگی کو محفوظ رکھ سکے اور سچ مچ مجبور و مضطر ہے تو اب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر عمل کی اجازت ہوگی ان کے قول کے مطابق عورت اپنے ضلع کے قاضی شریعت اور اس کے نہ رہنے کی صورت میں ضلع کے سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ عالم دین کی خدمت میں عرضی پیش کرے اس کے بعد قاضی کے نزدیک یہ چیز ثابت ہو جائے کہ واقعی مدت دراز سے اس کا شوہر "کوما"

---

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار باب العنین ج:۲، ص:۲۹۷

(۲) ردالمحتار // // // //

(۳) کنز الدقائق باب العنین ص:۱۳۷

(۴) مجمع الانهر // ج:۱، ص:۴۶۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں ہے اور آرام نہیں مل رہا ہے تو عورت کو فی الفور یہ اختیار دے گا کہ چاہے شوہر کو اختیار کرے یا اپنے نفس کو اگر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو اب قاضی تفریق کر دے گا اس روز سے عورت طلاق کی عدت گزار کر جس سے چاہے نکاح کر لے البتہ قاضی فیصلہ سے پہلے یہ دیکھ لے کہ خود اسے کوئی قانونی مصیبت نہ لاحق ہو۔ فتاوی عالمگیری میں ہے۔

"قال محمد رحمة الله تعالیٰ علیه ان کان الجنون حادثا یؤ جله سنة کالعنة ثم یخیر المرأة. بعدالحول اذالم یبرأ وان کان مطبقا فهو کالجب وبه ناخذ کذا فی الحاوی القدسی(۱)

فقیہ اعظم مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں:

"بایں ہمہ اگر جنون حادث ہے پیش از نکاح شوہر مجنون نہ تھا بعد کو پیدا ہوا اور حالت ضرورت بلا مکر وفریب وپیروی نفس سچی واقعی متحقق ہے تو قول امام محمد پر عمل ممکن فقد اجازوا لتحقق الضرورة الصحیحة تقلید الغیر فهذا اولیٰ بالجواز اذ لیس بحمد الله فی المذهب قول خارج عن اقوال الامام۔ مگر قول امام محمد یہ نہیں کہ شوہر کو جنون ہو جائے تو عورت بطور خود اس سے فرقت کر کے دوسرے سے نکاح کر لے یہ کسی کے نزدیک جائز نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ عورت حاکم کے حضور دعوی کرے اگر حاکم کو ثابت ہو جائے کہ واقعی عرصہ دراز گزر گئی کہ یہ شخص مجنون ہے اور آرام نہیں ہوتا جنون اس کا مطبق یعنی ملازم وممتد ہے تو اب سال کی مہلت نہ دے گا بلکہ فی الفور عورت کو اختیار دے گا کہ چاہے شوہر کو اختیار کرے یا اپنے نفس کو اگر مجلس بدلنے سے پہلے عورت نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو حاکم تفریق کر دے گا۔ اس روز سے عورت طلاق کی عدت بیٹھے بعدہ جس سے چاہے نکاح کرے۔

مگر یہ لحاظ لازم ہے کہ عالم کا ایسا فیصلہ اس کے لیے کسی قانونی دقت کا موجب نہ ہو ورنہ عالم اس سے ضرور احتراز کرے"(۲) هذا ما عندی والعلم عند ربی وهو تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

زن مفقود الخبر نے شرعی طور پر نکاح کیا پھر اس کا پہلا شوہر آ گیا تو

مسئلہ از: مشتاق احمد رضوی عرف سنے، بدھیانی، خلیل آباد سنت کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

اگر کسی عورت کا شوہر لاپتہ ہو گیا پھر عورت نے قاضی شریعت کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کیا قاضی نے اسے حکم

(۱) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۱، ص: ۵۲۶

(۲) الفتاویٰ الرضویة، ج: ۱۰، ص: ۱۴۹، جدید

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شرعی سنایا عورت نے اس کے مطابق عمل کر کے دوسرا نکاح کر لیا پھر شوہر اول آ گیا اب عورت کس کے پاس رہے گی اور اسے کیا کرنا چاہیے۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں جب عورت نے حکم شرع کے مطابق اپنا نکاح کر لیا اور بعد نکاح اس کا شوہر اول واپس آ گیا تو وہ عورت شوہر اول کو لوٹا دی جائے گی چنانچہ حدیث پاک ہے "امرأة المفقود اذا قدم وقد تزوجت امرأته وهي امرأته ان شاء طلق وان شاء امسک ولا تتخير" (۱) یعنی مفقود جب واپس آ جائے اور اس کی بیوی دوسرا نکاح کر چکی ہو تو بھی وہ اسی کی بیوی ہے چاہے تو طلاق دے اور چاہے تو روک رکھے اور بیوی کو اختیار نہیں۔

ردالمحتار میں ہے "لوعاد حيابعد الحكم بموته ط رأيت المرحوم اباالسعود نقل ان زوجته له والا ولا دللثاني" (۲)

فقیہ فقید المثال اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں۔

اگر اتنی مدت گزر گئی اور عورت نے بعد عدت نکاح کر لیا اس کے بعد شوہر اول واپس آیا تو اپنی عورت کو شوہر دوم سے لے لے گا اور دوم سے اگر اولاد ہو چکی ہے تو وہ اولاد دوم ہی کو دلائی جائے گی صرف عورت شوہر اول کو ملے گی" (۳) خلاصہ یہ کہ ایسی صورت میں عورت پہلے شوہر کے پاس رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

---

(۱) سنن البیهقی ج: ۷، ص: ۴۳۱

(۲) ردالمحتار ج: ۴، ص: ۲۹۷

(۳) الفتاوی الرضویة ج: ۶، ص: ۳۱۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الشرکۃ

قال اللہ تعالیٰ

﴿فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ﴾

(النساء/۱۲)

یعنی

تو وہ سب شریک ہیں تین میں۔

از ص:۴۲۶ تا ص:۴۳۵

کل فتاویٰ:۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الشرکۃ

شرکت کا بیان

باپ سے الگ لڑکے نے جو کمایا وہ کس کا ہے؟

مسئلہ از: ارشاد احمد برکاتی۔ نواری بازار، جہانگیر گنج۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید چار بھائی ہیں، ارشاد احمد، امتیاز احمد عباد احمد، صدام حسین، ارشاد احمد اور امتیاز احمد دونوں اپنے والد سے الگ رہتے تھے اور دونوں الگ الگ اپنا کام کرتے تھے پھر ارشاد احمد نے نمکین بنانے کا کارخانہ خانہ کھولا جس میں ارشاد احمد نے اپنے والد سے کچھ روپیہ بطور مدد لیا اور زیادہ رقم اپنے بہنوئی سے لیا اور اپنی خود کی کافی رقم لگا کر کام شروع کیا ایک دن ارشاد احمد اور امتیاز احمد کے درمیان جھگڑا ہو گیا والد نے دونوں کو گھر سے باہر نکال دیا اور کہا تم دونوں اپنا اپنا کاروبار لے کر یہاں سے بھاگو ارشاد احمد والد صاحب سے روتا گڑگڑاتا رہا کہ مجھ کو کچھ دن رہنے دیجئے تاکہ میں کہیں اپنا انتظام کرلوں پھر بھی والد صاحب نہیں مانے اور گھر سے نکال دیا لہٰذا دونوں لڑکے گھر سے اپنا اپنا سامان لے کر نکل گئے۔

ارشاد احمد اپنی سسرال میں رہ کر کاروبار کرتا رہا اور کافی ترقی کیا جس سے زمین اور مکان بھی بنالیا اب ارشاد احمد کے والد ترقی اور کافی جائداد دیکھ کر یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ جو کچھ ارشاد احمد نے کمایا وہ سب میرے روپیے سے کمایا ہے لہٰذا جتنی بھی جائیداد ہے سب کا مالک میں ہوں اب مذکورہ حالات کی روشنی میں جتنی جائداد ارشاد احمد نے کمایا ہے وہ شرعاً کس کی ملکیت مانی جائے گی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جب ارشاد احمد نے الگ اپنا کاروبار کیا تو جو کچھ کمایا اسی کی ملکیت ہے۔ باپ کی ملکیت نہیں ہاں اگر وہ کاروبار باپ کرتا اور ارشاد احمد کو مددگار کے طور پر رکھتا تو اب ارشاد احمد کا کمایا ہوا سب مال باپ کی ملکیت ہوتا سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں کہ:

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

''اپنے ذاتی مال سے کوئی تجارت کی یا کسب پدری سے الگ کوئی کسب خاص مستقل اپنا کیا جیسے صورت مستفسرہ میں نوکری کا روپیہ یہ اموال خاص بیٹے کے ٹھہریں گے۔ خیریہ عقود الدریہ میں ہے: '' سئل فی ابن کبیر ذی زوجة وعیال له کسب مستقل حصل بسببه اموالاً هل هی لوالده؟ اجاب هی للابن حیث له کسب مستقل.'' (۱) رہا ارشاد کے والد کا بطور مدد کچھ رقم دینا یہ اس کی جانب سے ہبہ ہوا یا زیادہ سے زیادہ اسے قرض کہا جاسکتا ہے اگر بطور ہبہ دیا تو اسے واپس نہیں لے سکتا اور اگر بطور قرض دیا تو اسے واپس لے لے اور ان دونوں صورتوں میں والد کا پوری جائیداد کو اپنی ملکیت قرار دینا غلط ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ارشاد احمد نے والد سے الگ ہو کر جو کاروبار کیا اور جائیداد بنائی اس کا مالک وہ خود ہے واللہ تعالی اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

اگر لڑکا باپ کے مکان میں روپئے خرچ کرے تو کیا باپ سے واپس لے سکتا ہے؟

مسئلہ از: دادا قلندر حبرگی صاحب، ہرلاپور، بیڈگیری گدگ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ میری جائداد نمبر ۸ آٹھ ایکڑ زمین اور پانچ مکان اور ایک لاری ہے بوسیدہ مکانوں کی تعمیر لڑکے نے کرائی اس میں کل رقم ۱۷ سترہ لاکھ روپیہ خرچ ہوئے یہ رقم بھی لڑکے کی ذاتی ہے کچھ بینک سے اپنے نام قرض لیا ہے شریعت مطہرہ کی روشنی میں واپسی کی صورت کیا ہوگی کیا میری جائیداد بھی تقسیم ہوگی یا میں جو چاہوں کروں شرح وبسط کے ساتھ قلمبند فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں جلد از جلد۔

''باسمه تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوهاب:

لڑکے نے بوسیدہ مکانوں کی تعمیر میں جو کچھ خرچ کیا اگر بطور حسن سلوک واحسان کیا تو کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر بطور قرض خرچ کیا تو سب کا مطالبہ کرسکتا ہے اور آپ پر لازم ہوگا کہ مکان یا زمین کا کچھ حصہ فروخت کر کے یا کسی اور طریقے سے اسے رقم واپس دیں، اور اگر تعمیر میں خرچ کے وقت کچھ صراحت نہ کی کہ قرض کے طور پر کرتا ہوں یا بر وصلہ اور حسن سلوک کے طور پر تو لڑکے کی بات قسم کے ساتھ معتبر ہوگی کہ میری کیا نیت تھی اور اگر لڑکے کی بات ظاہر کے خلاف ہو تو اسے اپنے دعویٰ کے موافق گواہ بھی پیش کرنے ہوں گے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

''ان مسائل میں اصل کلی یہ ہے کہ جو شخص اپنے مال سے کسی کو کچھ دے اگر دیتے وقت تصریح کردی ہو کہ یہ

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج: ۷، ص: ۳۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دینا فلاں وجہ سے ہے مثلاً ہبہ یا قرض یا ادائے دین تو آپ ہی بیّنہ متعین ہوگئی اور اگر کچھ ظاہر نہ کیا تو دینے والے کا قول معتبر ہوگا اور اس کا قول قسم کے ساتھ مانا جائے گا، اور جو اس کے خلاف کا مدعی ہو اسے گواہوں سے ثابت کرنا ہوگا مگر جب قرائن اور دلائل عرف سے دینے والے کا قول خلاف ظاہر ہو تو اس کا قول نہ مانیں گے خود اسی کو گواہ پیش کرنے ہوں گے"(۱) آدمی اپنی زندگی میں اپنی جائداد کا مکمل مالک ہوتا ہے، اور اس میں تصرف کا پورا اختیار رکھتا ہے، تو آپ کی جو جائیداد ہے اپنی زندگی میں جو چاہیں کریں شرعاً آپ کو اختیار ہے اور بعد انتقال حکم شرع کے مطابق اس کی تقسیم عمل میں آئے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۰ھ بستی (یوپی)

جولڑکا باپ کی زمین میں اکیلے درخت لگائے تو کیا اس میں تمام بھائیوں کی شرکت رہے گی؟

مسئلہ از: محمد مختار عالم سورت، گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں

سوال: ایک باپ کے تین بیٹے زید عمر، بکر جب تینوں بھائیوں میں زمین تقسیم نہیں تھی اس وقت زید نے اکیلے درخت لگائے تھے اور اکیلے ہی درختوں کی دیکھ بھال کی تھی اب درخت بڑے ہوگئے اور زمین کا بٹوارہ ہونے لگا تو عمر اور بکر نے کہا کہ درختوں میں ہمارا بھی حصہ ہے کیا یہ دونوں درختوں کے حقدار ہیں شریعت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر زید نے اپنے باپ کی زندگی میں اپنے مال سے درخت لگایا تو زید ہی کا ہے۔ عمر و بکر کا کوئی حق نہیں فتاوی رضویہ میں ہے: "فی العقود الدریۃ من کتاب العاریۃ سئل فی رجل بنی بمالہ لنفسہ قصرا فی دارا بی باذنہ ثم مات ابوہ عنہ وعن ورثۃ فھل یکون القصر لبانیہ ویکون کالمستعیر الجواب نعم کما صرح بذلک فی حاشیۃ الاشباہ من الوقف عند قولہ کل من بنی فی ارض غیرہ بامرہ فھو

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج: ۶، ص: ۳۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لما لکھا" (۱) اور اگر بھائیوں کی مشترکہ زمین میں لگایا تو ایسی صورت میں بھی زید ہی اس کا مالک ہے دوسرے شرکا کا اس میں کوئی حق نہیں۔

فتاوی رضویہ میں اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں تحریر ہے: "زید، حامد نے زمین مکان مشترک میں جو بنگلے رہنے کے لیے اپنے روپیے سے بنائے وہ خاص انہیں کے ہیں دیگر شرکا کا ان میں کوئی حق نہیں۔" (۲)

درمختار میں ہے: "بنی احد الشرکین بغیر اذن الاخر (وکذا لو باذنه لنفسه لانه مستعیر لحصة الاخر وللمعیر الرجوع متی شاء رملی علی الاشباه ا ه) فی عقار مشترک بینهما فطلب شریکه رفع بنائه قسم العقار فان وقع البناء فی نصیب الباني فبها و نعمت والا هدم البناء (او ارضاه بدفع قیمته. ط عن الهندیة) وحکم الغرس کذلک بزازیة" (۳) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۹/ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ

چند بھائیوں نے کما کر کوئی جائداد بنائی تو کیا سب اس میں برابر کے شریک ہوں گے؟

مسئلہ از: محمد شبیر احمد، باندوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ زید کے پانچ بیٹے بکر، خالد، محمود، حامد اور احمد جن میں سے تین بیٹے زید کی موجودگی میں شادی شدہ اور کمانے کے لائق ہو گئے تھے اور دو بغیر شادی شدہ تھے اور تعلیم حاصل کر رہے تھے، کہ اچانک کسی بیمار کے سبب زید کا انتقال ہو گیا جب زید کا انتقال ہوا تو اس وقت بہت ہی غربت وتنگدستی تھی۔ جس کی وجہ سے زید کوئی خاص دکان ومکان گاڑی اور جائداد کا مالک نہیں ہو سکا تھا صرف چند بیگھے زمین اور رہائشی مکان چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوا چند سالوں کے بعد اللہ نے خاص فضل فرمایا اور ترقی کے راستے ہموار ہو گئے زید کا بڑا لڑکا بکر، سرکاری ملازم ہو گیا اور دوسرے بھائیوں نے مل کر کھیتی باڑی کسانی میں ترقی حاصل کی جس سے آمدنی کے ذرائع کھل گئے اور بکر کی نوکری کا پیسہ اور کھیتی کسانی کی آمدنی جمع

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۸، ص:۵۶

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۲۲۵

(۳) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۵، ص:۱۷۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کر کے مشترکہ طور پر کچھ زمین خریدی گئی مکان بنوائے گئے اور بقیہ بھائی و بہنوں کی شادی ہوگئی ٹریکٹر اور دیگر اشیاء بھی خریدی گئیں چند سالوں بعد پانچوں بھائیوں میں آپسی اختلاف ہوا یہاں تک کہ زمین اور مکان اور دیگر اشیاء کی تقسیم کی باری آئی تو کیا یہ زمین و مکان اور دیگر اشیاء پانچوں بھائیوں میں برابر تقسیم ہوگی یا بڑے بھائی کو زیادہ اور دیگر چھوٹے بھائیوں کو اس سے کم حصہ دیا جائے گا۔ اور اگر بڑا بھائی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میرا پیسہ تم لوگوں سے زیادہ لگا ہے لہٰذا مجھے زیادہ ملنا چاہیے تو یہ اس کا دعویٰ کرنا صحیح ہے یا نہیں۔ بکر نوکری سے ریٹائر ہونے کے بعد گھر کا مالک ہوا اور ساری آمدنی کا پیسہ اس کے ہاتھوں میں رہا بغیر دوسرے بھائیوں کے بتائے ہوئے اپنے اور اپنی بیوی کا بیمہ کروایا معلوم ہونے پر بھائیوں نے اعتراض کیا اور بیمہ کی مدت ختم ہونے کے بعد جو پیسہ بینک سے حاصل ہوا یا ہوگا تو اس میں حصہ لینے کا دعویٰ کیا، لیکن اس نے کہا کہ میں نے یہ پیسہ مشترکہ گھر کے پیسہ سے جمع نہیں کیا بلکہ اپنی پینشن سے جمع کیا تھا اور پیسہ دینے سے انکار کر دیا تو اس کا یہ حصہ نہ دینا حق تلفی ہے یا نہیں اور دیگر بھائیوں کا مطالبہ کرنا درست ہے یا نہیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید نے جو زمین وجائداد اور مال چھوڑا وہ سب ترکہ ہوا، جس کی تقسیم شریعت کے مطابق اس کے تمام ورثہ میں ہوگی، باقی رہا زید کے بیٹوں کا کھیتی، کسانی اور ملازمت کے ذریعہ مال اکٹھا کر کے مشترکہ طور پر خرچ کرنا اور مکان وغیرہ بنوانا۔ تو یہ سب بھائیوں کا مشترکہ کام ہوا ایسی صورت میں جو کچھ زمین وجائیداد بنائی گئی سب بھائیوں میں برابر تقسیم ہوگی، اگرچہ اس میں کسی نے کم کام کیا اور کسی نے زیادہ کیا ہو۔ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"یقع کثیرًا فی الفلاحین و نحوھم ان احدھم یموت فتقوم اولادہ علی ترکتہ بلا قسمۃ ویعملون فیھا من حرث وزراعۃ وبیع وشراء واستدانۃ ونحو ذلک وتارۃً یکون کبیرھم ھو الذی یتولی مھماتھم ویعملون عندہ بامرہ وکل ذلک علی وجہ الاطلاق والتفویض لکن بلا تصریح بلفظ المفاوضۃ ولا بیان جمیع مقتضیاتھا مع کون التر کۃ اغلبھا او کلھا عروضا لا تصح فیھا شرکۃ العقد ولا شک ان ھذہ لیست شرکۃ مفاوضۃ خلا فالمافتی بہ فی زماننا من لا خبرۃ لہ بل ھی شرکۃ ملک کما حررتہ فی تنقیح الحامدیۃ ثم رایت التصریح بہ بعینہ فی فتاوی الحانوتی ما اذا کان سکنھم واحدا ولم یتمیز ما حصلہ کل واحد منھا بعملہ یکون ماجمعوہ مشترکاً بینھم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بالسوية وان اختلفوا في العمل والراي كثرة وصوابا"(۱)

اور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا حنفی قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "جو بھائی باہم یکجا رہتے اور اتفاق رکھتے اور خورد و نوش وغیرہ مصارف میں غیریت نہیں برتتے ان کی سب کمائی یکجا رہتی ہے اور جیسے جو حالت پڑے بے تکلف خرچ کرتا اور دوسرا اس پر راضی ہوتا، اور واپسی کا ارادہ نہیں رکھتا نہ وہ آپس میں یہ حساب کرتے ہیں، کہ اس دفعہ تیرے خرچ میں زائد آیا اتنا مجرا دے، نہ صرف کے وقت ایک دوسرے سے کہتا ہے میں نے اس روپیے سے اپنے حصے کا تجھے مالک کر دیا بلکہ یہی خیال کرتے ہیں کہ باہم ہمارا ایک معاملہ ہے جو مال جس کے خرچ میں آجائے کچھ پرواہ نہیں اور یہ عین معنی اباحت و تحلیل ہے۔"(۲)

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ مشترکہ کمائی سے پانچوں بیٹوں نے جو زمین و جائداد بنایا وہ سب میں برابر تقسیم ہوگی بڑے لڑکے کا زیادہ مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے اور اگر واقعۃ بکر نے اپنی پینشن سے بیمہ کرایا تھا دوسرے بھائیوں کا مطالبہ کرنا درست نہیں ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے کہ: "اپنے ذاتی مال سے کوئی تجارت کی یا کسب پدری سے الگ کوئی کسب خاص مستقل اپنا کیا جیسے نوکری کا روپیہ اور اموال خاص بیٹے کے ٹھہریں گے خیریہ عقود الدریۃ میں ہے: "سئل في ابن كبير ذي زوجة وعيال له كسب مستقل حصل بسببه اموالا هل هي لوالده اجاب هي للابن حيث له كسب مستقل." (۳) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحكم،

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۳ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ

چند بھائیوں نے جو کچھ کما کر اپنے پاس جمع کیا وہ مستقل اس کے مالک ہیں؟

مسئلہ از: ڈاکٹر محمد حسین فاروقی عرف منا، بیدولہ، ڈومریا گنج، ایس نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے چار لڑکے ہیں اور ایک لڑکی۔ آج سے تقریباً سات سال پہلے زید کے ایک لڑکے نے اپنے باپ سے کہا کہ آج کے بعد سے سب کی کمائی الگ الگ رہے گی، کوئی بھی بھائی ایک دوسرے کی کمائی کا حساب و کتاب نہیں لے سکتا۔ زید نے اپنے اس لڑکے کی بات مان کر دیگر لڑکوں کو بھی بتا دیا کہ آج کے بعد سے تم سب کی کمائی الگ الگ رہے گی کوئی بھی دوسرے کی آمد و خرچ کا کوئی

(۱) رد المحتار، ج:۳، ص:۲۳۸

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۳۲۲

(۳) الفتاوی الرضویہ، ج:۷، ص:۳۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

حساب نہیں لے سکتا، چنانچہ اسی پر سارے بھائیوں کا عمل ہوتا رہا، البتہ کھانے پینے کا نظام اور تہوار وغیرہ کے موقع پر کپڑے کی خریداری کا معاملہ مشترکہ رہا زید کے دولڑکے ڈاکٹر ہیں اور زید کے مکان میں سڑک کی جانب کچھ دکانیں ہیں دونوں ڈاکٹروں نے انہیں دکانوں میں اپنی ڈسپنسری اور میڈیکل قائم کرلی جو ابھی تک انہیں لوگوں کے استعمال میں ہے، زید کے پاس کچھ کھیت ہے ایک لڑکا کھیت سے منسلک ہوگیا زید کے پاس جیپ بھی تھی جسے بیچ کر اور کچھ بینک سے لون (قرض) لے کر ایک ٹرکٹر خرید کر اس لڑکے کے حوالے کر دیا گیا اور یہ طے پایا کہ کھانے بھر کا غلہ دے دیا کریں باقی آمدنی اپنے اوپر اور لون کی ادائیگی میں صرف کرتا رہا مگر واضح رہے کہ لون کی ایک لمبی رقم اب بھی دینی باقی ہے چوتھا لڑکا بھی اپنے ایک الگ ذریعہ معاش سے منسلک رہا۔ الغرض سب کا کاروباری معاملہ الگ تھلگ رہا کسی کے آمد وخرچ سے کسی کو کوئی سروکار نہیں رہا اس درمیان دونوں ڈاکٹروں نے اپنی کمائی سے اپنے نام کچھ زمین خریدی دو بھائیوں نے کیا کمایا کیا بنایا یہ ظاہر نہیں زید کا انتقال ہو چکا ہے، موجودین زید کی بیوی ہے چاروں لڑکے اور لڑکی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں زید کے چاروں لڑکے صرف اپنے باپ کی جائداد میں حصہ لینے کے حقدار ہیں یا باپ کی جائداد کے ساتھ اپنی اپنی کمائی کی بنائی ہوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ میں بھی ایک دوسرے سے حصہ لینے کے حقدار ہیں امید ہے کہ بالتفصیل جواب عنایت فرما کر کرم فرمائیں گے؟ بینوا توا جروا.

ان سب کی گواہ زید کی اہلیہ ہے جو ابھی باحیات ہے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

زید کے بیٹوں نے اپنی اپنی کمائی سے جو کچھ جمع کیا ان سب اموال کے وہ مستقل مالک ہیں، ایک کا دوسرے کے مال میں کوئی حق نہیں، سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فتاویٰ خیریہ اور العقود الدریۃ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

"سئل فی ابن کبیر ذی زوجۃ وعیال لہ کسب مستقل حصل بسببہ اموالاً ھل ھی لوالدہ اجاب ھی للابن حیث لہ کسب مستقل" اھ(۱) ہاں زید کے متروکہ مال میں دیگر ورثہ اپنے اپنے حصہ کے اور چاروں لڑکے برابر برابر حصے کے حقدار ہیں۔ ھکذا فی کتب الفقہ والفتاوی واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری ۲۴ رشوال المکرم ۱۴۲۵ھ

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۷، ص:۳۲۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جو جائداد باپ اور بیٹوں کی مشترکہ کمائی سے بنائی گئی اس کا مالک کون ہوگا؟

مسئلہ از: حاجی عبدالخالق، چلہ، باندہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسئلہ ذیل میں۔

(۱) زید کے پانچ بچے ہیں، پانچ مکان ہیں، اور قریب تیرہ چودہ بیگھہ کھیت کی زمین ہے، کچھ نقدی روپے ہیں اور بھی کچھ جائیداد ہے، نقدی کو چھوڑ کر جتنی بھی جائیداد بنائی گئی ہے، چاہے وہ زید کے نام ہو یا زید کی عورت کے نام ہو یہ سبھی جائیداد زید اور زید کے بچوں کی کمائی سے بنائی گئی ہے، زید کی عورت کا انتقال ہو چکا ہے، بڑا لڑکا زید کی مرضی کے مطابق بات نہ ماننے پر گھر میں پھوٹن پیدا ہوگئی ہے، جس سے مجھ کو اپنی زندگی ہی میں بٹوارہ کرنا پڑا، حالات دیکھتے ہوئے دو سال پہلے پانچوں لڑکوں کو ایک ایک مکان جو جس مکان میں رہ رہا تھا ان کو وہی مکان زید کی مرضی کے مطابق رجسٹرڈ وصیت نامہ پانچوں لڑکوں کو کرادیا، اب وہ اپنے اپنے مکان میں رہ رہے ہیں، کھیت نقدی، اور کچھ جائیداد زید نے اپنے لیے پاس میں رکھا اور اس کی آمد بھی اپنے پاس زید رکھتا ہے اسی سے اپنا خرچہ، علاج کا خرچ زید چلاتا ہے اور جو زید کی مرضی سے کام کرتا ہے، زید کی خدمت کرتا ہے اس کو اس کی آمدنی دیتا ہے۔

کیا زید کے پاس مکان کے علاوہ جو جائیداد، کھیت، نقدی وغیرہ ہے جس کو لڑکوں نے مل کر بنائی ہے اپنی مرضی کے مطابق جس کو چاہے یا جو کوئی زید کی خدمت کرے اس کو زید بچی ہوئی جائیداد دے سکتا ہے یا نہیں؟ پوری جائیداد لکھوا سکتا ہے یا کچھ حصہ لکھوا سکتا ہے، یا جو مکان پانچوں کو زید دے چکا ہے وہ مکان اپنی مرضی سے جس کو چاہے دے سکتا ہے یا نہیں؟ شریعت میں کیا حکم ہے۔

(۲) نافرمان بیٹا اپنی ماں باپ کی جائیداد کا حقدار ہے یا نہیں! یعنی والدین کی بات نہ ماننے والا بیٹا نافرمان کے لیے کیا حکم ہے؟

(۳) باپ بیٹوں نے مل کر کوئی جائیداد بنائی اس جائیداد کو ماں باپ کے نام کرائی، مکان کو بانٹ کر پانچوں لڑکوں کو ایک ایک مکان دیا باقی جائیداد کیا باپ اپنی مرضی سے جس کو چاہے دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا جو باپ کی خدمت کرے گا اس کو ساری جائیداد یا کچھ حصہ دے سکتا ہے یا نہیں؟ شریعت میں کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) تجارت، وزارعت یا دیگر کاروبار میں اگر زید کے بیٹے زید کی اعانت اور مدد کے طور پر زید کے ساتھ کماتے اور محنت ومشقت کرتے رہے اور ان کا اپنا الگ سے کوئی کاروبار نہ تھا، تو ان کی کمائی سے جو کچھ مال جمع ہوا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سب زید کی ملکیت ہے، بیٹوں میں سے کسی کو ان مالوں میں حق ملک نہیں ہے۔ جیسا کہ فتاوی رضویہ میں الحقوق والدریہ سے ہے:

"حیث کان من جملة عیاله والمعینین له فی اموره واحواله فجمیع ما حصل بکده ولعقبه فهو ملک خاص لأبیه لاشئی له فیه حیث لم یکن له مال ولو اجتمع له بالکسب جملة اموال لانه فی ذلک معین لا بیه الخ"(۱)

اور جب وہ سب مال خاص ملک زید ہے تو اسے اپنی حیات میں جسے چاہے دے سکتا ہے البتہ اگر وارثین میں سے کسی کو محروم کرنے کی نیت سے ایسا کرے گا تو عنداللہ ماخوذ اور گنہ گار ہوگا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" من فر من میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیمة" (۲)

علامہ ابن نجیم مصری قدس سرہ فرماتے ہیں:" ان وهب ماله کله لواحد جاز قضاء وهو اثم"(۳)

اور اگر زید کے بیٹوں نے اپنے ذاتی مال سے کوئی تجارت کی یا زید کے کاروبار سے ہٹ کر الگ اپنا کوئی خاص کسب اختیار کیا تو اب جو کچھ بیٹوں نے کمایا سب انہیں کا ہے زید کو اپنی مرضی سے اس میں تصرف کا حق نہیں ہوگا۔ ہاں ان کی مرضی سے جسے چاہے دے دے اور جو مکان زید نے پانچوں بیٹوں کو دے دیا وہ پانچوں مکان ان بیٹوں کے ہو گئے اگر وہ بالفرض زید ہی کی خاص ملک تھے تو بھی اب انہیں واپس نہیں لے سکتا۔ فتاوی عالمگیری میں ہے:"ولا یرجع فی الهبة من المحارم بالقرابة کالأباء والامهات وان علوا والاولادو ان سفلوا اھ"(۴) واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) نافرمان اولاد سخت مجرم وگنہگار، مستحق نار وغضب جبار ہے مگر اس بنا پر وہ وراثت سے محروم نہیں ہوسکتا کہ موانع ارث صرف چار ہیں اس میں عقوق والدین شامل نہیں ہے، کما فی الفقه واللّٰه تعالیٰ اعلم.

(۳) اس کا جواب نمبر ایک میں آ گیا۔ واللّٰه تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲ر جمادی الآخرہ ۱۴۲۵ھ

---

(۱) الفتاوی الرضویه، م، ج: ۱۸، ص: ۱۶۶

(۲) سنن ابن ماجه، ص: ۱۹۸

(۳) البحر الرائق، ج: ۷، ص: ۳۸۸

(۴) الفتاوی العالمگیریة، ج: ۴، ص: ۳۸۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب الوقف

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

﴿حَبِّسِ الْاَصْلَ وَسَبِّلِ الثَّمَرَةَ﴾

(سنن الدار قطنی، ج:۴، ص:۱۸۷)

یعنی

اصل کو روک کر پھلوں کو وقف کرو۔

از ص:۴۳۶	تا	ص:۵۳۱

کل فتاویٰ:۱۱۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الوقف

وقف کا بیان

باپ نے مدرسہ میں زمین وقف کی تو بیٹے کا واپس لینا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد شفیع، موضع ملکھائی، پوسٹ کپتان گنج، ضلع بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

زید کے والد اور خالد اور بکر نے اپنی مشترکہ زمین کے کچھ حصہ کو ایک دینی مدرسہ میں عرصہ بیس سال قبل وقف کیا، مدرسہ نے اس زمین پر مٹی وغیرہ ڈلوا کر کچھ حصہ پر عمارت تعمیر کیا اور کچھ حصہ کو بطور صحن استعمال کرتا رہا۔ زید کے والد کے انتقال کے بعد بھی وہ زمین بدستور مدرسہ کے قبضہ واستعمال میں رہی جس سے زید کو بھی کوئی اعتراض نہیں رہا، کیوں کہ اس کے متعلق کوئی لکھا پڑھی نہیں ہوئی اس لیے اراکین مدرسہ نے اس کو زید وبکر وخالد سے مدرسہ کے نام لکھنے کو کہا تو تینوں لوگ بخوشی تیار ہو گئے مگر عین موقع پر زید کو چند لوگوں نے ورغلایا و بہکایا تو زید نے زمین کو مدرسہ کے نام لکھنے سے انکار کر دیا پھر کچھ دنوں کے بعد زید نے مدرسہ میں جب کہ تعلیم جاری تھی بچے ومدرسین کو بھگا کر تالا لگا دیا۔

دوسرے دن گاؤں کے تمام لوگ اکٹھا ہوئے تو پھر تالا کھولا گیا اور تعلیم جاری ہوئی، کچھ دنوں کے بعد ایک چوتھے کی زمین پر جس نے اسی وقت وہ زمین مدرسہ میں وقف کیا تھا اس پر تعمیر کا کام شروع ہوا تو زید نے کچھ لوگوں کے ورغلانے وچڑھانے پر آکر زبردستی تعمیر کو رکوا دیا۔ اراکین مدرسہ کے چند لوگ دوسرے دن بیٹھ کر تعمیر کا کام شروع کرا دیئے تو پھر کام جاری ہوا، تین دن کام ہوا، تقریباً آٹھ فٹ اونچی وساٹھ فٹ لمبی دیوار تیار ہوئی کہ رات میں زید نے کچھ لوگوں کو لے کر مدرسہ کی وہ دیوار گرا دیا، پھر تھانے میں درخواست دیا کہ ہماری زمین پر چند لوگ گھر بنوا رہے ہیں، اور تھانے پر پیسہ وغیرہ دے کر سورس وسفارش لگا کر بذریعہ تھانہ تعمیر کے کام کو رکوا دیا جس سے مدرسہ کا کافی نقصان ہوا۔

(۱) اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا زید کو اپنے باپ کی وقف کردہ زمین واپس لینے کا حق ہے کہ نہیں اور

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زید اگر زبردستی اسے لے رہا ہے تو اس کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) زید مدرسہ میں تالا لگا دیا، مدرسہ کی تعمیر کو روکا، مدرسہ کی دیوار گرایا جب کہ اس کی زمین کے علاوہ دوسری زمین پر تعمیر کا کام ہو رہا تھا، زید کے یہ تمام فعل کیسے ہیں اور اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۳) ان تمام نازیبا حرکات کے باوجود جو لوگ آج بھی زید سے تعلقات رکھے ہوئے ہیں مدرسہ کے نقصان پہنچانے میں اس کا تعاون کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ کھا، پی رہے ہیں، ان کا زید سے تعلق رکھنا، اس کا تعاون کرنا کیسا ہے؟ اور ان لوگوں کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے؟

(۴) مذکورہ بالا باتوں کی جانکاری کے باوجود کسی عالم کا زید کے یہاں یا جن لوگوں نے مدرسہ کو نقصان پہنچایا ہے۔ یا زید سے ان تمام نازیبا حرکات کے باوجود تعلق رکھے ہوئے ہیں۔ ان کے یہاں کھانا، پینا راہ و رسم رکھنا کیسا ہے؟

(۵) جن لوگوں نے زید کو ان نازیبا حرکات کے لئے ورغلایا اور اُکسایا اور تھانے وغیرہ پر رکوانے کے لئے اس کا تعاون کیا ان لوگوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

باسمہ تعالیٰ وتقدس

الجواب بعون الملک الوھاب

(۱) زید کے باپ نے جب وہ زمین بنام مدرسہ اپنی زندگی میں وقف کر دی تو وہ وقف تام اور صحیح ولازم ہو گیا۔ اب زید کو ہرگز ہرگز اسے واپس لینے کا کوئی حق نہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ درمختار نقل فرمایا: "فاذا تم ولزم لایملک ولایملک ولایجارو لایرھن." (۱)

اگر زید اس موقوفہ زمین کو زبردستی لے رہا ہے تو یہ اس کا صریح ظلم ہے، اسی طرح کی ایک صورت کے لئے فتاویٰ رضویہ میں فرمایا: "صورت مذکورہ میں ضرور مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور ہر جائز کوشش حفظ مال وقف و دفع ظلم ظالم میں صرف کریں اور اس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہوگا یا جو وقت محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے۔" (۲)

(۲) زید کا یہ فعل سراسر ظلم و عدوان اور ناجائز و حرام ہے، مدرسہ کی زیر تعمیر دیواروں کو گرانے سے مدرسہ کا جتنا بھی نقصان ہوا سب کا تاوان زید پر فرض ہے اور مدرسہ میں تالا لگوانے، تعلیم رکوانے اور تعمیر رکوانے کا تو کوئی تاوان ہی نہیں البتہ اس کا سارا وبال اس پر رہے گا جب تک کہ توبہ نہ کر لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم.

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۳۵۵

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۵۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۴،۳) زید اور اس کے مذکورہ غلط کاموں میں جتنے لوگوں نے اس کا تعاون کیا یا اسے ورغلایا سب پر فرض ہے کہ وہ اپنی نازیبا اور غلط حرکتوں سے باز آ کر علانیہ توبہ واستغفار کریں اور تعمیر کے سلسلے میں دیواریں گرا کر مدرسہ کا جو مالی نقصان کیا ہے اس کا تاوان دیں، اگر یہ لوگ علانیہ توبہ واستغفار کر کے اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے ہیں تو مسلمانوں پر فرض ولازم ہے کہ ان لوگوں کا شدید بائیکاٹ کریں، ان سے ملنا، جلنا، سلام وکلام، نشست وبرخاست اور قیام وطعام یکسر بند کر دیں تا کہ وہ توبہ پر مجبور ہو جائیں، اگر علاقہ کے مسلمان ایسا نہیں کرتے تو وہ خود گنہگار، موجب غضب مولائے جبار وقہار ہوں گے۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۱) یہ حکم علما وعوام سب کے لئے عام ہے اور حکم شرع پر عمل کرنا عامی وعالم دونوں پر لازم وضروری ہے۔ اگر عالم اس کے خلاف کرے تو یقیناً وہ بھی ظالم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) جتنے لوگوں نے بھی زید کو مذکورہ غلط کاموں پر اُکسایا ورغلایا اور اس کا تعاون کیا سبھی جرم میں زید کے برابر کے شریک اور سخت گنہگار ومستحق عذاب نار ہیں۔ "قال اللہ تعالیٰ ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (۲)

کتبہٗ: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہٗ

۳۲ ربیع النور ۱۴۲۰ھ

مدرسہ توڑ کر وہاں مسجد بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: مولانا محمد منصور علی قادری، مدرسہ فیضان رضا، موضع خرد وا، پوسٹ موئی، مسکنواں، گونڈہ

ایک عربی مدرسہ ہے اس کو کمیٹی والے توڑ کر مسجد میں شامل کرنا چاہتے ہیں، تو اس زمین میں مسجد بنا سکتے ہیں؟ اور مدرسہ کی اینٹ، پتھر مسجد کی عمارت میں شامل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کی کیا صورت ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

عربی مدرسہ کی زمین یا تو کسی شخص نے وقف کی ہوگی یا عامۂ مسلمین نے بنائے مدرسہ کے لئے چندہ دیا ہوگا اور ان کے چندہ سے زمین خرید کر مدرسہ کی تعمیر ہوئی ہوگی، دونوں صورتوں میں وقف تام اور صحیح ہوگا اور وقف تام ہو جانے کے بعد اس میں کسی طرح کے تغیر وتبدل کا حق کسی کو نہیں رہتا۔

امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں۔: "وقف صحیح ہو جانے

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) سورۃ المائدہ، آیت: ۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے بعد اس میں کسی تبدیلی کا اصلاً اختیار نہیں رہتا۔" (۱) الحاصل دینی مدرسہ کو توڑ کر مسجد میں شامل کرنا جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہٗ

۴ر محرم الحرام ۱۴۲۱ھ

دیہات میں عیدگاہ کے لیے زمین وقف کرنے سے وقف تام ہوتا ہے کہ نہیں؟

مسئلہ از: امان اللہ خان مقام بھٹولیہ پوسٹ بیل تھانہ بیرگنیہ ضلع سیتامڑھی (بہار)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے اپنی مملوکہ زمین عیدگاہ کے لیے وقف کر دیا تھا اور اس کے بعد اب وہ اپنے ذاتی مصرف کے لیے اسی موقوف کا کچھ حصہ لینا چاہتا ہے اور اس کے عوض میں اسی عیدگاہ کی زمین سے متصل اتنی ہی زمین اپنی ملکیت سے دینا چاہتا ہے۔ مطلوب امر یہ ہے کہ زید کا عمل شرعاً کیسا ہے۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جس وقت زید نے عیدگاہ کے لیے زمین وقف کی تھی اگر اس وقت وہ آبادی گاؤں کی حیثیت رکھتی تھی اور شرعاً شہر میں داخل نہیں تھی تو زید اس کو اپنے ذاتی مصرف میں لاسکتا ہے کہ گاؤں میں عیدگاہ کے لیے وقف صحیح نہیں ہے اور جب وقف صحیح نہیں تو پھر ایسی زمین مالک کی ملکیت پر باقی رہتی ہے وہ جو چاہے کرے ایسا ہی سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے فتاوی رضویہ میں (۲) فرمایا ہے:

اور اگر زمانہ وقف میں وہ آبادی شہر میں داخل تھی تو اب یہ وقف صحیح ہوگیا۔ اور اس میں کسی طرح کا مالکانہ تصرف نہیں کرسکتا ہے، نہ ہی اس میں سے کچھ واپس لے سکتا ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: "لایجوز تغییر الوقف" (۳) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: فروغ احمد اعظمی

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۰ر جمادی الآخر ۱۴۲۹ھ

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۳۳۲

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۴۱۶

(۳) الفتاوی العالمگیریۃ، ج:۲، ص:۴۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا سامان وقف کو کرایہ پر دینا جائز ہے؟

مسئلہ از: محمد مقبول حسین اشرفی کٹکٹل، کرناٹک

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے مسجد اور خانقاہ کی زمین پر ایک پانی کا بورڈلوا کر کارکنان مسجد وخانقاہ کو وقف کر دیا، بور کا پانی مسجد وخانقاہ کے لیے ہے لیکن کارکنان حضرات مسجد وخانقاہ کی آمدنی کی خاطر میٹر ل واٹر بنا کر اس پانی سے تجارت کرنا چاہتے ہیں لہٰذا اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ برائے کرم جواب صادر فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

واقف کی منشا کے خلاف مال وقف میں تصرف ناجائز وگناہ ہے جو چیز جس کام کے لیے وقف ہے اسی کام میں لگانا واجب ہے فتح القدیر میں ہے: "الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیه"(۱)

اور فقہ حنفی کا عظیم سرمایہ فتاوی عالمگیری میں ہے: "لایجوز تغییر الوقف عن هیئته"(۲)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا قادری بریلوی رضی عنہ ربہ القوی ارشاد فرماتے ہیں "اوقاف میں شرط واقف مثل نص شارع واجب الاتباع ہوتی ہے اور اس میں بلا شرط واقف یا اجازت خاصہ شرعیہ کوئی تغیر وتبدل جائز نہیں۔"(۳)

اور مال وقف کو کرایہ پر دینے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں "حرام حرام بوجوہ حرام اگر چہ مسلمان کو جائز کا روزینوی کے لیے کرائے پر دیتے ہیں"(۴)

اور مسجد کی رسی اور ڈول کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں "رسی ڈول اگر مسجد کا ہے اس کی حفاظت کریں غیر نماز کے لیے نہ بھرنے دیں"(۵) اس تفصیل سے واضح ہے کہ جب زید نے پانی کا بور مسجد وخانقاہ کے لیے وقف کر دیا تو اس کو بطور تجارت استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی

۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ

---

(۱) فتح القدیر کتاب الوقف ج:۵، ص:۴۴۰ (۲) الفتاوی العالمگیریه، کتاب الوقف، ج:۲، ص:۲۵۴

(۳) الفتاوی الرضویه، ج:۶ ص:۳۵۰ (۴) حواله سابق ص:۴۶۶

(۵) حواله سابق، ص:۵۶۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا زمین موقوفہ کو واقف اپنے کام میں لاسکتا ہے؟

مسئلہ از: سہراب علی قادری مقام بندوریا، ضلع گونڈہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

زید نے اپنی تیرہ بیسوہ زمین بچیوں کی دینی تعلیم کی خاطر نسواں قائم کرنے کے لیے وقف کردیا، جب کہ وہیں قریب ہی میں چھوٹے بچوں کا مکتب بھی چل رہا ہے جس میں ابتدائی تعلیم ہوتی ہے گاؤں والے اور کچھ علماء وقف شدہ زمین پر مدرسہ قائم کرنے پر مخالفت کررہے ہیں یہاں تک کہ ان لوگوں نے زید کے ساتھ کھانا پینا بند کردیا لہٰذا ان لوگوں کے لیے حکم شرعی کیا ہے؟ نیز مدرسہ تعمیر نہ ہونے کی صورت میں زید اپنی وقف شدہ زمین کو اپنے تصرف میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

دینی تعلیم کے لیے قائم ہونے والے مدرسہ کی مخالفت کرنے والے اگر بلا کسی وجہ شرعی کے مخالفت کررہے ہیں تو وہ مجرم وگنہ گار ہیں ان پر لازم ہے کہ ایسی حرکت سے پرہیز کریں ورنہ کہیں آیت کریمہ ﴿يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ﴾ (۱) کے مصداق نہ ہوجائیں۔

مدرسہ کے لیے زمین وقف کرنے اور وہاں مدرسہ تعمیر کرنے کی بنا پر بائیکاٹ کرنے والے ایذاء مومن کے جرم میں گرفتار اور گنہ گار ہیں ان پر توبہ واستغفار اور بائیکاٹ ختم کرنا لازم ہے اور زید نے جب وہ زمین مدرسہ کے لیے وقف کردی تو وہ اب اپنے یا کسی دوسرے کے کام میں نہیں لاسکتا ہے کہ وقف تام ہونے کے بعد اب اسے نہ بیچا جاسکتا ہے نہ کسی دوسرے کام میں لایا جاسکتا ہے۔ فتح القدیر میں ہے: "اذا صح الوقف خرج عن ملک الواقف (الی قولہ) لم یجز بیعہ ولا تملیکہ وھو باجماع الفقھاء" (۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

۲۴ رذی قعدہ ۱۴۳۵ھ

---

(۱) سورۃ التوبۃ، آیت: ۶۷

(۲) فتح القدیر کتاب الوقف ج: ۶، ص: ۲۰۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دینی دارالعلوم کو اسکول بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: کلیم چشتی صدر غریب نواز تحفظ اسلام سوسائٹی مرول ناکہ مرول اندھیری ایسٹ، ممبئی

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے متعلق کہ دینی تعلیم کی نشر واشاعت کے لیے قوم کی رقم سے تقریباً ۲۵ر لاکھ کے خرچ سے ایک دارالعلوم بنا، کچھ سالوں چلنے کے بعد ٹرسٹیان ادارہ نے کچھ عاقبت بد انجام لوگوں کے مشورہ سے دارالعلوم بند کر کے اسی عمارت میں انگلش میڈیم اسکول کھول دیا، مدرسہ بند ہو گیا اور اب انگریزی تعلیم اس میں ہو رہی ہے مگر رمضان شریف میں زکوٰۃ وفطرہ کی رقم اب بھی وصول کی جارہی ہے ان کا کہنا ہے کہ ہمارا ادارہ اردو میڈیم ہائی اسکول بھی چلاتا ہے جس میں ضرورت مند بچے اور بچیاں بھی پڑھتی ہیں، ہم یہ زکوٰۃ وفطرہ کی رقم ان کی کتاب وقلم اور دوسری ضرورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ دینی دارالعلوم کی بلڈنگ میں دارالعلوم بند کر کے انگلش میڈیم اسکول کھولنا کیسا ہے؟ اور کھولنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ اردو اسکول میں پڑھنے والے طلباء و طالبات پر زکوٰۃ وفطرہ کا روپیہ خرچ کرنا کیسا ہے؟ اگر جائز ہے تو ٹھیک ہے ورنہ زکوٰۃ وفطرہ دینے والوں کا فرض ادا ہو رہا ہے یا نہیں اگر نہیں تو ان کے لیے کیا حکم ہے؟ کیا ان کو پھر سے زکوٰۃ وفطرہ ادا کرنا ہوگا، جو رقم اب تک وصول کی گئی ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے اور وصول کرنے والوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

قوم کی رقم سے بنا ہوا وہ دارالعلوم شرعاً وقف ہے اس کو بند کر کے اس میں انگلش میڈیم اسکول کھولنا ناجائز وحرام ہے فتاوی عالمگیری میں ہے: "لا یجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماماً ولا الرباط دکانا "(۱) اور دارالعلوم کو اسکول میں بدلنے والے سخت مجرم وگنہگار مستحق نار وغضب جبار ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ فوراً اس ادارہ کو اپنی اصلی حالت میں لائیں اور اپنے فعل حرام سے توبہ واستغفار کریں۔

اگر اردو اسکول میں دینی تعلیم مقصود اصلی کے طور پر ہوتی ہو اور دنیوی تعلیم اس کے ضمن میں ہوتی ہو جیسے عموماً مکاتب اسلامیہ ہیں تو ایسے اردو اسکول میں اس وقت زکاۃ وفطرہ کی رقم خرچ کرنا جائز ہوگا جب کہ زکاۃ وفطرہ کی رقم حیلہ شرعی کے بغیر وہ اسکول نہ چل سکتا ہو اور اگر وہاں دنیوی تعلیم اصل اور دینیات کی تعلیم ضمناً ہو یا فیس اور خصوصی عطیات وغیرہ سے وہ اسکول چل سکتا ہے تو اب اس میں زکوٰۃ وفطرہ کی رقم خرچ کرنا غلط ہے بلکہ اصل مستحقین کا حق مارنا ہے: اور ادائیگی زکاۃ کے لیے تملیک فقیر شرط ہے فتاوی عالمگیری میں ہے ھی تملیک المال من فقیر مسلم(۲)

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج: ۲، ص: ۳۵۴ (۲) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۱، ص: ۱۷۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہٰذا بغیر حیلہ شرعی خرچ کرنے کی صورت میں زکاۃ ادا نہ ہوئی اور فرض ذمہ میں باقی ہے اور جن لوگوں نے ایسے اسکول میں بلا حیلہ شرعی زکاۃ وفطرہ کی رقم لگادی۔ وہ بددیانت خائن اور مجرم وگنہ گار ہیں۔ ان پر تاوان لازم ہے اور اپنی ناجائز حرکتوں سے توبہ واستغفار اور ساتھ ہی ساتھ آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا عہد ضروری ہے واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبۂ: محمد اختر حسین قادری

۲۲ ذیقعدہ ۱۴۳۰ھ

جس کار خیر کے لیے چندہ وصول کیا گیا اس کے علاوہ میں خرچ کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد عبدالرشید قادری، پیلی بھیتی، جنرل سکریٹری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ رمضان المبارک میں ختم القرآن وتراویح یا قرآن سننے سنانے والے حفاظ کرام کے نذرانے کے نام پر رقم یا پیسہ عوام وخواص مسلمین سے وصول کر کے اکٹھا کیا جاتا ہے اس رقم اور پیسہ کو ان حفاظ کرام پر صرف کرنے کے ساتھ ہی ساتھ یا بعد میں کچھ رقم مسجد ومدرسہ کے کسی کام میں صرف کرنا یا مسجد کے بجٹ میں ڈال دینا کہ کبھی مسجد کے کام آئے گی شرعاً درست ہے یا نہیں ایسا کرنے والے افراد پر شرعاً کوئی حکم عائد ہوتا ہے یا نہیں اسی طرح جو رقم مسجد کے نام سے اکٹھا کی گئی ہو اسے حفاظ کرام کے نذرانے میں دینا شرعاً کیسا ہے؟ بینوا بالدلیل توجروا من الجلیل۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

چندہ کی رقم چندہ دینے والوں کی ملک رہتی ہے اور اس رقم کے خرچ کا معاملہ چندہ دینے والوں کی اجازت پر موقوف ہوتا ہے اگر چندہ دہندگان کو یہ معلوم ہے کہ حفاظ کرام کے نذرانہ کے نام پر وصول کی گئی رقم میں سے مسجد یا مدرسہ میں بھی کچھ صرف کیا جاتا ہے یا وہاں قدیم سے یہ معمول چلا آرہا ہے کہ نذرانہ کے نام پر وصول شدہ چندہ مسجد یا مدرسہ پر بھی خرچ ہوتا ہے یا چندہ دہندگان سے ارکان مسجد نے اجازت لے کر کچھ رقم بچالی اور اسے مسجد یا مدرسہ پر خرچ کیا غرض یہ کہ صراحتاً یا دلالۃً اجازت چندہ دہندگان کے بعد اگر اسے مسجد یا مدرسہ میں صرف کیا تو جائز ہے اور اگر بے اجازت صرف کیا تو حرام اور صرف کرنے والے مجرم وگنہ گار ہیں ان پر لازم ہے کہ جن جن کا چندہ تھا ان کو تاوان دیں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"زر چندہ شرعاً ملک چندہ دہندگان پر باقی رہتا ہے کما حققناہ فی فتاوانا اس میں اجازت چندہ دہندگان پر مدار ہے اگر قدیم سے معمول ہو یا چندہ دہندگان اس (خرچ) پر آگاہ ہوا کیے اور اس پر راضی رہا کیے تو اب بھی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جائز ہے:" لان المعروف کا لمشروط والاجازۃ دلالۃ کالاذن الصریح" اور اگر کوئی اجازت نہ دے یا جس قدر پر اجازت پائی اس سے زیادہ اس کام میں اٹھایا جائے تو ضرور حرام ہوگا۔ اور اس کا مواخذہ مہتموں پر رہے گا اور جن جن کا وہ چندہ تھا ان سب کا تاوان ان پر لازم آئے گا:"لانهم تعدوا على اموالهم والمتعدى غاصب والغصب مضمون"(۱) اور یہی حکم مسجد کے نام جمع کی گئی رقم کا بھی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۳ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

وقف نامہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

مسئلہ از: محمد ایوب قریشی شاہ عالم، ابوالکلام و جملہ مریدین گوہاٹی آسام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہندہ نے اپنی زمین خانقاہ حسنی کے لیے وقف کر دیا تھا اور اسٹامپ (Stamp) پیپر میں تحریر بھی کیا تھا اس کے بعد مریدین کے تعاون سے خانقاہ کی تعمیر بھی ہوگئی اور پیر طریقت مدظلہ العالی کے ذریعہ تبلیغ دین واشاعت سنیت کا کام بھی ہوتا رہا دینی ضروریات میں اس کا استعمال بھی ہوتا رہا اور تمام مریدین ومتوسلین اتفاقی طور پر دینی کام بھی کرتے رہے۔

مگر پھر آپسی اختلافات کی بنیاد پر ہندہ کے داماد نے اس خانقاہ پر پیر طریقت مدظلہ العالی کی غیر موجودگی میں زبردستی قبضہ کر لیا اور ہندہ بھی اپنے قول کا انکار کر رہی ہے اور کہتی ہے میں نے پیر صاحب کو رہنے کے لیے دیا تھا۔

سوال یہ ہے کہ ہندہ کے اس وقف نامے کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اس کے داماد پر اس فعل کی وجہ سے حکم شرعی کیا عائد ہوتا ہے اور ہندہ کا انکار کرنا از روئے شرع قابل قبول ہوگا یا نہیں مدلل جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں اور عندالناس مشکور ہوں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

وقف نامہ ایک تحریر ہے اور علمائے کرام نے تصریح فرمائی کہ امور شرعیہ میں خطوط ومراسلات بغیر شہادت شرعیہ معتبر نہیں ہیں ہدایہ میں ہے:"الخط يشبه الخط فلم يحصل العلم"(۲) یعنی تحریر تحریر کے مشابہ ہوتی ہے لہٰذا اس سے یقین حاصل نہ ہوگا درمختار میں ہے:" لا يعمل بالخط(۱) فتاوی قاضی خاں میں ہے:" القاضی

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج: ۶، ص: ۳۲۵

(۲) الهداية كتاب الشهادة، ج: ۲، ص: ۸۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

انما یقضی بالحجة والحجة هی البینة والاقرار به اما المضک فلا یصلح حجة لان الخط یشبه الخط (۲)اور غمزعیون البصائر میں ہے:"العلة فی عدم العمل بالخط کونه مما یزور و یفتعل ای من یشانه ذلک وکونه من شانه ذلک یقتضی عدم العمل به وعدم الاعتماد علیه وان لم یکن مزوا فی نفس الامر کما هو ظاهر"(۳)

لہٰذا مذکورہ وقف نامہ صرف اس صورت میں مقبول ومعتبر ہوگا جب دو مرد ثقہ یا ایک مرد اور دو عورتیں عادل یہ شہادت دیں کہ یہ وقف نامہ ہندہ ہی کا ہے اور اس نے ہمارے سامنے لکھایا لکھوایا ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے:"لا یقبل الکتاب الا بشهادة رجلین اورجل وامراتین لان الکتاب یشبه الکتاب فلا یثبت الابحجة تامة"(۴)

یہ تو وقف نامہ کا حکم ہوا لیکن اگر ہندہ نے واقعی وقف کیا تھا تو وہ زمین خانقاہ کے لیے وقف ہوگئی کہ صحت وقف کے لیے تحریری دستاویز ضروری نہیں ہے صرف زبان سے کہہ دینا کافی ہے فتاوی عالمگیری میں ہے:"امار کنه فالا لفاظ الخاصة الدالة علیه" (۵)یوں ہی اس زمین کا وقف ہونا مشہور ہو تو بھی وقف کا ثبوت ہو جائے گا سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:"اگر زمین بنام وقف مشہور ہو تو بلاشبہ وقف ہے کہ وقف شہرت سے ثابت ہو جاتا ہے۔ ردالمحتار میں ہے فی الاسعاف من الخانیة وتصح دعوی الوقف والشهادة به من غیر بیان الواقف "اھ ملخصا(۶)

اور ایسی صورت میں ہندہ کا انکار غیر معتبر ہوگا اور وہ زمین بدستور وقف ہی رہے گی۔ یوں ہی ہندہ کے داماد کا اس زمین پر قبضہ کرنا بھی ظلم اور غصب ہوگا اور وہ ظالم وغاصب اور مجرم وگنہ گار ہوگا فتاوی عالمگیری میں ہے:" فیلزم فلا یباع ولا یوهب ولا یورث کذا فی الهدایه" (۷)

تنویر الابصار میں ہے:"فاذا تم ولزم لا یملک ولا یملک ولا یجاروا یرهن"(۸)ہندہ کے داماد پر لازم ہوگا کہ اس زمین سے قبضہ ختم کر کے زمین مع عمارت مسمی بہ خانقاہ کو اپنی اصلی حالت پر واپس کر دے اگر

---

(۱)الدر المختار، ج:۲، ص:۴۴۲

(۲)فتاوی قاضی خان فصل فی دعوی الوقف ، ج:۴، ص:۴۴۲

(۳)غمزعیون البصائر کتاب القضا والشهادة، ج:۱، ص:۳۳۹

(۴)الهدایه، ج:۳، ص:۱۳۹

(۵)الفتاوی العالمگیریة، ج:۲، ص:۴۱۷

(۶)الفتاوی الرضویه، ج:۶، ص:۴۶۳

(۷)الفتاوی العالمگیریة، ج:۳، ص:۴۱۶

(۸)تنویر الابصار مع الدر المختار، ج:۳ ص:۴۰۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وہ ایسا نہ کرے تو مسلمان ہر جائز جد وجہد کر کے اس کے قبضہ سے چھڑائیں اور اس آدمی کا مکمل بائیکاٹ کر دیں قال اللہ تعالیٰ ﴿وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ﴾ (۱) واللہ تعالیٰ بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۱۳ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۱ھ

مسجد کا چندہ کر کے حساب نہ دینے والے پر شرعی حکم کیا ہے؟

مسئلہ از: محمد مہدی حسن و جملہ مسلمانان والٹر گنج ضلع بستی یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

ایسا شخص جو عرصہ بیس سال سے مسجد کا فنڈ اپنے پاس رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں چندہ کا حساب نہیں دوں گا جس کو ذمہ داری یعنی ہولے لے احترام یا خوف سے کسی نے اس کا جواب نہیں دیا، کئی سال سے نہ مسجد کی بیٹری کا انتظام ہے نہ مائیک اور روشنی کا حتیٰ کہ کڑوا تیل بھی جلانے کو نہیں دیتا ہے اور لوگوں سے کہتا ہے جب مجھ سے کوئی مسجد کی ضرورت کے لیے پیسہ مانگے تو دوں گا اور دیگر مسلمانوں کا کہنا ہے کہ آپ کی ذمہ داری ہے آپ خود اسے دیکھیں۔

ابھی چند روز پہلے ایک جمعہ کا واقعہ ہے کہ جمعہ کو چندہ وصول کر کے جس ڈبہ میں رکھا جاتا ہے اس کو متولی کا لڑکا جمعہ بعد لے کر جانے لگا، ایک آدمی نے کہا رک جاؤ پیسہ لے جاتا ہے۔ میں ہر جمعہ کو آتا ہوں یہاں مسجد میں نہ بلب ہے نہ روشنی ہے کم از کم تیل وغیرہ کا پیسہ دیدیا کرو، لڑکا کچھ نہیں بولا مگر تھوڑی دیر بعد اپنے گھر بلا کر بُرا بھلا کہا اور جھڑک کر باہر بھگا دیا، اور کہا کہ تم کون ہو حساب لینے والے۔

آج بھی مسجد میں نہ تیل ہے نہ روشنی کا انتظام ہے اور گندگی پھیلی رہتی ہے اور مسجد کی کوئی حفاظت نہیں، اب ہم باشندگان محلہ کو کیا کرنا چاہیے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایسے شخص کو جو وقف کے کام میں سستی کرتا ہو یا صاحب عقل وشعور نہ ہو یا اس کی بے توجہی کی وجہ سے وقف کا نقصان ہوتا ہو معزول کر دیں اور اس کی جگہ پر کسی متدین ہوشیار ذی رائے کام کرنے والے کو مقرر کر لیں، چنانچہ درمختار میں ہے: "وینزع وجوباً بزازیۃ لو الواقف در فغیرہ بالاولیٰ غیر

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مامون"(۱)

اور خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:" قال فی الاسعاف ولا یولی الا امین قادر بنفسه او بنائبه لان الولایة مقیدة بشرط النظر ولیس من النظر تولیة الخائن لانه یخل بالمقصود وکذا تولیة العاجز لان المقصود لا یحصل به"(۲)

اگر مسلمان ایسا نہ کریں گے تو وہ بھی مجرم وخطا کار ہوں گے۔ جو شخص مسجد کا چندہ کرتا ہو اس پر لازم ہے کہ مطالبہ پر پورا حساب قوم کے سامنے پیش کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۳۰ رذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

احاطۂ مدرسہ میں لگے گورنمنٹی نل سے لوگوں کا پانی لینا کیسا؟

مسئلہ از: محمد مختار عالم، سورت، گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے یہاں محلہ میں ایک مسجد ہے اور مدرسہ بھی ساتھ میں ہے مسجد اور مدرسہ کے احاطے کے اندر گورنمنٹ کا لگا ہوا نل ہے۔ اس نل سے محلہ کے لوگ پانی بھرتے ہیں نہاتے بھی ہیں اور کپڑے وغیرہ بھی دھوتے ہیں۔ ارکان مسجد جب محلہ والوں کو منع کرتے ہیں تو محلہ والے لڑنے مارنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کیا محلہ والوں کو اس نل سے پانی بھرنا جائز ہے۔ شریعت مطہرہ کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

گورنمنٹی نل اگرچہ مدرسہ کے احاطہ میں ہو مگر وقف کا حکم نہیں رکھتا کیوں کہ گورنمنٹ اسے سماجی سہولت وآسانی اور لوگوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے دیتی ہے اس لئے اہل محلہ کا اس نل سے پانی لینا منع نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم الفتاوی درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ج ۴، ص: ۳۸۴

(۲) رد المحتار، ج: ۴، ص: ۳۸۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بنجر زمین کا مالک کون ہے؟

مسئلہ از: محمد مختار عالم سورت گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں

ایک گاؤں میں کچھ سرکاری زمین ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے مطابق گاؤں کے طاقتور اور بااثر لوگوں نے اس سرکاری زمین پر اپنا قبضہ جمالیا ہے۔ اسی گاؤں میں بہت سے غریب قسم کے لوگ رہتے ہیں جن کے پاس رہنے کے لئے ڈھنگ کا مکان نہیں نکلنے کا راستہ نہیں گرام پردھان بھی انصاف نہیں کرتے اور جب انصاف کی بات آتی ہے تو اس میں بھی سیاسی چال چلتے ہیں از روئے شرع اس زمین پر کس کا حق ہے۔ جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

بنجر زمین یعنی جس کا کوئی خاص مالک نہیں ہوتا ہے وہ اللہ ورسول کی ملکیت میں ہوتی ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"عادی الارض للہ ولرسولہ."(۱)

ایسی زمین کو جو آباد کرے وہی اس کا مالک ہوجاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے "من عمر ارضا لیست لاحد فھو احق" یعنی جو کسی بنجر زمین کو آباد کرے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔" واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (۲)

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲ رذی قعدہ ۱۴۳۴ھ

مدرسہ کی عمارت کو خانقاہ بنانا کیسا؟

مسئلہ از: محمد سلیم بلڈر، بھوپال ایم پی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین اس سوال کے جواب میں

ایک شخص جس کا نام محمد نورالدین تقلینی ہے جو بھوپال کی سرزمین پر ایک ادارہ مدرسہ مدینۃ العلوم کا ناظم اعلیٰ بھی ہے۔ ایک ادارہ پلاٹ نمبر (۵۰×۲۰) ۹ میرو ہار کالونی اشوک گارڈن بھوپال اپنے نام پر اپنے پیسے سے خریدا۔

---

(۱) سنن البیہقی، ج: ۶، ص: ۱۴۳

(۲) مشکوۃ المصابیح ص ۵۴۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بعد میں ایک کمیٹی مدینۃ العلوم ایجوکیشن سوسائٹی بنا کر رسیدیں چھپوا کر بستی کے لوگوں سے جس میں کئی سلسلے کے لوگ شامل ہیں چندہ کیا۔ چندے کی رقم سے اس پلاٹ پر تین منزلہ عمارت کی تعمیر کی گئی چندے کی رقم سے جناب نورالدین صاحب نے پلاٹ نمبر ۹ کی خرید خرچ کی رقم واپس لے لی اور ایک اقرارنامہ تاریخ ۲۰۰۳/۴/۸ء کو ۵۰ روپے کے اسٹامپ پیپر پر لکھ دیا کہ پلاٹ نمبر ۹ میورو ہار کالونی پر بنی تین منزلہ عمارت مدرسہ مدینۃ العلوم ایجوکیشن سوسائٹی کی ملکیت ہے اور رہے گی اقرارنامے کی کاپی منسلک ہے۔

جناب نورالدین صاحب نے ۲۰۰۹ء میں اس ملکیت کے دوسرے اور تیسرے منزلہ کی رجسٹری خانقاہ شرافتیہ کے نام کردیا جبکہ اس کی کوئی قیمت مدرسہ مدینۃ العلوم کو ادا نہیں کی گئی ہے ایسا کرنا کہاں تک درست ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جو جگہ اپنے پیسے سے خرید کر یا چندہ کی رقم سے مدرسہ کے نام کردی گئی اور پھر اس پر چندہ کی رقم سے عمارت تعمیر ہوگئی تو وہ زمین اور عمارت سب مدرسہ کے لئے وقف ہوگئی۔ چنانچہ مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ

"وہ زمین وعمارت تمام مشتریوں اور چندہ دہندوں کی ہوئی جس کا ایک روپیہ اور جس کا ہزاروں روپے سب شریک ہیں اور جب کہ دینی مدرسہ نفع عام مسلمین کے لئے بنانا مقصود تھا اور اس میں کسی کی یہ نیت نہیں ہوتی کہ میں کسی جز کا مالک ہوں اور اس سے انتفاع ایک مدت محدود تک ہو پھر میری ملک میں واپس آئے جبکہ اپنی ملک سے خارج کر کے ہمیشہ کے لئے نفع مسلمین کے واسطے کر دینا مقصود ہوتا ہے اور یہی حاصل وقف ہے تو اگرچہ نصاوہ سب لفظ وقف نہیں کہتے عرفاً دلالۃ وقف کرتے اور وقف ہی سمجھتے ہیں۔"(۱)

اور تغییر وقف ناجائز ہے یعنی مدرسہ کو خانقاہ بنانا جائز نہیں یونہی خانقاہ کو مسجد یا مدرسہ بنانا جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "لایجوز تغییر الوقف"(۲)

اور ردالمحتار میں ہے "الواجب ابقاء الوقف علی ماکان علیہ."(۳)

---

(۱) العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویہ کتاب الوقف، ج:۶، ص:۳۳۶

(۲) الفتاوی العالمگیریۃ، کتاب الوقف، ج:۲، ص:۴۹۰

(۳) ردالمحتار، کتاب الوقف، ج:۳، ص:۴۲۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہٰذا مدرسہ مدینۃ العلوم کی عمارت کی دوسری تیسری منزل کا خانقاہ کے نام رجسٹری کرنا شرعاً ناجائز وگناہ ہے جو شخص مذکور کی رجسٹری کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں وہ عمارت بدستور مدرسہ کی ہے اس شخص کی بہت بڑی جرأت ہے اس پر لازم ہے کہ فوراً توبہ واستغفار کرے اور اپنی اس حرکت پر صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نادم ہو اور فوراً اس رجسٹری کو قانونی طور پر منسوخ کرائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ

وقفی قبرستان کو کرایہ پر دینا کیسا؟

مسئلہ از: شہزاد خان، مندسور، ایم پی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مسئلہ ذیل میں

(۱) شہر میں ایک وقفیہ قبرستان ہے اس کو کرائے پر دے کر اس کی آمدنی سے عیدگاہ کی مرمت اور تعمیر جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کچھ ناسمجھ لوگ یہ کہہ کر روک رہے ہیں کہ عیدگاہ کی زمین پر دارالعلوم بنانا اور قبرستان کے پیسے سے بالکل جائز نہیں ہے؟ کیا ان لوگوں کا اعتراض صحیح ہے۔ ازراہ کرم جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عطا فرما کر قوم پر احسان فرمائیں کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) مسلمانوں کے قبرستان میں اگرچہ قبروں کے نشان مٹ چکے ہوں ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ہو پھر بھی کوئی تعمیر کرنا یا اسے کرایہ پر دینا ناجائز وگناہ ہے اور اس کرایہ سے عیدگاہ کی تعمیر وغیرہ کچھ جائز نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"سئل هو (القاضي الامام شمس الائمة محمود الاوزجندي) عن المقبرة في القرى اذا اندرست ولم يرفيها اثر الموتى لا العظم ولا غيره هل يجوز زرعها واستغلالها قال لا ولها حكم المقبرة كذا في المحيط. (۱)

بہار شریعت میں ہے:

"مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشان بھی مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو

(۱) الفتاوى العالمكيرية، ج:۲، ص:۳۶۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کھیت بنانا یا اس میں مکان بنانا جائز نہیں اب بھی وہ قبرستان ہی ہے۔ قبرستان کے تمام آداب بجالائیں"۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب. (۱)

(۲) جو چیز جس غرض کے لئے وقف ہو اسے اس کے علاوہ کسی دوسری غرض کی طرف پھیرنا حتیٰ کہ اس کی ہیئت بدلنا بھی ناجائز ہے۔ فتح القدیر میں ہے: "الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیه." (۲)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "لایجوز تغییر الوقف عن هیئته فلایجعل الداربستانا ولاالخان حماما ولا الرباط دکانا." (۳)

درمختار مع ردالمحتار میں ہے: "شرط الواقف کنص الشارع ای فی وجوب العمل به." (۴)

ان ارشادات عالیہ سے مثل آفتاب واضح ہے کہ کسی بھی وقف میں تبدیلی جائز نہیں ہے لہٰذا عیدگاہ کی زمین پر دارالعلوم یا مسجد، مدرسہ تعمیر کرنا ہرگز جائز نہیں ہے جو مسلمان اس تعمیر پر اعتراض کر رہے ہیں اور تعمیر کرنے سے روک رہے ہیں وہ ناسمجھ نہیں ہیں بلکہ شرع پر عمل کر رہے ہیں اور ان کا یہ عمل بجا ہے بلکہ جو بھی مسلمان استطاعت رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ وقف کی تبدیلی سے لوگوں کو باز رکھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و الیه المرجع والمآب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۲۳/صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

جائیداد وقف کا بیعنامہ کرانے کا حکم

مسئلہ از: محمد ضیاء الدین القادری البرکاتی، حشمت نگر لکھاہی پوسٹ مرزاپور ضلع بلرام پور یوپی

حضور والا درجت مفتی صاحب قبلہ تحیۃ زاکیہ متکاثرہ

کیا فرماتے ہیں علمائے اہلسنّت ومفتیان ذی حشمت مسئلہ ذیل میں

(۱) وہ زمین جو کسی مدرسے کے لئے وقف کی گئی۔ اس پر گاؤں والوں نے مدرسہ بنالیا پھر پورے گاؤں کے مسلمان اتفاق رائے یا بلا اتفاق رائے کسی پڑھے لکھے پابند صوم وصلوٰۃ کو اپنا معتمد خاص سمجھ کر اس مدرسے کا متولی بنا دیا۔ اب اگر وہی معتمد مقبول اسی مدرسے کو اپنے نام بیعنامہ کروالے تو کیا یہ عندالشرع درست ہے؟

---

(۱) بہار شریعت، ج: ۱۰، ص: ۸۳

(۲) فتح القدیر، ج: ۵، ص: ۴۴۰

(۳) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۲، ص: ۳۵۴

(۴) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج: ۴، ص: ۳۳۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) اگر بالفرض اس متولی کا انتقال ہو جائے اور بیعنامہ ہونے کی وجہ سے مرحوم کے بچوں کے نام وہ مدرسہ وراثت میں آجائے تو بچوں پر اس کا کیا حکم ہے؟

(۳) اگر چند اشخاص یہ مشورہ کریں کہ ہم لوگ اسی بیعنامہ شدہ مدرسے کو ڈھنگ سے پھر سے بنائیں گے اور اسی میں اپنے بچوں کو پڑھائیں گے تو کیا بغیر بیعنامہ کے کاغذ کو عدالت سے مسترد کرائے ہوئے ان لوگوں کا یہ مشورہ شرعاً درست ہے۔

(۴) اگر مرحوم کے وارثین اپنی ضد ہی پر قائم رہیں اور اپنے حاشیہ نشینوں نیز مشیروں کے اشارہ پر اس زمین سے اپنا کاغذی قبضہ نہ ہٹائیں تو وارثین اور تمام حاشیہ نشینوں کے ساتھ مسلمانان اہلسنت کیا سلوک کریں؟

برائے کرم مدلل و مفصل جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) وقف کسی کی ملکیت ہرگز نہیں ہوسکتا ہے نہ اس کی خرید و فروخت ہوسکتی ہے نہ ہبہ ہوسکتا ہے۔ درمختار میں ہے:

"فاذا تم ولزم لایملک ولایملک"(۱)

ردالمحتار میں ہے: "ای لایکون مملوکا لصاحبه و لایملک ای لا یملک الغیر بالبیع و نحوه."(۲)

اعلیٰ حضرت مجدد دین ملت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں "جائیداد ملک ہو کر وقف ہوسکتی ہے مگر وقف ٹھہر کر کبھی ملک نہیں ہوسکتی۔"(۳)

لہٰذا جس متولی نے وقف کو اپنے نام بیعنامہ کرایا وہ ظالم و غاصب ہے اور اس کا یہ بیعنامہ شرعاً باطل و عاطل ہے۔ اس کی شریعت میں کوئی حیثیت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) بچوں پر لازم ہے کہ اس وقف سے فوراً دستبردار ہو جائیں کہ وقف میں مالکانہ تصرف کرنا ناجائز و حرام ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے وقف میں تصرف مالکانہ حرام ہے۔(۴) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ان کا یہ مشورہ درست ہے البتہ گورنمنٹ کاغذات کو بھی درست کرالیں تاکہ آئندہ کوئی دشواری نہ آئے۔

---

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج:۳، ص:۴۰۲

(۲) ردالمحتار، ج:۳، ص:۴۰۲

(۳) الفتاویٰ الرضویة، ج:۶، ص:۳۵۳

(۴) الفتاویٰ الرضویة، ج:۶، ص:۳۴۵۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) حتی الامکان جائز کوشش کر کے غاصبوں کا قبضہ ختم کرائیں اور جو لوگ مرحوم کے وارثین کی غلط طور پر مدد کر رہے ہیں ان سب کا بائیکاٹ کریں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ.﴾(۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۶/ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ

مسجد و مدرسہ کی رقم سے امام کو حج کرانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: حاجی عبدالکریم احمد منصوری، باندرہ ویسٹ، ممبئی۔۵

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کسی مسجد کے، کسی مسجد و مدرسہ کے ٹرسٹیان، اہل کمیٹی مسجد و مدرسے کے پیسے سے امام، موذن، خادم یا دیگر حضرات کو حج وعمرہ کے لئے بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع آگاہ فرمائیں، عنایت ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر مسجد و مدرسہ کی رقم وقف کی ہو اور واقف کی جانب سے کسی بھی طور سے یہ اجازت نہ ہو کہ اس رقم سے امام وموذن وغیرہ کو ارکان کمیٹی حج یا عمرہ پر بھیج سکتے ہیں تو اس رقم سے کسی کو حج یا عمرہ کے لئے بھیجنا ناجائز ہے۔ فتح القدیر میں ہے۔

"الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ دون زیادۃ."(۱)

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مقام تحریر فرماتے ہیں

"جب تک واقف سے نصاً یا عرفاً اجازت ثابت نہ ہو۔ متولیوں کو کسی صرف جدید کے احداث کی اجازت نہیں ہوسکتی اگر بلا مسوغ شرعی اس میں مال وقف صرف کریں گے۔ اس کا تاوان ان پر لازم ہوگا۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے "لیس للقیم ان یتخذ من الوقف علی عمارۃ المسجد شرفا من ذلک ولو فعل یکون ضامنا. عقود الدریہ میں ہے القاضی لیس لہ الاحداث بدون مسوغ شرعی فکیف المتولی"(۳)

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) فتح القدیر کتاب الوقف، ج:۵، ص: ۴۴۰

(۳) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۳۸۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

یونہی اگر وہ رقم چندہ کی ہو اور چندہ دہندگان کی طرف سے کسی طرح بھی حج یا عمرہ کرنے کی اجازت نہ ہو تو بھی اس رقم سے کسی کو حج یا عمرہ پر بھیجنا جائز نہیں ہے کہ چندہ جس کام کے لئے کیا گیا ہے:

''چندہ دہندگان کی اجازت کے بغیر اس کے علاوہ کسی دوسرے کام میں صرف کرنا ناجائز ہے۔ فتاویٰ امجدیہ میں ہے چندے جس خاص غرض کے لئے کئے گئے ہیں اس کے غیر میں صرف نہیں کئے جاسکتے۔ اس کی اجازت سے دوسرے کام میں خرچ کریں بغیر اجازت خرچ کرنا ناجائز ہے۔''(۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۳۰/ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

دار العلوم کو انگلش میڈیم اسکول بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ ۱۷: مولانا شمس الدین قادری، خطیب و امام سنی جامع مسجد مکرانہ ضلع ناگور راجستھان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایک کمیٹی نے دار العلوم کے لئے زمین خریدا، عمارت بنائی۔ اب کمیٹی یہ چاہتی ہے کہ اس عمارت میں انگلش میڈیم اسکول چلایا جائے۔ واضح رہے کہ قوم کا تعاون دار العلوم کے نام زکوٰۃ و فطرہ و عطیات کی شکل میں لیا گیا ہے ایسا کرنا جائز ہے کہ نہیں جواب عنایت فرمائیں۔

''باسمہ تعالیٰ و تقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

جب قوم کے تعاون سے دار العلوم کے لئے زمین خرید کر اس پر عمارت بنادی گئی تو اب وہ زمین و عمارت دار العلوم کے لئے وقف ہوگئی۔ سیدی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا قادری رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

''وہ زمین و عمارت تمام مشتریوں اور چندہ دہندوں کی ہوئی جس کا ایک پیسہ چندہ ہو اور جس کا ہزار روپے سب شریک ہیں اور جبکہ دینی مدرسہ نفع عام مسلمین کے لئے بنانا مقصود تھا اس میں کسی کی نیت یہ نہیں ہوتی کہ میں کسی جز ء کا مالک رہوں اور اس سے انتفاع ایک مدت محدود تک ہو پھر میری ملک میں واپس آئے جبکہ اپنی ملک سے خارج کر کے ہمیشہ کے لیے نفع مسلمین کے واسطے کر دینا مقصود ہوتا ہے اور یہی حاصل وقف ہے تو اگر چہ نصاً وہ سب لفظ وقف نہیں کہتے عرفاً و دلالۃً وقف کرتے اور وقف ہی سمجھتے ہیں تو وہ ایک مکان ہے جس کی زمین و عمارت سب ان سب کی ملک مشترک ہو کر ان سب کی طرف سے وقف ہوئی۔''(۱)

اور جب وہ زمین و عمارت دار العلوم کے لئے وقف ہوگئی تو اسے انگلش میڈیم اسکول میں بدلنا ناجائز و حرام

(۱) فتاویٰ امجدیہ، ج:۳، ص:۳۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور سخت گناہ ہے۔ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی ارشاد فرماتے ہیں:

"الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیه."(۲)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "لایجوز تغییر الوقف عن هیئته اھ "(۳) واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۵/ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ

افتادہ اراضی اور چند مسائل وقف

مسئلہ از: محمد مقصود رضا مظفر پور (بہار)

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام مسائل ذیل میں کہ:

(۱) افتادہ زمین جب حسب ارشاد حدیث اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہے تو شرعاً ان کا حکم وقف کا ہوگا یا نہیں؟

(۲) اگر گورنمنٹی عملہ ایسی زمین بنام مدرسہ الاٹ کردے تو اسے وقف کا حکم ہوگا یا نہیں؟ کیا قلیل مدت یا طویل عرصہ کے لیے الاٹمینٹ سے مسئلہ کی نوعیت میں کچھ فرق ہوگا؟

(۳) گورنمنٹ نے اگر بنام مدرسہ کوئی زمین الاٹ کردی تو اب وہ زمین مدرسہ کے لیے وقف مانی جائے گی یا وہ اب بھی گورنمنٹی زمین قرار پائے گی؟

(۴) اگر وہ زمین مدرسہ کے لیے وقف مانی جائے تو واقف کون کہلائے گا گورنمنٹ یا وہ مسلمان جنہوں نے اس پر مدرسہ تعمیر کیا؟

(۵) بنام مدرسہ الاٹ شدہ زمین پر اگر آبادی کے مسلمانوں نے مسجد تعمیر کی تو صحیح ہے یا نہیں؟

(۶) اگر افتادہ زمین کو گورنمنٹی الاٹ مینٹ کے بغیر بنام مدرسہ ایکوائر کرلیا پھر وہاں مدرسہ کے ساتھ مسجد بھی تعمیر کرنا چاہیں تو درست ہے یا نہیں؟

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

دنیا میں آباد انسانوں نے جن زمینوں کو اپنے قبضے میں لے رکھا ہے خواہ بیع وشراء کے طور پر یا وجوہ تملیک میں سے کسی اور طریقہ پر، شریعت مطہرہ نے ان لوگوں کو ان زمینوں کا مالک تسلیم کیا ہے اور انھیں اس میں تصرف

(۱) الفتاویٰ الرضویۃ، ج: ۶، ص: ۳۳۶، ۳۳۷

(۲) ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۴۲۷

(۳) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۲، ص: ۴۹۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرنے کا حق عطا فرمایا ہے ایسی زمینیں یہاں زیر بحث نہیں ہیں، تو ان کی تفصیل بھی مفید نہیں ہے۔

یہاں گفتگو ان زمینوں کی ہے جو بظاہر کسی شخص کی ملکیت میں نہیں ہیں اور ان پر دور دور تک کسی کے قبضہ و تصرف و ملکیت کا نام و نشان نہیں ہے جن کو نزول کی زمین، افتادہ زمین اور بنجر زمین کے نام سے جانا جاتا ہے ان زمینوں کے متعلق ارشاد حدیث ہے "عادی الارض للّٰہ و رسولہ"۔(۱)

اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں: "وعادی الارض بتشدید الیاء المضمومة ای الا بنیة وایضاع القدیمة التی لایعرف لها مالك ،نسبت الی عاد قوم هود علیه الصلاة والسلام لتقادم زمانهم للمبالغة یعنی الخراب للّٰه و رسوله ای فیتصرف فیه الرسول ﷺ علی ما یراه و یستصبو به"۔ اھ(۲)

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ جو زمین نہ کسی کی ملک ہو نہ کسی کی حق خاص ہو، وہ حاکم اسلام کی صواب دید پر ہے، بلفظ دیگر وہ بیت المال کی ہے۔ تبیین الحقائق میں ہے:

"(هی ارض تعذر ذرعها لانقطاع الماء عنها او لغلبته علیها غیر مملوكة بعیدة من العامر)هذا تفسیر الموات من الارض، و انما سمیت مواتا اذا كانت بهذه الصفة لبطلان الا نتفاع بها تشبیها لها با الحیوان اذا مات و بطل الانتفاع به، و اما تفسیر الحیاة فظاهر، والمراد من الحیاة هنا الحیاة النا میة قال اللّٰه تعالی ﴿فاحیینا به الارض بعد موتها﴾(۳)

و قوله غیر مملوكة أی فی الاسلام لأنَ المیت علی الاطلاق ینصرف الی الكامل و كما له بان لا یكون مملوكا لاحد لا نها اذا كانت مملوكة لمسلم أو ذمی كان ملكه با قیا فیهما لعدم ما یزیله فلا تكون مواتا، ثم ان عرف المالك فهي له و ان لم یعرف كانت لقطة یتصرف فیها الامام كما یتصرف في جمیع اللقطات و الأموال الضا ئعة و لو ظهر لها مالك بعد ذلك أخذ ها و ضمن له من زرعها ان نقصت با لزراعة و ا لا فلا شئ علیه، و قال القدوری رحمه اللّٰه: فما كان منها عادیا أو كان مملوكا فی الاسلام لا یعرف له ما لك بعینه، فمراده با لعادیّ ما قدم خرابه كانه منسوب الی عادلخرابه من عهد هم و جعل المملوك فی الاسلام اذا لم یعرف ما لكه من الموات لأن حكمه كا الموات حیث یتصرف فیه الامام كما یتصرف في الموات لا لأنه موات حقیقیة علی ما بیّنا "۔(۴)

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ ایسی زمینوں سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

---

(۱) سنن البیهقی ج: ۶، ص: ۱۴۳ (۲) باب احیاء الموات

(۳) سورہ فاطر: ۹ (۴) تبیین الحقائق ج: ۷، ص: ۷۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

''شہر کی زمین پر جس کا کوئی شخص مالک نہیں ہوتا اور والیان ملک اس میں بطور خود تصرف کرتے ہیں جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں جو چاہتے ہیں بنواتے ہیں ایسی زمین پر باجازت راجہ بنی ملک کی غیر مملوک زمین اللہ عزوجل کی ملک ہوتی ہے۔ بیت المال کی کہلاتی ہے''۔اھ(۱)

خلاصہ کلام یہ کہ وہ زمین بیت المال کی ہے اب اس پر وقف کا حکم لگایا جاسکتا ہے کہ نہیں اس کے لیے وقف کی تعریف اور اس کے شرائط واحکام کو پیش نظر رکھتے ہوئے غور کیا جائے تو مسئلہ واضح ہو جائے گا۔لہذا ذیل میں وقف کی تعریف اور اس کے شرائط واحکام درج کیے جاتے ہیں۔فتاوی عالمگیری میں وقف کی تعریف میں مسطور ہے:

''فهو فی الشرع عند ابی حنیفة رحمه الله حبس العین علی ملک الواقف و التصدق بالمنفعة علی الفقراء و علی وجه من وجوه الخیر بمنزلة العواری کذا فی الکافی''.(۲)

بہار شریعت میں ہے:

''وقف کے یہ معنی ہیں کہ کسی شئی کو اپنی ملکیت سے خارج کر کے خالص اللہ عزوجل کی ملک کر دینا اس طرح کی اس کا نفع بندگان خدا میں سے جس کو چاہے ملتا رہے۔(۳)

اور اس کی شرائط بیان کرتے ہوئے علامہ شامی علیہ الرحمۃ رقم طراز ہیں:

''وشرطه شرط سائر التبرعات افاد ان الواقف لا بد ان یکون ما لکه وقت الوقف ملکا باتا ولو بسبب فاسد وان لا یکون محجورا عن التصرف اھ''.(۴)

اسی میں ہے:

''واما التابید معنی فشرط اتفاقا علی الصحیح وقد نص علیه محققو المشائخ''۔(۵)

فتاوی عالمگیری میں ہے:

''ومنها الملک وقت الوقف حتی لو غصب ارضا فوقفها ثم اشتراها من ما لکها ودفع الثمن الیه او صالح علی مال دفعه الیه لا تکون وقفا کذا فی بحر الرائق''۔(۶)

ان عبارات سے واضح ہے کہ وقف ایک خاص فقہی اصطلاح ہے جو اس کا مصداق ہوگا اس کو وقف کہا جائے

(۱) الفتاوی الرضویة ج: ۶،ص: ۴۵۹

(۲) الفتاوی العالمگیریة ج: ۲،ص: ۳۵۰

(۳) بہار شریعت ج: ۱۰،ص: ۵۲۳

(۴) درا لمختار مع رد المحتار ج: ۶،ص: ۴۱۰

(۵) درا لمختار مع رد المحتار ج: ۶،ص: ۴۱۹

(۶) الفتاوی العالمگیریة ج: ۲،ص: ۳۵۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

گا اور یہ بھی ضروری ہے کہ واقف اس کا مالک ہو اور ہمیشہ کے لیے اپنی ملکیت سے خارج کر کے اللہ تعالیٰ کے لیے پیش کر دے۔ لہٰذا جب کہ یہاں ان افتادہ زمینوں پر نہ وقف کی تعریف صادق آرہی ہے اور نہ ہی کوئی شخص ان کا مالک ہوتا ہے، تو ان کو وقف بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

البتہ بعض صورتوں میں ان کا وقف درست ہے اور ان پر اشیاء موقوفہ کا حکم جاری ہوگا، مثلاً حاکم وقت نے وہ زمین کسی کو دے دی اب اس نے اپنی طرف سے وقف کر دیا یا خود حاکم اس زمین کا کسی طریقے سے مالک ہو گیا اور اس نے وقف کر دی تو ان تمام صورتوں میں وہ زمین وقف ہو جائے گی۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"ویتفرع علی اشتراط الملک انه لا یجوز وقف الا قطاعات الا اذا کانت الارض مواتا او کانت ملکا للامام فا قطعها الامام رجلا وانه لا یجوز وقف ارض الحوز للامام لانه لیس بما لک لها". (۱)

ردالمحتار میں ہے: "قوله :(و اما وقف الاقطاعات الخ)هی ما یقطعیه ا لامام: ای یعطیه من ا لأراضی رقبة، أو منفعة لمن له حق في بیت المال.

و حاصل ما ذکره صاحب "البحر "فی رسا لته التحفة المرضیة فی الاراضی المصریة :ان الواقف لارض من الاراضی: لا یخلو اما ان یکون مالکا لهامن الاصل بان کان من اهلها حین یمنّ الامام علی اهلها او تلقی الملک من ما لکها بوجه من الوجوه او غیرهما ،فان کان الاول فلا خفاء فی صحة وقفه لوجود ملکه ان کان الواقف غیرهما فلا یخلو اما ان وصلت الی یده با قطا ع السلطان ایاهاله، او بشراء من بیت الما ل من غیر ان تکون ملکه ،فان کان الاول:فان کانت مواتا او ملکا لسلطان صح وقفها ،وان کانت من حق بیت المال لا یصح . قال الشیخ قاسم :ان منْ اقطعه السلطان ارضا من بیت الما ل ملک النفعة بمقا بلة ما ا عدله فله اجا رتها ،و تبطل بموته او اخراجه من الاقطا ع لان للسلطان ان یخرجها منه اه . وان وصلت الارض الی الواقف با لشراء من بیت المال بوجه مسوغ ،فان وقفه صحیح لانه ملکها ،ویراعی فیها شروطه سواء کان سلطانا اوامیرا او غیرهما ". (۲)

یہاں ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی نے ایسی زمین پر والی ملک کی اجازت کے بغیر خود بخود قبضہ کر کے اسے قابل انتفاع بنا دیا، تو وہ اس کا مالک ہوگا یا نہیں اس سلسلے میں اختلاف ہے۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بغیر اجازت والی مالک نہیں ہوگا جبکہ صاحبین رضی اللہ عنہما کے نزدیک ہو جائے گا، مگر قول امام مختار ہے جیسا

(۱) الفتاوی العالمگیریة ج: ۲، ص: ۳۵۴

(۲) درالمختار مع رد المحتار ج: ۶، ص: ۴۶۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے بدائع الصنائع میں ہے:

"فالملک فی الموات یثبت بالاحیاء باذن الامام عند ابی حنیفة، و عند ابی یوسف و محمد رحمهما الله تعالی یثبت بنفس الاحیاء واذن الامام لیس بشرط.

وجه قولهما: قوله علیه الصلاة و السلام: من احیا أرضا میتة فهي له و لیس لعرق ظالم فیه حق. اثبت الملک للمحی من غیر شریطة اذن الامام ولانه مباح استولی علیه فیملکه بدون اذن الامام کما لو اخذ صیدا أوحش کلا و قوله علیه الصلاة و السلام: لیس لعرق ظالم فیه حق، روی منونا و مضافا، فالمنون هو أن ثبت عروق اشجار انسان فی أرض غیره بغیر اذنه فلصاحب الارض قلعها حتیشا.

ولابی حنیفة علیه الرحمة: ما روی عن النبی ﷺ انه قال: (لیس للمرء الا ما طابت به نفس امامه) فاذا لم یأذن فلم تطب نفسه به فلا یکون له، ولان الموات غنیمة فلا بد للاختصاص به من اذن الامام کسائر الغنائم"۔اھ(۱)

اور ردالمحتار میں ہے:

(ان أذن له الامام فی ذالک) و القاضی فی ولایته بمنزلة الامام. (تتارخانیة) عن التاتارخانیة وفیها قبیل کتاب (الاحیاء): سئل السمرقندی فی رجل وکل باحیاء الموات هل هو للوکیل کما فی التوکیل بالاختطاب و الاحتشاش، ام للموکل کما فی سائر التصرفات؟ قال: ان اذن الامام للموکل بالاحیاء یقع له اه. قوله: (وقالا یملکها بلا اذنه) مما یتفرع علی الخلاف مالو امر الامام رجلا ان یعمر ارضا میتة علی ان ینتفع بها ولا یکون له الملک، فاحیاها لم یملکها عنده لان هذا شرط صحیح عند الامام، وعندهما: یملکها ولا اعتبار لهذا الشرط اھ. ومحل الخلاف: اذا ترک الاستئذان جهلا، اما اذا ترکه تهاونا بالامام کان له ان یسترد ها زجرا. افاده المکی: ای اتفاقا. وقول الامام هو المختار، ولذا قدمه فی (الخانیة) و(الملتقی) کما رتهما، وبه اخذ الطحاوی وعلیه المتون. بقی هل یکفی الاذن اللاحق؟ لم اره. اھ (۲)

واضح رہے کے ہمارے ملک ہندوستان میں نگر پالیکا اور منسپلٹی کے حکام اور افسران کو حکومت کی جانب سے یہ اختیار رہتا ہے کہ ایسی زمینوں کو وہ کسی ادارہ وغیرہ کے نام کر سکتے ہیں، تو ان لوگوں کی اجازت بھی شرعاً معتبر ہوگی۔ اب یہ اجازت خواہ صراحتاً ہو خواہ عرفاً و دلالۃً ہو، اس کا اعتبار ہوگا اور اس طور پر اگر کسی نے قبضہ کر کے اسے وقف کر دیا،

(۱) بدائع الصنائع: ج۵، ص:۲۸۴

(۲) درالمختار مع ردالمحتار ج:۱۰، ص:۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

تو وہ وقف بھی صحیح ہوگا کہ صحت وقف کے لیے ملکیت کی شرط متحقق ہے۔

اس مقام پر یہ گوشہ بھی توجہ طلب ہے کہ گورمنٹی عملہ افتادہ زمین کو کسی ادارہ وغیرہ کے نام کرتا ہے، تو اس کی ایک صورت الاٹمینٹ کی ہوتی ہے، جس میں وہ ادارہ مکمل اس زمین کا مالک ہوجاتا ہے۔ دوسری صورت پٹے کی ہوتی ہے، جو کبھی قلیل کبھی طویل مدت کے لیے کرتا ہے، مگر عمل درآمد یہی ہے کہ جب کوئی زمین کسی کے نام ہوگئی اور اس نے اس پر عمارت کھڑی کردی، تو اب گورمنٹ اسے واپس نہیں لیتی ہے، بلفظ دگر دوامی اجارہ کی شکل ہوجاتی ہے تو وہاں بھی ہمیشہ کے لیے دینے کا معنی پایا جاتا ہے، لھذا اس طرح سے حاصل شدہ زمین کو بھی وقف کیا جاسکتا ہے اور اس کا وقف صحیح ہوگا۔ فتاوی رضویہ میں دوامی اجارہ کی زمین پر دفن کرنے اور مسجد بنانے سے متعلق درج ہے۔

''بلاشبہ جائز ہے جبکہ باجازت مستاجر ہو ملک غیر ہونا منافی جواز دفن نہیں۔ غایت یہ کہ مالک کو ازالۂ قبر کا اختیار ہوگا مگر جب اس کا اجارہ دوامی ہو تو مالک کی طرف سے یہ اندیشہ بھی نہیں یہاں تک کہ علما نے دوامی اجارہ کی زمین میں مسجد بنانے کی اجازت دی۔ اور اس میں وقف صحیح مانا اسی بنا پر کہ وہ ہمیشہ رہے گی تو تابید حاصل ہے۔(۱)

یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہوگی جبکہ بنجر اور افتادہ زمین کسی شخص کے ہاتھ میں ہو اور وہ وقف کرے لیکن اگر گورمنٹی عملہ نے خود کسی ادارہ کے نام الاٹ کردیا تو اسے وقف نہیں کیا جاسکتا ہے کہ گورمنٹی عملہ شرعاً اس کا مالک نہیں جبکہ وقف کے لئے ملکیت ضروری ہے۔ البتہ ان زمینوں کو ارصادات کہیں گے۔

درمختار میں ہے:

''وفی الوهبانية ولو وقف السلطان من بيت مالنا لمصلحة عمت يجوز ويوجر''۔

ردالمحتار میں ہے: ''لمصلحة عمت ''كالوقف على المسجد بخلافه على معين واولاده فانه لايصح وان جعل اخره للفقراء كما اوضحه العلامة عبدالبر بن الشحنة: قوله :(ويوجر)لان بيت المال معدلمصالح المسلمين،فاذا ابده على مصرفه الشرعي يثاب،لاسيما اذا كان يخاف عليه امراء الجور الذين يصرفونه فى غير مصرفه الشرعي فيكون قد منع من يجيء منهم ويتصرف ذالك التصرف .ذكره العلامة عبدالبر ط. ومفاده انه ارصاد لاوقف حقيقة كما قدمنا ه .(۲)

فتاوی رضویہ میں ہے: ''سلاطین اسلام مواضع سلطنت سے جو دیہات مصارف خیر کے لیے وقف کرتے ہیں انہیں ارصاد کہتے ہیں یعنی سلطان نے انہیں محفوظ وممنوع التملیک کردیا ان کا حکم بعینہ مثل وقف ہے وانما سميت ارصادات لان الوقف شرطه الملك والسلاطين لا يملكون ما فى ولا يتهم ان الملك الالله''.(۳)

---

(۱) الفتاوى الرضوية ج :۴، ص: ۱۰۰

(۲) درالمختارمع ردالمحتارج:۶،ص:۴۶۷

(۳) الفتاوى الرضوية: ج۶،ص: ۳۵۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اسی میں ہے کہ ارصادات سلاطین حکم وقف میں ہیں نہ وہ موروث ہوں نہ کسی کو ان کے بیع وانتقال کا کوئی حق ہو۔اھ (۱)

اسی میں ہے: زمین احاطۂ درگاہ معلّٰی (اجمیر شریف) عامۂ زائرین واردین صادرین کے لیے وقف یا ارصاد کالوقف، بہرحال محکوم باحکام الوقف ہے۔(۲)

اور جب وہ زمین ارصادات ہیں تو ان میں جن شرائط کا ذکر کیا گیا ہوگا ان سب کا اعتبار کرنا کوئی لازم نہیں ہے بلکہ جو بھی کار خیر ہو اس میں استعمال کی جاسکتی ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

"قال السید الحموی فی حا شیة الاشباه قبیل قائدة اذا اجتمع الحلال والحرام ما نصه وقد افتی علامة الوجود المولی ابو السعود مفتی السلطنة السلیمانیة بان اوقاف الملوک والامراء لا یراعی شرطها لانها من بیت المال او ترجع الیه و اذا کان کذالک یجوز الاحداث اذا کان المقرر فی ا لوظیفة او المرتب من مصارف بیت المال ".اھ

ولا یخفی ان المولی ابا السعود ادری بحال اوقاف الملوک و مثله ما سیذ کره الشارع فی الوقف عن(المحیة)عن(المبسوط)من (ان السلطان یجوز له مخا لفة الشرط اذا کان غا لب جهات الوقف قری و مزا رع ،لان اصلها لبیت المال)اھ.یعنیٔ اذا کانت لبیت المال ولم یعلم ملک الواقف لها ،فیکون ذالک ارصادا لا وقفا حقیقة ای ان ذالک السلطان الذی وقفه اخرجه من بیت المال و عینه لمستحقیه من العلما ء و الطلبة و نحوهم عونا لهم علی وصولهم الی بعض حقهم من بیت المال.

و لذا لما اراد السلطان نظام (المملکة برقوق) فی عام نیف و ثمانین و سبع مائة: ان ینقض هذه الاوقاف لکونها اخذت من بیت المال، و عقد لذلک مجلسا حافلا حضره الشیخ سراج الدین البلقینی و البرهان ابن جماعة و شیخ الحنفیة الشیخ اکمل الدین شارح(الهدایة)، فقال البلقینی: ما وقف علی العلما ء و الطلبة لا سبیل الی نقضه، لان لهم فی الخمس اکثر من ذلک، و ما وقف علی فا طمة و خدیجة و عائشة ینقض، و واقفه علی ذلک حاضرون) کما ذکره السیوطی فی (النقل المستور فی جواز قبض معلوم الوظائف بلا حضور)ثم رایت نحوه فی (شرح الملتقی)ففی هذا تصریح بان اوقاف السلاطین من بیت المال ارصادات ،لااوقاف حقیقة،وان ما کان منها علی مصا ریف بیت المال لاینقض ،بخلاف ما وقفه السلطان علی

(۱)الفتاوی الرضویة ج:۶ ،ص:۳۴۸

(۲) حوالہ سابق ص:۳۴۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اولاده او عتقا له مثلا،وانه حيث كانت ارصادا لا يلزم مراعاة شروطها لعدم كونها وقفا صحيحا ،فان شرط صحته ملك الواقف .والسلطان بدون الشراء من بيت المال لا يملكه .وقد علمت موافقة العلامة الاكمل على ذالك، وهو موافق لما مر عن (المبسوط)وعن المولى ابي السعود ،ولما سيذكره الشارح في الوقف عن (النهر)من ان وقف الاقطاعات لا يجوز الا اذا كانت ارضا مواتا،او ملكا للامام فاقطعها رجلا ،و هذا خلاف ما في(التحفة المرضية)عن العلامة قاسم من ان وقف السلطان لارض بيت المال صحيح .

قلت:ولعل مراده انه لازم لايغير اذا كان على مصلحة عامة ،كما نقل الطرسوسي عن قاضيخان من ان السلطان لو وقف ارضا من بيت ما ل المسلمين على مصلحة عامة للمسلمين جاز . قال ابن وهبان:(لانه اذا ابده على مصرفه الشرعي فقد منع من يصرفه من امراء الجور في غير مصرفه)اه.فقد افاد ان المراد من هذا الوقف تأبيد صرفه على هذه الجهة المعينة التي عينها السلطان مما هو مصلحة عامة ،و هو معنى الارصاد السابق،فلا ينافي ما تقدم ،والله سبحانه اعلم .اھ(۱)

اس تفصیل کی روشنی میں عرض ہے کہ:

(۱) افتادہ زمینیں بلاشبہ اللہ جل مجدہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہیں مگر وہ وقف نہیں ہیں نہ ہی ان پر احکام وقف نافذ ہوں۔واللہ تعالی اعلم۔

(۲) گورمنٹی عملہ ایسی زمین اگر بنام مدرسہ الاٹ کردے تو وہ ارصادات سلطانی میں شمار ہوگی خواہ مدت قلیل ہو یا کثیر اس سے مسئلہ کی نوعیت پر کچھ فرق نہ پڑے گا۔واللہ تعالی اعلم۔

(۳) گورمنٹ نے اگر کوئی زمین بنام مدرسہ الاٹ کردی تو اس الاٹ کردینے سے وہ مدرسہ کے لیے وقف نہ مانی جائے گی البتہ اگر مسلمانوں نے اس پر مدرسہ تعمیر کردیا تو اب وہ زمین وعمارت بنام مدرسہ وقف ہوجائے گی۔واللہ تعالی اعلم۔

(۴) جس صورت میں وہ زمین مع عمارت وقف ہوگی تو اس کے واقف مسلمان ہوں گے۔واللہ تعالی اعلم۔

(۵) گورمنٹی الاٹ میںٹ وقف نہیں ہے تو وہاں مسجد بنانا بھی جائز ہے کہ وہ زمین ارصادات سلطانی میں سے ہے تو گورمنٹی صراحت کے باوجود صرف مدرسہ کے لیے ہی اسے مخصوص نہیں مانا جائے گا بلکہ ہر کار خیر میں اسے

(۱)درالمختارمع رد المحتار ج:۶،ص:۲۲۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

استعمال کر سکتے ہیں جس میں تعمیر مسجد بھی شامل ہے۔اور اگر بالفرض مدرسہ کے لیے ہی وقف مانا جائے تو بھی وہاں مسجد بنا سکتے ہیں کیونکہ جس طرح درسگاہ کے علاوہ بچوں کے لیے دار الاقامۃ ،استنجا خانہ، غسل خانہ، وضوخانہ، لائبریری، ڈائننگ ہال وغیرہ مصالح مدرسہ میں شمار ہوتے ہیں یونہی طلبہ کے لیے نماز پڑھنے کی خاطر تعمیر مسجد بھی مصالح مدرسہ میں شامل ہوگی تو اس طرح بھی وہاں تعمیر مسجد درست ہے۔واللہ تعالی اعلم۔

(۶) کسی افتادہ زمین کو محض ایکوائر کر لینے اور کسی نام سے اس کی چہار دیواری کرا دینے سے اس کے لیے وقف نہیں مانا جائے گا۔ہدایہ میں ہے:

"(ومن حجر ارضا ولم يعمر ها ثلاث سنين اخذ ها الامام ودفعها الى غيره)لان الدفع الى الاول كان يعمر ها فتحصل المنفعة للمسلمين من حيث العشر او الخراج ،فاذا لم تحصل يدفع الى غيره تحصيلا للمقصود ولان التهجير ليس باحياء ليملكه به.لان الاحياء انما هو العمارة والتحجير الاعلام ،سمي به لانهم كانوا يعلمونه بوضع الاحجار حوله او يعلمونه لحجر غير هم عن احيائه فبقي غير مملوك كما كان هو الصحيح ".(۱)

اورعنایہ میں ہے:"ومن حجر ارضا يجوز ان يكون من الحجربفتح الجيم وسكونه .ومعنى الاول اعلم بوضع الاحجار حوله لانهم كانوا يفعلون ذالك ،ومعنى الثانى اعلم بحجر الغير عن احيائها فكان التحجير هو الاعلام فاذا حجر ارضا ولم يعمرها ثلاث سنين اخذ ها الامام ودفعها الى غيره ،والاصل فى ذالك ان المشائخ رحمهم الله اختلفوا فى كونه مفيدا للملك ،فمنهم من قال :يفيد ملكا موقتا الى ثلاث سنين وقيل لا يفيد و هو مختار المصنف رحمه الله اشا راليه بقوله :هو الصحيح".(۲)

لہٰذا اگر مسلمانوں نے کسی بنجر زمین کو بنام مدرسہ ایکوائر کر لیا تو وہاں مدرسہ و مسجد دونوں بنا سکتے ہیں۔واللہ تعالی اعلم۔

الجواب صحیح:محمد تفسیر القادری قیامی

کتبہٗ:محمد اختر حسین قادری
خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

(۱) الهداية مع الفتح ج:۱۰،ص:۸۷

(۲) العناية مع الفتح ج:۱۰،ص:۸۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب المسجد

مسجد کا بیان

مسجد کی تعمیر میں گورنمنٹ کا پیسہ لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد انظار عالم قادری مقام سالکی پوسٹ گاجپاڑہ کشن گنج (ہند)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ سید شاہ نواز جو مرکزی کپڑا منتری ہے اور ضلع کشن گنج کا ایم، پی بھی ہے اس سے پیسہ لے کر اس پیسہ کو مسجد کی تعمیر میں لگانا درست ہے یا نہیں جب کہ عوام الناس کا کہنا ہے کہ اس رقم کو مسجد میں لگانا درست نہیں ہونا چاہیے کیوں کہ وہ رقم اس کے جیب کی نہیں ہے بلکہ یہ رقم سرکاری اور گورمنٹی ہے اور یہاں کی گورنمنٹ غیر مسلم ہے گویا یہ رقم ایک واسطہ سے غیر مسلم کی ہے اور غیر مسلم کی رقم مسجد میں صرف کرنا نادرست ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

گورنمنٹ کا خزانہ کسی شخص کی ذاتی ملک نہیں ہوتا یوں ہی ممبر آف پارلیمنٹ یعنی ایم پی فنڈ کی رقم بھی۔ لہٰذا اسے لے کر مسجد تعمیر کرنا یا مسجد کے دوسرے مصارف میں صرف کرنا جائز ودرست ہے ایسا ہی فتاویٰ رضویہ(۱) میں تحریر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد تفسیر القادری قیامی

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۵/محرم الحرام ۱۴۲۵ھ

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۶، ص:۳۶۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسجد بنانے کے بعد نیچے دوکان نکالنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: جوہر علی دکھن دروازہ شہر بستی۔

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک قدیم مسجد ہے اب کمیٹی والے چاہتے ہیں کہ مسجد کی نئی تعمیر کی جائے اور نیچے کو اٹر کی شکل دے کر مسجد کو اوپر کردی جائے اور نماز اوپر ہی ادا کی جائے ایسی صورت میں مسجد کے نچلے حصے کو کواٹر کی شکل میں تبدیل کر کے اوپر نماز ادا کرنا کیا درست ہے یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جو جگہ مسجد ہوگئی وہ تحت الثریٰ سے آسمان تک ہمیشہ کے لئے مسجد قرار پا چکی اب اس کے کسی بھی حصہ پر نیچے یا اوپر دوکان ومکان وغیرہ کچھ بھی بنانا شرعاً حرام حرام اشد حرام ہے۔ علامہ اجل شہاب الدین احمد شلبی حاشیہ تبیین الحقائق میں تحریر فرماتے ہیں: "وقد ذکر المصنف فی علامة النون من کتاب التجنیس قیم المسجد اذا. ارادان یبنی حوانیت فی المسجد اوفی فنائه فلا یجوزله ان یفعل لانه اذا جعل المسجد مسکناً تسقط حرمته۔"(۱)

علامہ علاء الدین حصکفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "لو بنی فوقه بیتا للامام لا یضر لانه من المصالح امالو تمت المسجدیة ثم اراد البناء منع۔" (۲)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "مسجد کے ایک حصہ کو مسجد سے خارج کر دیا گیا اور اسے جوتا اتارنے کی جگہ بنانا یہ بھی باطل ومردود حرام ہے اوقاف میں تبدیل وتغیر کی اجازت نہیں لا یجوز تغییر الوقف عن هیئتة مسجد کہ بجمیع جہات حقوق العباد سے منقطع ہے قال الله تعالیٰ ﴿وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ﴾ اھ(۳)

اور فرماتے ہیں "وہ دکانیں قطعی حرام اگر مسجد بنانے کے بعد بنانا چاہے اگر چہ مسجد کی دیوار کا صرف سہارا اسی

---

(۱) الحاشیة علی تبیین الحقائق، ج:۴، ص:۲۷۴

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۳، ص:۳۷۱

(۳) الفتاوی الرضویة، ج:۶، ص:۴۳۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں لے۔"(۱) لہٰذا صورت مسئولہ میں مسجد کی جدید تعمیر کرتے وقت نیچے کمرہ اور اوپر مسجد بنانا ناجائز وحرام ہے **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.**

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتاء ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی
۱۴۲۹/۵/۸ھ

ایک مسجد کے چندہ سے دوسری مسجد کے امام، مؤذن کو نذرانہ دینا کیسا ہے؟

مسئلہ از: ولی محمد اشرفی امام جامع مسجد رانکٹی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ موضع رانکٹی تحصیل کریلی ضلع نرسنگھ پور میں آج سے تقریباً سو سال پہلے بزرگوں نے مسجد تعمیر کی اور زمین مسجد میں لگائی آبادی بڑھ جانے کی وجہ سے دو مسجدیں اور تعمیر کرنا پڑا گاؤں کے سبھی لوگوں نے مسجدوں کی تعمیروں میں دل کھول کر حصہ لیا مسجد تعمیر ہو چکی مسجدیں آباد ہیں لیکن امام اور موذن کا نذرانہ دینے میں محلے کے لوگ مجبور ہیں دونوں مسجد والوں نے درخواست دی ہے کہ دونوں مسجدوں کے امام اور موذن کا نذرانہ پرانی مسجد (جامع مسجد) سے دیا جائے پرانی بستی میں جن بزرگوں نے تعمیر مسجد کی تھی انہیں کے وارث ان محلوں میں رہ رہے ہیں کیا جامع مسجد رانکٹی سے دونوں مسجد کے اماموں اور موذنوں کو نذرانہ دیا جا سکتا ہے اس کا جواب جلد از جلد عنایت فرمانے کی مہربانی فرمائیں عین نوازش ہوگی۔ **بینوا توجروا.**

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ایک مسجد کے وقف کی آمدنی کسی دوسری مسجد پر خرچ کرنا ناجائز ہے چنانچہ درمختار میں ہے۔"**ان اختلف احدھما بان بنی رجلان مسجدین اورجل مسجداً او مدرسۃ واقف علیھما اوقافاً لا یجوز لہ ذالک**"(۲) یعنی اگر دو آدمیوں نے الگ الگ دو مسجدیں بنائیں یا ایک ہی آدمی نے مسجد ومدرسہ علیحدہ علیحدہ بنایا تو ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں لگانا جائز نہیں ہے:

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۴۴۵

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۳، ص:۳۷۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''ہرگز ہرگز جائز نہیں یہاں تک کہ اگر ایک مسجد میں لوٹے حاجت سے زائد ہوں اور دوسرے میں نہیں تو اس کے لوٹے اس میں بھیجنے کی اجازت نہیں''(۱)

البتہ اگر جامع مسجد میں چندہ کی رقم اکٹھا ہوتی ہو تو اس رقم سے دوسری مسجد کے امام ومؤذن کو دیا جاسکتا ہے شرط یہ ہے کہ چندہ لیتے وقت لوگوں کو بتادیا جائے کہ جامع مسجد میں یہ جو چندہ ہو رہا ہے اس میں سے فلاں فلاں مسجد کے امام ومؤذن کو بھی دیا جائے گا۔ وھو تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۵ ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ

کیا دیوار مسجد سے متصل دوکان بنا کر کرایہ پر دینا جائز ہے؟

مسئلہ از: محمد سلیم ابراہیم اپارٹمنٹل مقام کرلا، ممبئی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ہذا میں کہ مسجد کی ملکیت میں خارج مسجد جو جگہ ہوتی ہے مثلاً (نمبر۱) حوض (نمبر۲) وضوخانہ (نل کے ذریعہ (نمبر۳) بیت الخلا (نمبر۴) استنجا خانہ (نل کے ذریعہ) وضوخانہ کی دیوار جو روڈ کی طرف ہے اس دیوار میں مسجد کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے دوکان بنا کر صرف کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں دوکان کی آمدنی صرف مسجد کے اخراجات کو پوار کرنے میں استعمال ہوگی نہ اسے فروخت کیا جائے گا نہ تو پگڑی پر دیں گے،

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر مسجد کے مصلیوں کا حق نہ جاتا ہو تو مسجد کے فائدہ کے لیے وہاں دوکان بنانا جائز ہے علامہ علاء الدین حصکفی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ''وکذا یفتی بکل ما ھو انفع للوقف'' اھ(۲)

اور فتاوی بحر العلوم ج ۵ صفحہ ۱۰۸ پر فتاوی رضویہ کے حوالہ سے ہے وقف کے اجارہ میں متولیوں کو وقف کا فائدہ مدنظر ہونا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۸ ذی الحجہ ۱۴۳۰ھ

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج: ۶، ص: ۳۸۴

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج: ۳، ص: ۴۰۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا بدمذہب کی نماز جنازہ کا مسجد کے مائک سے اعلان کرنا اور نااہل کو مسجد کی کمیٹی کا ممبر بنانا درست ہے؟

مسئلہ از: محمد ضیاء الدین رضوی حاجی نگر۔۲۴

محترم المقام لائق صد احترام جناب مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام کہ آج کل وہابی، اہل حدیث، سنی جب مرجاتا ہے تو کمیٹی کے لوگ مسجد کے مائک سے مسجد میں اعلان کرتے ہیں، کیا ایسے موقع پر دیوبندی، اہل حدیث وسنی کے لیے مسجد کا مائک استعمال کرنا درست ہے؟ از روئے شرع مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) آج کل مسجد کی کمیٹی میں ایسے لوگوں کو رکھا جاتا ہے جو بے نمازی جاہل جو مسجدوں میں آکر چلاتے ہیں کیا ایسے لوگوں کو مسجد کی کمیٹی میں رکھنا درست ہے؟ اگر کوئی مسئلہ بتایا جاتا ہے تو کہتے ہیں بہت شریعت پر چلنے والے بنے ہیں جو وہابیوں سے میل جول رکھتے ہیں، ایسے لوگوں کو کمیٹی میں رکھنا چاہئے کہ نہیں؟ اگر لوگ اس کو رکھتے ہیں تو ان کے لیے کیا حکم شرع ہے؟ جواب مرحمت فرمائیں۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) مسجد کا مائک اگر مسجد کے مال سے خریدا گیا یا کسی نے اپنی طرف سے مسجد کے ہی کاموں کے لیے خرید کر وقف کردیا تو اس سے کسی کی نماز جنازہ کا اعلان نہیں کیا جاسکتا، امام اجل علامہ ابن ہمام قدس سرہ فرماتے ہیں "الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ" (۱)

اور فتاوی عالمگیری میں ہے: "لایجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ" (۲)

اور اگر کسی نے وقف کیا مگر ہر کار خیر کے اعلان کی اجازت دی ہے یا لوگوں نے چندہ کر کے خریدا ہے اور ہر کار خیر میں لانے کی ان کی طرف سے اجازت ہو تو اب سنی کی نماز جنازہ کا اعلان کرسکتے ہیں مگر وہابی، دیوبندی وغیرہ بدمذہبوں کی نماز جنازہ کا اعلان ناجائز وحرام ہے کہ ان لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنی حرام ہے تو اس کا اعلان وہ بھی مسجد سے کرنا بدرجہ اولی حرام ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (۳) واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) فتح القدیر کتاب الوقف ج:۵، ص:۴۴۰ (۲) الفتاوی العالمگیریۃ کتاب الوقف ج:۲، ص:۴۹۰

(۳) سورۃ المائدہ آیت:۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) مسجد کی ذمہ داری نبھانے کے لیے ایسے لوگوں کی کمیٹی ہونی چاہیے جو دیندار، متدین، ہوشیار، صاحب عقل وشعور اور مسجد کے مصالح اور اس کے منافع کی حفاظت کرنے والے اور مخلص ومتصلب فی الدین ہوں، ردالمحتار میں ہے: ''ولا یولی الا امین قادر بنفسه او بنائبه'' (۱)

فتاوی امجدیہ میں ہے: ''مسلمانوں پر لازم ہے کہ انتظام مسجد اس کمیٹی کے ہاتھ سے علیحدہ کرلیں اور سنی متدین کارگزار اراکین مقرر کریں'' (۲)

جولوگ اس کے خلاف کریں گے شرعاً مجرم ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۴/ذی قعدہ ۱۴۳۶ھ

مسجد کی بوسیدہ چٹائی قبر میں رکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد شمیم نظامی کبیر نگر

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

ہمارے یہاں بعض علاقوں میں یہ رواج قائم ہے کہ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد مسجد کی کوئی بوسیدہ چٹائی اوپر رکھتے ہیں پھر اس پر مٹی وغیرہ ڈالتے ہیں اور اس کے عوض دوسری نئی چٹائی لاکر مسجد میں رکھ دیتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مسجد کی چٹائی قبر میں استعمال کرسکتے ہیں؟ مسجد کی وہ چیزیں جو نا قابل استعمال ہوں وہ کیا کریں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔ بینوا توجروا۔

''باسمه تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوهاب:

مسجد کی بوسیدہ چٹائی اگر قابل استعمال نہ رہ گئی اور وہ مسجد کے مال سے خریدی گئی تھی تو اسے قبر میں لگا کر اس کی جگہ دوسری چٹائی رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''پیال یا چٹائی بیکار شدہ کہ پھینک دی جائے لے کر صرف کرسکتا ہے''۔ (۳)

اور اگر کسی مسلمان نے مسجد میں استعمال کے لیے دی تھی تو اس کی صراحۃً یا عرفاً ودلالۃً اجازت سے قبر میں لگانا درست ہے، فتاوی رضویہ میں ہے:

''مسجد کی مستعمل چیزیں مثلاً چٹائیاں، دریاں، لوٹے صرف مستعمل ہونے کی کی وجہ سے بیچنے کے کوئی معنی

(۱) ردالمحتار کتاب الوقف ج:۳، ص: ۴۲۱ (۲) فتاوی امجدیہ کتاب الوقف باب المسجد، ج:۳، ص:۱۱۷

(۳) الفتاوی الرضویہ ج:۶، ص: ۴۷۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

نہیں اور ایسی اشیاء میں سے جو بیکار ہو جائے وہ دینے والے کی ملک کی طرف واپس ہو جاتی ہے، اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔"(۱)

اور اگر وہ چٹائی ابھی قابل استعمال ہے تو اسے دوسری مسجد میں لے جانے کی اجازت نہیں ہے، کسی قبر میں لگانا تو بدرجہ اولیٰ ممنوع ہے فتاوی رضویہ میں ہے:

"ایک مسجد کی صفیں دوسری مسجد میں لے جانا ممنوع و ناجائز ہے"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۲۴ رمحرم الحرام ۱۴۳۶ھ

دیوبندی کا چندہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد ریاض احمد اتری دیناج پور، بنگال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں میں ایک مسجد مٹی کی بنی ہوئی تھی پھر کچھ عرصہ بعد ایک دیوبندی عورت نے اپنی وراثت ملی زمین کو فروخت کر کے اس روپئے کو مسجد کو بطور چندہ دیدی اور اس روپئے سے مسجد پکی بنائی گئی، لہٰذا اس روپئے سے مسجد تعمیر کرنا کیسا ہے؟ اور اگر تعمیر کر لیا گیا تو اس مسجد کا کیا حکم ہے؟ حالانکہ اس کے والدین اور بھائی وغیرہ سنی صحیح العقیدہ ہیں۔ بینوا مفصلاً بالدلائل۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر اس دیوبندیہ خاتون نے نیاز مندانہ طور پر بغیر احسان جتلائے اور کسی وہابی دیوبندی کا عمل دخل کئے بغیر چندہ دیا تو اس رقم سے مسجد تعمیر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور رہی نماز تو اس میں نماز بلاشبہ درست ہے کہ وہ پہلے سے ہی مسجد ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ کافر کے دیئے ہوئے پیسے سے مسجد تعمیر کرنے سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر اس (کافر) نے مسجد بنوانے کی صرف نیت سے مسلمان کو روپیہ دیا یا روپیہ دیتے وقت صراحۃً کہہ بھی دیا کہ اس سے مسجد بنوادو، مسلمان نے ایسا ہی کیا تو وہ ضرور مسجد ہوگئی اور اس میں نماز پڑھنی درست ہے لانہ انما یکون اذ ناللمسلم بشراء الا لات للمسجد بمالہ"(۳) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ، جمدا شاہی، بستی

۵ رذی الحجہ ۱۴۳۶ھ

(۱) الفتاویٰ الرضویہ ج:۶، ص:۴۳۶ (۲) الفتاوی الرضویہ ج، ۶، ص:۴۷۳ (۳) الفتاویٰ الرضویہ کتاب الوقف ج:۶، ص ۳۹۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسجد کے مائک سے دنیوی اُمور کا اعلان کیسا ہے؟

مسئلہ از: سراج الدین بن حاجی عبدالقدوس مرحوم مقام سہاول پوسٹ اٹھیا بازار ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

عظیم المرتبت لائق صد احترام حضور مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مسجد کے مائک سے جو اذان کے لیے مقرر ہے دنیاوی امور مثلاً ٹیکہ لگانے کے لیے مٹی کا تیل شادی بیاہ کی دعوت میں کھانے کے لیے اعلان کرنا کیسا ہے؟ (۲) ہندو کا مسجد میں جا کر مندرجہ بالا باتوں کا اعلان کرنا کیسا ہے جو شخص اس بات کو کہے یہ اعلانات گاؤں کے فائدے کی خاطر ہو رہے ہیں اس کے بارے میں شرع کا کیا حکم ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل تحریر فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) جو سامان جس کام کے لیے وقف ہوا سے اسی کام کے لیے استعمال کرنا ضروری ہے دوسرے کاموں میں اس کا استعمال ناجائز ہے درمختار میں ہے "شرط الواقف کنص الشارع" (۱) اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں "وقف میں شرائط واقف کا اتباع ضروری ہے۔" (۲)

لہٰذا وہ مائک اگر اذان کے لیے وقف ہو تو دوسرا کوئی اعلان جائز نہیں اور اگر اذان کے علاوہ دیگر کاموں کے لیے بھی دیا ہو تو جائز وصحیح اعلان اس مائک سے کرنا جائز ہے ورنہ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جب بدمذہب کو مسجد میں جانے سے روکا جائے گا تو ہندو بدرجہ اولی اس سے روکا جائے گا اس لیے ہندو کو اعلان کے لیے مسجد میں جانا ہرگز درست نہیں،

اگر عام اعلان کے لیے بھی مائک لگایا ہو تو ان کا کہنا درست ہے اور اگر صرف اذان اور مسجد کے کاموں کے لیے وقف ہو تو ان کا کہنا غلط ہے اور شریعت سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے ان کو توبہ کرنی چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۱ھ

---

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، ج: ۶، ص: ۵۰۸

(۲) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۷، ص: ۳۷۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسجد کا کام رکوانے والے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: محمد شفیع جہانگیر احمد خان

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ذیل کے مسئلہ میں کہ ایک شخص جس کا نام شمشیر علی خان ۲۰۰۲ء میں جب کہ سنی مبارک مسجد کا تعمیری کام چل رہا تھا تو اس نے بی، ایم، سی میں اس تعمیری کام کو رکوانے کے لیے درخواست دی تھی جو کہ انگلش میں تھی اس میں اس بات پر خاص طور سے زور دیا گیا تھا فوراً سنی مبارک مسجد میں تعمیری کام پر روک لگائی جائے۔

انگلش درخواست اور اس کا ترجمہ جو کہ آپ کی بارگاہ میں پیش ہے اس بابت میں چند سوالات ذیل میں درج ہیں۔

(۱) مسجد کے معاملے کو شرعی عدالت کے بدلہ دنیاوی (جھوٹی عدالت) میں درخواست دے کر قوم مسلم اور مسجد کو غیروں میں بدنام کرنے والوں پر شرعی حکم بیان فرمائیں۔

(۲) اللہ کے گھر مسجد کے معاملے کو حل کرنے کے لیے اپنوں کے بجائے اہل ہنود اور حکومت سے امداد لینے والے پر شرعی حکم بیان فرمائیں۔

(۳) پترے کی مسجد کو چھت میں بدلنے کے وقت اس تعمیر کو غیر قانونی قرار دینے والے اور تعمیری کام پر روک لگانے والے پر شرعی حکم بیان فرمائیں۔

(۴) موجودہ ٹرسٹ سنی مبارک مسجد نے جمعہ کے دن سارے نمازیوں کے سامنے مسجد کا حساب دیا پھر بھی اس کے بعد میں ان پر چوری کا بہتان اور الزام لگانے والے پر حکم شرع بیان فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب

(۱) بلاوجہ شرعی محض ضد اور نفسانیت کی بنا پر قوم مسلم اور مسلمانوں کی مسجد کو بدنام کرنا اور ان کی عزت بگاڑنا ناجائز وحرام ہے اور ایسا کرنے والا شیطان کا مددگار ظالم جفا کار حق العبد میں گرفتار اور مستحق عذاب نار ہے ایسے شخص کو نرمی سے سمجھایا جائے کہ وہ اپنی بداعمالیوں سے باز آجائے اور اگر باز نہ آئے تو مسلمان ایسے شخص کا ساتھ نہ دیں بلکہ سب اس کا بائیکاٹ کردیں اور کنارہ کشی اختیار کرلیں۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (۱) وقال تعالیٰ: ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى

(۱) سورۃ المائدہ، آیت: ۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾(۱)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۲)اگر ایسے معاملات ہوں جن میں حکومت کے دخل کے بغیر چارہ نہ ہو یا کافر افسر ہوں اور ان کے ہی اختیار سے معاملات حل ہو سکتے ہوں تو شرعاً اجازت ہوگی ورنہ ان کے پاس با اختیار خود کسی دینی معاملے کا لے جانا ناجائز اور ایسا کرنے والا مجرم وگنہ گار ہے قال اللہ تعالیٰ ﴿وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِیْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا﴾(۲)اس پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ ایسی حرکت سے پرہیز کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

(۳)ایسا شخص بہت بڑا ظالم فاسق وفاجر اور مستحق نار وغضب جبار ہے قال اللہ تعالیٰ ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِیْ خَرَابِهَا﴾(۳)اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۴)حساب وکتاب صحیح طریقہ سے رکھنے کے باوجود ٹرسٹیان پر چوری کا الزام لگانے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب اور حق العبد میں گرفتار ہیں ارشاد خداوندی ہے ﴿اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ﴾ (۴)اس آیت کریمہ کے تحت حضرت صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ رقم طراز ہیں:یعنی جھوٹ بولنا اور افتراء کرنا بے ایمانوں ہی کا کام ہے۔

الزام لگانے والے پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کرے اور جن پر جھوٹا الزام لگایا ان سے معافی مانگے ورنہ عذاب الٰہی کا انتظار کرے قال اللہ تعالیٰ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ﴾ (۵)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح:محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ:محمد اختر حسین قادری

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

---

(۱)سورۃ الانعام،آیت:۶۸

(۲)سورۃ النساء،آیت:۱۴۱

(۳)سورۃ البقرۃ،آیت:۱۱۴

(۴)سورۃ النحل،آیت:۱۰۵

(۵)سورۃ البروج،آیت:۱۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسجد کی سجاوٹ ایسی چیز سے کرنا جو مخل نماز ہو

مسئلہ از: محمد عبدالرشید قادری پیلی بھیت، موبائل:9771703910

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ مسجد کے اندر بالکل اگلی صف سے باہر اس طرح پلاسٹک اور پنی کی سجاوٹ اور ڈیکوریشن کرنا کہ جو ہوا لگنے پر یا مسجد کے پنکھے چلنے پر بولے آواز کرے اور کھڑ کھڑائے اور امام کی قرأت سننے نیز جس سے نماز کے خشوع وخضوع میں فرق آئے اور نماز میں خلل واقع ہونے کا امکان ہو شرعاً درست ہے یا نہیں؟

اگر نہیں تو جو شخص مسجد کے اندر اس طرح کی سجاوٹ اور ڈیکوریشن پر مصر ہو امام کے منع کرنے پر بھی ماننے کو تیار نہ ہو حتی کہ اسی بنیاد پر امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا تک چھوڑ دے شرعاً ایسے شخص کے لیے کیا حکم ہے کیا ایسا شخص مسجد کا منتظم اور متولی بنانے کے لائق ہے، از روئے شرع جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

نمازیوں کے سامنے کوئی ایسی چیز نہیں چاہیے جس سے ان کا دل بٹے اور خشوع وخضوع میں خلل ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "لا ینبغی ان یکون فی قبلة البیت شئی یلھی المصلی:" (۱) درمختار میں ہے: "ولا بأس بنقشه خلا محرابه فانه یکره لا نه یلھی المصلی ویکره التکلف بدقائق النقوش ونحوھا خصوصاً فی جدار القبلة قال الحلبی وفی حظر المجتبی وقیل یکره فی المحراب دون السقف والمؤخر التھیٰ وظاھره ان المراد بالمحراب جدار القبلة فلیحفظ." (۲)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "دیوار قبلہ عموماً اور محراب کو خصوصاً شاغلات قلوب سے بچانے کا حکم ہے بلکہ اولیٰ یہ ہے کہ دیوار یمین وشمال بھی ملہیات سے خالی رہے کہ اس کے پاس جو مصلی ہو اس کو پریشان نہ کرے" (۳) ان ارشادات سے واضح ہوا کہ نمازیوں کے سامنے دل کو بانٹنے والی کسی چیز کا ہونا مکروہ وممنوع ہے بلکہ ایسی جگہ نماز پڑھنا بھی مکروہ ہوگا۔

درمختار میں ہے: "کره وقت حضور طعام تاقت نفسه الیه وکذا کل ما یشغل باله عن

---

(۱) سنن ابی داؤد باب الصلوٰة فی الکعبة، ص: ۲۷۱

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۴۸۷

(۳) الفتاوی الرضویه، ج: ۳، ص: ۵۹۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

افعالها ویخل لخشوعها کائنا ما کان." (۱)

اسی میں ہے "ولذا تکرہ فی طاحون." (۲) ردالمحتار میں ہے "لعل وجهه شغل البال بصوتها۔" (۳)

صورت مسئولہ میں جس طرح سجاوٹ کا ذکر ہے وہ بلا شبہ ممنوع اور مکروہ ہے شرعاً اس کی اجازت نہیں اور جو شخص بتانے کے باوجود نہ مانے اور اپنی ضد وہٹ دھرمی پر قائم رہے تو مسلمان اسے اپنی کوشش بھر روکیں اگر نہ رکے تو اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیں ہاں اگر مسجد کے مال سے وہ ایسا کرتا ہے تو اسے متولی اور منتظم ہرگز ہرگز نہ بنایا جائے کہ یہ وقف کا بیجا تصرف کرنے والا ہے اور ایسے شخص کو متولی بنانا گویا مال وقف کو برباد کرنے کی راہ نکالنا ہے درمختار میں ہے: "و ینزع وجوبا بزازیة لو الواقف در رفغیره بالا ولیٰ غیر مامون او عاجز" (۴)

ردالمحتار میں ہے: "قال فی الاسعاف ولا یولی الا امین قادر بنفسه او بنائبه لان الولایة مقیدة بشرط النظر ولیس من النظر تولیة الخائن لانه یخل بالمقصود" (۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

یکم ذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

مسجد کی رقم اپنے ذاتی کام میں لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: مصلیان مدینہ مسجد ٹرانزیٹ کیمپ دھاراوی، بمبئی، نمبر ۱۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ (۱) زید ایک مسجد کا صدر ہے اس نے مسجد کا ایک لاکھ روپیہ اپنے ذاتی کام میں استعمال کیا جس کا ثبوت موجود ہے (۲) خالد جو مسجد کا خزانچی ہے اسکے ہاتھ میں تین جمعہ کا پیسہ آیا لیکن تین سال کا عرصہ گزر گیا اس کا کوئی حساب وکتاب نہیں ہے (۳) بکر جو مسجد کا سکریٹری ہے مذکورہ بات کی جانکاری رکھتے ہوئے زید اور خالد کی حمایت کرتا ہے ان ساری باتوں کو جانتے ہوئے کہتا ہے کہ صدر اور خزانچی کو عہدے سے ہٹانے کی کوئی وجہ نہیں بن سکتی عوام کا مطالبہ ہے کہ شریعت کی رو سے کمیٹی کی ایسے افراد جو مسجد کے روپیوں میں خرد برد کرتے ہیں برخواست کر دینا چاہیے کیا ایسے افراد کو صدر سکریٹری اور خزانچی یا ٹرسٹی کے اس اہم عہدے

(۱) الدر المختار مع ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۴۸۷

(۲) حوالہ سابق

(۳) ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۲۵۵

(۴) الدر المختار مع ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۴۲۱

(۵) حوالہ سابق

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سے برخواست کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب.

نوٹ :مذکورہ صدر سکریٹری، خزانچی اور ان کے ساتھ کچھ حمایتی لوگ بھی ہیں ایسے لوگوں کا شرعاً کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مسجد کی رقم کو اپنے ذاتی کام میں لگانا امانت میں خیانت ہے جو ناجائز وحرام ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (۱)

اور ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے۔﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا﴾ (۲)

یوں ہی مسجد کی رقم کا حساب وکتاب نہ دینا بھی سخت قابل گرفت ہے کیوں کہ غبن اور بددیانتی کا اگر گمان ہی ہو تب بھی مسلمانوں کو حساب وکتاب سمجھنے کا حق حاصل ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں: "غبن وتغلب یقینی درکنار اگر مظنون بھی ہو تو مسلمانوں کو ان سے حساب سمجھنے کا حق پہنچتا ہے اور ان کا اعراض سخت قابل اعتراض درمختار میں ہے: "لا تلزم المحاسبة فی کل عام ویکتفی القاضی منه بالا جمال لو معروفاً بالامانة ولو متهماً یجبره علی التعیین شیأفشیأاھ" (۳)

صورت مسئولہ میں زید اور خالد نے اگر واقعی مسجد کی رقم خرد برد کی ہے تو وہ صدر اور خزانچی بننے کے اہل نہیں ہیں مسلمانوں کو چاہیے کہ انہیں ان کے منصب سے ہٹا کر دیانتدار اور نیک آدمی کو اس منصب پر رکھیں درمختار میں ہے: "وینزع وجوباً بزازیة لو الواقف درر ففیره بالاولیٰ غیر مامون اوعاجزاً اوظهر به فسق اھ (۴)

ردالمحتار میں ہے: "قال فی الا سعاف ولا یولی الا امین قادر بنفسه اوبنائبه لان الولایة مقیدة بشرط النظر ولیس من النظر تولیة الخائن لانه یخلِ بالمقصود اھ" (۵)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "متولی اور منتظم پر اتباع شرع وشرائط واقف ضروری ہے ان کے خلاف کسی فعل کا ان کو اختیار نہیں اور اگر کریں تو مسلمانوں کو مزاحمت کرنی چاہیے

(۱) سورۃ الانفال، آیت: ۲۷

(۲) سورۃ النساء، آیت: ۵۸

(۳) الفتاوی الرضویہ، ج: ۶، ص: ۵۲۵

(۴) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۳۸۵

(۵) الدر المختار مع ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۳۸۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور اگر خیانت کے باعث وقف پر ضرر ثابت ہو تو فوراً نکال دیے جائیں۔"(۱) اور جو لوگ ایسے خیانت کاروں کے حمایتی ہیں وہ بھی مجرم وگنہ گار ہیں ان پر لازم ہے کہ غلط کاروں کی حمایت سے باز آئیں اور توبہ واستغفار کریں قال اللہ تعالیٰ ﴿ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾ (۲) و: قال اللہ تعالیٰ ﴿ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (۳) واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۸ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

وہابیوں سے میل جول رکھنے والے کو مسجد کا ممبر بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: انصار صاحب وتمام احباب واقارب گوجی درہ بھدرک اڑیسہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ (۱) یہاں پر ایک سنی مسجد ہے اس کمیٹی کے ممبران اس طرح ہیں کہ وہابیوں سے میل جول رکھتے ہیں ان کی رشتہ داری بھی ہے کچھ لوگ وہابیوں کے یہاں شادی دیگر تقریب میں شرکت کرتے ہیں کھاتے اور پیتے بھی ہیں ماحصل اکثر کمیٹی کے لوگ اس طرح ہیں الا ماشاء اللہ ان لوگوں کے بارے میں حکم شرع کیا ہے۔

(۲) سنی لڑکا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی نعت پاک کا ایک شعر پڑھ رہا تھا "تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو، وہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی، اس پر وہابیوں نے اس لڑکے کو مارا جب اس معاملہ کو سلجھانے کے لیے ممبران مسجد ہذا کو بلایا گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ نے جواب دیا کہ یہ کوئی دینی مسئلہ نہیں ہے کہ ہم اس میں شرکت کریں کیوں کہ ان لوگوں کی وہابیوں سے رشتہ داری ہے آخر کار عام لوگ جو مسجد کے عہدہ دار نہیں ہیں ان لوگوں نے اس معاملہ کو رفع دفع کر کے وہابیوں سے معافی منگوائی لہٰذا ایسے ممبران کے لیے حکم شرع کیا ہے؟

(۳) اس مسجد کے ممبران غیر نمازی فاسق وفاجر وجوا اور تاش کھیلتے ہیں اور ان کے علاوہ گو نمازی ومتشرع اور حق گو ہیں ان کو ممبران نہیں بنایا جاتا لہٰذا ایسوں کو ممبر بنانا اور آخر الذکر حضرات کو ممبر نہ بنانا شرعاً کیسا ہے؟

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج: ۶، ص: ۵۲۵

(۲) سورۃ المائدۃ، آیت: ۲

(۳) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

۱/۲/۳ جولوگ سوال میں مذکور حرکتیں کرتے ہیں وہ سب فاسق وفاجر اور مجرم وگنہ گار ہیں ان پر لازم ہے کہ توبہ واستغفار کریں اور وہابیوں، دیوبندیوں کے پاس نشست وبرخاست اور سلام وکلام اور خورد ونوش سے باز آئیں اگر وہ لوگ اصلاح حال نہ کریں تو ان کو سنی مسجد کی کمیٹی کا ممبر بنانا منع ہے ان کی جگہ سنی صحیح العقیدہ اور نیک وصالح حضرات کو ممبر بنانا جائے ورنہ نااہل کو منصب دے کر اہل کو دور رکھنے کا وبال مسلمان کے سر آئے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۵ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

مسجد کی تعمیر روکنے والے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: مولانا جنید احمد علیمی نظامی مقام کٹھکپورا پوسٹ بھنی مصر ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلے میں کہ مولانا عارف ساکن کٹھکپورا کے مکان کے جانب مشرق "جامع مسجد قادریہ" ایک بسہ دھری میں واقع ہے جس کے کاغذات سب موجود ہیں اس وقت مسجد کو شہید کر کے دوبارہ تعمیر کی جارہی ہے اور پرانی تعمیر سے ایک جانب مغرب بڑھا کر تعمیر کی جارہی ہے اور کاغذی پیائش کے حساب سے ابھی دو فٹ زمین پچھم میں یعنی مولانا عارف کے گھر اور مسجد کے درمیان خالی ہے جو مسجد کے رقبہ میں آتی ہے کیا از روئے شرع مسجد کی اسی دو فٹ خالی زمین میں بڑھا کر منبر تعمیر کرنا جائز ہے؟ اور اس کی مخالفت کرنے والے نے اسٹے کر دیا ہے جس کی وجہ سے مسجد کا تعمیری کام رک گیا ہے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص سے میل جول رکھنا سلام اور مصافحہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جب وہ زمین مسجد کی ہے تو بلاشبہ اس میں منبر بنانا جائز ودرست ہے اور تعمیر کی مخالفت کرنے والا گناہ کبیرہ اور ظلم شدید کا مرتکب ہے ایسے شخص کا حکم بیان کرتے ہوئے قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (۱) اس سے بڑا ظلم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اللہ کا ذکر کرنے سے روکے اور ان کی ویرانی و بربادی کی کوشش کرے انہیں روا نہ تھا کہ اس میں قدم رکھیں مگر ڈرتے ہوئے ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

تعمیر روکنے والا اگر اپنی غلطی سے تائب نہ ہو تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیں اس سے میل جول سلام و کلام سب ختم کر دیں ورنہ وہ لوگ بھی گنہ گار ہوں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲) یعنی شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھو واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۲/اپریل ۲۰۱۰ھ

مسجد کی چھت پر موبائل کا ٹاور لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: قریشی محمد عمر ابن عبد الستار قادری

رہائش۔ روم نمبر ۱۲/۱۰/۳۱ پتھر نگر، ہیمنٹ سوسائٹی باندرہ (شرق) ممبئی ۲۰۰۰۵/ فون: ۹۸۳۳۰۴۹۱۷۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

(۱) مسجد کی ٹیرس پر موبائل فون کا انٹینا لگا سکتے ہیں یا نہیں جب کہ جس مقام پر موبائل فون کا انٹینا لگا ہوتا ہے اور جو موبائل اس انٹینا کا نیٹ ورک حاصل کرتا ہے اس موبائل میں اس مقام کا نام آتا ہے یعنی مسجد کا نام بھی آئے گا موبائل فون کے ذریعہ اچھی اور فحش تحریر (SMS) کے ذریعہ اور (M.MS) کے ذریعہ تصاویر وغیرہ بھی بھیجی جاتی ہیں جس میں عریاں تصاویر بھی ہوتی ہیں نام مسجد کا لکھا ہوا آئے گا کیا اس صورت میں مسجد پر انٹینا لگا سکتے ہیں یا نہیں جب کہ دیوبندیوں نے اپنی مساجد پر لگانے سے انکار کر دیا اور اب ہم سنیوں کی دینداری کا مذاق اڑاتے ہیں اس انٹینا کے ذریعہ مسجد کو سال کا (240000) دو لاکھ چالیس ہزار روپے کا مالی فائدہ ہوگا جب کہ مسجد کی ملکیت میں چار سلائی وغیرہ کے کارخانے اور گیارہ دکانیں موجود ہیں جس سے مسجد کو آمدنی ہوتی ہے اچھی اور فحش تحریر و عریاں تصاویر مسجد کے اوپر لگے انٹینا کے ذریعہ ہی ایک دوسرے کے پاس جائے گی کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۱۴

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) ایسا مدرسہ جو کہ دار العلوم کی شکل میں ہو اور اس کی عمارت مسجد سے متصل ہو جو دیکھنے میں پوری عمارت کے ساتھ مسجد لگتا ہو تا وقتیکہ اس کی وضاحت نہ کی جائے تو کیا مذکورہ خرابیوں کے ساتھ ایسے مدرسہ کی بیرس پر انٹینا لگانا جائز ہے یا نہیں کیا یہ پیسہ مسجد یا مدرسہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل جواب عطا فرمائیں آپ کی عین نوازش وکرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جو جگہ مسجد ہوگئی وہ تحت الثریٰ سے آسمان تک مسجد قرار پا چکی اب اس کے کسی بھی حصہ کو نیچے یا اوپر سے مصالح مسجد کے خلاف کسی دنیوی کام کے لیے استعمال کرنا ناجائز وحرام ہے حتی کہ اب مسجد کے کسی بھی حصہ پر حجرہ امام بھی نہیں بنا سکتے ہیں حضور صدر الشریعۃ علامہ امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں کہ: "مسجد کی چھت پر امام کے لیے بالا خانہ بنانا چاہتا ہے اگر قبل تمام مسجدیت ہو تو بنا سکتا ہے اور مسجد ہو جانے کے بعد نہیں بنا سکتا ہے"(۱)

اور علامہ اجل علاء الدین حصکفی قدس سرہ فرماتے ہیں: "لو بنی فوقه بیتاً للامام لا یضر لانه من المصالح اما لو تمت المسجدیة ثم اراد البناء منع." (۲)

بلکہ مسجد کی دیوار پر کوئی شخص کڑی تک نہیں رکھ سکتا ہے اگر چہ کرایہ دے علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "ونقل فی البحر قبله ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد وان کان من اوقافه اھ قلت وبه علم حکم ما یصنعه بعض جیران المسجد من وضع جذوع علی جداره فانه لا یحل ولو دفع الاجرة." (۳)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: "بانی مسجد کو حرام تھا کہ مسجد کی دیوار پر اپنی کڑی رکھے یونہی اس وارث نے جو تصرفات مذکورہ کیے سبب حرام ہے اور واجب ہے کہ کڑیاں اتار دی جائیں اور ٹین جدا کر دیا جائے مسجد کی دیوار ان ظالمانہ تصرفات سے پاک کر دی جائے" (۴) مذکورہ تفصیلات سے واضح ہوا کہ مسجد کے اوپر موبائل فون کا انٹینا لگانا ناجائز وگناہ ہے اگر لگا دیا گیا ہو تو اس کا اتار دینا واجب ہے اور اس کے ذریعہ کرایہ لینا ناجائز ہے: "درمختار میں ہے ولا یجوز اخذ الاجرة منه." (۵) واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) بہار شریعت، ج:۱۰، ص:۸۲

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۳، ص:۳۷۱

(۳) رد المحتار، ج:۳، ص:۳۷۱

(۴) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۴۱۴

(۵) الدر المختار مع رد المحتار، ج:۳، ص:۳۷۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) مدرسہ اگر مسجد سے متصل ہو اس پر بھی انٹینا نہ لگایا جائے ہاں اگر اس کے ذریعہ کچھ آمدنی ہوگئی تو اسے مدرسہ میں صرف کیا جاسکتا ہے مسجد میں صرف نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۹ر جمادی الاولی ۱۴۲۹ھ

مسجد کا جو سامان قابل استعمال نہ ہو اس کا بیچنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: رضا مسجد مصر ولیا پراگ

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ کے بارے میں قدیم مسجد شہید کرنے کے بعد مسجد کی چھت اور دیواروں کی ٹوٹی پھوٹی اینٹ مسجد پٹاو وغیرہ کے بعد بچ جائے نہ تو مسجد میں اس کے رکھنے کی جگہ ہو اور نہ ہی مسجد کو اس کی ضرورت ہو تو کیا ایسی صورت میں کوئی مسلمان اپنے گھر کی بنیاد اور پٹاؤ میں مفت یا قیمتاً استعمال کرسکتا ہے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مسجد کا جو سامان مسجد کے لیے کارآمد نہیں ہے اسے فروخت کرکے اس کی قیمت مسجد میں لگادی جائے البحر الرائق میں ہے "وفی الفتاوی الظھیریۃ سئل الحلوائی عن أوقاف المسجد اذا تعطلت وتعذر استغلالھا ھل للمتولی ان یبیعھا ویشتری بثمنھا اخری قال نعم." (۱)

مگر اس کا خیال رہے کہ اسے بے ادبی کی جگہ استعمال نہ کیا جائے ایسا ہی فتاوی رضویہ، ج ۶، صفحہ ۴۳۱ اور فتاوی فیض الرسول، ج ۲، صفحہ ۳۶۴ پر مرقوم ہے واللہ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۳ر جمادی الاولی ۱۴۳۰ھ

مسجد کی زمین کو دوسری زمین سے بدلنا کیسا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ بہرام باغ جوگیشوری ممبئی علاقہ میں ایک عربیہ مدرسہ بدر مسجد کا ۱۹۸۲ء میں قیام عمل میں آیا اس کی ایک رجسٹرڈ کمیٹی "بہرام باغ عربیہ مدرسہ ایسوسی ایشن کے نام سے ہے لوگوں میں مسجد ومدرسہ "بدر مسجد" کے نام سے مشہور ومتعارف ہے جس کا کل رقبہ تقریباً چھ ہزار فٹ ہے یہ

(۱) البحر الرائق، ج:۵، ص:۲۵۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

زمین ایک عیسائی عورت کی ہے زمین کے مالکوں میں اس عورت کے بچوں کا بھی نام ہے ابتدا میں کمیٹی کے صدر نے اس جگہ مسجد و مدرسہ قائم کرنے کے لیے باسٹھ ہزار روپے دیے کچھ عرصہ بعد کمیٹی کے افراد اس عورت سے ملے اور مسجد کے سلسلے میں بات کی تو وہ عورت سارے معاملات کو سن کر راضی ہوگئی اور کہا کہ میں نے یہ زمین تم کو سوا لاکھ میں دے دیا لیکن تم لوگ وہاں صرف عبادت دینی ہی کا کام کرنا بقیہ کاغذات بعد میں دے دوں گی۔

کمیٹی ہی کے ایک فرد حاجی عبدالرحیم مرحوم نے اپنے دوستوں کے تعاون اور خود سے پوری رقم ادا کردی کیوں کہ انہیں سے اس عورت نے خریدنے بیچنے کا معاملہ طے کیا تھا اور حاجی عبدالرحیم مرحوم نے اپنے نام سے ہی زبانی طور پر زمین خریدی تھی حاجی عبدالرحیم نے اس جگہ کو مسجد و مدرسہ کے لیے وقف کردیا اور اعلان بھی کردیا اب اس علاقہ میں نئی تعمیرات کا سلسلہ شروع ہے زمین کے کاغذات نہ ہونے کی وجہ سے بلڈر اس عورت سے رجوع ہوا تو اس نے پندرہ لاکھ روپے کا مطالبہ کیا جو بلڈر نے ادا کر کے کاغذات حاصل کر لیے چوں کہ رہائش بلڈنگ کی تعمیر میں مسجد کی زمین آرہی ہے تو بلڈر چاہتا ہے کہ مسجد کی جگہ بلڈنگ تعمیر کرنے کے لیے اسے دیدی جائے اس کے بدلے میں بغل ہی کی زمین تھوڑی دور پر وہ بلڈر اپنے خرچ سے مسجد تعمیر کرا کے دے گا۔

سوال یہ ہے کہ ان تفصیلات کی روشنی میں کیا ایسا کرنا درست ہوگا کہ موجودہ مسجد کی جگہ پر بلڈنگ بنادی جائے اور دوسری جگہ اسی نام سے مسجد تعمیر ہوجائے اس مسجد کا کچھ حصہ روڈ کٹنگ میں بھی جارہا ہے جس کے بدلے گورنمنٹ اوپری منزلہ کی تعمیر کی اجازت دے گی۔ بینوا توجروا.

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

جو جگہ شرعاً مسجد ہوگئی اب وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی اگرچہ اس کی عمارت منہدم کردی جائے اس کی ایک ایک اینٹ ختم کردی جائے اور اس جگہ کچھ اور بنا دیا جائے ہر حال میں وہ مسجد ہے اور اس کا احترام بدستور باقی رہے گا اس جگہ بلڈنگ یا اور کچھ بنانا حرام اور اس کو بلڈنگ بنانے کے لیے دے کر اس کے عوض دوسری جگہ مسجد منتقل کردینا حرام علامہ اجل خاتم المحققین ابن عابدین شامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "لا یجوز نقله ونقل ماله الیٰ مسجد آخر سواء کانو یصلون فیه اولا وهو الفتویٰ حاوی القدسی واکثر المشائخ علیه" اھ(۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے "لو کان مسجد فی محلة ضاق علی اهله ولا یسعهم ان یزید وافیه فان هم بعض الجیران ان یجعلوا ذلک المسجد له لیدخله فی داره ویعطیهم مکانه عوضاً ماهو

(۱) ردالمحتار، ج:۳، ص: ۳۷۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

غیر له فیسع فیه اهل المحلة قال محمد رحمة الله تعالیٰ علیه لا یسعهم ذالک کذا فی الذخیرة"(۱)

صدرالشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں: "مسجد تنگ ہوگئی ایک شخص کہتا ہے کہ مسجد مجھے دیدو میں اسے اپنے مکان میں شامل کرلوں اور اس کے عوض وسیع اور بہترین زمین تمہیں دیتا ہوں تو مسجد کو بدلنا جائز نہیں۔" (۲) ان تمام ارشادات واقوال سے مثل آفتاب روشن ہے کہ صورت مذکورہ میں موجود مسجد پر بلڈنگ بنانا سخت ناجائز و حرام ہے اگرچہ اسی نام سے کسی اور جگہ پر مسجد بنادی جائے واللہ تعلیٰ اعلم.

(۲) مسجد کے کسی حصہ کو راستہ بنانا ناجائز وحرام ہے فتاوی عالمگیری میں ہے: ان ارادوا ان یجعلوا شیأ من المسجد طریقا للمسلمین فقد قیل لیس لهم ذلک وانه صحیح کذا فی المحیط"(۳)

لہٰذا کسی مسلمان کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں کہ مسجد کے کسی حصہ کو روڈ کے لیے دے واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع

الجواب صحیح: فروغ احمد اعظمی — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۰/ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ

بنجر زمین پر دوسرے کے قبضہ کے باوجود وضوخانہ بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: الحاج عنایت حسین، موضع لیمادیور یاوایا پوسٹ نگر بازار ضلع بستی (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں مسجد کے گیٹ کے سامنے بنجر زمین ہے جس پر ایک مسلمان دعوی دار ہے اراکین مسجد اس زمین پر وضوخانہ بنانا چاہتے ہیں جس کے عوض اس مدعی مسلمان کو دوگنی زمین یا اس زمین کے مناسب قیمت دینے کے لیے تیار ہیں اس کے باوجود وہ زمین چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے شخص کے تعلق سے شریعت میں کیا حکم موجود ہے اور ایسی صورت حال ہے کس طرح نپٹا جائے اور اس مدعی مسلمان کی اجازت کے بغیر اس پر وضوخانہ تعمیر کرنا کیسا ہے؟ واضح رہے کہ اس مدعی کا بظاہر اس پر کوئی قبضہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے۔

---

(۱) الفتاوی العالمگیریة، ج:۳، ص:۴۵۷

(۲) بہار شریعت، ج:۱۰، ص: ۹۷۸

(۳) الفتاوی العالمگیریة، ج:۲، ص:۴۵۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ملک کی وہ زمین جو کسی خاص شخص کی ملک نہیں ہوتی ہے شرعاً وہ خدائے تعالیٰ کی ملک ہوتی ہے اور بیت المال کی کہلاتی ہے چنانچہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: "عادی الارض للہ ورسولہ" ایسا ہی فتاوی رضویہ (۱) میں مرقوم ہے اور اگر کوئی شخص بے اذن حاکم ایسی زمین پر قبضہ کرلے تو اس کی ملک نہیں ہوسکتی جیسا کہ فتاوی عالمگیری کی اس عبارت سے مفہوم ہے: "ومن احیا ارضا میتة بغیر اذن الا مام لا یملکھا فی قول ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ و قال صاحبه یملکھا"(۲)

لہٰذا صورت مذکورہ میں جب اس مدعی کے پاس نہ کوئی تحریری ثبوت ہے اور نہ ہی اس کا بظاہر کوئی قبضہ ہے تو وہ اس مدعی مسلمان کی ملکیت نہیں مانی جائے گی اراکین مسجد اس کی اجازت کے بغیر اس پر وضو خانہ تعمیر کرسکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۰ر جمادی الآخر ۱۴۲۹ھ

مسجد میں غیر مسلم نے نل لگایا تو؟

مسئلہ از: آپ کا قدم بوس محمد ہدایت رضا قادری، کرناٹکی

حضرت علامہ مفتی دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد از سلام عرض بارگاہ عالیہ میں یوں ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم مسجد شریف میں ہینڈ پمپ کا انتظام کیا ہو یا کسی شخص نے غیر مسلم سے ہینڈ پمپ کا انتظام کروایا شریعت مطہرہ کی روشنی میں اس ہینڈ پمپ سے وضو وغسل وغیرہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو جس شخص نے غیر مسلم سے ہینڈ پمپ لگوایا یعنی انتظام کروایا ہے اس شخص کے بارے میں شریعت مطہرہ کیا حکم نافذ فرماتی ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

غیر مسلموں سے دینی کاموں میں مدد نہیں مانگنی چاہیے پھر بھی اگر کسی غیر مسلم نے دیا تو اسے لے سکتے ہیں

---

(۱) الفتاوی الرضویه، ج:۶، ص:۴۵۹

(۲) الفتاوی العالمگیریة، ج:۵، ص:۳۸۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لہٰذا اگر کسی غیر مسلم نے ہینڈ پمپ لگوایا تو اس سے وضو وغسل کرنا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبۂ: محمد اختر حسین قادری

۲۶ر رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

مسجد کے چندہ سے امام کے لیے حجرہ بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: احقر العباد ملک محمد آصف رضا بڑی درحال مکان، ضلع راجوری، جموں وکشمیر (انڈیا)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں

کہ مصلیان جامع مسجد درحال مکان نے مسجد کے لیے چندہ کیا اور امام صاحب کے لیے مسجد کی طرف سے کوئی ٹھہرنے کا انتظام نہیں ہے لہٰذا اس صورت میں امام صاحب کے لیے مسجد کے چندے سے مکان تعمیر کیا جاسکتا ہے یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں باتفصیل تحریر فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جن لوگوں نے چندہ دیا ہے اگر وہ اجازت دیدیں تو ان کی دی ہوئی رقم سے امام صاحب کا حجرہ بنوانا جائز ہے ورنہ نہیں کیوں کہ چندہ کی رقم چندہ دینے والوں کی ملک میں رہتی ہے لہٰذا اگر وہ اجازت دیدیں تو بنایا جاسکتا ہے۔ حضور صدر الشریعہ قدس سرہ سے اسی قسم کا سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

"چندہ دہندگان سے دریافت کیا جائے وہ جو کہیں وہ کیا جائے۔"(۱) اور اگر پہلے سے ہی لوگوں کو معلوم ہے کہ اس چندہ سے مسجد اور امام کا حجرہ بنے گا تو دوبارہ اجازت کی بھی حاجت نہیں اس رقم سے مسجد وحجرہ دونوں بنانا جائز ہے۔ **ھکذا قال الفقھاء الکرام والعلماء العظام زادھم اللہ تعالیٰ شرفا وتکریما واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع المآب.**

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبۂ: محمد اختر حسین قادری

۲۶ر رجب المرجب ۱۴۲۴ھ

(۱) فتاوی امجدیہ، ج: ۴، ص: ۲۱۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسجد میں موم بتی جلا سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ از: محمد شاداب رضا مقام جعفر آباد پوسٹ بر ہرا بھنورا ضلع بلرام پور۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ مسجد میں موم بتی جلانا درست ہے یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر موم بتی کے متعلق صرف یہ شبہ ہو کہ یہ موم بتی کسی نجس چربی یا کسی اور نجس چیز کی بنی ہوئی ہے تو اس کو مسجد میں جلانا جائز ہے کہ اصل طہارت ہے اور نجاست عارض۔ اور قاعدہ ہے "الیقین لا یزول بالشک" (۱) اور اگر یہ یقینی طور پر معلوم ہو کہ یہ موم بتی چربی کی بنی ہوئی ہے لیکن یہ نہیں معلوم ہے کہ ذبیحہ کی چربی سے بنی ہے یا غیر ذبیحہ کی چربی سے تو اس کو کہیں نہ جلائے خواہ مسجد ہو یا غیر مسجد اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا قدس سرہ سے چربی سے بنی موم بتی کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے بیان فرمایا کہ:

"اگر مسلمان کی بنائی ہوئی ہے تو جائز ہے ورنہ مسجد ہی میں نہیں ویسے بھی نہ جلانا چاہیے۔" (۲) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۵ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

جس عورت نے عیسائی سے نکاح کرلیا اس سے مسجد میں چندہ لینا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد مبین علیمی خادم سنی جامع مسجد نکارا وسگاؤں گوا۔ ۴۰۳۴۰۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایسی عورت (جس نے ایک عیسائی سے نکاح کرلیا ہے) کا چندہ عطیہ وغیرہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں جب کہ عورت علانیہ طور پر زنا کی مرتکب ہو رہی ہے، جواب بالتفصیل تحریر فرمائیں عین کرم ہوگا۔

---

(۱) الاشباہ والنظائر، ص: ۷۵

(۲) احکام شریعت، ج: ۲، ص: ۸۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جب وہ عورت مسلمان ہے تو اگر چہ وہ گناہ کبیرہ کی مرتکب ہے اس کا چندہ لینا جائز ہے البتہ زجر وتوبیخ اور عبرت کے لیے اگر نہ لیا جائے تو بہتر ہے واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷ رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ

مکان مالک کی مرضی سے اس کی زمین پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: ارشاد علی شاہ مریہ عیدگاہ پرانی بستی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نعمت علی شاہ مرحوم کی زمین پر سو سال پہلے سے عیدین کی نماز ادا کی جارہی ہے اور پرانی بستی کے مردے بھی دفن کیے جاتے ہیں اور امام باڑہ بھی تھا اور آج بھی ہے۔ اسی رقبہ میں الگ سے نعمت علی مرحوم کے خاندان کے لوگ بھی آباد تھے اور آج بھی آباد ہیں۔ جس رقبہ میں عیدگاہ ،قبرستان اور امام باڑہ ہے اسی زمین کو ڈیڑھ سو سال پہلے پنڈتوں نے قبضہ کرلیا تھا مگر نعمت علی شاہ مقدمہ کرکے ڈگری حاصل کرلی اور ان کے مرنے کے بعد اس زمین کی وراثت ان کے بچوں کے نام نہ ہوکر لیکھ پال نے صرف عیدگاہ کے کاغذ میں درج کردیا۔ متصل عیدگاہ کے جو مکانات ہیں انہیں مکانوں میں سے ایک مکان جو سو سال پرانا تھا منہدم ہوگیا اس منہدم مکان پر مکان مالک کی اجازت سے مسلمان مسجد تعمیر کروانا چاہتے ہیں۔ کیا مسجد تعمیر کروانا شرعاً جائز ہے۔ جواب مرحمت فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔ فقط والسلام۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر مکان مالک کی مرضی سے اس کی زمین کو لیکھ پال نے عیدگاہ میں درج نہیں کیا ہے بلکہ اپنی مرضی سے ایسا کیا ہے تو وہ مکان وزمین بدستور اس کے مالک کی ہے اور اسے شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ جس طرح چاہے اس میں تصرف کرے اور جب وہ اپنی مرضی سے مسجد تعمیر کروانا چاہتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ وہ زمین مسجد کے لیے وقف کردے اور مسلمان اسے مسجد بنالیں بشرطیکہ وہ واقعی دینے والے کی ملکیت میں ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۶ رذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بنجر زمین جو دوسرے کے قبضہ میں ہو اس پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ ۱۷: عبدالقیوم مقام و پوسٹ نادی مل رفیع آباد ضلع بارہمولہ سرینگر کشمیر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) زید کے پاس بنجر زمین ہے تقریباً پندرہ سال سے زیادہ کا قبضہ ہے، اب کچھ لوگ زید سے کہتے ہیں کہ اس زمین کو مسجد کے لیے دیدو حالاں کہ مسجد بن چکی ہے اور زید دینے کے لیے تیار نہیں، لوگ زبردستی کرتے ہیں، کیا یہ زمین مسجد میں لگ سکتی ہے؟

(۲) اگر بنجر زمین پر مسجد بن گئی ہو حالاں کہ اس وقت وہ لوگ جس کے قبضے میں وہ بنجر زمین تھی راضی نہیں تھے اور اس وقت بھی کچھ لوگ زیادتی کیے ہیں۔ اب اس صورت میں کیا کیا جائے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) ملک کی وہ زمین جس کا کوئی خاص شخص مالک نہیں ہوتا ہے اور والیان ملک اس میں اپنے طور پر تصرف کرتے ہیں جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں بناتے ہیں ایسی غیر مملوک زمین اللہ تعالیٰ کی ملک ہوتی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ "عادی الارض للہ ورسولہ" ایسا ہی فتاوی رضویہ ج ۶، ص ۴۵۹ پر ہے۔ اور جب وہ زمین کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں تو وہ مباح الاصل ہوئی اور مباح چیز کو جو اپنے قبضہ میں اولاً کرلے وہ اس کی ملک ہو جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "مباح چیز احراز واستیلا سے ملک ہو جاتی ہے، اول بار جس کا ہاتھ اس پر پہنچا اور اس نے اپنے قبضہ میں کرلیا اس کی ملک ہو جائے گی"(۱)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ جس بنجر زمین پر زید نے قبضہ کرلیا ہے وہ زید کی ملک ہوگئی اب جب تک زید خوشی بخوشی اسے بیع یا وقف نہ کردے جبراً اس پر مسجد نہیں بن سکتی ہے۔ اگر زید خود وقف کردے تو بھی درست ہے اور اگر بیع کرتا ہے تو مشتری حضرات اب اسے وقف کردیں تب اس پر مسجد بن سکتی ہے۔ فان الوقف شرط للمسجدیۃ کما فی عامۃ کتب الفقہ. واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) جن کا ان زمینوں پر قبضہ تھا وہی ان کے مالک تھے ان کی رضامندی کے بغیر جن لوگوں نے جبریہ مسجد بنائی

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج: ۱، ص: ۴۲۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

وہ ظالم ہوئے ان پر لازم ہے کہ مالکان سے معافی مانگیں اور ان کو راضی کریں کہ وہ زمین مسجد کے لیے وقف کردیں یا بیچ کردیں پھر اہل محلہ خرید کر وقف کردیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۸ر صفر المظفر ۱۴۴۴ھ

مسجد کو مدرسہ میں بدلنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد اظہار الحق مقام بلٹی پوسٹ سبر وضلع رانچی جھارکھنڈ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کے گاؤں میں ایک مسجد ہے جس میں پنج وقتہ نمازیں ادا کی جاتی ہے وہاں کے لوگ اس مسجد کو دینی مدرسہ بنانا چاہتے ہیں اور اس کی بجائے دوسری جگہ مسجد بنانا چاہتے ہیں ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں اس میں حکم شرعی نافذ کرکے جواب مرحمت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مذکورہ میں مسجد کو مدرسہ کی شکل میں بدل دینا اور اس کے عوض دوسری جگہ مسجد بنانا ناجائز وحرام ہے کہ جو جگہ مسجد ہوگئی وہ ہمیشہ مسجد ہی رہے گی اس کو کسی دوسری غرض کے لیے ختم کرنا سخت حرام ہے اور ایسے لوگ جو مسجد کو مدرسہ میں بدلنا چاہتے ہیں وہ بہت بڑے ظالم وجفا کار ہوں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا﴾ (۱) اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ کی مسجدوں کو اس کا نام لیے جانے سے روکے اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے "لایجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ" (۲)

اور حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ رقمطراز ہیں: "مسجد کا کوئی حصہ کرایہ پر دینا کہ اس کی آمدنی مسجد پر صرف ہوگی حرام ہے اگرچہ مسجد کو ضرورت بھی ہو یوں ہی مسجد کو مسکن بنانا بھی ناجائز ہے یوں ہی مسجد کے کسی چیز کو حجرہ میں شامل کرلینا بھی ناجائز ہے۔" (۳) اسی طرح ایک مقام پر اور لکھتے ہیں "ایک شخص کہتا ہے مسجد مجھے دیدو اسے میں اپنے مکان میں شامل کرلوں اور اس کے عوض میں وسیع اور بہترین زمین تمہیں دیتا ہوں تو مسجد کو بدلنا جائز نہیں" (۴)

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۱۱۴

(۲) الفتاوی العالمگیریۃ، ج: ۲، ص: ۴۹۰

(۳) بہار شریعت، ج: ۱۰، ص: ۸۲

(۴) بہار شریعت، ج: ۱۰، ص: ۸۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "مسجد کے کل یا بعض حصہ کو کسی قیمت پر چھوڑ دینا ہرگز جائز نہیں"(۱) خلاصہ کلام یہ کہ مسجد مذکور کو مدرسہ میں بدلنا کسی حالت میں ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ولیہ المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہٗ — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۶ رجب المرجب ۱۴۳۲ھ

نیچے دوکان اور اوپر مسجد بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: حاجی ریاست صاحب

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کے پاس دکان ہے اب زید چاہتا ہے کہ دکان کے اوپر ایک مسجد تعمیر ہو جائے، کیا یہ درست ہے؟ بکر کہتا ہے کہ دکان کے اوپر مسجد تعمیر کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ وہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے۔ نماز پڑھنا اور بات دکان وغیرہ خارج مسجد ہونا چاہیے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس میں کس کا قول درست ہے بادلیل تحریر فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مسجد کے لیے وقف ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی زمین کو بغیر وقف کیے مسجد بنایا تو وہ مسجد نہیں ہوگی۔ چنانچہ خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: "حاصلہ ان شرط کونہ مسجدا ان یکون سفلہ وعلوہ مسجدا لینقطع حق العبد عنہ لقولہ تعالیٰ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ" بخلاف ما اذا کان السرداب والعلو موقوفا لمصالح المسجد فھو کسرداب بیت المقدس ھذا ھو ظاھر الروایۃ" (۲)

اور اگر زمین مسجد کے لیے وقف کر دی اور مصالح مسجد کے لیے نیچے دکان اوپر مسجد بنائی تو وہ شرعاً مسجد ہے، علامہ ابن ہمام قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: " اذا کان السرداب او العلو موقوفا لصاحب المسجد فانہ یجوز اذ لا ملک فیہ لا حد بل ھو من تتمیم مصالح المسجد اھ"(۳)

---

(۱) فتاوی فیض الرسول، ج:۲، ص:۳۷۳

(۲) ردالمحتار، ج۳، ص:۳۷۰

(۳) فتح القدیر ج:۵، ص:۴۴۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

صورت مذکورہ میں اگر زید دکان کو اپنی ملکیت میں باقی رکھتے ہوئے اس کے اوپر مسجد بنائے گا تو وہ شرعاً مسجد نہیں ہوگی اور اگر مسجد کے لیے اسے وقف کردے اور پھر اس کے اوپر مسجد تعمیر کرے تو وہ مسجد رہے گی اور اس پر احکام مسجد نافذ ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۱ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

نگر پنچایت کی زمین پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: انور علی، محلہ کھاتے سارا، ضلع جونپور یوپی۔

سوال نمبرا۔ پرانی مسجد کا اندراج ایک ڈسمل ہے لگ بھگ ایک سو تیرہ برس پرانی ہے تعمیر وتوسیع کا منصوبہ ۵ ڈسمل پر ہے، کام جاری ہے، زائد زمین اغل بغل اور آگے پیچھے کی گرام سبھا کی ہو کر اب نگر پنچایت میں ہے۔ زمین بلا معاوضہ کی ہے، ایسی زمین پر مسجد کی توسیع وتعمیر از روئے شرع کیسا ہے؟

(۲) بعد تعمیر وتوسیع مسجد اس پر نماز کی ادائیگی شرعی رو سے کیا ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) ملک کی وہ زمین جس کا کوئی خاص شخص مالک نہیں ہوتا ہے اور والیان ملک اس میں اپنے طور پر تصرف کرتے ہیں جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں اور جو چاہتے ہیں بنواتے ہیں ایسی غیر مملوک زمین اللہ جل مجدہ کی ملک ہوتی ہیں، حکومت کی ملک نہیں ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "عادی الارض للہ ورسولہ" ایسا ہی فتاوی رضویہ ج ۶، ص ۴۵۹ میں مرقوم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نگر پنچایت کی زمین کسی خاص شخص کی ملک نہیں ہے، اللہ جل مجدہ کی ملک ہے، لہٰذا اس زمین پر مسجد بنانا جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) جب اس پر مسجد بنانا شرعاً جائز ہے تو بلاشبہ اس میں نماز پڑھنا بھی جائز ودرست ہے۔ ھکذا فی کتب الفقہ. واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۶ ذالقعدہ ۱۴۲۳ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جو شخص مسجد کو اپنی ملک بتائے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: صابر حسین بھنان بازار بستی

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ بھنان بازار میں ایک پرانی مسجد ہے جس میں عاشق علی نام کے ایک صاحب امامت کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مسجد میرے باپ دادا کی بنائی ہوئی ہے اس لیے امامت میں ہی کروں گا جب کہ موجودہ وقت امامت کرنے والے شخص میں کئی ایک خامیاں ہیں۔

(۱) مسجد سے متصل ایک کمرہ مسجد کی ضرورت کے لیے تعمیر کیا گیا ہے جس کو امام مذکور نے اپنے استعمال میں لے لیا ہے اور اس میں اپنے اہل وعیال کو رکھتا ہے اور اسی کمرہ میں ٹی وی بھی رکھتا ہے جس کے لیے مسجد سے بجلی استعمال کرتا ہے اگر کوئی مسلم اسے سمجھاتا ہے کہ مسجد کی چیز استعمال نہ کرو تو وہ فحش گالیاں دیتا ہے۔

(۲) مسجد کا روپیہ تینتیس ہزار غصب کئے ہوئے ہے جب کمیٹی کے لوگ اس سے رقم طلب کرتے ہیں یا حساب چاہتے ہیں تو گالیاں دیتا ہے۔

(۳) کوئی عالم دین یا مسئلہ کا جاننے والا اسے کوئی مسئلہ کی بات بتاتا ہے تو وہ انہیں بھی برا بھلا کہتا ہے کہ یہ مسجد میرے باپ دادا کی ہے اس میں ہم جو چاہیں کریں کیا ایسے امام کی امامت جائز ہے نیز یہ بھی واضح فرمائیں جو مسجد کی رقم غصب کرے اور مسجد کو باپ دادا کی میراث سمجھے ایسے شخص کے لیے شرع کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مسجد صرف اللہ جل مجدہ کی ملکیت میں ہوتی ہے اس پر اور کسی کی ملکیت نہیں ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ ﴾ (۱) حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں مسجد نہ کسی کی ملک ہے اور نہ اس میں وراثت جاری ہوسکتی ہے کہ جب تک وقف نہ ہو مسجد نہیں اور جب وقف ہوگئی تو ملک انسان سے خارج ہوگئی:" (۲)

لہٰذا عاشق علی نامی امام کا مسجد کو اپنی ملکیت بتانا سراسر جہالت اور نادانی ہے اس کے علاوہ جتنی باتیں سوال

---

(۱) سورۃ الجن، آیت: ۱۸

(۲) فتاوی امجدیہ، ج: ۳، ص: ۱۲۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں مذکور ہیں اگر عاشق علی میں واقعی وہ باتیں پائی جاتی ہیں تو وہ فاسق وفاجر ظالم وغاصب اور سخت مجرم وگنہ گار مستحق غضب جبار ہے۔ مسجد کی رقم کو فوراً واپس کرے حجرۂ مسجد میں رکھی ٹی وی کو بلا تاخیر باہر کرے اور علانیہ توبہ واستغفار کرے اور اپنے کیے پر صدق دل سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تائب ونادم ہو اگر وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ فوراً اس کو منصب امامت سے ہٹادیں کہ ایسے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے اگر اسے امام بنائیں گے تو بنانے والے سب گنہ گار ہوں گے علامہ اجل امام حلبی قدس سرہ فرماتے ہیں: "لو قدموا فاسقا یأثمون" (۱) اگر لوگوں نے فاسق کو امامت کے لیے مقدم کیا تو گنہ گار ہوں گے۔ اور منیہ میں ہے "یکرہ تقدیم الفاسق کراھة تحریمة" (۲) یعنی فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے "کرہ امامة الفاسق لعدم اھتمامه بالدین فتجب اھانته شرعاً فلا یعظم بتقدیمه للامامة" (۳)

اور حضور صدر الشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں: "اگر امام مسجد صالح امامت نہ ہو فاسق وفاجر ہو کہ اسے امام بنانا گناہ ومکروہ تحریمی ہو تو اہل محلہ متفق ہو کر ایسے امام کو معزول کردیں"۔ (۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
۲۲ رشوال المکرم ۱۴۲۲ھ

مسجد کی زمین تعمیر مدرسہ کے لیے کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ از: صدر وسکریٹری واراکین سنی دار العلوم محمدیہ کوٹے باگل بنگلور

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں۔

(۱) مسجد سے ملحق ایک وسیع وعریض آراضی مسجد کی ملک سمجھی جاتی ہے جو اس کی مصلحت میں کام آتی ہے مثلاً کرایہ پر دینے کے لیے مکانات تعمیر کیے گئے ہیں اور ناریل کے درخت لگائے گئے ہیں وغیرہ۔ تاکہ مسجد کی آمدنی ہو اور اس سے مسجد کا کاروبار چلے۔ کچھ دنوں پہلے بعض ذمہ دار مسلمانوں نے دینی علوم کو عام کرنے کے لیے اور وہابیت کے پھیلاؤ کو روکنے کے لیے ایک دینی عربی دار العلوم قائم کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کے پاس کوئی مناسب

---

(۱) غنیة المستملی، ص: ۴۲۹

(۲) منیة المصلی، ص: ۲۶۲

(۳) مراقی الفلاح، ص: ۷۰

(۴) فتاوی امجدیہ، ج: ۳، ص: ۱۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جگہ نہ ہونے کی وجہ سے مسجد کی خالی اور غیر استعمال جگہ کے بعض حصہ کو کرائے پر لے کر وہاں دینی ادارہ تعمیر کرنے کا فیصلہ ہوا۔ زید کہتا ہے کہ چوں کہ مسجد کی اراضی کثیر ہے اس میں جس طرح مکانات تعمیر کر کے کرایہ پر دیئے جاتے ہیں اس طرح دینی ادارہ تعمیر کرنے کے لیے ایک معاہدہ کے تحت کرایہ پر مسجد کی اراضی دینا اور لینا جائز ہونا چاہیے تا کہ ایک طرف مسجد کی آمدنی میں اضافہ ہو اور دوسری طرف علم دین کے فروغ میں مدد ملے۔ خیال رہے کہ اس قرب وجوار میں کوئی بڑا دینی ادارہ نہیں جس سے لوگوں کی دینی ضرورت پوری ہو سکے۔ لہٰذا دریافت امر یہ ہے کہ مذکورہ مصلحت کے تحت مسجد کی اراضی تعمیر مدرسہ کے لیے کرایہ پر لینا و دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جواز کی کوئی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) مسجد کی جگہ میں مدرسہ کا ایک بورویل بھی ہے جس سے مدرسہ کی ضروریات کے علاوہ مسجد کے مصلیوں کو وضو کا پانی بھی دیا جاتا ہے اور ہل چارج مدرسہ ادا کرتا ہے اس مصلحت کے تحت کہ مصلیوں کو وضو کا پانی ملتا رہے۔ مسجد کی جگہ میں مدرسہ کا بورویل لگانا درست ہوگا یا نہیں؟ بینوا بالتفصیل توجروا باجر الجزیل.

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) مصالح مسجد کے پیش نظر ایسا کرنا جائز ہے، فتاوی عالمگیری میں ہے:" لو كان السرداب لمصالح المسجد جاز كما في بيت المقدس كما في الهداية(۱)، وهكذا في الفتاوى المصطفوية وفتاوى فيض الرسول وغيرها. والله تعالىٰ اعلم.

(۲) ایسا کرنا بھی جائز ہے کہ مصلحت مسجد کے لیے بضرورت مسجد میں پیڑ لگانا جائز ہے تو آراضی مسجد پر مسجد کی مصلحت کے لیے نل لگانا بدرجہ اولی جائز ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے:"ان كان لنفع الناس ظلة ولا يضيق على الناس لا بأس به" (۲) والله تعالىٰ اعلم وعلمهٗ اتم واحكم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۷/ ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ

(۱) الفتاوى العالمگيرية، ج:۲، ص:۲۵۵

(۲) الفتاوى العالمگيرية، ج: ۵، ص: ۳۲۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

شہر میں عیدگاہ کی جگہ پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: عبدالرئیس، محلہ بنجریا، خلیل آباد سنت کبیر نگر ۲۳ر جولائی ۲۰۰۰ء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں محلہ بنجریا شہر خلیل آباد میں ایک عیدگاہ ہے لیکن مسجد نہیں ہے اب لوگ اسی عیدگاہ کی جگہ پر مسجد بنانا چاہتے ہیں تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس عیدگاہ کو مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ واضح ہو کہ براؤں شریف سے اس جگہ مسجد کے لیے جائز ہونے کا فتوی آیا ہے جو حق ہو اس کی وضاحت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

چوں کہ خلیل آباد شرعاً شہر ہے۔ اس لیے وہاں پر عیدگاہ کا وقف صحیح ہے، اور اب اس میں کسی طرح کی تبدیلی ہرگز جائز نہیں فتاوی عالمگیری میں ہے: "لا یجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ" (۱)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: "مسلمانوں کو تغیر وقف کا کوئی اختیار نہیں، تصرف آدمی اپنی ملک میں کرسکتا ہے وقف مالک حقیقی جل وعلا کی ملک خالص ہے اس کے بے اذن دوسرے کو اس میں تصرف کا اختیار نہیں۔" (۲)

حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: "جس زمانے میں وہ زمین دینے والے نے عیدگاہ کے لیے دی یا عیدگاہ بنانے کی نیت سے خریدی گئی اگر اس وقت وہ آبادی شہر میں داخل تھی تو اس عیدگاہ کو مسجد بنانا ہرگز جائز نہیں اس لیے کہ عیدگاہ کے لیے وقف صحیح ہوگیا اور وقف کی تبدیلی جائز نہیں۔" (۳) ان ارشادات سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں عیدگاہ کو مسجد نہیں بنا سکتے ہیں اور جنہوں نے جائز بتایا ان کا بتانا درست نہیں۔

رہا یہ شبہ کہ فتاوی شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے تو اسے مسجد میں تبدیل کرسکتے ہیں یہ شبہ صحیح نہیں کیوں کہ مسجد کے حکم میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مسجد کا ادب واحترام اور اس میں اقتداء جائز ہے یوں ہی عیدگاہ کا بھی ادب واحترام لازم ہے اور اس میں بھی انفصال صفوف کے باوجود اقتدا درست ہے یہ مطلب نہیں کہ عیدگاہ کو بدل کر مسجد بنا سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہ: محمد اختر حسین قادری

الجواب صحیح: محمد نظام الدین قادری — ۲۷ر رجب ۱۴۲۵ھ

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ، ج:۲، ص:۴۹۰

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۳۸

(۳) فتاوی برکاتیہ، ص:۳۶۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کیا پردھان نالی کے فنڈ سے مسجد کے لیے استنجا خانہ یا بیت الخلا بنا سکتا ہے؟

مسئلہ از: غلام رسول محمود پور گونڈا

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان کرام شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید گاؤں کا پردھان ہے اور وہ گاؤں کی نالی کے لیے اپنے فنڈ سے اینٹ لیا جس اینٹ میں سے ایک ٹیکرا اینٹ زید سے گاؤں کے کسی آدمی نے بلا معاوضہ مسجد کے لیے مانگ لیا تو کیا ایسی اینٹ کا استعمال مسجد کے بیت الخلاء واستنجا خانہ میں درست ہے بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

گورنمنٹ کی جانب سے گاؤں کے پردھان کو مسجد یا اس کی ضروریات پر صرف کرنے کے لیے رقم نہیں ملتی ہے اور اگر پردھان اپنے طور پر خرچ کردے تو اسے مسجد کے نام پر رقم بھی نہیں مل پاتی ہے اس لیے ظاہر یہی ہے کہ پردھان مسجد کی ضروریات پر خرچ کرنے کے لیے مجاز نہیں ہے تو گاؤں سماج کے فنڈ سے خاص کر مسجد کے بیت الخلاء کے لیے اینٹ دینا درست نہیں ہے نہ اس کا استعمال درست ہے ہاں اگر مسجد کے قریب ایسی جگہ پر بنائیں کہ مصلی حضرات بھی اپنی حاجت پوری کریں اور عام لوگ بھی آجاسکیں تو درست ہے واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم واحکم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۰ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

گورنمنٹ کی جگہ پر مسجد بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد حسین رضوی، فلیٹ نمبر ۱۳۵ پرشانتی نگر ولیشا ماپٹنم آندھرا پردیش

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ گورنمنٹ کہ جگہ پر بغیر بیع وشراء کے مسجد تعمیر کرنا کیسا ہے واضح رہے کہ اس جگہ سے کوئی فتنہ وفساد کا ڈر نہیں ہے، فقط والسلام۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ملک کی وہ زمین جس کا کوئی خاص شخص مالک نہیں ہوتا ہے اور گورنمنٹ اپنے طور پر جس طرح چاہتی ہے تصرف کرتی ہے جسے چاہتی ہے دیتی ہے اور جو چاہتی ہے اس میں بنواتی ہے اس طرح کی زمین اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہوتی ہے شرعاً وہ گورنمنٹ کی ملکیت نہیں ہے حضور سید عالم علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا ہے "عادی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الارض للہ ورسولہ" (۱) یعنی افتادہ زمین اللہ ورسول کی ہے جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔ ایسا ہی سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاوی رضویہ میں تحریر فرمایا ہے (۲)

لہٰذا ایسی گورنمنٹی جگہ پر مسلمانوں کا مسجد تعمیر کرنا جائز ہے البتہ اگر کسی طرح کا خطرہ ہو تو منع ہے چنانچہ غنیہ میں ہے: "وذکر فی الواقعات رجل بنی مسجدًا علی رسول المدینة لا ینبغی ان یصلی فیه لانه حق العامة علم یخلص لله تعالیٰ کالمبنی علی ارض مغصوبة قال السروجی وهنا یخالف ما ذکره فی الاجناس والظاهر انه لا مخالفة لان لا باس عند عدم القرینة یدل علی خلاف الاولی ویمکن حمل لا ینبغی علیه ."اه (۳) هذا ما عندی والعلم بالحق عند الله،

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۶ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

ایم۔ایل۔اے۔ کے فنڈ سے مسجد تعمیر کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد حسین رضوی فلیٹ نمبر ۱۳۵، پرشانتی نگر، ولیشاما پٹنم آندھرا پردیش

حضور مفتی صاحب قبلہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام مندرجہ مسئلے میں کہ ہمارے علاقہ کے "ایم، ایل، اے" گورنمنٹ سے میرج ہال کے نام پر روپیہ لے کر مسلمانوں کو دینا چاہتا ہے تو مسلمان حضرات اس پیسے کو لے کر مسجد تعمیر کر سکتے ہیں یا نہیں۔ واضح رہے کہ جب اس روپے سے مسجد تعمیر کریں گے تو مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر غیر مسلم بھی شرکت کریں گے اور وہ اپنے رواج کے مطابق سنگ بنیاد رکھیں گے اور یہاں پر اس بات کی بھی وضاحت بے بنیاد نہ ہوگی کہ جب مسجد تعمیر ہو جائے گی تو اس میں وہابی، دیوبندی کے آنے کا بھی امکان ہے، مدلل جواب عنایت فرمائیں عین نوازش ہوگی فقط والسلام۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

گورنمنٹی خزانہ کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتا ہے اس پر ملک کے تمام باشندوں کا حق ہے جسے وہاں سے رقم

(۱) السنن الکبریٰ، ج: ۶، ص: ۱۴۳

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج: ۶، ص: ۴۵۹

(۳) غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص: ۵۶۷

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ملے لے لینا درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ لینے میں کسی ناجائز وحرام کام کا ارتکاب نہ کرنا پڑے نہ ہی کسی مصلحت شرعیہ کے خلاف ہو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں: ''خزانہ والی ملک کی ذاتی ملک نہیں ہوتا تو اس کے لینے میں حرج نہیں جب کہ کسی مصلحت شرعیہ کے خلاف نہ ہو(۱) اور سوال میں مذکورہ صورت میں بہت سے معاصی ومفاسد کا دروازہ کھولنا ہوگا لہٰذا اب اس صورت میں ایم، ایل، اے سے گورنمنٹ کی رقم لینا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم،

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۶ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ

قبر کو مسجد میں شامل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ از: حافظ جمال الدین، باہر شہر چندیری، ضلع گنا، ایم، پی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک مسجد کی توسیع کرنی ہے مگر بیچ میں ایک قبر ہے کیا اس کو مسجد میں شامل کر کے اس پر فرش بنایا جا سکتا ہے۔ جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں۔

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

قبروں پر مسجد بنانا اور اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: '' لا یحل اتخاذ القبور مساجد ولا تباح الصلوۃ علیھا''(۲)

البتہ قبر کے چاروں طرف نیچے سے دیوار قائم کر دیں پھر اس پر اس طرح چھت ڈھالیں کہ چھت کا اوپری حصہ مسجد کے فرش سے ملا دیں اور چھت کا نچلا حصہ قبر سے نہ ملائیں بلکہ قبر اور چھت کے درمیان تھوڑی جگہ خالی رکھیں اس طرح قبر کی بے حرمتی بھی نہیں ہوگی اور اس کی چھت پر نماز پڑھنا بھی جائز ہو جائے گا۔ ایسا ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ میں تحریر فرمایا ہے۔(۳) واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہ — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۰ رشوال المکرم ۱۴۲۹ھ

---

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص: ۴۶۰

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص: ۴۴

(۳) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۶، ص:۳۹۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جو شخص کورٹ کچہری کے ذریعہ مسجد کی زمین اپنے نام کرائے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

مسئلہ از: حقیق اللہ خاں، مقام مہتا، ضلع بلرامپور، یوپی

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ ایک قطعہ زمین آراضی نمبر ۳۹ جس کا رقبہ آٹھ بسوہ ہے جو کاغذات پرانی آبادی درج ہے، اس سے متصل ایک مزار بھی ہے۔ آبادی کی زمین نمبر ۳۹ جو مزار کے نام سے تھا ۱۹۸۴ء تک یہ زمین بالکل خالی تھی، جب زمین کی قیمت سڑک کی وجہ سے بڑھنے لگی تو کمال الدین کی نیت بھی خراب ہوئی اور اس نے مزار کی زمین پر مکان بنانے کی کوشش کی تو گاؤں کے عام لوگوں نے منع کیا اور پردھان کی طرف سے تحصیلدار کے یہاں مقدمہ قائم ہوا اور گاؤں کے سارے لوگوں نے ان کا سماجی بائیکاٹ بھی کیا، تحصیلدار نے کمال الدین کے خلاف جرمانہ عائد کر کے ان کو اس زمین سے بے دخل کیا اور اس کا قبضہ وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ کمال الدین نے گاؤں کے لوگوں کو جمع کر کے صلح کیا اور صلح نامہ میں لکھا گیا کہ اس زمین کو مذہبی کام ہی میں استعمال کیا جائے، کوئی شخص اپنے نجی کام میں استعمال نہیں کر سکتا ہے۔

اس بات کی روشنی میں گاؤں کے لوگوں نے طے کیا کہ اس نمبر میں ایک مسجد تیار کی جائے جس کی اس وقت بنیاد ڈال دی گئی، رقم فراہم نہ ہونے کی وجہ سے تعمیری کام اس وقت جاری نہ رہ سکا اور اس درمیان کمال الدین نے لوگوں کو مطمئن کرنے کے بعد گاؤں والوں کو دھوکہ دے کر S.D.M کے یہاں سے چار بسوہ زمین کا 229B میں اپنے حق میں فیصلہ کرالیا، جب مسجد کا تعمیری کام دوبارہ شروع ہوا تو کمال الدین نے اپنے کاغذات پیش کیے کہ یہ زمین ہمارے نام ہے پھر کام کو بند کر کے S.D.M اترولہ کے یہاں دعویٰ نگرانی دائرہ کیا گیا جس کا انہوں نے معائنہ کر کے اسے خارج کر دیا اور مسجد کو تسلیم کر کے اس کے تعمیر کی اجازت دے دی، کام شروع کیا گیا، اس کے بعد کمال الدین اس حکم کے خلاف گونڈا کمشنری میں گئے وہاں بھی ان کا دعویٰ خارج ہو گیا کام پھر شروع کیا گیا، اس دوران انہو ں نے الہ آباد بورڈ آف ریونو سے اسٹے لے لیا کام پھر بند ہو گیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ موجودہ صورت حال میں جب کہ زمین مسجد کے لیے گاؤں کی طرف سے اور حکومت کی طرف سے بھی دی جا چکی ہے، اور تمام فیصلہ مسجد کے حق میں ہے اور کافی حد تک مسجد کی تعمیر بھی ہو چکی ہے، کیا کیا جائے؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب، الجواب بعون الملک الوھاب:

صورت مسئولہ میں جس زمین میں مسجد کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اس میں کسی طرح سے کمال الدین کا کوئی حق نہیں ہے، پھر بھی اگر وہ مسجد کی تعمیر میں رکاوٹ ڈال رہا ہے تو وہ شدید گنہگار، قہر وغضب مولائے جبار وقہار کا سزاوار اور مستحق عذاب نار ہے، اور ارشاد ربانی ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا﴾ (۱) یعنی اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لیے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔" کی وعید میں داخل اور بہت بڑا ظالم ہے، گاؤں اور علاقہ کے ہر اس مسلمان پر جو اس کے اس ظلم وزیادتی سے واقف ہو فرض ہے کہ مذکور کمال الدین کا سخت بائیکاٹ کریں کہ وہ اپنی زیادتیوں سے باز آکر علانیہ توبہ واستغفار کرے اور جب تک وہ اپنی زیادتیوں سے باز آکر توبہ نہ کرلے اس کا مقاطعہ اور بائیکاٹ جاری رکھیں۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (۲)

یعنی اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس کا یہ ظلم اور زیادتی جانتے ہوئے جو لوگ بھی اس سے میل جول رکھیں گے، جو لوگ بھی اس کے ساتھ نشست برخاست، سلام وکلام اور کھانا پینا باقی رکھیں گے سب قہر خداوندی کے مستحق ٹھہریں گے۔ کمال الدین جیسے ہی لوگوں کے لیے قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

﴿لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ (۳)

یعنی ایسوں کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں بڑا عذاب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم.

کتبہ: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہ

۱۴ر ذی القعدہ ۱۴۲۵ھ

---

(۱) سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۱۴

(۲) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۳) سورۃ البقرۃ، آیت: ۱۱۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قبلہ سے دس درجہ انحراف کی صورت میں مسجد تعمیر ہوسکتی ہے یا نہیں؟

مسئلہ از: جملہ مسلمانان اہل سنت، موضع ہری ہر پور، پوسٹ نیوتی، ردولی، ضلع فیض آباد، یوپی،

مندرجہ ذیل مسئلہ میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان فرمائیں۔ ہمارے یہاں گاؤں میں ایک قدیم طرز کی مسجد ہے، بڑھتی آبادی کے پیش نظر وہ مصلیوں کے لیے ناکافی ہے، کچھ مخلص اور دیندار حضرات کے باہمی مشورہ سے یہ تجویز منظور ہوئی کہ ازسرنو مسجد کی تعمیر ہو، مسجد کے دکھن جانب متصلا ایک صاحب کی زمین تھی انہوں نے وقف کردی، حاصل شدہ زمین کو توسیع مسجد میں شامل کرنے کے لیے اصل قبلہ رخ سے تقریباً دس درجہ کا انحراف ہورہا ہے اور اگر اصل رخ پر مسجد کی تعمیر ہو تو خاطر خواہ رقبہ میں اضافہ نہیں ہو پائے گا اور یہی مقصد اصلی ہے، جدید تعمیر پر خرچ بھی لاکھ روپے کا ہے، سوائے اس کے اضافے کے اور کوئی صورت ہے ہی نہیں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دس درجہ انحراف کی صورت میں مسجد تعمیر ہوسکتی ہے یا نہیں جب کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے ''بہار شریعت'' حصہ سوم صفحہ ۴۸/۴۹، مطبع فاروقیہ دہلی میں ۴۵/درجہ انحراف کی صورت میں بھی صحت نماز کا قول کیا ہے۔

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

اصل جواب سے پہلے چند امور کا ذکر از بس ضروری ہے تاکہ اصل جواب واضح ہوجائے۔

اولاً: دین اسلام سمح وسہل ہے اس میں تنگی نہیں۔ **ثانیا:** آفاقی کا قبلہ عین کعبہ نہیں بلکہ جہت کعبہ ہے، فتاوی رضویہ میں بدائع الصنائع پھر حلیہ امام ابن امیر الحاج حلبی سے نقل فرمایا: ''قبلته حالة البعد جهة الكعبة وهي المحاريب لاعين الكعبة'' پھر جامع الرموز امام زندوسی سے نقل فرمایا: ''الجهة قبلة كالعين'' **ثالثاً:** اگر عین کعبہ سے بالکلیہ انحراف نہ ہو بلکہ ذرا دائیں یا بائیں مائل ہوکر نماز پڑھے تو نماز بلا کراہت جائز ہے، كما نقله الامام في فتاواه عن الدرر للمولى خسرو وعن ردالمحتار: ''لو انحرف عن العين انحرافا لا تزول منه المقابلة بالكلية جاز ويؤيده ما قال في الظهيرية اذا تيامن او يتاسر يجوز'' **رابعاً:** حضرات علمائے خراسان وسمرقند وغیرہما بلاد مشرقیہ کے لیے بین المغربین قبلہ ذکر فرمایا، انہیں بلاد مشرقیہ میں ہندستان بھی داخل ہے، كما صرح به المجدد الاعظم قدس سره في فتاواه۔(۱)

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۳، ص:۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الحاصل مقدمات مذکورہ کی روشنی میں صاف ظاہر ہے کہ سوال میں مذکور صورت جائز و درست ہے، اور وہ بھی جب کہ سوال میں مذکور دس درجہ انحراف محض تخمینی و تقریبی ہے نہ کہ تحقیقی اگر چہ اصابت عین سے قرب مستحب ہے مگر اس کا ترک مستلزم کراہت تنزیہی بھی نہیں ہے۔ هذا ما عندی و اللہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم.

کتبہ: محمد قدرت اللہ الرضوی غفرلہ

۲۳ ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

بینک میں جمع شدہ مسجد کی رقم پر جو زیادتی ملتی ہے اس کا استعمال مسجد میں درست ہے یا نہیں؟

مسئلہ از: مفتی بدیع الزماں برکاتی، مقام جعفر آباد، پوسٹ بڑھرا بھٹورا، ضلع بلرام پور، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کی رقم بینک میں جمع ہے اس جمع کردہ رقم سے سود کی صورت میں جو رقم ملتی ہے اس کا استعمال مسجد کے کسی کام کے لیے کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً لاؤڈ اسپیکر، بیٹری، بلب وغیرہ خریدنا نیز مسجد کی صفائی، اور اس کی چٹائی وغیرہ پر وہ رقم خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

اگر بینک مسلمانوں کا ہے یا مسلم اور غیر مسلم دونوں کا مشترکہ ہے تو اس میں پیسہ جمع کرنے کے بعد جو نفع ملتا ہے وہ شرعاً سود ہے جو حرام ہے اور جو بینک خالص کافروں کا ہے اس کا نفع لینا جائز ہے کہ وہ از روئے شرع سود نہیں، کما فی الفتاوی الرضویة للامام احمد رضا البریلوی قدس سره. وفی فتاوی فیض الرسول لفقیه الملة المفتي جلال الدین احمد الامجدی علیه الرحمه.

مسجد کی رقم اگر کسی خالص کافر کے بینک میں جمع ہے یا انڈیا گورنمنٹ کے بینک میں ہے تو اس سے جو زائد رقم ملے اس کا لینا جائز ہے کہ وہ سود نہیں ہے اور اس کو ہر جائز کام میں استعمال کرنا درست ہے۔ فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "وہ بینک جو خالص غیر مسلموں کے ہیں ان میں روپے جمع کرنے پر جو زیادتی ملتی ہے اس کا لینا جائز ہے کہ وہ اپنی خوشی سے دیتے ہیں اور لینے میں اپنی عزت اور آبرو کے لیے کوئی خطرہ بھی نہیں ہے، وہ رقم کسی کے کہہ دینے سے سود نہ ہوگی اسے اپنے اوپر جائز کام میں استعمال کرسکتا ہے"(۱) واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

---

(۱) فتاویٰ فیض الرسول، ج: ۲، ص: ۳۹۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مدرسہ کی کچھ زمین مسجد کی توسیع کے لیے شامل کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد عمر انصاری اسلام پورہ مجھوا میر بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید نے اپنی زمین پندرہ روپیہ میں فروخت کی بکر نے کہا کہ اس میں دین کا کام ہوگا تو زید نے وہ پندرہ روپیے بھی واپس کردئے اور کہا کہ ہم اس زمین کو فی سبیل اللہ وقف کرتے ہیں۔

موجودہ وقت میں وہاں ایک مدرسہ اور مسجد قائم ہے اب مسجد تنگ ہوگئی ہے تو کیا اہل محلہ مسجد کی توسیع کے لیے اس زمین کے کچھ حصہ کو مسجد میں شامل کرسکتے ہیں؟ جس پر مدرسہ قائم ہے۔ بینوا توجروا.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

۱۔ وقف کرنے والے نے اگر وقف کرتے وقت مسجد یا مدرسہ بنانے کی کوئی شرط نہیں لگائی تھی یا دونوں کے لیے الگ الگ زمین کی حد بندی نہیں کی تھی بلکہ مطلقاً فی سبیل اللہ وقف کیا تھا جیسا کہ سوال میں تحریر ہے تو ایسی صورت میں مسجد کے تنگ ہوجانے کی وجہ سے اہل محلہ مدرسہ کا کچھ حصہ مسجد کی توسیع کے لیے لے سکتے ہیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علامہ الشاہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ والرضوان ارشاد فرماتے ہیں کہ: "نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد تنگ ہوگئی اگر پہلوئے مسجد میں کوئی زمین یا مکان ہے جو اسی مسجد کے نام وقف ہے یا کسی دوسرے کام کے لیے وقف ہے تو اس کو مسجد میں شامل کرکے اضافہ کرنا جائز ہے۔"(۱)

اور علامہ اجل شیخ ابن بزاز کردری حنفی قدس سرہ رقمطراز ہیں: "وان ضاق المسجد عن اھلہ جاز للمتولی ان یدخل بعض منازل الوقف فیہ (۲) یعنی اگر مسجد نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ ہوجائے تو متولی کے لیے یہ جائز ہے کہ وقف کے کچھ حصہ کو مسجد میں شامل کردے۔ لہٰذا صورت مذکورہ میں اہل محلہ کے لیے یہ جائز ہے کہ زمین کا وہ حصہ جس پر مدرسہ قائم ہے بقدر حاجت مسجد میں شامل کرلیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد تفسیر القادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۹ر شوال المکرم ۱۴۲۲ھ

---

(۱) بہار شریعت، ج: ۱۰، ص: ۸۳، مطبوعہ فاروقیہ بکڈپو دہلی

(۲) الفتاوی البزازیہ علی ھامش الفتاوی الھندیہ، ج: ۶، ص: ۲۸۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

غیر وقفی جگہ میں کچھ قبریں ہوں تو اس جگہ پر مسجد بنانا کیسا؟

مسئلہ از: مولانا آس محمد مصباحی وارا کین دار العلوم انوار العلوم بیلو بازار، گورکھپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

جامع مسجد سے متصل ایک زمین ہے جو کسی کے نام درج نہیں ہے لیکن گلشن علی اور ان کے بھائیوں کے قبضہ میں تھی اس زمین میں گلشن علی کے گھر کے چند افراد مدفون بھی تھے مگر تقریباً تیس سال سے کوئی فرد دفن نہیں کیا گیا ہے۔ گلشن علی اور ان کے بھائیوں نے اس زمین کو مسجد کے لئے دے دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ اس زمین پر مسجد بنانا جائز ہے کہ نہیں؟ اگر جائز ہے تو مسجد بنانے کا کیا طریقہ ہوگا؟ ایک قبر پختہ ہے جس کے سرے پر ایک فٹ دیوار اونچی ہے اس دیوار کو ہٹایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر وہ زمین قبرستان کے لئے وقف نہیں تھی تو اس پر مسجد بنانا جائز ہے البتہ جتنے حصہ پر مسلمانوں کی قبریں ہیں ان کے چاروں طرف نیچے سے دیوار کھڑی کر کے اس پر اس طرح چھت ڈھال دیں کہ چھت کا اوپری حصہ اور مسجد کا فرش ایک برابر ہو جائے اور چھت کا نچلا حصہ قبروں سے نہ ملے بلکہ چھت اور قبروں کے درمیان کچھ جگہ خالی رہے۔ اس طرح سے قبروں کا احترام بھی برقرار رہے گا اور ان کی چھت پر نماز پڑھنا بھی جائز ہوگا۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"بیرون حدود مقبرہ ستون قائم کر کے اوپر کافی بلندی پر پاٹ کر چھت کو صحن مسجد سابق ملا کر مسجد کر دینا چاہتا ہے اس طرح کہ اس چھت کے ستون قبور مسلمین پر واقع نہ ہوں بلکہ حدود مقبرہ سے باہر ہوں تو اس میں حرج نہیں اھ۔"(۱)

اور فرش مسجد کو برابر رکھنے کے لئے اگر قبور کے سرہانے کی جانب کھڑی دیوار کو ختم کرنا پڑے تو کر سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

---

(۱) الفتاویٰ الرضویہ، ج:۶، ص:۳۹۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بلا اجازت کسی کی زمین مسجد میں لینا کیسا؟

مسئلہ از: سید محمد شاہد حسین اشرف، موضع قاضی پور پوسٹ شیودیال گنج ضلع گونڈہ یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم پانچ بھائی سنی صحیح العقیدہ ہیں اور مسجد کے بغل میں ہماری زمین ہے جو ہماری والدہ کے نام سے ہے۔اس زمین کا کچھ حصہ پہلے ہی سے مسجد میں شامل ہے اب مسجد کو شہید کر کے از سر نو اس کی تعمیر اور توسیع کی جارہی ہے۔حالانکہ مسجد تنگ نہیں ہے گاؤں کے ذمہ دار حضرات ہماری زمین کا کچھ حصہ مزید مسجد میں بلا اجازت اور بغیر رائے کے مسجد کے نام پر قبضہ کر کے مسجد میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔اور ہمارے مسجد کے دروازے کے سامنے مسجد کا زینہ بنانا چاہتے ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا مالک زمین کی اجازت کے بغیر مسجد میں اس کی زمین شامل کر سکتے ہیں؟ نیز یہ بھی واضح کریں کہ ہم پانچوں بھائیوں میں سے کوئی ایک بھائی اگر اپنا حصہ دینا چاہے تو کیا دے سکتا ہے؟ جبکہ ابھی والدہ ماجدہ کے نام سے ہے۔از راہ کرم اپنا جواب باصواب سے نواز کر عنداللہ ماجور ہوں۔بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر مسجد تنگ نہیں ہے تو بلا اجازت کسی کی زمین کو مسجد میں شامل کرنا ناجائز وگناہ ہے اور جبراً شامل کرنے والے غاصب وگناہگار اور حقوق العبد میں گرفتار ہیں۔سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ القوی ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر مسجد نے تنگی نہ کی تو متولیوں کو اس زمین کے لینے کا کوئی اختیار نہیں وہ غاصب ہوں گے اور اتنے پارہ زمین پر نماز ناجائز ہوگی۔"(۱)

اور اگر زمین کے مالک آپ لوگ ہیں اور سب کا حصہ جدا جدا کر دیا گیا ہے تو جو چاہے اپنا حصہ مسجد میں دے سکتا ہے ورنہ نہیں۔چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:"منها الملک وقت الوقف"(۲)

اسی میں ہے:"واتفقا علی عدم جعل المشاع مسجدا اومقبرة مطلقا سواء کان مما

---

(۱) الفتاوی الرضویه، ج:۶،ص:۴۲۸

(۲) الفتاوی العالمگیریة، ج:۲،ص:۳۵۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لایحتمل القسمة اویحتملها هکذا فی الفتح۔"(۱)واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴/ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ

گورنمنٹی زمین پر مسجد بنانا کیسا؟

مسئلہ از: محمد اسلام، مقام و پوسٹ بہادر پور، ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک گاؤں میں آبادی کی زمین ہے جس میں مدرسہ بنا ہوا ہے باقی خالی زمین میں لوگ مسجد بنانا چاہتے ہیں جبکہ یہ زمین کسی چیز کے لئے متعین نہیں کی گئی ہے اور نہ کسی نے کسی کو وقف کیا ہے۔

کیا اس خالی زمین میں مسجد بنا سکتے ہیں۔قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں!

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

ملک کی وہ زمین جس کا کوئی خاص مالک نہیں ہوتا ہے اور گورنمنٹ اس میں بطور خود تصرف کرتی ہے جسے چاہتی ہے دیتی ہے جو چاہے بنواتی ہے۔ایسی زمین اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے" عادی الارض للہ وسولہ" ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۴۵۹ پر ہے۔لہٰذا گاؤں کی اس خالی زمین پر مسجد بنانا جائز ودرست ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۳/ جمادی الآخرہ ۱۴۳۳ھ

جبراً لی گئی زمین پر مسجد بنانے کا حکم

مسئلہ از: عبدالکریم انصاری، للوا، کھجریا، بلرام پور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں

(۱) کسی کی زمین کو جبراً مسجد میں داخل کر کے اس میں وضو خانہ اور استنجا خانہ بنوانا کیسا ہے؟

---

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ، ج:۲، ص:۳۶۵

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) ایسی مسجد میں نماز پڑھنا اور اس وضوخانے میں وضو کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

(۳) زمین کو جبراً داخل کرنے والوں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) کسی کی زمین کو جبراً لے لینا ناجائز ہے۔ اس پر سخت وعیدیں ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "من اخذ من الارض شیئا بغیر حقه خسف به یوم القیامة الی سبع ارضین."(۱)

لہٰذا اس طرح زمین لے کر اس میں وضوخانہ اور استنجاخانہ بنوانا ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) ایسی مسجد میں نماز پڑھنا اور اس میں بنے وضوخانہ سے وضو کرنا درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے "وکذا تکره فی اماکن (الی قوله) وارض مغصوبة."(۲)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے "ان غصب دارا فجعلها مسجدا لایسع لاحدان یصلی فیه." (۳)

اور بہار شریعت میں ہے زمین مغصوب میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔(۴) واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ایسے لوگ ظالم و جابر اور غاصب ہیں ان پر لازم ہے کہ زمین جس کی ہے اسے واپس کردیں یا اسے راضی کرلیں اور اپنی غلطی پر تائب ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۷/ رجب المرجب ۱۴۳۳ھ

قبرستان کی زمین پر مسجد بنانے کا حکم

مسئلہ از: قاری محمد شاکر علی نظامی، بنڈا بازار ضلع سنت کبیر نگر

مفتیان کرام کیا فرماتے ہیں کہ قبرستان کی زمین پر مسجد، مدرسہ بنانا جائز ہے یا نہیں۔ اس کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں دیں۔

---

(۱) الصحیح البخاری، ج: ۱، ص: ۳۲۳

(۲) الدر المختار مع رد المحتار جدید، ج: ۲، ص: ۴۴

(۳) الفتاویٰ العالمگیریة، ج: ۵، ص: ۳۲۰

(۴) بہار شریعت مکروہات، ج: ۳، ص: ۶۳۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

قبرستان کی زمین پر مدرسہ ومسجد بنانا ناجائز وگناہ ہے۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لایجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ."(۱)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:"قبرستان کو پاٹ کر مسجد میں شامل کرنا حرام ہے۔"(۲)

اور جب مسجد بنانا حرام ہے تو مدرسہ بنانا بدرجہ اولیٰ ناجائز وحرام ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۰/ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ

واقف کا اپنے خاندان کے لئے تولیت کی شرط لگانا کیسا؟

مسئلہ از: ڈاکٹر محمد سلیم شیخ حیدر، حاجی ایوب شیخ اعظم، سید وقار علی، عبدالحمید بیگ، چاند بیگ، حبیب خان پٹھان، شیر پور

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

آج سے تقریباً ۴۰ سال پہلے زید نے ایک قطعۂ زمین خرید کر اپنی والدہ کے نام مسجد میں وقف کی اور عوامی چندہ سے چار منزلہ بنام مدینہ مسجد تعمیر کرائی اور خود ہی تولیت کی ذمہ داری اب تک نبھاتے آرہے ہیں اور دستور میں اپنے انتقال کے بعد نام بنام اپنے رشتہ داروں کے لئے تولیت کی شرط لگادی اور اب نمازیوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ کے سبب مسجد تنگ پڑ رہی ہے۔ بنابریں مسجد سے متصل ہی جانب مغرب ۱۲×۲۸ کی قطعہ زمین مسجد کی آمدنی سے خریدی گئی اور مسجد شہید کرنے کا کام شروع کردیا گیا تاکہ مسجد کی توسیع کی جاسکے۔

نئی خریدی گئی زمین سے متصل ہی جانب مغرب ایک قطعہ زمین ہے جو ۱۹۲۱ء میں گورنمنٹ کی جانب سے ایک مسلم کلکٹر کی معرفت برائے تکیہ قوم مسلم کو دی گئی جس زمین پر مسلمانوں نے مکان بنا کر بشکل مدرسہ تعلیم وتعلم کا سلسلہ شروع کردیا جو اب تک جاری ہے اس درمیان بسا اوقات باجماعت نماز پنجگانہ وجمعہ بھی ادا کی گئی ہے۔اب اہل محلہ ومصلیان مدینہ مسجد کی خواہش ہے کہ اس جگہ کو بھی توسیع مسجد میں شامل کرلیا جائے کیونکہ خریدی ہوئی زمین پر توسیع

(۱) الفتاوی العالمگیریۃ، ج:۲، ص:۵۱۶

(۲) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۲۹۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

سے بھی تنگی جماعت کی شکایت دور نہیں ہوگی لیکن شرط یہ ہے کہ موجودہ متولی وواقف اپنے رشتہ داروں سے شرط تولیت تحریری شکل میں ختم کردیں اور از سر نو ٹرسٹ کا قیام عمل میں لائیں۔ مگر موجودہ متولی وواقف توسیع مسجد میں تکیہ والی زمین کو شامل کرنے کے لئے تیار ہے لیکن اپنے رشتہ داروں سے شرط تولیت ختم کرنے کو تیار نہیں ہے تو عرض یہ ہے کہ

(۱) تولیت کو اپنے خاندان اور رشتہ داروں میں شرط کرنا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

(۲) تکیہ والی زمین کو توسیع مسجد میں شامل کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جائز ہے تو اس زمین کی توسیع میں شامل نہ کرنے پر متولی واقف کے لئے از روئے شرع کیا حکم ہے؟ شریعت مطہرہ کی روشنی میں بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔ نوازش ہوگی

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) واقف کو اپنے اور اپنے خاندان کے لئے تولیت کی شرط کرنے کی اجازت ہے اور جب تک ان کے اندر خیانت اور فسق وفجور اور تولیت کی ذمہ داری سے عاجزی نہ پائی جائے وہ متولی رہیں گے اور اگر ان کے اندر مذکورہ خرابیاں آجائیں تو ان کو منصب تولیت سے معزول کردیا جائے گا اگرچہ متولی خود واقف ہی ہو۔ درمختار میں ہے:

"جعل الواقف الولاية لنفسه جازثم لوصيه ان كان."(۱)

اسی میں ہے:

"ولاية نصب القيم الى الواقف ثم لوصيه."(۲)

اسی میں ہے:

"وينزع وجوبا بزازية لوالواقف دررفغيره بالاولى غيرمامون اوعاجز اوظهربه فسق كشرب خمرونحوه.(۳)

اور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ رقمطراز ہیں "ولایت کو اپنے خاندان میں شرط کردینا بھی صحیح ہے۔"(۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والماب.

(۲) اگر تکیہ والی زمین پر مسلمانوں نے بہ نیت مدرسہ عمارت بنائی تھی تو وہ زمین اب مدرسہ کے لئے وقف

(۱) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۳۸۴

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۴۰۹

(۳) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج: ۳، ص: ۳۸۵

(۴) الفتاویٰ الرضویه، ج: ۶، ص: ۳۳۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

ہوگئی اور اسے توسیع مسجد میں شامل کرنا جائز نہیں۔ فتح القدیر میں ہے۔

"الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیہ۔"(۱)

اور اگر یوں ہی ایک عمارت بنا دی گئی جو مسلمانوں کے کسی بھی دینی یا سماجی کام میں استعمال کے لئے ہے تو اسے توسیع مسجد میں شامل کر سکتے ہیں۔ ضرورت کے باوجود توسیع مسجد میں شامل نہ کرنا اگر کسی وجہ وجیہہ کی بنا پر ہے تو حرج نہیں اور اگر ضد و نفسانیت کی وجہ سے ہے تو توبہ کر کے اصلاح حال کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والماب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۴/محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

کیا کربلا کی زمین پر مسجد بنا سکتے ہیں؟

مسئلہ از: تبریز عالم، شہر بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ

اکثر جگہوں پر مسلمانوں نے کربلا کے نام سے ایک جگہ مخصوص کر رکھی ہے جہاں محرم الحرام میں میلہ کرتے ہیں اور وہاں تعزیہ دفن کرتے ہیں کیا اس جگہ مسجد بنا سکتے ہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جو جگہ مسلمانوں نے کربلا کے نام سے مخصوص کر رکھی ہے وہ شرعاً وقف نہیں ہے کہ وقف کے لیے کار خیر اور قربت ہونا ضروری ہے جب کہ یہاں مخالفت قربت ہے تو وہ ایسی زمین ہے کہ اگر اس کا کوئی مالک ہو تو اس کی یا مسلمانوں کی رائے سے مسجد یا کسی بھی نیک کام کے لیے صرف کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ رقمطراز ہیں۔

"وہ زمین و عمارت ملک بانیان ہیں انہیں اختیار ہے اس میں جو چاہیں کریں"(۱) البتہ اگر مسجد بنانے میں فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو تو اس زمین کو اپنی حالت پر چھوڑ دیں اور فتنہ سے بچیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا و درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

---

(۱) فتح القدیر، ج:۶، ص:۲۱۲

(۲) الفتاوی الرضویۃ ج:۶، ص:۴۱۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مسجد میں دینی تعلیم دینا کیسا ہے؟

مسئلہ از: مولانا جہانگیر احمد عزیزی قادری مدرسہ ضیاء العلوم پرانا گورکھپور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

کہ حالات حاضرہ میں باطل مکاتب فکر کی تحریکیں اور تنظیمیں فاسد عقائد ونظریات پر مشتمل تعلیمات وتوجیہات کے ذریعہ عوام الناس کو دام تزویر وفریب میں ملوث کرنے کی حتی المقدور سعی پیہم اور جہد متواصل کر رہی ہیں انہیں تحریکات میں سے ایک تحریک مکتب دینیات بھی ہے جو تقریباً ان کی جملہ مساجد میں بنام دینیات بچوں کو زیور گمرہی سے آراستہ وپیراستہ کر رہی ہے ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا سنی صحیح العقیدہ عوام کو اپنی مساجد میں بچوں کو زیور تعلیمات حقہ سے آراستہ کرنا از روئے شرع درست ہے یا نہیں۔ کتاب وسنت اور ائمہ مجتہدین کے حوالے سے جواب مطلوب ہے عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا توجروا عنداللہ.

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

مسجد میں تنخواہ لے کر بچوں کو پڑھانا جائز نہیں کہ تنخواہ لے کر پڑھانا کار دنیا ہے اور مسجد میں کار دنیا ناجائز ہے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"اگر پڑھانے والا (مسجد میں) اجرت لے کر پڑھاتا ہو تو اور زیادہ ناجائز ہے کہ اب کار دنیا ہو گیا اور دنیا کی بات کے لیے مسجد میں جانا حرام ہے۔"(۱)

لیکن اگر بد مذہب فرقے بچوں کے عقائد خراب کر رہے ہیں اور سنیوں کے پاس الگ سے مدرسہ قائم کر کے اپنے بچوں کی تعلیم کا بندوبست نہیں اور نہ ہی فی الحال اس کی استطاعت ہے تو بوجہ ضرورت مسجد میں عقائد حقہ سنیہ اور سچی دینی تعلیم یا تنخواہ دینا جائز ہے بشرطیکہ مسجد کا احترام ملحوظ رہے فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے۔ "الضرورات تبیح المحظورات" (۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہ: محمد اختر حسین قادری

خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

۱۳ر جمادی الآخرۃ ۱۴۳۸ھ

---

(۱) الفتاوی الرضویۃ، ج:۶، ص:۴۴۶

(۲) الاشباہ والنظائر، ج:۱، ص:۹۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

باب المقبرة

قبرستان کا بیان

موقوفہ قبرستان میں پختہ قبر بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد خالد قادری مقام جمڑی، کسمی ضلع سدھارتھ نگر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ مسلم قبرستان کسی کی ملکیت میں نہیں ہوتا ہے لہٰذا اس میں اپنے والدین اور بھائی وغیرہ کی قبریں پکی بنانا جائز نہیں ہے اگر چہ حاجی ونمازی ہوں اور بکر کہتا ہے کہ مسلم قبرستان میں اپنے والدین وغیرہ کی قبریں پکی بنانا جائز ہے اس لیے کہ جس جگہ جو آدمی دفن ہو جاتا ہے وہ جگہ اسی کی ملکیت میں آجاتی ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا زید وبکر کے اقوال سے کس کا قول صحیح ہے از روئے شرع دلائل سے واضح فرمائیں نوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جو مسلم قبرستان وقف ہو اس میں پختہ قبر بنانا جائز نہیں کہ ہمیشہ کے لیے وہ جگہ کسی کے لیے مخصوص کر لینا اس میں تصرف مالکانہ ہے اور وقف میں ایسا تصرف حرام ہے درمختار میں ہے:

"اذا تم و لزم لایملک ولا یملک." (۱)

فتاوی رضویہ میں ہے: "جائداد ملک ہو کر وقف ہو سکتی ہے مگر وقف ٹھہر کر کبھی ملک نہیں ہو سکتی" (۲)

اور اسی میں ہے "اگر بعد وقف بنائی ہے تو یہ عمارت خود ہی ناجائز ہے کہ مقابر موقوفہ میں عمارت بنانے کی اجازت نہیں ہے: "لانہ یستحق الازالۃ لا الا دامۃ" اھ (۳)

صورت مذکورہ میں زید کا قول درست اور موافق شرع ہے اور بکر اپنے قول میں غلط اور مخالف شرع ہے اس پر

---

(۱) الدر المختار، ردالمحتار، ج:۳، ص:۳۰۲

(۲) الفتاوی الرضویۃ، ج:۶، ص:۳۵۳

(۳) الفتاوی الرضویۃ، ج:۶، ص:۴۹۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لازم ہے کہ حکم شریعت کی اطاعت کرے اور غلط مسئلہ بیان کرنے کی وجہ سے توبہ واستغفار کرے۔ بکر کا استدلال اس کی حماقت و جہالت کا آئینہ دار ہے کیوں کہ موت سے آدمی کا سامان خود اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اور یہاں بکر میت کے لئے ملکیت ثابت کر رہا ہے، بہر حال بکر کا موقف غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری، خلیل آبادی

۱۳ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

کیا کسی مزار پر وقف کو بدل کر دوسرے کام میں استعمال کرنا جائز ہے؟

مسئلہ از: سید اعجاز احمد قادری شطاری عفی عنہ

کیا فرماتے ہیں علماے دین وشرع متین ذیل کے مسئلوں کے بارے میں ہمارے شہر تاڑ پیڑی میں ایک بزرگ حضرت شمشیر ولی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کی وقف زمین پانچ ایکڑ ہے اس کو اب اس درگاہ کے مجاور صاحب شہر کے مسلمانوں کے قبرستان کے لیے لکھ کر دیے ہیں اب وہاں اس زمین پر قبرستان بنانے کے لیے اطراف چہار دیواری بنانے کی تیاری کی جارہی ہے۔

زید وقف کی تبدیلی شرعاً حرام و ناجائز کہتا ہے وقف کیا ہوا شخص ہی کیوں نہ ہو وہ ایک جگہ کے لیے وقف کر کے اس چیز کو دوسری جگہ دوسرے کام کے لیے لگا نہیں سکتا ایسی صورت میں کوئی سو سال کے آگے کی درگاہ شریف کے لیے وقف کی گئی جگہ کو آج مجاور تبدیل کرنے کا کیا حق رکھتا ہے۔

یہ شرعاً قبرستان نہیں ہوتا اس میں مردے دفن کرنا ناجائز مردوں کو عذاب نار میں ڈالنے کے برابر ہے کیا زید کا کہنا درست ہے یا نہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس نئے قبرستان کو قبرستان کی طرح استعمال کرنا اور وہاں پر مردوں کو دفن کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جو چیز جس کام کے لیے وقف ہے وہی کام اس سے لیا جاسکتا ہے دوسرے کام میں اس کا استعمال ناجائز ہے متولی، مجاور حتی کہ خود واقف کو ہرگز یہ اختیار نہیں کہ وقف شدہ زمین جس کے لیے وقف ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام اس سے لے یا کسی دوسرے کام کی اجازت دے فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لا یجوز تغیر الوقف عن ھیئتہ فلا یجعل الدار بستاناً ولا الخان حماماً والرباط

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

دکانا" اھ(۱)

اسی میں ہے:" سئل القاضی الامام شمس الائمة محمود الاوزجندی عن مسجد لم یبق له قوم وخرب ما حوله واستغنی الناس عنه هل یجوز جعله مقبرة قال لا وسئل هو ایضا عن المقبرة فی القریٰ اذا اندرست ولم یبق فیها اثر الموتی لا العظم ولا غیر هل یجوز زرعها واستغلالها قال لا ولها حکم المقبره کذا فی المحیط"(۲)

تفصیل مذکور سے واضح ہوا کہ مجاور صاحب کا درگاہ شریف پر وقف شدہ زمین کو قبرستان کے لیے دینا خیانت وبددیانتی اور سراسر ظلم وگناہ ہے اور اس زمین کو قبرستان بنانا وہاں مردے دفن کرنا ناجائز ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

ربیع الاول شریف ۱۴۳۰ھ

قبرستان میں عیدگاہ کی توسیع کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: حافظ مومن خاں باہر دتیا گیٹ جھانسی (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک اراضی برسہابرس سے قبرستان کے لیے وقف تھی اور اس کا ایک حصہ جو قبروں سے خالی تھا اس میں پرانے لوگوں نے عیدگاہ کی تعمیر کردیا تھا جس میں عیدالفطر وعید الاضحیٰ کی نماز ہوتی چلی آرہی ہے اب عیدگاہ کے اتر اور دکھن عیدگاہ کی توسیع کرنے کا ارادہ ہے جس میں قبریں بھی موجود ہیں زید جس کے خاندان کی قبریں اس میں موجود ہیں اس لیے عیدگاہ کی توسیع سے روکا تو لوگ اس سے جھگڑا کرنے پر آمادہ ہیں۔

اس لیے دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے حالت میں عیدگاہ کی توسیع کرنے والے اور اس میں تعاون کرنے والے کے لیے کیا حکم ہے اور زید از روئے شرع حق پر ہے یا نہیں کتاب وسنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

جو چیز جس کام کے لیے وقف ہو اس میں دوسرا کام کرنا اور غرض وقف کے خلاف اس کے وقف کو استعمال

(۱) الفتاوی العالمگیریة، ج:۲، ص:۴۹۰

(۲) الفتاوی العالمگیریة، ج:۲، ص:۴۷۰، ۴۷۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کرنا ناجائز وحرام ہے فتح القدیر میں ہے: ''الواجب ابقاء الوقف علی ما کان علیه''(۱)

درمختار میں ہے: '' شرط الواقف کنص الشارع''(۲)

فتاوی رضویہ میں ہے: ''وقف میں شرائط واقف کا اتباع ضروری ہے۔''(۳)

فتاوی عالمگیری میں ہے: ''لایجوز تغییر الوقف عن هیئته فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماماً والرباط دکانا۔''(۴)

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ موقوفہ قبرستان پر عیدگاہ بنانا جائز وحرام ہے کہ اس میں تغیر وقف ہے جو ناجائز ہے علاوہ ازیں توسیع کی صورت میں مسلمانوں کی قبروں کو برابر کر دینا ہوگا اور کسی مسلمان کی قبر بلاوجہ شرعی کھود کر برابر کرنا حرام ہے فتاوی خیریہ میں ہے: '' وقد صرحوا بحرمة النبش لغیر ضرورة''(۵)

ردالمحتار میں ہے: ''فعلم من هذا ان النبش لتوسیع المسجد لا یجوز لعدم تعلق حق الآدمی بالمیت .''(۶)

اور قبر کو برابر کر کے جب عیدگاہ میں شامل کریں گے تو اس پر چلنا، پھرنا، پاؤں رکھنا بھی ہوگا اور قبر پر چلنا پاؤں رکھنا حرام ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''لان امشی علی جمرة احب الی من ان امشی علی قبر مسلم.''(۷)

فتاوی عالمگیری میں ہے: ''یکره القعود علی القبر لان سقف القبر حق المیت.'' (۸)

قبر پر بیٹھنے یا نماز پڑھنے سے ایذاء میت مسلم ہے اور مسلمان کو خواہ زندہ ہو یا مردہ ایذا پہنچانا ناجائز وحرام ہے۔ ارشاد نبی کریم علیہ السلام ہے ''یا صاحب القبر انزل من علی القبر لا تؤذ صاحب القبر ولا یؤذیک.'' (۹)

ایک حدیث میں ارشاد ہوا: '' من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذاني الله.'' (۱۰)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صورت مستفسرہ میں عیدگاہ کی توسیع حرام حرام اشد حرام ہے بلکہ قبرستان میں بنی ہوئی عیدگاہ کو بھی منہدم کر دیا جائے کہ واقعی قبرستان میں عیدگاہ یا کوئی اور عمارت بنانا ناجائز ہے جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے

---

(۱) فتح القدیر، ج:۵، ص:۴۴۰، کتاب الوقف

(۲) الدرالمختار مع ردالمحتار، ج:۶، ص:۵۰۸

(۳) الفتاوی الرضویة، ج:۷، ص:۳۷۷

(۴) الفتاوی العالمگیریة، ج:۲، ص:۳۵۴

(۵) الفتاوی الخیریة، ج:۱، ص:۱۵، باب الجنائز

(۶) ردالمحتار، ج:۱، ص:۶۶۲، باب صلاة الجنائز

(۷) سنن ابن ماجه، ص:۱۱۲

(۸) الفتاوی العالمگیریة، ج:۵، ص:۳۵۱

(۹) مرقاة المفاتیح، ج:۴، ص:۶۹

(۱۰) المعجم الاوسط، ج:۴، ص:۳۷۳

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اور جو لوگ قبروں پر عیدگاہ کی توسیع کے لیے آمادہ ہیں اگر وہ توسیع کریں گے تو وہ سب مجرم وگنہ گار حرام کار مستحق نار وغضب جبار اور حق العبد میں گرفتار ہوں گے اور جو لوگ ان کی مدد کریں گے وہ بھی انہیں کی مثل ٹھہریں گے مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اپنی طاقت بھر لوگوں کو ایسے سخت حرام کام سے روکیں اور کوشش کے باوجود وہ لوگ نہ رکیں تو مسلمان ان لوگوں کا مکمل بائیکاٹ کردیں ورنہ سب مجرم وگنہ گار ہوں گے قال اللہ تعالیٰ ﴿ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (۱) اور زید بے شک عیدگاہ کی توسیع سے روکنے والا حق پر ہے واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۸ ذیقعدہ ۱۴۳۲ھ

وقفی قبرستان میں مدرسہ ومسجد بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد حبیب خاں قادری مقام بیاپور پوسٹ رانی گڑھ ضلع بارہ بنکی (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسئلہ پر کہ قبرستان کی جگہ میں جہاں قبریں موجود ہوں ہڈی وغیرہ مل رہی ہوں وہاں مدرسہ ومسجد یا مکان بنانا درست ہے یا نہیں اگر بن گیا ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

وقفی قبرستان میں ان چیزوں کا بنانا ناجائز وحرام ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے: "لا یجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ فلا یجعل الدار بستانا ولا الخان حماماً ولا الرباط دکاناً." (۲) اور جو مسجد یا مدرسہ اس پر بن گیا ہے اسے منہدم کردیا جائے کہ یہ تصرفات ناجائز ہیں اور وقف کا اپنے حال پر باقی رکھنا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

---

(۱) سورۃ الانعام، آیت: ۶۸

(۲) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۲، ص: ۳۵۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قبرستان کے درختوں کی رقم مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد شبیر احمد نظامی

جماعت سادسہ، متعلم دار العلوم اہل سنت تنویر الاسلام امرڈوبھا بکھیرا بازار سنت کبیر نگر یوپی

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان اہل سنت مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ میرے علاقے میں ایک ایسا گاؤں ہے جہاں تقریبا تین سو گھروں کی مسلم آبادی ہے گاؤں میں ایک چھوٹی مسجد بہت پرانی تھی جسے شہید کر کے گاؤں کے لوگوں نے توسیع کا کام شروع کیا اخراجات بڑھتے گئے چوں کہ گاؤں کے بیشتر مسلمان غربت و افلاس کے شکار ہیں تعمیر مکمل ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی اتفاق رائے سے اسی گاؤں کے قبرستان میں لگائے گئے ساگون کے کچھ درخت فروخت کر کے اس کی رقم مسجد میں لگادی گئی ہے دیواریں مکمل ہوگئی ہیں صرف چھت کا کام باقی ہے اب انہیں مسلمانوں میں سے کچھ کا کہنا ہے کہ قبرستان کی رقم مسجد میں لگانا درست نہیں ہے ازروئے شرع مفصل جواب تحریر فرمائیں تا کہ اختلاف دور کیا جا سکے۔

(۲) مسجد مذکور میں لگائے گئے روشندان اور جنگلوں کی لکڑیاں ایسی ہیں جو ایسے شخص سے خریدی گئی ہیں جو گورنمنٹی جنگل سے چوری کر کے لکڑیاں بیچتا ہے انتظامیہ نے علماے اہل سنت کے بلا تحقیق وتفتیش کے ایسی لکڑیوں کو مسجد میں لگایا ہے جس کو اس شخص نے چرایا تھا انتظامیہ کے لوگوں نے اسے خریدا تھا۔

جواب طلب صرف یہ ہے کہ ایسی لکڑیاں مسجد میں لگائی جا سکتی ہے یا نہیں اگر نہیں لگائی جا سکتی ہیں تو ان لکڑیوں کو مسجد سے نکلوایا جائے یا نہیں نیز ایسے انتظامیہ کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) قبرستان کے درختوں کو بیچ کر اس کی رقم مسجد میں لگانا جائز ہے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ: "قبرستان اگر چہ وقف ہو اس کے درخت وقف نہیں ہوتے (۱) ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ: "قبرستان میں پیڑ کے مالک کا پتہ نہیں یا درخت خود رو ہیں تو مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔" ملخصا (۲) واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) جنگل کی لکڑیاں کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتی ہیں ان کا شمار مباح اشیاء میں ہے تو جو اسے قبضہ میں

(۱) الفتاویٰ الرضویۃ، ج:۴، ص:۱۱۷

(۲) الفتاویٰ الرضویۃ، ج:۴، ص:۱۱۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

لے لے اس کی ہیں اس لیے منتظمین نے خرید کر جو لکڑیاں مسجد میں لگا دیں ان کو نکالنے کی ضرورت نہیں البتہ گورنمنٹی قانون کے مطابق اس طرح سے جنگل سے لے آنا جرم ہے اس لیے مسلمانوں کو اس طرح کے کام سے بچنا لازم ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"من الصور المباحة مايكون جرماً في القانون ففي اقتحامه تعريض النفس للا ذى والاذلال وهو لا يجوز فيجب التحرز عن مثله." اھ(۱) واللّٰہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری کتبہ: محمد اختر حسین قادری

قبرستان میں نیا راستہ نکالنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: حافظ مقبول احمد نوری چھاؤنی پڑرونہ ضلع کشی نگر یوپی انڈیا

کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ برسوں پرانا ایک قبرستان ہے جس میں ایک پرانا راستہ ہے پھر بعد میں چل کر ایک نیا راستہ نکالا گیا پھر اس پر دس فٹ چوڑی سڑک RCC ودھا یک کے کوٹے سے بنائی گئی جس کی زد میں کچھ پرانی قبریں بھی آگئیں ہیں جس کا آمد ورفت کے علاوہ ایک مقصد یہ بھی ہے کہ قبرستان کے نئے راستہ کو قبرستان کے تعمیری کام میں استعمال کیا جائے گا نیز قبرستان کی لکڑیاں اور دیگر سامان کی خاطر ٹریکٹر ٹرالی وبیل گاڑی وغیرہ کا استعمال بھی اس نئے راستہ پر ہوگا۔

لہٰذا دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ قبرستان میں نیا راستہ بنوانا یا پرانے راستہ پر پکی سڑک بنوانا جائز ہے یا کچھ اور، بینوا بالبرهان توجروا عند الرحمن

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

کسی مسلمان کی قبر پر چلنا، پھرنا، اٹھنا بیٹھنا سخت ناجائز ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:" لان يجلس احدكم على جمرة فتحرق ثيابه فتخلص الى جلده خير من ان يجلس على قبر"(۲)

ایک اور حدیث پاک ہے:" نهى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ان يجصص القبر وان يقعد عليه وان يبنى عليه."(۳)

---

(۱) الفتاوىٰ الرضوية، ج:۷، ص:۱۱۵

(۲) الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۳۱۲

(۳) الصحيح لمسلم، ج:۱، ص:۳۱۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فتاوی عالمگیری میں ہے" یکرہ القعود علی القبر لان سقف القبر حق المیت "(۱)

اور کھلی ہوئی بات ہے کہ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہے اس پر چلنا، اٹھنا، بیٹھنا سب ہوگا تو یہ سب ناجائز وگناہ ہوگا چنانچہ ردالمحتار میں فرمایا:"المرور فی سکة حادثة فی المقابر حرام." (۲) یعنی قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا جائے اس پر چلنا حرام ہے۔ لہٰذا مذکورہ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہے وہ نکالنا حرام اس پر چلنا حرام اس پر بیٹھنا حرام ہے جن لوگوں نے نکالا وہ سب سخت مجرم وگنہ گار مستحق نار وغضب جبار ہیں۔ ان پر لازم ہے کہ اس راستہ کو ختم کر کے پہلی حالت پر کر دیں ورنہ عذاب الٰہی کے لیے تیار ہیں البتہ پرانے راستہ کو پختہ کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ وعلمہ اتم واحکم

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۶ رذی الحجہ ۱۴۳۲ھ

قبرستان میں گائے، بھینس وغیرہ چرانا اور باندھنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: ذوالفقار احمد رضوی، متعلم دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وشرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں

قبرستان میں گائے بیل، بھینس وغیرہ چرانا یا باندھنا کیسا ہے؟ اور جو ایسا کرے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

قبرستان میں گائے، بیل اور بھینس وغیرہ جانور چرانا یا باندھنا ناجائز وگناہ ہے اور قبور مسلمین کی توہین وبے حرمتی اور اموات مسلمین کی ایذا رسانی کا باعث ہے، کیوں کہ گائے، بیل، بھینس وغیرہ جانور جہاں چرتے ہیں پیشاب اور لید گوبر کرتے ہیں۔ اور قبرستان میں انہیں چرانے اور باندھنے کا مطلب ہوا کہ قبور مسلمین کو جانوروں سے پامال کرنا اور ان کے پیشاب ولید گوبر سے قبروں کو ملوث اور گندا کر کے ان کی بے حرمتی کرنا اور مردوں کو ایذا دینا ہے اور یہ سراسر ناجائز وگناہ ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:"المیت یوذیہ فی قبرہ ما یوذیة فی بیتہ "یعنی جس چیز سے مردہ کو گھر میں ایذا پہنچتی ہے اس سے قبر میں بھی ایذا ہوتی ہے۔

(۱) الفتاوی العالمگیریة، ج:۵، ص: ۳۵۱

(۲) ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۲۲۹

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

فتاوی رضویہ میں ہے: ''قبر پر چلنا پھرنا، پاؤں رکھنا حرام ہے۔''(۱) اور جب مسلمانوں کی قبروں پہ چلنا پھرنا اور پاؤں رکھنا حرام ہے کیوں کہ اس سے ان کو اذیت پہنچتی ہے اور ان کی بے حرمتی ہوتی ہے تو پھر جانوروں سے انہیں پامال کرنا اور جانوروں کے گوبر اور پیشاب سے انہیں آلودہ کرنے میں انہیں کتنی ایذا پہنچے گی؟ اور ان کی کتنی بے حرمتی ہوگی؟ الحاصل ایسے لوگوں کو فوراً اپنے گناہوں پر نادم ہو کر ایسے افعال سے باز آجائیں اور علانیہ توبہ بھی کریں ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے ہیں تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کا سخت بائیکاٹ کریں تا کہ وہ توبہ پر مجبور ہو جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہ: محمد اختر حسین قادری

۱۴ر رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

قبرستان کے درختوں کو کاٹ کر اس کی قیمت قبرستان میں صرف کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: محمد مصطفیٰ و جملہ ساکنان اموی پوسٹ ہتھیا گڑھ ضلع بستی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک قبرستان جس میں دو سو سال سے زائد عرصہ سے مسلمان مردوں کو دفن کیا جاتا ہے آبادی کے لوگ قبرستان کی حفاظت اور جانوروں وغیرہ کی گندگی سے بچاؤ کے لیے چہار دیواری بنانا چاہتے ہیں، لیکن ان کی مالی پوزیشن ایک مرحلہ میں باہمی چندہ سے چہار دیواری بنوانے کی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں قبرستان میں موجود درختوں کو کاٹ کر ان کی قیمت چہار دیواری میں صرف کرنا کیسا ہے؟

''باسمہ تعالیٰ وتقدس''

الجواب بعون الملک الوھاب:

قبرستان میں موجود درخت کا اگر کوئی مالک ہو تو اس کی اجازت سے کاٹ کر اس کی قیمت قبرستان کی چہار دیواری میں صرف کر سکتے ہیں اور اگر اس کے مالک کا کچھ علم نہیں تو ایسی صورت میں قاضی شرع کے حکم سے اور اس کے نہ رہنے کی حالت میں ضلع کے سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ مرجع فتویٰ عالم دین کے حکم سے اور اگر کوئی ایسا عالم دین نہ ہو تو آبادی کے عام مسلمانوں کے مشورہ سے اس درخت کو کاٹ کر اس کی قیمت قبرستان کی ضرورت میں لگا سکتے ہیں فتاوی عالمگیری میں ہے '' ان علم لھا غارس ففی القسم الاول کانت للغارس وفی القسم الثانی الحکم فی ذالک الی القاضی ان رای بیعھا وصرف ثمنھا إلیٰ عمارۃ المقبرۃ فلہ ذلک کذا فی

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۴، ص:۱۰۲

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الوقعات الحسامية." (۱)والله تعالیٰ اعلم وعلمه اتم واحكم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۳ رشوال المکرم ۱۴۲۸ھ

چکبندی سے بچی ہوئی زمین کی رقم مسجد و مدرسہ میں صرف کرنا کیسا ہے؟

مسئلہ از: احقر محمد شاہد رضا نوری، ناظم اعلیٰ دار العلوم فضل رحمانیہ مقام و گورگھٹہ نان پارہ ضلع بہرائچ (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں، چکبندی سے کچھ باقی ماندہ زمین قبرستان سے متصل ہے جس میں تاہنوز اجل رسیدہ شخصیتوں کی تدفین کا آغاز نہیں ہوا ہے نیز اس زمین سے افادۂ مسجد کے لیے کاشتکاری کی جاتی ہے اس زمین سے حاصل شدہ رقم مسجد یا مدرسہ یا عیدگاہ میں بوقت ضرورت صرف کرنا روا ہے یا نہیں از روئے شرع تحقیقی جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمه تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

ملک کی وہ زمین جن کا کوئی خاص شخص مالک نہیں ہوتا ہے اور اہل مملکت ان میں اپنے طور پر تصرف کرتے ہیں جسے چاہتے ہیں دیتے ہیں جو چاہتے ہیں بنواتے ہیں، ایسی غیر مملوک زمینیں اللہ جل مجدہ کی ملک ہوتی ہے حکومت کی ملک نہیں ہوتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "عادی الارض لله ولرسوله" (۲) اور ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد ۶ رص ۴۵۹ پر بھی مرقوم ہے لہٰذا اگر چکبندی سے باقی ماندہ زمین کو کار خیر میں صرف کیا جائے۔ بلاشبہ جائز و درست ہے کہ اللہ جل مجدہ کی ملکیت سے حاصل نفع اسی کی راہ میں خرچ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۸ رجب ۱۴۲۵ھ

قبرستان پر شادی محل یا مدرسہ بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: جمیل احمد خان قادری، ہیل روڈ سرسی، ضلع کاروار، کرناٹک

کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع مسئلہ ذیل میں کہ (۱) دو سو سال پرانی مسلمانوں کی قبریں اس

(۱) الفتاوی عالمگیریة، ج:۲، ص:۳۶۳

(۲) السنن الکبریٰ، ج:۶، ص:۱۴۳، دار صادر بیروت

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں شادی محل یا مدرسہ بنا سکتے ہیں یا نہیں اس جگہ شادی محل بنانے والے گنہ گار ہوں گے یا نہیں۔

(۲) اور اس قبرستان میں ایک بزرگ کی مزار ہے جس پر سلیب ڈال کر شادی محل بنا کر دولہا دلہن کا انتظام، کھانا کھلانا، جوتے ڈال کر چہل قدمی کرنا، گانا بجانا، نکاح پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۳) یہاں سنی جماعت کی مسجد ہے جس کے بازو میں ایک بزرگ کا مزار ہے اور مزار کے اوپر ہی مولانا کا کمرہ ہے وہ اوپر غسل وغیرہ کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں قرآن وحدیث کی روشنی میں تشریح کریں برائے کرم جلد سے جلد تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں عین کرم ہوگا۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) مسلمانوں کی قبروں پر عمارت بنانا مدرسہ تعمیر کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں بہار شریعت میں ہے: "مسلمانوں کا قبرستان ہے جس میں قبر کے نشان بھی مٹ چکے ہیں ہڈیوں کا بھی پتہ نہیں جب بھی اس کو کھیت بنانا یا اس میں مکان بنانا جائز نہیں اب بھی وہ قبرستان ہی ہے قبرستان کے تمام آداب بجالائے جائیں"(۱)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے: "سئل ھو (ای القاضی الامام شمس الائمہ محمود الاوزجندی) عن المقبرۃ فی القریٰ اذا اندرست لم یبق فیھا اثر الموتیٰ لا العظم ولا غیرہ ھل یجوز زرعھا واستغلالھا قال لا ولھا حکم المقبرۃ کذا فی المحیط."(۲)

اس جگہ شادی محل یا مدرسہ تعمیر کرنے والے ظالم وجفا کار مستحق نار وغضب جبار اور اموات مسلمین کو ایذاء پہنچانے والے سخت مجرم وگنہ گار ہیں ان پر توبہ واستغفار لازم اور قبور مسلمین پر بنی عمارتوں کو منہدم کر دینا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) یہ سب سخت ناجائز وحرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) ہر مسلمان کی قبر کا احترام ضروری ہے اور بزرگوں کے مزارات کا اور بھی زیادہ ضروری ہے اس لیے وہ تمام باتیں جو ادب واحترام کے خلاف ہوں سب منع ہیں۔ البتہ مزار کے اوپر بنے حجرہ میں غسل کرنا گناہ نہیں ہاں اگر غسل وغیرہ کا پانی مزار پر آتا ہو تو اب ممانعت ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۵ رشوال المکرم ۱۴۲۵ھ

---

(۱) بہار شریعت، ج: ۱، ص: ۸۳۰

(۲) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۲، ص: ۴۷۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قبرستان کی گھاس کاٹ کر اس کو بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ از: محمد شمشیر عالم نظامی، مہراجگنجوی، دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی (یوپی)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

قبرستان میں اگر گھاس اگی اور اتنی بڑی ہوگئی جس سے کسی بھی قسم کا استفادہ کیا جاسکتا ہے یا کم از کم چوپائے کو کھلایا جاسکتا ہے، تو کیا اس گھاس کو کسی بھی آدمی کے ساتھ فروخت کرسکتے ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں تسلی بخش جواب عطا کرکے شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جو ہرے پودے خاص قبروں کے اوپر ہوں ان کو کاٹنا منع ہے کہ ان کی تسبیح سے صاحب قبر کو فائدہ پہنچتا ہے۔ ردالمحتار میں ہے: "یکرہ قطع النبات الرطب والحشیش من المقبرۃ دون الیابس کما فی البحر والدر وشرح المنیۃ وعللہ فی الامداد بانہ مادام رطبا یسبح اللہ تعالیٰ فیونس المیت وتنزل بذکرہ الرحمۃ اھ" نحوہ فی الخانیۃ." (۱) بقیہ اور جو گھاس قبرستان میں اگی ہوئی ہیں اور ان کا کوئی مالک نہیں ہے تو قاضی اسلام کے حکم سے اسے کاٹ کر فروخت کرسکتے ہیں۔

چنانچہ فتاوی عالم گیری میں ہے: "ان علم لھا (ای اشجار) غارس اولم یعلم ففی القسم الاول کانت للغارس وفی القسم الثانی الحکم فی ذلک الی القاضی ان رأی بیعھا وصرف ثمنھا إلی عمارۃ المقبرۃ فلہ ذلک کذا فی الواقعات الحسامیہ" (۲) اور جہاں قاضی اسلام نہ ہو وہاں ضلع کا سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالم دین مرجع فتاوی اس کے قائم مقام ہے اور اگر ضلع میں ایسا عالم نہ ہو تو عام مسلمانوں کا کے فیصلہ کے مطابق عمل ہو۔ ھکذا قال سیدی الکریم الامام احمد رضا القادری رحمہ اللہ تعالیٰ. واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

یکم ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

---

(۱) ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۶۰۶

(۲) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج: ۲، ص: ۴۷۴

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قبرستان کی زمین کسی شخص کو دیدینا کیسا ہے؟

مسئلہ از: اسلم اعظمی ضلع اعظم گڈھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک تالاب ہے جو قبرستان کی حد میں شامل ہے اور زید کے گھر کی نجاست اس تالاب میں آتی ہے، تالاب سے ذرا ساہٹ کر ایک زمین ہے جس پر گاؤں والوں نے کہا کہ یہ زمین بھی قبرستان کی حد میں شامل ہے، اور زید کہتا ہے کہ نہیں، یہ زمین قبرستان کی حد میں شامل نہیں ہے، اور گاؤں والوں کو یہ خطرہ ہے کہ ہم اس سے زیادہ ضد کرتے ہیں تو یہ مسلمانوں کو ہندو لوگوں کے ساتھ مل کر تکلیفیں دے گا اور نہ جانے کونسی کونسی ایذا پہنچائے گا اور اگر زمین اس کے حق میں دیدیتے ہیں تو وہ خاموش ہو جائے گا۔ تو ایسی صورت میں کیا کیا جائے، شریعت مطہرہ کی روشنی میں صحیح جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر وہ زمین قبرستان کے لیے وقف ہے تو زید کو اس کے جھگڑا فساد کے ڈر سے دیدینا ہرگز جائز نہیں ہے کہ وقف کی زمین نہ کسی کو ہبہ کر سکتے ہیں نہ بیچ سکتے ہیں اور نہ ہی اس میں شرط واقف کے خلاف کوئی تبدیلی کر سکتے ہیں۔ فان الوقف لایباع ولایرھن ولا یغیر عن ھیئۃ، فی الفتاوی الھندیۃ: "لا یجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ"(۱)

اور محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام قدس سرہ فرماتے ہیں: "أمرنا بابقاء الوقف علی ما کان علیہ" (۲)

بلکہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی الامکان وقف کے مال کی حفاظت کریں اور ظالموں، غاصبوں کے ظلم وغصب سے بچانے کی کوشش کریں۔ فتاوی عالمگیری مطبوعہ مصری میں ہے: " ارض وقف خاف القیم من وارث الوقف او من ظالم لہ ان یبیعہ ویصدق بالثمن کذا ذکر فی النوازل والفتوی علی انہ لا یجوز کذا فی السراجیۃ"(۳)

اور امام احمد رضا قدس سرہ رقمطراز ہیں: "مسلمانوں پر فرض ہے کہ حتی المقدور ہر جائز کوشش حفظ مال وقف اور دفع ظلم ظالم میں صرف کریں اور اس میں جتنا مال یا وقت خرچ ہوگا یا جو کچھ محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے۔"(۴) اور

(۱) الفتاویٰ العالمگیریۃ، ج:۲، ص:۴۹۰

(۲) فتح القدیر، ج:۵، ص:۴۴، مطبع پشاور

(۳) الفتاوی العالمگیریۃ، ج:۲، ص:۳۲

(۴) الفتاوی الرضویۃ، ج:۶، ص:۳۵۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

اگر وہ زمین کسی کی ملکیت میں ہے تو مالک کی اجازت سے اس کو دے سکتے ہیں، کما فی الکتب الفقهية.

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۴ر محرم الحرام ۱۴۳۳ھ

قبرستان میں اگربتی اور موم بتی جلانا کیسا ہے؟

مسئلہ از: قاری احمد شکیل نورانی، بھیڑی منڈی، بشیرت گنج لکھنو، یوپی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں:

(۱) قبرستان میں جب کہ ہر جگہ عموماً قبر ہوتی ہے وہاں اگربتی خوشبو کے لیے اور موم بتی روشنی و چراغاں کے لیے جلانا کیسا ہے؟ اور جو لوگ اس کام کو کرتے ہیں ان کے لیے کیا حکم ہے؟

(۲) اگربتی یا لوبان پر قرآن شریف پڑھ کر دم کر کے یا فیتہ جس پر نقش یا آیت لکھی ہوتی ہے جیسا کہ دعا، تعویذ والے حضرات کرتے ہیں، تو شرع کے مطابق انہیں جلانا درست ہے یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوهاب:

(۱) قبر کے اوپر اگربتی، موم بتی وغیرہ جلانا منع ہے۔ اور قبر کے قریب جلانا اگر قبر کے لیے ہو اس کے علاوہ کوئی اور مقصد نہ ہو تو یہ بھی منع، اور اگر اس لیے ہو کہ وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہیں، فاتحہ خوانی، قرآن خوانی یا ذکر و اذکار میں مشغول ہیں، ان کی طبیعت کو خوشبو سے انبساط و سرور حاصل ہوگا، یا اس طرح کے دوسرے مقاصد حسنہ ہوں تو اگربتی سلگانا، چراغ جلانا جائز و درست ہے، اور ایسا کرنے والے مستحق اجر و ثواب ہوں گے۔ تفصیل کے لیے فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۴۱ سے ۱۶۰ تک کا مطالعہ کریں، اس کے علاوہ حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد دوم، فتاویٰ شامی، جواہر اخلاطی وغیرہ میں تفصیل موجود ہے واللہ تعالیٰ اعلم.

(۲) اگربتی اور لوبان پر آیات قرآنیہ پڑھ کر دم کر کے انہیں جلانا جائز ہے۔ یوں ہی نقش لکھ کر جلانا بھی منع نہیں ہے، رہی آیت تو دعا و تعویذ کرنے والے آیتوں کو بطور دعا لکھتے ہیں، نہ کہ قرآن شریف کی آیت سمجھ کر اس لیے اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح: محمد تفسیر القادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۱ر ربیع الغوث ۱۴۳۳ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قبرستان میں مٹی پاٹنے کیا صورت ہے؟

مسئلہ از: مجاہد عالم رضوی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ قبرستان کا علاقہ بہت نیچا ہے۔قبرستان کے چاروں طرف گھر بننے اور راستہ اونچا بننے کے سبب قبرستان سے بارش کا پانی نکل نہیں پاتا اور زیادہ بارش ہونے پر غلیظ پانی بھی قبرستان میں داخل ہوجاتا ہے۔قبرستان کو لگ کر مسجد بھی ہے۔وضوخانہ کا پانی بھی قبرستان کو جاتا ہے۔جب کبھی میت ہوتی ہے تو قبر کھودتے وقت وہاں پانی نکلتا رہتا ہے یہاں تک کہ گرمی کے موسم میں بھی پانی نکلتا ہے۔

اس سے میت کو دفن کرنے میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(۱) کیا قبرستان میں مٹی ڈلوا کر اونچا کیا جاسکتا ہے؟

(۲) اگر قبرستان میں مٹی ڈلوا کر اونچا کر سکتے ہیں تو اس کی کیا صورت ہوگی؟

(۳) قبرستان میں مٹی ڈالنے کے لئے کبھی قبر کے اوپر سے گزرنا ہوگا کیا اس سے قبر کی بے حرمتی نہیں ہوگی؟

(۴) کیا قبرستان کے پیڑ پودوں کو کاٹ کر بیچ سکتے ہیں؟ اگر بیچ سکتے ہیں تو اس کی رقم کس مد میں خرچ ہوگی؟

(۵) کیا ایم پی، ایم ایل اے فنڈ کی رقم قبرستان میں مٹی ڈلوانے کے کام میں لگا سکتے ہیں؟ اس فنڈ کی رقم قبرستان میں مٹی ڈالنے کے بعد بچنے کی صورت میں مسجد کمپلیکس کے کام میں لگ سکتی ہے؟ مسجد کی زمین کے تالاب وغیرہ میں ڈال کر پاٹ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۶) قبرستان میں مٹی ڈالنے کے بعد قبرستان کو پاٹ کر کے راستہ بنانا چاہتے ہیں اس کی کیا صورت ہوگی؟

برائے کرم اسلامی قانون کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

(۱) صورت مذکورہ میں قبرستان کی حفاظت کے لئے مٹی ڈال کر اونچا کرنا جائز ہے کہ اس میں مال وقف کی حفاظت کے ساتھ مسلمانوں کو حرج ودقت سے بچانا ہے۔سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں "حتی المقدور ہر جائز کوشش حفظ مال وقف میں کریں اس میں جتنا وقت یا مال ان کا خرچ ہوگا یا جو کچھ محنت کریں گے مستحق اجر ہوں گے۔" واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (۱)

(۱) الفتاوی الرضویہ، ج:۶، ص:۳۵۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

(۲) لوگ جس طرح احتیاط کے ساتھ مردہ دفن کرنے کے لئے قبرستان میں جاتے ہیں اسی طرح سروں پر مٹی اٹھا اٹھا کر حتی المقدور احتیاط سے پوری قبرستان کو مٹی سے پاٹ کر اونچا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کسی مسلمان کی قبر پر چلنا پھرنا ناجائز وحرام ہے۔ ارشاد وحدیث ہے کہ "لان اطأ علی جمرة حتی تخلص الی جلدی احب الی من ان اطأعلی قبر مسلم". (۱) یعنی مجھے چنگاری پر پاؤں رکھنا زیادہ پسند ہے اس سے کہ کسی مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھوں۔"

اس لئے مٹی ڈالتے وقت احترام قبر ملحوظ رکھنا اور اسے بے حرمتی سے بچانا واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۴) قبرستان کی گھاس جب تک تر ہے اسے کاٹنے کی اجازت نہیں ہے اور اگر پیڑ لگانے والا معلوم ہے تو اس کی اجازت سے بیچ سکتے ہیں اور اگر نا معلوم ہو تو وہاں کے سب سے بڑے سنی صحیح العقیدہ عالم دین کے مشورہ سے اور وہ نہ ہو تو اہل محلہ اپنی صوابدید پر جس کار خیر میں چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"قبرستان میں پیڑ جس نے لگائے اس لگانے والے کی ملک ہے وہ جو چاہے کرے اور اگر مالک کا پتہ نہیں یا درخت خود رو ہیں تو مسجد میں صرف کر سکتے ہیں۔" (۲)

فتاویٰ خانیہ میں ہے "مقبرة فیها اشجار ان علم غارسها کانت للغارس." (۳) واللہ تعالیٰ اعلم

(۵) ایم پی ایم ایل اے فنڈ کی رقم گورنمنٹ خزانے کی ہوتی ہے کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتی لہٰذا اسے قبرستان کی پٹائی مسجد کمپلیکس، مسجد کے تالاب کی پٹائی میں صرف کرنے کی اجازت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۶) قبرستان میں جو قدیم راستہ ہو اس کی مرمت کرا سکتے ہیں۔ مگر کوئی نیا راستہ نکالنا اس پر چلنا سب ناجائز وحرام ہے۔ ردالمحتار میں ہے "المرور فی سکة حادثة فی المقابر حرام" (۴)

فتاویٰ رضویہ میں ہے "قبور مسلمین پر چلنا جائز نہیں بیٹھنا جائز نہیں ان پر پاؤں رکھنا جائز نہیں۔ یہاں تک کہ ائمہ نے تصریح فرمائی کہ قبرستان میں جو نیا راستہ پیدا ہوا ہو اس پر چلنا حرام ہے۔" (۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ

---

(۱) سنن ابی داؤد، ج: ۲، ص: ۱۴۰

(۲) الفتاویٰ الرضویة، ج: ۴، ص: ۱۱۰

(۳) الفتاویٰ الخانیة علی هامش الهندیة، ج: ۳، ص: ۳۱۱

(۴) ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۲۲۹

(۵) الفتاویٰ الرضویة، ج: ۴، ص: ۱۰۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

قبرستان کی زمین پر نماز عید و بقرہ عید پڑھنے کا حکم

مسئلہ از: محمد نیر اعظم اشرفی ابن حاجی محمد اشرف، مظفر پور، بہار

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں

ایک زمین جس میں بہت پہلے سے جنازے کی نماز ہو رہی ہے وقف جنازہ اور قبرستان کے نام سے ہو لیکن اس میں لوگوں کا خیال ہے کہ عید و بقرعید کی بھی نماز ہو گیا اس جگہ اب عید و بقرعید کی نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جو زمین قبرستان کے نام وقف ہے تو جس حصہ پر وہاں قبر نہیں ہے وہاں پر عید و بقرعید کی نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ سامنے قبر نہ ہو جس طرح عیدگاہ اور مدرسہ میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

"لاتکرہ فی مسجداعدلھا وکذا فی مدرسۃ ومصلی عید."۔(۱)

البتہ اس زمین کو عید و بقرعید کی نماز کے لئے ہی خاص کر لینا یا اسے عیدگاہ کی شکل دے دینا ناجائز و گناہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:" لایجوز تغییر الوقف عن ھیئتہ"(۲)

فتح القدیر میں ہے:"الواجب ابقاء الوقف علی ماکان علیہ"(۳)واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری — کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۲۲/صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

قبرستان کے لئے غیر مسلم کی وقف کردہ زمین میں دفن کرنا کیسا؟

مسئلہ از: آفتاب حسین قادری، سکریٹری امام احمد رضا ویلفیئر ٹرسٹ چھپرہ

(۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک غیر مسلم نے قبرستان کے لئے زمین وقف کیا اور وہ مر گیا اس نے وقف کرتے وقت وارث یا لاوارث مردہ کا کوئی ذکر نہ کیا جیسا کہ اس کے دستاویز سے ظاہر ہے۔

---

(۱) الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص:۳۲۶

(۲) الفتاوی العالمگیریۃ، ج:۲، ص:۳۵۴

(۳) فتح القدیر، ج:۵، ص:۴۴۰

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

بعد میں لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ اس نے صرف لاوارث مردہ کے لئے وقف کیا ہے اب تک وہ زمین مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اب دریافت یہ کرنا ہے کہ اس قبرستان میں عام مردوں کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

جب وہ زمین مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور اب قانونی طور پر کسی کو حق مزاحمت نہ رہ گیا تو اگرچہ غیر مسلم نے قبرستان کے لئے زمین دیتے وقت صرف لاوارث مردوں کے دفن کی ہی شرط کیوں نہ لگائی ہو پھر بھی اب اس قبرستان میں کسی بھی مسلمان لاش کو دفن کر سکتے ہیں۔

ایسا ہی درمختار ۳/۳۶۱ اور فتاوی رضویہ ۶/۴۰۱ کی عبارات سے واضح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری

۱۸/شوال المکرم ۱۴۳۳ھ

قبرستان میں لگے درختوں کا مالک کون؟

مسئلہ از: محمد مختار عالم، سورت گجرات

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص کے تین بیٹے ہیں ماجھل بیٹے نے قبرستان میں درخت لگائے جب درخت بڑے ہو گئے تو دونوں بھائی حصہ مانگنے لگے۔ درخت کے حقدار کون ہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

قبرستان میں جس نے درخت لگائے وہی درخت کا مالک ہے۔ دوسروں کا اس میں کوئی حق نہیں ہے۔ امام فقیہ النفس علامہ قاضی خاں قدس سرہ فرماتے ہیں:

"مقبرة فيها اشجار ان علم غارسها كانت للغارس."(۱)

یعنی ایک قبرستان میں کچھ درخت ہیں اگر ان کا لگانے والا معلوم ہے تو وہی ان کا مالک ہے۔

اور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں: "قبرستان اگرچہ وقف ہو مگر درخت جو اس

(۱) الفتاوی الخانیة مع الهندية، ج:۳، ص:۳۱۱

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

میں لگائے جائیں لگانے والے ہی کی ملک میں رہیں گے اس کی اجازت کے بغیر دوسروں کو اس میں تصرف جائز نہیں ہے۔"(۱)
صورت مذکورہ میں درخت منجھلے بیٹے کا ہے دیگر بھائیوں کا اس میں کوئی حق نہیں ہے اور ان کا مطالبہ غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری
کتبہ: محمد اختر حسین قادری
۱۷/صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

غیر مسلم نے قبرستان کے لئے زمین دی تو کیا وہ وقف ہے؟

مسئلہ از: شاکر علی سیٹھ محلہ بدھیانی، خلیل آباد

ہمارے محلہ میں ایک قبرستان ہے وہ پہلے محلہ کے غیر مسلموں کی زمین تھی ان لوگوں نے مسلمانوں کے مُردوں کو دفن کے لئے دے دیا اب مسلمان اس میں اپنے مُردے دفن کرتے ہیں اس قبرستان کو وقف مانا جائے گا یا نہیں؟

"باسمہ تعالیٰ وتقدس"

الجواب بعون الملک الوھاب:

اگر غیر مسلموں نے وہ زمین مسلمانوں کو مُردہ دفن کرنے کے لئے دے دی اور مسلمانوں نے اسے قبرستان بنا دیا تو اب وہ وقف ہے اور اس پر وقفی قبرستان کے احکام نافذ ہوں گے اسی طرح کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہٗ رقم طراز ہیں:

"جب مسلمانوں نے اسے مسجد قرار دے دیا اس میں نمازیں مسجد سمجھ کر پڑھیں مسجد ہوگئی۔" اھ(۱)

اور حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ غیر مسلم مسلمانوں کو روپیہ دے دے مسلمان اسی روپیہ کا مالک ہوکر مسجد بنائیں یا غیر مسلم کسی زمین پر تعمیر بنا کر مسلمانوں کو دے دے مسلمان اس پر قابض ہوکر اسے وقف کردیں ان دونوں صورتوں میں وہ مسجد ہوجائے گی۔"(۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

الجواب صحیح: محمد قمر عالم قادری
کتبہٗ: محمد اختر حسین قادری
خادم افتا ودرس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

(۱) الفتاویٰ الرضویۃ، ج:۶، ص: ۳۵۱
(۲) الفتاویٰ الرضویۃ، ج:۶، ص: ۴۵۹
(۳) الفتاویٰ المصطفویۃ، ص: ۲۶۸

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

مراجع ومصادر

	کتب تفاسیر	
القرآن الکریم		
تفسیر خازن	علامہ علی بن محمد خازن شافعی	متوفی ۷۲۵ھ
تفسیر بغوی	محمد بن حسین مسعود فرا البغوی	متوفی ۵۱۶ھ
تفسیر نسفی	عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی	متوفی ۷۰۱ھ
تفسیر بیضاوی	قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی	متوفی ۶۸۵ھ
درمنثور	علامہ جلال الدین سیوطی	متوفی ۹۱۱ھ
احکام القرآن للجصاص	حجۃ الاسلام ابوبکر احمد بن علی الرازی جصاص	متوفی ۳۷۰ھ
تفسیر جمل	سلیمان بن عمر العجیلی الشہیر بالجمل	متوفی ۱۲۰۴ھ
تفسیر جلالین	علامہ جلال الدین سیوطی	متوفی ۹۱۱ھ
تفسیرات احمدیہ	مفسر ملا احمد جیون	متوفی ۱۱۳۰ھ
تفسیر ابن کثیر	حافظ ابوالفداء عماد الدین ابن کثیر	متوفی ۷۷۴ھ
تفسیر روح البیان	علامہ اسمٰعیل حنفی	متوفی ۱۲۳۷ھ
تفسیر ابن شیخ زادہ	علامہ محی الدین محمد بن مصطفےٰ قوجی	متوفی ۹۵۱ھ
تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی شافعی	متوفی ۶۰۶ھ
حاشیۃ الصاوی	علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی	متوفی ۱۲۲۳ھ
تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز	متوفی ۱۲۳۹ھ
کشاف	علامہ ابوالقاسم محمود بن عمر زمخشری	متوفی ۵۳۸ھ
روح المعانی	علامہ سید آلوسی حنفی	متوفی ۱۲۷۰ھ
الجامع لاحکام القرآن	علامہ ابوعبداللہ احمد مالکی قرطبی	متوفی ۶۶۸ھ
تفسیر حسینی	حسین بن علی واعظ کاشفی	متوفی ۹۱۰ھ
جامع البیان	علامہ محمد بن جریر طبری	متوفی ۳۱۰ھ
غرائب القرآن	علامہ نظام الدین حسن محمد نیشاپوری	متوفی ۷۲۸ھ

کتب احادیث وسیر

صحیح البخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری	متوفی ۲۵۶ھ
صحیح مسلم	امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	متوفی ۲۶۱ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

جامع الترمذی	امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی	متوفی ۲۷۹ھ
سنن ابی داؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث	متوفی ۲۷۵ھ
سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ	متوفی ۲۷۳ھ
مسند امام احمد بن حنبل	امام احمد بن حنبل	متوفی ۲۴۱ھ
مشکاۃ المصابیح	شیخ ولی الدین تبریزی	متوفی ۷۴۲ھ
المستدرک للحاکم	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری	متوفی ۴۰۵ھ
سنن البیہقی	احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخسر وجردی البیہقی	متوفی ۴۵۸ھ
سنن دار قطنی	امام علی بن عمر دار قطنی	متوفی ۲۸۵ھ
جامع الاحادیث	امام احمد رضا قادری	متوفی ۱۳۴۰ھ
المعجم الاوسط	امام حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب	متوفی ۳۶۰ھ
کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری	متوفی ۹۷۵ھ
مرقات المفاتیح	ملا علی بن سلطان محمد القاری	متوفی ۱۰۱۴ھ
انوار الحدیث	مفتی جلال الدین احمد امجدی	متوفی ۱۴۲۲ھ
الشفا بتعریف حقوق المصطفے	قاضی عیاض بن موسی مالکی	متوفی ۵۴۴ھ
الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی	متوفی ۸۵۲ھ
المنہاج شرح صحیح مسلم	حافظ ابوذکریا یحی بن شرف نووی شافعی	متوفی ۶۷۶ھ
کفایہ	علامہ جلال الدین خوارزمی	متوفی ۸۰۰ھ
حاشیہ شلبی	علامہ شہاب الدین شلبی	متوفی ۱۰۲۱ھ
اشعۃ اللمعات	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	متوفی ۱۰۵۲ھ
نسیم الریاض	علامہ شہاب الدین خفاجی	متوفی ۱۰۶۹ھ
الجامع لاخلاق الراوی	ابوبکر احمد بن علی الخطیب بغدادی	متوفی ۴۶۳ھ
ارشاد الساری شرح بخاری	علامہ احمد قسطلانی	متوفی ۹۱۱ھ
ابناء الاذکیاء فی حیاۃ الانبیاء	علامہ جلال الدین سیوطی	متوفی ۹۱۱ھ
حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی	متوفی ۴۳۰ھ
شرح الزرقانی	محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی	متوفی ۱۱۲۲ھ
المعجم الکبیر	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد ایوب اللخمی الطبرانی	متوفی ۳۶۰ھ
فتح المغیث	علامہ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن سخاوی	متوفی ۹۰۲ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

الدرر السنیہ	عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم	متوفی ۱۳۹۲ھ
شرح صحیح مسلم	علامہ غلام رسول سعیدی	متوفی ۱۴۳۸ھ
التیسیر شرح جامع صغیر	زین الدین محمد بن محمد بن المدعو	متوفی ۱۰۳۱ھ
شرح الصدور	علامہ جلال الدین سیوطی	متوفی ۹۱۱ھ
مدخل	علامہ ابوعبداللہ محمد بن محمد المشہور ابن الحاج	متوفی ۷۳۷ھ
جذب القلوب	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	متوفی ۱۰۵۲ھ
سنن کبریٰ	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	متوفی ۴۵۸ھ

کتب فقہ واصول فقہ

المبسوط للسرخسی	علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی	متوفی ۴۸۳ھ
اصول بزدوی	فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی	متوفی ۴۸۲ھ
شرح وقایہ	صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود	متوفی ۷۴۷ھ
ھدایہ	علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی	متوفی ۵۹۳ھ
بحر الرائق	علامہ زین الدین بن نجیم	متوفی ۹۷۰ھ
مجمع الانھر شرح ملتقی الابحر	علامہ محمد سلیمان آفندی	متوفی ۱۰۷۸ھ
فتح القدیر	علامہ کمال الدین ابن ھمام	متوفی ۸۶۱ھ
تبیین الحقائق	علامہ عثمان بن علی زیلعی	متوفی ۷۴۳ھ
ردالمحتار	علامہ سید محمد امین بن عابدین شامی	متوفی ۱۲۵۲ھ
غنیۃ المستملی	علامہ ابراہیم بن محمد حلبی	متوفی ۹۵۶ھ
مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار شرنبلالی	متوفی ۱۰۶۹ھ
غمز عیون البصائر	سید احمد بن محمد حنفی حموی	متوفی ۱۰۹۸ھ
بدائع الصنائع	علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی	متوفی ۵۸۷ھ
جامع الفصولین	محمد بن اسرائیل المعروف ابن قاضی	متوفی ۸۲۳ھ
کنز الدقائق	علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی	متوفی ۷۱۰ھ
الاشباہ والنظائر	علامہ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم مصری	متوفی ۹۷۰ھ
نورالایضاح	علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی	متوفی ۱۰۶۹ھ
نورالانوار	ملا احمد جیون	متوفی ۱۱۳۰ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

درمختار	علامہ علاؤالدین حصکفی	متوفی ۱۰۸۸ھ
الطحطاوی علی الدرالمختار	علامہ احمد بن محمد طحطاوی	متوفی ۱۲۳۱ھ
منیۃ المصلی	علامہ سدیدالدین محمد بن محمد کاشغری	متوفی ۷۰۵ھ
التوضیح علی التلویح	عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ	متوفی ۷۹۲ھ
فتاوی بزازیہ	علامہ شہاب الدین ابن بزاز کردری	متوفی ۸۲۷ھ
فتاوی رملی	علامہ خیرالدین رملی	متوفی ۱۰۱۸ھ
الفتاوی العالمگیریہ	ملانظام الدین	متوفی ۱۱۶۱ھ
العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ	امام احمد رضا قادری	متوفی ۱۳۴۰ھ
فتاوی خانیہ	قاضی حسن بن منصور اوزجندی	متوفی ۵۹۲ھ
فتاوی خیریہ	علامہ خیرالدین اعلی	متوفی ۱۳۸۱ھ
فتاوی امجدیہ	علامہ امجد علی اعظمی	متوفی ۱۳۷۶ھ
فتاوی مصطفویہ	ابوالبرکات محمد مصطفیٰ رضا قادری	متوفی ۱۴۰۲ھ
فتاوی فیض الرسول	مفتی جلال الدین احمد امجدی	متوفی ۱۴۲۲ھ
فتاوی بحرالعلوم	مفتی عبدالمنان اعظمی	متوفی ۱۴۳۴ھ
فتاوی تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی	متوفی ۷۸۶ھ
فتاوی مفتی اعظم	ابوالبرکات محمد مصطفیٰ رضا قادری	متوفی ۱۴۰۲ھ
فتاوی شارح بخاری	علامہ مفتی شاہ شریف الحق امجدی	متوفی ۱۴۲۱ھ
فتاوی برکاتیہ	فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی	متوفی ۱۴۲۲ھ
خزانۃ المفتین	حسین بن اسمعانی السمعانی	متوفی ۷۴۰ھ
احکام شریعت	امام احمد رضا قادری	متوفی ۱۳۴۰ھ
بہار شریعت	علامہ امجد علی اعظمی	متوفی ۱۳۷۶ھ
ٹائی کا مسئلہ	علامہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری	

متفرق کتب

تقویت الایمان	اسماعیل دہلوی	متوفی ۱۲۴۶ھ
رسالہ یکروزی	اسماعیل دہلوی	متوفی ۱۲۴۶ھ
تحذیر الناس	محمد قاسم نانوتوی	متوفی ۱۲۹۷ھ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

براہین قاطعہ	خلیل احمد انبیٹھوی	متوفی ۱۳۴۶ھ
حفظ الایمان	اشرف علی تھانوی	متوفی ۱۳۶۲ھ
الشہاب الثاقب	حسین احمد ٹانڈوی	متوفی
شرح عقائد	علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی	متوفی ۷۹۱ھ
جاء الحق	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی	متوفی ۱۳۹۱ھ
نبراس	مولانا عبد العزیز پرہاروی	متوفی ۱۲۳۹ھ
طریقہ محمدیہ	محمد بن بیر علی المعروف بیرکلی	متوفی ۹۸۱ھ
حدیقہ ندیہ	علامہ عبد الغنی نابلسی	متوفی ۱۱۴۳ھ
المعتقد المنتقد	علامہ فضل رسول بدایونی	متوفی ۱۲۸۹ھ
شرح فقہ اکبر	ملا علی بن سلطان محمد القاری	متوفی ۱۰۱۴ھ
بہجۃ الاسرار	ابو الحسن نور الدین علی بن یوسف شطنوفی	متوفی ۷۱۳ھ
اعلام مع سبل النجاۃ	خیر الدین زرکلی	متوفی ۱۳۹۴ھ
رسالہ قشیریہ	ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری	متوفی ۴۶۵ھ
طبقات کبریٰ	امام محمد بن سعد	متوفی ۲۳۰ھ
الاعلام بقواطع الاسلام	احمد بن علی بن حجر الہیتمی	متوفی ۹۷۴ھ
ازالہ اوہام	مرزا غلام احمد قادیانی	متوفی ۱۹۰۱ھ
تتمہ حقیقت وحی	مرزا غلام احمد قادیانی	متوفی ۱۹۰۱ھ
دافع البلا	مرزا غلام احمد قادیانی	متوفی ۱۹۰۱ھ
آئینہ کمالات اسلام	مرزا غلام احمد قادیانی	متوفی ۱۹۰۱ھ
فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن	ڈاکٹر طاہر القادری	
تمہید ایمان	امام احمد رضا قادری	متوفی ۱۳۴۰ھ
رد الرفضۃ	امام احمد رضا قادری	متوفی ۱۳۴۰ھ
المصباح فی اللغۃ	عبد الحفیظ بلیاوی	

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari